حضور اقدس ﷺ سے محبت اتباع اور ادب شفائے قلب تقویت الایمان کا سب سے اکسیری نسخہ ہے

ذکر میں شفاء ہے
قرآن میں شفاء ہے
درود سلام باعث شفاء ہے
اتحاد میں قوت ہے

جہاد فی سبیل اللہ سلامتی کی ضمانت
تقویٰ ایمان کی تقویت کا کمال
توکل علی اللہ نصرت الٰہی کی سبیل

شفائے امت

خواہشات نفسانی سے دستبردار
قرب الٰہی کی روشن دلیل

وسائل ہونے کے باوجود سادگی
بڑے لوگوں کا طریقہ ہے

فقر وغنا شہنشاہی کی حقیقت

شہادت کی موت وصل حق اور
حیات جاودانی کی حقیقت ہے

خیرات، صدقات، سخاوت
فراخی رزق کا ذریعہ

لذات وخواہشات، بناؤ سنگھار شان وشوکت، سے دستبردار ہونا
نفس اور شیطان کو سر بازار ذلیل کرنے کے مترادف ہے

Marfat.com

؎ ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر

؎ کی محمدؐ سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(اقبالؒ)

یا ولی یا نصیر

یا حیی یا قیوم

یا ولی یا نصیر　　ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ　　یا حیی یا قیوم

پیش لفظ!

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے اس عاجز و ناتوان بندے کو اپنی کتاب پر غور و فکر کی توفیق عطا فرمائی تو میں یہ دیکھ کر متحیر ہو گیا! کہ اللہ نے بنی نوع انسان کے لئے جو سب سے بڑا مقام اور انعام مقام خلافت کی شکل میں دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ وہ ہم سے کیوں چھن چکا ہے۔ اہل ایمان کو رب جلیل نے جس مدد کا وعدہ فرمایا ہے وہ مدد کیوں نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ نے جس دین کو سب ادیان پر غالب فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ آج وہ دین پوری کائنات میں سب سے زیادہ مظلوم و مقہور کیوں ہے چاہیے تو یہ تھا کہ جس دین پر عمل پیرا ہونے سے مقام خلافت نصیب ہوتا ہے۔ ہم اس دین حق پر عمل پیرا ہو کر حصول خلافت کے لئے جدوجہد کرتے لیکن مقام افسوس ہے کہ ہم نے قوانین اسلام کے تحت ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی کرنے کی بجائے اپنی اپنی مرضی کا دین ایجاد کر لیا۔ ۔ ۔ نئے نظریات کے تحت حصول خلافت کے لئے جدوجہد کرنے کی بجائے ہم نے مقام خلافت کا ہی انکار کر دیا ہے۔ بلکہ مقام خلافت کے انکار کو ہی دین بنا لیا ہے وہ مقام خلافت جو ایمان اور اعمال صالح کے بدلے دینے کا رب کریم نے تا قیامت وعدہ فرمایا ہے۔ اس خلافت الٰہیہ کی مخالفت کو ہی ہم نے مطمئہ نظر بنا لیا ہے۔ یہ جاننے کے باوجود کہ شیطان رجیم توحید کو ماننے کے باوجود خلافت کے انکار کی بدولت ہی مردود لعین بنا۔ ہم نے دین اسلام کے لبادے میں ملبوس ہونے کے باوجود خلافت کے

مدینۃ العلم جامعہ مجددیہ
نور آباد۔ فتح گڑھ۔ سیالکوٹ

Marfat.com

انکار کو ہی اصول دین بنا لیا ہے۔ حالانکہ ہم یہ تسلیم بھی کرتے ہیں کہ آدم کا منکر شیطان ہے اس کے باوجود ہم اس کے راستے پر چلنے کو کیوں فوقیت دیتے ہیں۔ اسی طرح خلافت اسلامیہ کی روح جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اس کے برعکس کافروں کے سارے گروہ اس بات پر متفق ہیں کہ مسلمان عبادت جتنی چاہیں کریں۔ ہمیں کوئی اعترض نہیں۔ لیکن جہاد سے دستبردار ہو جائیں۔ ہم اللہ کا حکم ماننے کی بجائے کافروں کے ارادوں کی تکمیل پر کیوں مجبور ہیں اتحاد بین المسلمین حکم قرآن بھی ہے ارشاد مصطفیٰ بھی ہے۔ اس کے باوجود ہم فرقہ پرستی کی تبلیغ کرنے پر کیوں بضد ہیں۔ پوری دنیائے کفر اس بات پر متحد ہے کہ مسلمان کبھی متحد نہ ہوں ہم اللہ کے حکم کی مخالفت کر کے کافروں کے ارادوں کی تکمیل پر کیوں مجبور ہیں۔ قرآن پاک نے کافروں اور مشرکوں سے تعلقات دوستی اور خارجہ امور کی وضاحت فرما دی۔ اس کے باوجود ہم قرآن کی مخالفت پر کیوں بضد ہیں۔ مبلغان اسلام کے قول و فعل کے تضاد نے ملت اسلامیہ کے نوجوانوں کو دین اسلام سے متنفر و بیزار کر دیا ہے۔ میں خود ایک طویل عرصہ محض اسی وجہ سے دین سے دور رہا کہ میں جہاں بھی حصول دین کے لئے حاضر ہوتا ایک ہی سبق ملتا کہ صرف ہمارا فرقہ مسلمان ہے۔ باقی سبھی لوگ کافر و مشرک ہیں (نعوذ باللہ) اسی اثناء میں ایک اللہ کے بندے سے ملاقات ہوئی جس نے بتایا کہ یہ سبھی لوگ مسلمان ہیں اور واجب الاحترام بھی ہیں۔ تیرا اپنا نفس کافر ہے۔ اسے مسلمان کرنے کی جدوجہد کر۔ اس بات میں اتنی تاثیر اور صداقت تھی۔ کہ ماننے کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا۔ لاجواب ہو کر برائی کے ہتھیار پھینک دیئے۔ اپنے گناہوں سے شرمسار ہو کر اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوا۔ جس محسن نے مجھے رجوع الی اللہ ہونے کا درس دیا ان کا نام حضرت صوفی محمد برکت علی رحمتہ اللہ علیہ ہے۔

Marfat.com

جنہوں نے پوری زندگی ملت اسلامیہ کو متحد کرنے کی لازوال کوشش کی یہی وہ سبق ہے جسے ملت اسلامیہ کے ہر فرد تک پہچانے کے لئے یہ کتاب تحریر کر رہا ہوں۔ ہم دوسروں پر کفر کے فتوے لگانے کی بجائے قرآن کے آئینے میں اپنا اپنا تجزیہ کریں! کہ ہم میں مومنانہ صفات موجود ہیں۔ اگر موجود ہیں تو پھر مقام خلافت ملنے کی بجائے کافروں کے غلام کیوں ہیں تجزئیے کے بعد تسلیم کرنا ہوگا کہ دین اسلام حق ہے جبکہ ہم خائن اور جھوٹے ہیں۔ جنہوں نے دین اسلام میں خیانت کر کے اس کو ٹکڑوں، فرقوں، ملکوں اور ذاتوں میں منقسم کر دیا ہے اگر ہم اپنے دعوے میں سچے ہوتے تو اللہ ضرور مدد فرماتے اور دین اسلام سب ادیان پہ غالب ہوتا۔ اگر ہم اللہ کے حکم کے محکوم ہوتے اللہ کے حکم سے ہمارا (مسلمانوں کا) حکم چلتا جو کہتے وہی ہوتا۔ یا حیٔ یا قیوم۔ ساری خدائی کے ناخدا ہوتے امت کے خادم اور ساری کائنات کے ناظم ہوتے۔ میری ملت اسلامیہ کے ہر فرد خصوصاً نوجوانوں سے التماس ہے۔ کہ خلافت الٰہیہ کے حصول کے لئے ایمان اور اعمال صالح کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر ملت اسلامیہ کو متحد کرنے کے لئے فرقہ پرستی کی دیواروں کو توڑ کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کرۂ ارض کے مظلوم و مقہور مسلمانوں کی مدد کے لئے اور اپنی بہو بیٹیوں کی دلخراش آواز پر لبیک کہتے ہوئے دشمنان اسلام کے سامنے سینہ سپر ہونے کے لئے میدان عمل میں نکلیں یہ ہم سب کے لئے فرض عین ہے۔ ورنہ محشر کے دن شرمسار بھی ہونگے اور دائمی عذاب کے مستحق بھی شیطان اور دشمنان اسلام نے تجھے کھیل کود عیش وعشرت عیاشی اور فحاشی میں مبتلاء کر کے تیری منزل سے دور کر دیا ہے۔ تیری منزل دنیا نہیں خالق دنیا ہے جب تو اپنی منزل کی طرف گامزن ہوگا اپنے اللہ کی مدد کو ہر حال میں اپنے قریب پائے گا۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ

3 مئی 2004ء

از قلم

حکیم محمد ریاض احمد کنوینر تحریک نفاذ القرآن

ٹھکر کے وڑائچ گوجرانوالہ

حکیم محمد ریاض احمد کنوینر تحریک نفاذ القرآن

ٹھکر کے وڑائچ گوجرانوالہ

Marfat.com

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کو میری محبت ماں باپ اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔

(صحیح بخاری شریف جلد اول صفحہ 2) (مسلم شریف جلد اول صفحہ 49) (سنن نسائی شریف جلد ثانی صفحہ 235)

(سنن ماجہ صفحہ 8 ترتیب شریف صفحہ 76)

مومن کے اوصاف

1۔ محمد ﷺ سے محبت۔ 2۔ اللہ اور ایمان والوں سے دوستی۔

3۔ اللہ کا ذکر۔ 4۔ محبوب خدا پر درود وسلام۔

5۔ جہاد فی سبیل اللہ اور نفس کے خلاف جہاد۔

6۔ دنیا عارضی اور قیامت کو دائمی مان کر اس کی تیاری کرے۔

7۔ اتحاد امت۔ 8۔ شہادت کی خواہش۔

ملت اسلامیہ کی بیماریاں

1۔ دنیا کی محبت۔ 2۔ نفاق۔ 3۔ شرک۔

4۔ مسلمانوں کو مشرک بنانا اور مشرکوں کی اطاعت کرنا۔

5۔ جہاد سے دور بھاگنا۔ 6۔ فرقہ پرستی۔

7۔ موت کا خوف۔

مومن کے ایمان کی پہچان

1۔ سورۃ مجادلہ۔(22)

لا تجد قوماً یومنون باللہ والیوم الاٰ خریوآ دون من حاداللہ ورسولہ ولو
کانوا اباآء ھم او ابنآء ھم او اخوانھم او عشیرتھم اولک کتب فی قلوبھم
الایمان وایدھم بروح منہ ویدخلھم جنٰتٍ تجری من تحتھا الانھٰر خٰلدین
فیھا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ اولک حزب اللہ الآ ان حزب اللہ ھم
المفلحونo (۲۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ (قبیلے) کے (عزیز) ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو لکھ دیا ہے اور جن کی تائید اپنی روح سے کی ہے اور جنہیں ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے خوش ہیں یہ خدائی لشکر ہے، آگاہ رہو بیشک اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب لوگ ہیں۔

2۔ سورۃ حجرات۔ (15)

انما المومنون الذین اٰمنو باللہ ورسولہٖ ثم لم یرتابوا وجٰھدوا باموالھم
وانفسھم فی سبیل اللہ اولک ھم الصٰدقونo (۱۵)

ترجمہ: مومن تو وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر (پکا) ایمان لائیں پھر شک وشبہ نہ کریں اور اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہیں، (اپنے دعویٰ ایمان میں) یہی سچے اور راست گو ہیں۔

مومن کے دوست

سورۃ مائدہ۔ (56-55)

Marfat.com

انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین اٰمنو الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الذکوٰۃ وھم راٰکعونo (۵۵)

ومن یتول اللہ ورسولہ والذین اٰمنو فان حزب اللہ ھم الغٰلبونo (۵٦)

ترجمہ: (مسلمانو)! تمہارا دوست خود اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور ایمان والے ہیں جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ رکوع (خشوع وخضوع) کرنے والے ہیں۔ (۵۵)

اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے اور مسلمانوں سے دوستی کرے، وہ یقین مانے کہ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی غالب رہے گی۔ (۵٦)

حضور ﷺ کے ساتھیوں کی پہچان

سورۃ فتح (29) کافروں کے ساتھ سخت مومنوں کیلئے نرم

محمد رسول اللہ والذین معہ اشدآء علی الکفار رحمآء بینھم ترٰھم رکعاً سجدًا یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً سیما ھم فی وجوھھم من اثر السجود ذٰلک مثلھم فی التورٰۃ ومثلھم فی الانجیل کزرعٍ اخرج شطاہ فاٰزرہ فاستغلظ فاستوٰی علٰی سوقہٖ یعجب الزراء لیغیظ بھم الکفار وعداللہ الذین اٰمنو وعملوا الصٰلحٰت منھم مغفرۃً واجرًا عظیماًo (۲۹)

ترجمہ: محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحمدل ہیں تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی مثال تورات میں ہے اور ان کی مثال انجیل میں ہے، مثل اس کھیتی کے جس نے اپنی انگوری نکالی پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹا ہو گیا پھر اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہو گیا اور کسانوں کو

Marfat.com

خوش کرنے لگا تا کہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے، ان ایمان والوں اور نیک اعمال والوں سے اللہ نے بخشش کا اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔

اللہ کے دوستوں کی پہچان

سورۃ صف۔(4)

ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہٖ صفًا کانھم بنیان مرصوص ٥ (۴)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف بستہ جہاد کرتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

منافقوں کی پہچان

سورۃ بقرہ 8-9-10 14 اور 15

ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الاٰخر وماھم بمومنین٥ (۸)

یخدعون اللہ والذین اٰمنوا وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون٥ (۹)

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضًا ولھم عذاب الیم بما کانوا یکذبون٥ (۱۰)

ترجمہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں لیکن درحقیقت وہ ایمان والے نہیں ہیں۔ (۸)

وہ اللہ تعالیٰ کو اور ایمان والوں کو دھوکا دیتے ہیں، لیکن دراصل وہ خود اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں، سمجھتے نہیں۔ (۹)

ان کے دلوں میں بیماری تھی اللہ تعالیٰ نے انہیں بیماری میں مزید بڑھا دیا اور ان کے جھوٹ کی وجہ سے ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔ (۱۰)

Marfat.com

واذ لقوا الذين امنو قالوا امنا واذا خلو الٰى شيٰطينهم قالوا انا معكم انما نحن مستهزء ونo (۱۴)

الله يستهزی بهم ويمدهم في طغيانهم يعمهونo (۱۵)

ترجمہ: اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان والے اور جب اپنے بڑوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ہم تو ان سے صرف مذاق کرتے ہیں۔ (۱۴)

اللہ تعالیٰ بھی ان سے مذاق کرتا ہے اور انہیں ان کی سرکشی اور بہکاوے میں اور بڑھا دیتا ہے۔ (۱۵)

سورۃ مائدہ 51-50-52

افحکم الجاهلية يبغون ومن احسن من الله حكمًا لقوم يوقنونo (۵۰)

يا يها الذين امنو لا تتخذوا اليهود والنصٰرٰى اوليآء بعضهم اولياء بعضٍ ومن يتولهم منكم فانه منهم ان الله لا يهدى القوم الظّٰلمينo (۵۱)

فترى الذين فى قلوبهم مرض يسارعون فيهم يقولون نخشٰى ان تصيبنا دآئرة فعسى الله ان ياتى بالفتح او امرٍ من عندهٖ فيصبحوا علىٰ مآ اسروا فى انفسهم نٰدمينo (۵۲)

ترجمہ: کیا یہ لوگ پھر سے جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں یقین رکھنے والے لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ سے بہتر فیصلے اور حکم کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟ (۵۰)

اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ تو آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے، ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہ راست نہیں دکھاتا۔ (۵۱)

Marfat.com

آپ دیکھیں گے کہ جن کے دلوں میں نفاق کا مرض ہے وہ دوڑ دوڑ کر ان میں گھس رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں خطرہ ہے' ایسا نہ ہو کہ کہیں ہم پر گردش نہ آ جائے بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح دے دے۔ یا اپنے پاس سے کوئی اور چیز لائے پھر تو یہ اپنے دلوں میں چھپائی ہوئی باتوں پر (بے طرح) نادم ہونے لگیں گے۔ (۵۲)

مرتد کی پہچان

سورۃ بقرہ 109-120

وکثیر من اھل الکتٰب لو یردنکم من بعد ایمانکم کفارًا حسدا من عند انفسھم من بعد ما تبین لھم الحق فاعفوا و اصفحوا حتٰی یاتی اللہ بامرہٖ ان اللہ علٰی کل شی قدیرo (۱۰۹)

ترجمہ: ان اہل کتاب کے اکثر لوگ باوجود حق واضح ہو جانے کے محض حسد وبغض کی بنا پر تمہیں بھی ایمان سے ہٹا دینا چاہتے ہیں' تم بھی معاف کرو اور چھوڑو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لائے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ (۱۰۹)

ولن ترضٰی عنک الیھود ولا النصٰرٰی حتٰی تتبع ملتھم قل ان ھدی اللہ ھو الھدٰی ولن اتبعت اھوآءھم بعد الذی جآءک من العلم مالک من اللہ من ولیٍ ولا نصیرo (۱۲۰)

ترجمہ: آپ سے یہود ونصاریٰ ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ آپ ان کے مذہب کے تابع نہ ہو جائیں، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کی ہدایت آنے کے بعد اور اگر آپ نے باوجود اپنے پاس علم آ جانے کے' پھر ان کی خواہشوں کی پیروی کی تو اللہ کے پاس آپ کا نہ تو کوئی ولی ہوگا اور نہ مددگار۔ (۱۲۰)

آل عمران 100

Marfat.com

یا یھا الذین اٰمنو آ ان یطیعوا فریقًا من الذین اوتوا الکتٰب یر دو کم بعد ایمانکم کٰفرین ٥ (١٠٠)

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب کی کسی جماعت کی باتیں مانو گے تو وہ تمہیں تمہارے ایمان لانے کے بعد مرتد کافر بنادیں گے۔

مشرک کی پہچان

سورۃ توبہ 28 سے 31

یاایھا الذین اٰمنو آ انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھٰذا وان خفتم عیلةً فسوف یغنیکم اللہ من فضلہٖ ان شآء ان اللہ علیم حکیم ٥ (٢٨)

قاتلوا الذین لا یومنون باللہ ولا بالیوم الاٰخر ولا یحرمون ماحرم اللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتٰب حتٰی یعطوا الجزیة عن ید وھم صٰغرون ٥ (٢٩)

وقالت الیھود عزیر ابن اللہ وقالت النصٰری المسیح ابن اللہ ذٰلک قولھم بافواھھم یضاھئون قول الذین کفروا من قبل قاتلھم اللہ انٰی یوفکون ٥ (٣٠)

اتخزوا اجبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللہ وامسیح ابن مریم ومآ امروا الا لیعبدوآ الٰھا واحدًا لا الٰہ الا ھو سبحٰنہ عما یشرکون ٥ (٣١)

ترجمہ: اے ایمان والو! بے شک مشرک بالکل ہی ناپاک ہیں وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس بھی نہ پھٹکنے پائیں اگر تمہیں مفلسی کا خوف ہے تو اللہ تمہیں دولت مند کردے گا اپنے فضل سے اگر چاہے اللہ علم وحکمت والا ہے۔ (٢٨)

Marfat.com

ان لوگوں سے لڑو جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے جو اللہ اور اس کے رسول کی حرام کردہ شے کو حرام نہیں جانتے' نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں ان لوگوں میں سے جنہیں کتاب دی گئی ہے' یہاں تک کہ وہ ذلیل و خوار ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں۔ (۲۹)

یہود کہتے ہیں عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصرانی کہتے ہیں مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ قول صرف ان کے منہ کی بات ہے۔ اگلے کافروں کی بات کی یہ بھی نقل کرنے لگے اللہ انہیں غارت کرے وہ کیسے پلٹائے جاتے ہیں۔ (۳۰)

ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح کو حالانکہ انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک ہے ان کے شریک مقرر کرنے سے۔ (۳۱)

Marfat.com

بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّ حیم

یا حیی　　　　ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ　　　　یا قیوم

مومنوں کے ساتھ خلافت حکومت اور مدد کا وعدہ

☆ ہم اپنے پیغمبروں کی اور جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کی دنیا کی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور قیامت کے دن بھی مدد کریں گے۔ (سورۃ مومن ۵۱)

☆ اور ہم نے تم سے پہلے بھی پیغمبر بھیجے تو وہ ان کے پاس نشانیاں لے کر آئے سو جو لوگ نافرمانی کرتے تھے ہم نے ان سے بدلہ لے کر چھوڑا اور ایمان والوں کی مدد ہم پر لازم تھی

(سورۃ الروم ۴۷)

☆ اے پیغمبر خدا سے ڈرتے رہنا اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ ماننا بیشک خدا جاننے والا حکمت والا ہے۔ احزاب (۱) اور جو (کتاب) تم کو تمہارے پروردگار کی طرف سے وحی کی جاتی ہے اسی کی پیروی کیئے جانا۔ اور بے شک خدا تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔

(۲) اور خدا پر بھروسہ رکھنا اور خدا ہی کارساز کافی ہے۔ (احزاب ۱ تا ۴)

(۳) اے اہل ایمان اگر تم خدا کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تم کو ثابت قدم رکھے گا۔ (سورۃ مائدہ ۷)

☆ جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان سے خدا کا وعدہ ہے کہ ان کو ملک کا حاکم بنادے گا جیسا ان سے خدا کا وعدہ ہے کہ ان کو ملک کا حاکم بنادے گا۔ جیسا ان سے پہلے لوگوں کو بنایا تھا۔ اور ان کے دین کو جسے ان کے لئے پسند کیا ہے مستحکم اور پائیدار کرے گا۔ اور خوف کے بعد انھیں امن بخشے گا وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔ اور اس کے بعد اگر کوئی کفر کرے تو ایسے لوگ بدکردار ہیں

(سورۃ نور ۵۵)

☆ایمان والوں کی تو یہ بات ہے کہ جب خدا اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلائے جائیں تا کہ وہ ان میں فیصلہ کریں تو کہیں ہم نے سن لیا اور مان لیا۔ اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ (سورۃ نور ۵۱)

☆وہی ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت (کی کتاب) اور دین حق دے کر بھیجا۔ تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے اور حق ظاہر کرنے کے لئے خدا ہی کافی ہے۔ محمدؐ خدا کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں تو ان کو دیکھتا ہے کہ خدا کے سامنے سر بسجود ہیں خدا کے فضل اور خوشنودی کے طلبگار ہیں اور سجدہ کی وجہ سے ان کی پیشانیوں پر نشان پڑے ہوئے ہیں۔ (فتح ۲۸،۲۹)

وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدائت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اسے اور سب دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو برا ہی لگے (۹) مومنو تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں عذاب الٰہی سے خلاصی دے (۱۰) وہ یہ کہ تم خدا اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ میں مال جان سے جہاد کرو اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (۱۱) صف ۹ تا ۱۱) اللہ جل شانہ نے قرآن پاک میں بار بار یہ ارشاد فرمایا ہے کہ میں ایمان والوں کی مدد کروں گا ان کو خلافت اور حکومت عطا کروں گا اور دین اسلام کو سب دینوں پر غالب کروں گا اور پھر اس عمل کا مشاہدہ حضور اقدس ﷺ اور اصحابہ اکرامؓ کی مقدس زندگیاں ہمارے لئے مشعل راہ ہیں کہ واقعی اللہ نے ان سے اپنا وعدہ پورا فرمایا ان کی ہر مقام پر مدد اور دستگیری فرمائی۔ ان کو خلافت اور حکومت عطا فرمائی ان کو رعب اور دبدبہ عطا فرمایا۔ ان کو قوت اور ہیبت عطا فرمائی پھر کیا وجہ ہے کہ آج ہم بھی وہی قرآن پڑھتے ہیں اسی دین اسلام پر عمل پیرا ہونے کے دعوے دار ہیں۔ نمازیں بھی پڑھتے ہیں حج بھی لاکھوں کی تعداد میں کرتے ہیں مبلغ

Marfat.com

اسلام بھی لاکھوں کی تعداد میں ہیں نمازی بھی لاتعداد ہیں تہجد گزار بھی ہیں مجاہدین اسلام بھی لاتعداد ہیں دنیا کے اسباب سے بھی مالا مال ہیں تیل کی دولت ہمارے پاس ہے فوجوں کی تعداد بھی لاتعداد ہے۔ اسلحہ کے انبار کے باوجود آج ہم ذلیل کیوں ہیں؟ حکومت کی جگہ پورے کرۂ ارض کے مسلمان غلام کیوں ہیں؟ اللہ کی بجائے دشمنان اسلام کے احکام ماننے پر کیوں مجبور ہیں ہم اس کتاب میں اللہ کی کتاب سے ان اسباب کو تلاش کرنے کی کوشش کریں گے جن کی بدولت ملت اسلامیہ کی فتح شکست میں عزت ذلت میں خلافت اور حکومت غلامی میں بدل چکی ہیں تاکہ ہم ان اسباب کا ازالہ کر کے اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہوسکیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں سورۃ فتح میں ارشاد فرما رہے ہیں۔ کہ ہم نے اپنے پیغمبر کو دین حق دے کر بھیجا ہے۔ کہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کرے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ایمان والوں کی پہچان یہ بیان فرمائی ہے کہ محمد مصطفےٰ ﷺ کے ساتھیوں جانشینوں کی نشانی یہ ہے کہ وہ کافروں کے لئے سخت ہیں اور ایمان والوں کے لئے نرم ہیں۔ اور نمازی ہیں رکوع وسجود کرنے والے ہیں اب ہم قرآن کے اس آئینے میں اپنا تجزیہ کرتے ہیں کہ مسلم امہ میں کتنے لوگ ایسے ہیں جو اس معیار پر پورا اترتے ہیں جس کے بعد اللہ کی مدد حاصل ہو اور پھر یہ دین اسلام سب دینوں پر غالب ہوگا مومن کی حقیقی پہچان یہ ہے کہ کہ وہ کافروں کے لئے سخت ہو جیسا کہ قرآن پاک میں بار بار اس حکم کی وضاحت فرمائی کہ ان لوگوں کے ساتھ سختی سے پیش آؤ۔ اللہ کے نافرمانوں سے جہاد کرو یہ حکم قرآن پاک ہے۔

اللہ ہماری مدد کیوں نہیں کرتا ۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی پہچان یہ بتلائی کہ وہ مومنوں کے لئے نرم اور کافروں کے لئے سخت

Marfat.com

ہیں۔ جبکہ ہم نے اس کے مخالف عمل کیا۔ یعنی کافروں سے دوستی مومنوں سے عداوت۔

حکم خداوندی ہے۔ کہ کافروں اور مشرکوں کو کبھی دوست نہ بناؤ اور نہ ان کو اپنا راز دان بناؤ اسی طرح مومنوں کے ساتھ نرمی کو بھی مختلف انداز میں سمجھایا گیا ہے۔ کہ مومن کا دوست اور خیر خواہ صرف مومن ہی ہو سکتا ہے جس کی وضاحت رسول اللہ نے اس طرح فرمائی ہے کہ کرۂ ارض پر بسنے والے مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں۔ جب کسی ایک مسلمان کو تکلیف ہوتی ہے تو اس تکلیف کا اثر تمام مسلمانوں کے جسم پر اسی طرح ہوتا ہے جیسا کہ جسم کے ایک حصہ پر پھوڑ نکلتا ہے تو اس کی ٹیسیں تمام جسم پر محسوس ہوتی ہیں اسی طرح فرمایا تمام مسلمان ایک دیوار کی مانند ہیں۔ جس طرح دیوار کی ایک اینٹ دوسری کو تقویت دیتی ہے اسی طرح ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے باعث تقویت ہوتا ہے۔ اسی طرح قرآن حکیم میں سورۃ صف میں وضاحت فرمائی کہ اللہ کے دوست وہ لوگ ہیں جو صفیں باندھ کر کافروں سے جہاد کرتے ہیں پھر اس حکم کی وضاحت اس طرح فرمائی کہ! اللہ کے دین کی رسی کو مظبوطی سے پکڑو اور فرقوں میں مت بٹو پھر اس حکم کی بار بار وضاحت فرمائی کہ دیکھنا! جیسا کے سابقہ قومیں فرقوں میں بٹ کر یا منتشر ہو کر ذلت ورسوائی سے دوچار ہوئیں تم ایسا نہ کرنا تم اللہ کا وہ احسان یاد کرو! جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے لیکن ایمان کی بدولت تم کو ایک دوسرے کا دوست بنا دیا گیا ہے کہ خبردار! تم نے ایسا نہیں کرنا ورنہ تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ اور تم پر ذلت مسلط کر دی جائے گی۔

خلافت ایمان اور اعمال صالح سے مشروط ہے

(2) خلافت کا وعدہ ایمان اور اعمال صالح کے ساتھ مشروط فرمایا اب دیکھتے ہیں کہ ازروئے قرآن مومن کی کیا پہچان ہیں ☆ مومن کی پہچان ازروئے قرآن! مومن تو وہ ہیں

Marfat.com

جوخدااوراس کے رسول پر ایمان لائے۔پھر شک میں نہ پڑے اورخدا کی راہ میں جان اور مال سے لڑے یہی لوگ ایمان کے سچے ہیں۔ (سورۃالحجرات ۱۵)

جولوگ خدا اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو خدا اور اس کے دشمنوں کے ساتھ دوستی کرتے نہ دیکھو گے خواہ وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی یا خاندان ہی کے لوگ ہوں۔یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان (پتھر کی لکیر کی طرح) تحریر کردیا ہے۔اور فیض غیبی سے ان کی مدد کی ہے وہ ان کو بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا۔ہمیشہ ان میں رہیں گے۔خدا ان پر راضی اور وہ خدا پر راضی ہوئے اور یہی گروہ خدا کا لشکر ہے۔اور سن لو خدا کا لشکر ہی بامراد ہے۔(سورۃ المجادلہ ۲۲) از روئے قرآن مومن کی حقیقت اس طرح بیان فرمائی ہے۔کہ مومن وہ ہیں جو اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرتے ہیں۔اور دشمنان دین سے کسی بھی حال میں دوستی نہیں کرتے اگرچہ وہ ان کے قریبی رشتہ دار یا عزیز و اقارب ہوں۔

۳ اعمال صالح: اعمال صالح کی بنیاد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔

جبکہ ہم نے ان دونوں سے دست بردار ہو کر فرقہ پرستی کی تبلیغ شروع کردی۔پھر اللہ کی مدد کیوں آئے۔اور اس ترازو پر پورا اترنے پر ہی قرآن پاک نے بہترین جماعت کی سند عطا فرمائی ہے۔تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کے لئے ظاہری گئی ہے تم لوگ نیک باتوں کو بتلاتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو (العمران آیت نمبر ۱۱۰) اور اسی جماعت کے بنانے کا قرآن نے حکم دیا ہے۔اور ساتھ ہی کامیابی کی سند بھی عطا فرمائی ہے۔اور تم میں ایک جماعت ہونا ضروری ہے کہ خیر کی طرف بلایا کرے۔اور نیک کام کرنے کو کہا کرے اور برے کاموں سے روکا کرے۔اور ایسے لوگ کامیاب ہونگے۔ (العمران آیت نمبر ۱۰۴)

Marfat.com

پھر حضور اقدس ﷺ نے اس کی تشریح یوں فرمائی کہ یا تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرتے رہو یا پھر عذاب الٰہی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اسی طرح قرآن پاک میں بنی اسرائیل کے متعلق ہفتہ کے روز منا ہی کے باوجود مچھلیاں پکڑنے والوں کا حال بیان فرمایا۔ کہ جو نہی عن المنکر کے تحت مچھلیاں پکڑنے والوں کو روکتے تھے۔ وہی عذاب الٰہی سے بچ سکے۔ جبکہ باقی دونوں گروہ جو مچھلیاں پکڑتے تھے اور دوسرے جوان کو نہ روکتے تھے بندر بنا دیا گیا۔ آز روئے قرآن پتا چلا کہ جہاں پر امر بالمعروف یعنی نیکی کے کام کرنا اور نیکی کا حکم دینا ضروری ہے۔ اسی طرح برائی سے رکنا اور دوسروں کو روکنا بھی ضروری ہے ایسے اعمال کو اعمال صالح کہا جائے گا۔ اور ان کے عاملین کو صالحین کہا جائے گا۔ لہذا ثابت ہوا کہ خلافت کے حصول کے لئے دو بنیادی چیزیں ہیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔ ہم نے من حیث القوم نہی عن المنکر اور جہاد فی سبیل اللہ کو چھوڑ دیا۔ پھر اللہ کی مدد کیسے نصیب ہو۔

(1) ایمان اور ایمان والوں کی شناخت یہ ہے کہ وہ اپنے مال اور جان کو اللہ کی راہ میں پیش کرنے سے ذرا بھی نہیں ہچکچائے۔

(2) اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ہر حال میں قائم رکھے ان دونوں میں امر بالمعروف آسان راستہ ہے۔ حج، زکواۃ، روزہ، ذکر، تبلیغ، نوافل یہ کام خود بھی کرنا اور دوسروں کو بھی تلقین کرنا لیکن نہی عن المنکر مشکل راستہ ہے۔ اور یہی راستہ جہاد کی ابتداء بھی ہے اور انتہا بھی مثلاً۔ شرابی، چور، ڈاکو، راشی، سودی سب طاقتور لوگ ہوتے ہیں۔ جب کوئی ان کو روکنے کی کوشش کرے گا تو وہ لازمی اسے تنگ کرنے کے لئے اپنی ہر کوشش کریں گے۔ اور جو لوگ اس راہ میں جدوجہد کرتے ہیں وہ حقیقت میں جہاد کی ابتداء کا مرحلہ ہے۔ اس کے بعد جب کوئی ظالم مسلمانوں سے ان کی زمینیں، مکان اور جائیداد چھین لے یا ان کی عزت

Marfat.com

پر حملہ کرے یا ان کا ملک چھین لے تو پھر جو لوگ اپنے مال اور جان سے ان لوگوں سے لڑتے ہیں۔اس کو جہاد کہا جاتا ہے اور یہ اکثر کافروں اور مشرکوں سے ہی ایسا فعل سرزد ہوتا ہے۔اور ان سے انسان جب اپنے مال اور جان سے جہاد کرتا ہے۔تو اس کو مجاہد کہا جاتا ہے۔اور جب کوئی بندہ اس منزل سے گزرتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس خوش نصیب کو صاحب ایمان ہونے کی سند عطاء ہوتی ہے۔ (ماشاءاللہ)

یہی وہ مقام ہے جس مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہو رہا ہے۔کہ جو اللہ کے دین کی مدد کرے گا اللہ اس کی مدد کرے گا۔یا اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی مدد کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

۴ اللہ نے اتحاد بین المسلمین کا قطعی حکم دیا۔اور فرقہ پرستی سے روک دیا۔لیکن ہم ملت اسلامیہ میں انتشار پیدا کرنے کے لئے فرقہ پرستی پر بضد ہیں۔

اب دیکھیں ہم میں کون لوگ ہیں جن میں وہ معیار موجود ہے جن کی اللہ تعالیٰ مدد فرمائے

جواب: اس وقت صرف پاکستان میں مسلمان چار بڑے فرقوں یا گروہوں میں منقسم ہو چکے ہیں اور ہر کوئی دعوے دار ہے۔کہ ہم ہی حق پر ہیں۔ہم ہی صاحب ولایت بھی ہیں۔اتباع سنت بھی ہم ہی کرتے ہیں۔اور جس فرقے میں کوئی سادہ لوح مسلمان شامل ہو جاتا ہے۔اس کو ہر کوئی اپنے مخصوص اسباق اس زور شور سے پڑھائے جاتے ہیں۔کہ وہ اپنے سوا کسی کی بات سننا بھی پسند نہیں کرتا۔اور میرا یہ حقیقی مشاہدہ ہے۔کوئی آدمی اپنے فرقہ کے مقابلے میں نہ تو قرآن کی بات سننا مناسب سمجھتا ہے۔اور نہ ہی حدیث مقدسہ کی بات سننا گوارہ کرتا ہے۔حالانکہ قرآن پاک نے اختلافات کے حل کے لئے مسلمانوں کو قرآن کی طرف رجوع کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ ﷺ کی اور اس کی جو تم میں

صاحب حکم ہو۔ پھر اگر کسی بات پہ جھگڑا اٹھے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف رجوع کریں اگر تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتے ہو۔ اور اس کا انجام اچھا ہے۔

(سورۃ النساء آیت نمبر ۵۹)

اگر ہم حکم قرآن مان جائیں تو فرقہ پرستی اپنی موت آپ مر جائے۔

اب ہم امت مسلمہ کے موجودہ چاروں فرقوں کا از روئے قرآن و حدیث تجزیہ کرتے ہیں۔ کیا ان میں سے کوئی ایسی جماعت موجود ہے۔ جن کے پاس ایمان کی سند موجود ہے۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی پابندی بھی کرتے ہیں۔ پھر اس کو اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق اللہ کی مدد نصیب ہو۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے واضح حکم دے دیا اللہ کے دین اسلام کی رسی کو مل کر (اکٹھے) مضبوطی سے پکڑو اور فرقے نہ بناؤ۔

(آل عمران ۱۰۳)

اب اس حکم میں دو حکم ہیں۔ امر یعنی حکم ہے۔ مسلمان متحد ہو کر دین اسلام کی رسی کو پکڑیں۔ دوسرا (نہی عن المنکر) فرقے نہ بناؤ۔ اور جب کوئی مسلمان قرآن پاک کے اس حکم سے منہ موڑ کر کسی فرقے میں داخل ہوتا ہے۔ تو وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دونوں سے انحراف کرتا ہے۔ جبھی وہ کسی فرقے میں شمولیت کرتا ہے۔ اور جب ان دونوں سے منحرف ہو گیا۔ تو پھر اس کا مطلب واضح ہے کہ اس کو اللہ کی مدد کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ جن شرائط کے ساتھ اللہ کی مدد مشروط ہے۔ جب کوئی ان شرائط کو ہی توڑ دے۔ تو پھر اس کو اللہ کی مدد کیوں اور کیسے ملے گی۔ تو پھر ان اختلافات کا حل تو یہی ہے۔ کہ قرآن و حدیث کے ترازو میں اختلافات کا حل تلاش کیا جائے۔ لیکن اگر کسی کے دل میں قرآن اور صاحب قرآن کی قدر موجود ہو تو پھر وہ کسی فرقے میں شمولیت ہی نہیں کر سکتا۔ بلکہ ایسے لوگ قرآن

Marfat.com

مجید کے غلط معنی اور تاویلیں پیش کر کے اپنے فرقے کو تقویت پہنچانے میں کوشاں رہتے ہیں پھر ایسے لوگوں کو اللہ کی مدد کیوں اور کیسے ملے گی۔

فرقہ پرستی کے لئے قرآن وحدیث کو کسی طرح جھٹلایا جاتا ہے۔

مثال: ہم اپنی تحریر وتقریر یا جس طرح بھی ممکن ہو اتحاد بین المسلمین کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ یہی اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے اور ہم ہر مکتبہ فکر کے ساتھ ملتے بھی ہیں ۔اور سب مسلمانوں کو متحد ہونے کی دعوت بھی دیتے ہیں جس پر چند مفتیان شرع نے ہمارے خلاف کتاب لکھ دی یہ لوگ کون ہوتے ہیں اتحاد کی دعوت دینے والے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرقے بنانے کا حکم فرمایا ہے۔مفتی صاحبان نے اپنے فتاوے میں فرقے بنانے کی تائید کیلئے حدیث پاک کا ایک ٹکڑا کاٹ کر اپنی مطلب براری کی کوشش کی کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی تو اب اس کو روکنا کیسے ممکن ہے اڑتالیس صفحہ کی کتاب میں کہیں بھی پوری حدیث نہیں لکھی۔کتاب کے اخیر میں پوری حدیث لکھی لیکن عربی میں لکھی اس کا ترجمہ اس لئے نہیں لکھا گیا کہ کہیں ہماری بد دیانتی ظاہر نہ ہو جائے۔

پوری حدیث اس طرح ہے

حضرت عبداللہؓ سے روائت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا۔اور ٹھیک جس طرح دونوں جوتیاں برابر اور ٹھیک ہیں یہاں تک کے بنی اسرائیل میں اگر کسی نے اپنی ماں سے اعلانیہ بدفعلی کی ہوگی تو میری امت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے۔جو ایسا کریں گے اگر بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگئی تو میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی جن میں ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی سب دوزخ میں جائینگے صحابہ اکرامؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ جنتی فرقہ کون ہوگا۔

Marfat.com

فرمایا جنتی فرقہ وہ فرقہ ہوگا۔جس میں مَیں اور میرے صحابہؓ (یہ حدیث غریب ہے،ہم اسے اسی طریق سے پہچانتے ہیں)۔ (جامع ترمذی جلد ثانی صفحہ ۸۹)

نوٹ! یہ حدیث حقیقت میں پیشن گوئی بھی ہے اور فرقہ پرستوں کے خلاف سخت قسم کی تنبیہ بھی ہے جبکہ مفتی صاحبان نے اس حدیث کے ٹکڑے کو کاٹ کر حکم قرآن کے خلاف استعمال کرلیا ہے۔حالانکہ حضور اقدس ﷺ نے وضاحت فرمادی کے کہ میری کوئی حدیث حکم قرآن کو تنسیخ نہیں کرتی جبکہ حکم قرآن میری حدیث کو تنسیخ کرتا ہے۔اسی طرح مفتی صاحبان نے یہود ونصاریٰ کے خلاف جو واضع آیات اتری ہیں۔اتحاد بین المسلمین کے خلاف لکھ دی ہیں۔مثلاً سورۃ مائدہ آیت نمبر ۵۱ میں حکم خداوندی ہورہا ہے۔اے ایمان والو یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں دوست ہیں۔لیکن جو کوئی تم میں سے ان کو دوست بنائے گا۔وہ انہی میں سے ہے۔لیکن ہم چونکہ سب مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔اور ان کو متحد ہوکر کفر وشرک کا مقابلہ کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔تو اس جرم کے خلاف مفتی صاحبان نے ہمارے خلاف مندرجہ بالا آیت کا ٹکڑا کاٹ کر لکھ دیا ہے۔(وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ) تم میں سے جو ان سے دوستی کرے گا وہ انہی میں سے ہے۔لیکن یہ نہیں بتایا کہ یہ قرآن کہ کون سی صورت کی کون سی آیت ہے۔ تاکہ کوئی قرآن پڑھ کر مفتی صاحبان کی حقیقت نہ دیکھ سکے۔اس کے باوجود (۱۷) مفتی صاحبان نے ہمارے خلاف فتاوے اسی حدیث پاک کے ایک ٹکڑے کو لے کر لکھ دئے ہیں۔حالانکہ وہ فتاوے قرآن پاک کے خلاف لکھے ہیں اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب سے بھی یہ سلوک کرسکتے ہیں۔کوئی بندہ ان سے کیسے بچ سکتا ہے اب میں مفتی صاحبان کے القاب لکھ دیتا ہوں جوانہوں نے اپنے نام کے ساتھ لگائے تھے۔

عالم نبیل،فاضل جلیل،اساتذہ الاساتذہ،شیخ الحدیث،مبلغ درود شریف،مناظر

Marfat.com

اسلام شیخ الحدیث والتفسیر ،استاذ العلماء ،فاضل جلیل ،شیخ الحدیث ،مجاہد ملت ،قاطع بد مذہبیت ،نائب محدث اعظم ،حضرت مولانا علامہ مفتی ،حضرت مولانا علامہ ابو صالح نائب شیر اہل سنت حضرت مولانا علامہ مناظر اہل سنت فاضل محقق ،حضرت مولانا علامہ ،استاذا لعلماء ضیغم اہلسنت ،استاذالعلماء فاضل جلیل ۔عالم نبیل حضرت مولانا علامہ مفتی ،استاذ العلماء عمدۃ المدرسین ،حضرت مولانا علامہ مفتی، مفکر اسلام وغیرہ ۔لیکن جب میں نے ان کے فتاووں کے جواب میں قرآن وحدیث کی روشنی میں کتاب لکھ کر بھیجی تو سب کی زبانیں گنگ ہوگئیں حالانکہ ان القابات کے جواب میں حضور اقدس ﷺ کا واضع حکم موجود ہے ۔کہ جولوگ عالم اور فاضل کہلانے کے لئے علم دین حاصل کریں ۔یا سخی کہلانے کے لئے سخاوت کریں گے ۔یا بہادر کہلانے کے لئے جہاد کریں گے تو ان سب کو اوندھے منہ کھینچ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا ۔لیکن جولوگ قرآن حدیث کو قطع برید کرنے سے نہیں ڈرتے ان لوگوں کو نار جہنم کا کیا خوف ہوگا ۔مفتی صاحب اپنے حق میں لکھ رہے ہیں ۔اب اس بات کا ثبوت کہ جنت میں صرف اہلسنت جائیں گے ملاحظہ کیجئے قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے(یَومَ تَبیَضُّ وَجوہٌ وَتَسودُّ وَجوہٌ) ۔قیامت کے دن کچھ لوگوں کے چہرے روشن ہوں گے ۔اور کچھ کے سیاہ لیکن مفتی صاحب نے یہ نہیں لکھا کہ یہ آیت قرآن پاک میں کہاں موجود ہے ۔یہ آیت قرآن پاک سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۰۶ پر موجود ہے ۔اس سے پہلے (آیت نمبر ۱۰۳) میں اتحاد بین المسلمین کا وضع حکم دیا گیا ۔پھر مسلمانوں کے ساتھ محبت اور شفقت سے پیش آنے کا حکم اور پھر آپس میں محبت کا اللہ تعالیٰ احسان بھی جتلا رہے ہیں ۔اور پھر اس کے بعد آیت نمبر ۱۰۴ میں حکم ہو رہا ہے ۔کہ تم میں ایک ایسی جماعت ہونا ضروری ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن ال منکر کی پابندی کرے ۔اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہوں گے پھر اس کے بعد تنبیہ ہو رہی ہے ۔کہ خبردار سابقہ

Marfat.com

اقوام کی طرح متفرق نہ ہو جانا۔اور فرقے نہ بنانا اور ایسے اختلافات پیدا کرنے والوں کے لئے دردناک عذاب ہوگا پھر آیت نمبر ۱۰۶ میں حکم ہو رہا ہے۔جس دن بہت سے منہ سفید ہوں گے۔اور بہت سے سیاہ ہونگے تو جن کے منہ سیاہ ہوں گے۔ان سے خدا فرمائے گا۔کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے۔سو اب کفر کے بدلے عذاب چکھو۔اس بات میں واضع طور پر وضاحت موجود ہے کہ جو لوگ ایمان لانے اور اور مسلمان کہلانے کے باوجود قرآن پاک سے اختلافات کر کے فرقوں میں منقسم ہوں گے۔ان کے منہ سیاہ ہوں گے۔لیکن مفتی صاحب اسی آیت کے ٹکڑے کو اللہ کے حکم اتحاد بین المسلمین کے خلاف بطور ہتھیار استعمال کرر ہیں۔اور دعوے دار ہیں کہ ہم اہل سنت ہیں اس لئے جنت کے واحد حق دار ہے حالانکہ قرآن پاک مفتی صاحبان کے ایمان کو ہی تسلیم نہیں کرتا کیونکہ ایمان والوں کی پہچان ہی یہ بتائی ہے۔کہ وہ اپنے مال اور جان کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے ہمہ اوقات تیار رہتے ہیں جیسا کہ حضور اقدس ﷺ اور صحابہ اکرام نے اپنی پوری زندگیاں اللہ کے دین اسلام کو سر بلند کرنے تبلیغ اسلام اور جہاد فی سبیل اللہ میں بسر فرمائیں۔موجودہ مفتی صاحبان کے مقدر میں دونوں چیزیں نہ ہیں اگر تبلیغ کرنی ہے تو قرآن پاک کی مخالفت کرتے ہوئے۔اپنے فرقے کو تقویت پہنچانے کے لئے قرآن وحدیث میں قطع برید کر کے لوگوں کو بے وقوف بنایا جا رہا ہے۔اور اس کے ساتھ ہی دعوے دار ہیں۔کہ ہم حضور اقدس ﷺ کے محب اور غلام ہیں حالانکہ قرآن پاک واضع طور پر مفتی صاحبان کی اس بات کی تردید کر رہا ہے۔سورۃ فتح میں حکم ہو رہا ہے کہ محمد ﷺ کے ساتھی صرف وہی لوگ ہیں جو کافروں کیلئے سخت اور مومنوں کیلئے نرم ہیں۔

بقول علامہ اقبال صاحبؒ۔

ہو حلقۂ یاراں تو ابریشم ہے مومن ہو رزم حق و باطل تو فولاد ہے مومن

Marfat.com

یعنی حضور اقدس ﷺ کے ساتھی اور محبّ کی پہچان ہی یہ ہے کہ وہ کافروں کیلئے سخت ہیں اور ایمان والوں کیلئے نرم، اس کے برعکس جن لوگوں کی تبلیغ ہی ایمان والوں کے خلاف ہو وہ محبّ اور غلام ہونے کے کیسے دعوے دار ہو سکتے ہیں۔اسی طرح ایک دن ایک مولوی صاحب میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ جو گستاخِ رسول ﷺ ہیں۔ان سے کیسے اتحاد ہو سکتا ہے۔میں نے سوال کیا۔کہ گستاخی سے آپ کی کیا مراد ہے؟ جس پر مولوی صاحب نے جواب دیا۔کہ ہم یا رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں وہ نہیں کہتے میں نے جواب دیا یہ بات نہ تو امر بالمعروف کا حصہ ہے اور نہ ہی نہی عن المنکر کا حصہ ہے محبت کا تقاضا تو یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے حکم کی تعمیل کی جائے۔آپ چونکہ محبّ اور غلام ہونے کے دعوے دار ہیں۔میں آپ کو حضور اقدس ﷺ کی ایک حدیث بیان کرتا ہوں۔جو حدیث پاک کی تین معتبر کتابوں میں موجود ہے۔اگر تم اپنے فرقے کی بات کو چھوڑ کر اس حدیث کو مان جاؤ گے۔تو میں مان لوں گا کہ آپ کو واقعی حضور اقدس ﷺ سے محبت ہے پھر میں نے وہ حدیث پڑھائی جو اسطرح ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کے نماز ختم ہونے کو تکبیر سے پہچان لیتا تھا۔یعنی آپ ﷺ نماز کے آخر میں بلند آواز میں اللہ اکبر کہا کرتے تھے۔ (ابن عباسؓ، بخاریؒ، مسلمؒ، مشکوٰۃ شریف جلد اوّل صفحہ ۱۹۰، شمار ۸۸۸، ترتیب شریف صفحہ ۵۸۲/۳۷۲)

گفتگو کے دوران نماز عصر کا وقت ہو گیا میں نے مولوی صاحب کو امامت کے مصلّے پر کھڑا کر دیا خود پیچھے کھڑا ہو گیا۔لیکن نماز ختم ہونے کے بعد مولانا صاحب نے حضور اقدس ﷺ کے ارشاد کے مقابلہ میں اپنے فرقے کو ترجیح دی اور اپنے فرقے کے مطابق عمل کیا ہم سب کی محبت کا ایسا ہی حال ہے پھر وہ مدد کہاں سے آئے۔وہ خلافت اور غلبہ

Marfat.com

کہاں سے نصیب ہو جس کے لئے قرآن پاک نے کفر کے ساتھ سختی اور جہاد کو مشروط کیا ہے ۔جبکہ مومنوں کے ساتھ نرمی کے ساتھ مشروط ہے جبکہ ہم بالکل اس کے برعکس عمل پیرا ہیں ہماری توپوں کے رخ مکمل طور پر مسلمانوں کی طرف ہیں ۔اور کافروں مشرکوں کے ہر ظلم سے درگزر بلکہ اب تو پوری امت مکمل طور پر غلامی کی زنجیریں پہن کر بھی خوش ہے ۔ورنہ حقیقت ہے کہ اللہ کا دین اسلام قیامت تک زندہ اور قائم رہے گا ۔لیکن اگر ہم نے اسی طرح اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے احکام کی مخالفت جاری رکھی ۔تو ہمیں بطور عذاب صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے گا اگر اللہ تعالیٰ چنگیز خاں کی اولاد سے کام لے سکتا ہے ۔تو یہ بھی ممکن ہے کہ جو لوگ مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹا رہے ہیں ۔اللہ تعالیٰ ان میں سے ہی کچھ لوگ ایسے پیدا کر دے جو دین اسلام کی خدمت کر سکیں ہماری موجودہ تبلیغ کو جب قرآن وحدیث کی روشنی میں دیکھا جائے تو کوئی طبقہ بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نام لینا پسند نہیں کرتا اہل سنت کہلانے والوں کا ایک طبقہ تو صرف نعت خوانی کو ہی دین اسلام سمجھ بیٹھا ہے ۔نہ اللہ کا ذکر ،نہ درود وسلام ،نہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نام لینا پسند کیا جاتا ہے ۔اور یہ جماعت بھی لاکھوں کی تعداد میں موجود اسی طرح اہل سنت کی دوسری جماعت نے بھی قرآن وحدیث پر عمل پیرا ہونے کی بجائے اپنے ہی کچھ قوانین تشکیل دے لئے ہیں ۔جن کا ماحصل جہاد فی سبیل اللہ اور نہی عن المنکر سے قطعی طور پر انحراف کرنا ہے جو دشمنان اسلام کا بنیادی نکتہ ہے ۔کہ مسلمان نمازیں پڑھیں ان کو اعتراض نہیں روزے رکھیں کوئی اعتراض نہیں حج کریں کوئی اعتراض نہیں لیکن اگر جہاد کا نام لیں گے ۔تو دہشت گرد قرار دیئے جائیں گے اگر ہم یہ کام تبلیغ کے لبادے میں کریں گے تو دشمنان اسلام تو ضرور خوش ہوں گے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کبھی خوش نہ ہوں گے ۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کے ساتھیوں کی پہچان ہی یہ بتائی ہے کہ وہ کافروں کے لئے سخت اور ایمان والوں کے لئے

نرم ہیں۔تو پھر کیا اگر صرف امر بالمعروف کرنے اور نہی عن المنکر سے مکمل اجتناب کرنے سے بخشش ممکن ہے تو پھر قرآن پاک میں مچھلیاں پکڑنے والوں کو نہ روکنے کی پاداش میں بنی اسرائیل کے بندر کیسے بنا دیئے گئے۔

پھر حضور اقدس ﷺ نے بنی اسرائیل کی جس بستی کی تباہی کا حال بیان فرمایا ہے کہ اس میں ایک بندہ ایسا بھی تھا جس نے ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ کی نافرمانی نہ کی تھی اس کو بھی گنہگاروں کے ساتھ غرق کرنے میں کیا راز پنہاں تھا تو میں نے اپنے کانوں سے اپنی مسجد میں ایک مبلغ کو ممبر رسول ﷺ پر یہ کہتے سنا ہے کہ لوگ ہمیں کہتے ہیں۔کہ ہم نہی عن المنکر کا نام نہیں لیتے جبکہ ہمارے بزرگ کہتے ہیں کہ ہم امر بالمعروف ہی اسطرح کریں گے کہ نہی عن المنکر خود بخود ختم ہو جائیں گے۔اللہ تعالیٰ ایسے بزرگوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔جو صریحاً قرآن حدیث کی مخالفت کر کے پھر بھی مبلغ اسلام کہلاتے ہیں قرآن وحدیث میں بار بار دونوں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ذکر آتا ہے پھر لاتعداد دفعہ سمجھایا گیا ہے کہ نہی عن المنکر کو چھوڑنا عذاب خداوندی کو دعوت دینے کے مترادف ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس مدد کا وعدہ فرمایا ہے وہ کیوں اور کس طرح آئیگی۔اہل سنت کی دونوں تبلیغی جماعتوں کی تعداد لاکھوں میں ہونے کے باوجود وہ انعام کیوں نہیں ملتا جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔سورۃ نور ۵۵ میں ایمان اور اعمال صالح کے بدلے خلافت کا وعدہ ہے۔ سورۃ فتح وحشر میں فرمایا گیا ہے۔کہ دین اسلام کو سب دینوں پر غالب کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔لیکن ان لوگوں کی پہچان یہ ہوگی۔کہ وہ مسلمانوں کے لئے نرم اور کافروں کے لئے سخت ہوں گے ہندوستان کی تاریخ میں ایک دور آیا بھی آیا تھا کہ ہندوؤں کی تالیف قلوب کے لئے کہ گائے کی قربانی ترک کر دی جائے اس پر مولانا شبیر احمد عثمانی نے کہا کہ کسی مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اسلامی شعائر میں غیر مسلموں کی خوشنودی کے لئے کتر

بیونت کرے اور حلال سے ممانعت کی تلقین کرے مولانا صاحب واحد شخص تھے جنہوں نے اپنی پوری جماعت کی مخالفت کرتے ہوئے قائداعظم اور مسلم لیگ کا ساتھ دیا۔اس کے برعکس اگر دوسرے علماء بھی آپ کی پیروی کرتے تو اس پاکستان کا نقشہ کچھ اور ہوتا حصول خلافت تو دور کی بات ہے۔ ہماری تبلیغ کا لب لباب ہی خلافت کے انکار پر مبنی ہوتا ہے۔

خلافت الٰہیہ کا انکار جس کی بدولت شیطان مردود بنا

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بار بار فرمایا کہ ہم نے یہ ساری کائنات بنائی اور انسان کو اس میں خلیفہ بنایا تا کہ وہ اس کائنات میں میرے احکامات کے مطابق کنٹرول کرے اور میں نے ساری کائنات کو انسان کے لئے تسخیر کر دیا ہے۔ارشاد خداوندی ہو رہا ہے۔اے انسان ہم نے زمین وآسمان کی ہر چیز کو تمہارے قابو میں کر دیا ہے اور تم پر اپنی ظاہری وباطنی نعمتوں کی تکمیل کر دی ہے اس کے باوجود بعض لوگ ایسے ہیں کہ اس منعم حقیقی کے بارے میں جھگڑتے ہیں۔ایسے لوگوں کے پاس نہ ایمان ہے نہ ہدائت نہ ہی کتاب روشن۔یعنی اللہ کی کتاب کو چھوڑ کر من گھڑت تاویلات سے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔اور خود بھی گمراہی پر بضد ہیں۔ (سورۃ لقمان ۲۱)

اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حضرت سلیمانؑ کے زیرفرمان کر دیا۔آپ کے حکم کے مطابق ہوا چلنا شروع کر دیتی اسی طرح جنات کو بھی تابع کر دیا۔جو سمندروں میں غوطہ مارتے عمارتیں بناتے اور نافرمانوں کو زنجیروں میں قید کر دیا۔یہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر احسان تھا جو چاہتے ان کے ساتھ سلوک کر دیتے ان کا آپ کے ذمہ کوئی حساب نہیں تھا۔(سورۃ ص ۳۶ تا ۳۹)اے داؤد ہم نے تم کو زمین کا خلیفہ بنا دیا ہے تا کہ انصاف کے فیصلے کرو۔اور خواہشات کی پیروی نہ کرنا وہ تمہیں خدا کے راستے سے بھٹکا دیں گی اور جو لوگ خدا کے راستے سے بھٹکتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے کہ انھوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا(

Marfat.com

سورۃ ص ۲۶) اس نوع کی لاتعداد آیات قرآن پاک میں موجود ہیں کہ ہم نے کائنات کو انسان کے لئے تسخیر کر دیا ہے اس کے باوجود ہماری تبلیغ کی ابتداء ہی اس بات سے ہوتی ہے کہ اللہ کے سوا کسی سے کچھ نہ ہونے کا یقین اور اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اللہ کے سوا مشکل کشا کہنا شرک ہے اللہ کے سوا حاجت روا کہنا شرک ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ باتیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی کون سی شق کے تحت بیان کی جاتی ہیں۔ کیا کہیں قرآن پاک یا حدیث پاک میں ان باتوں کی تبلیغ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس ساری تبلیغ کا ماحصل اور لب لباب خلیفۃ الارض اور اولیائے عظام کی مخالفت کے سوا کیا ہو سکتا ہے حالانکہ وہ لوگ اپنے بزرگوں کو ولی کامل مانتے ہیں جبکہ قرآن پاک واضع طور پر ان کے عمل کی تردید کرتا ہے کہ ایمان والے وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ پھر یہ بھی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ہمارا طریقہ ہی حضور اقدس ﷺ اور اصحاب اکرامؓ کا طریقہ ہے۔ قرآن پاک اس بات کی بھی تردید کرتا ہے۔ واضع حکم موجود ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے ساتھیوں کی پہچان ہی یہ ہے۔ کہ وہ کافروں کے لئے سخت اور ایمان والوں کے لئے نرم ہیں۔ جو لوگ کافروں کے خوف سے جہاد کا نام لینا بھی گوارہ نہ کریں جو لوگ نہی عن المنکر پر عمل کرنے کی بجائے نام لینا بھی گوارہ نہ کریں۔ وہ دین کی کون سی شق کے تحت اپنے آپ کو حضور اقدس ﷺ کے جانشین ہونے کے دعوے دار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کی مدد نہیں آ رہی۔ کہ ہم کافروں کے لئے نرم اور مسلمانوں کے لئے سخت ہیں۔ ہماری تبلیغ سے نہی عن المنکر اور جہاد فی سبیل اللہ کا حصہ ہی کاٹ دیا گیا ہے۔ جبکہ قرآن پاک نے واضع حکم فرما دیا ہے کہ سارے دین کو ماننا ضروری ہے۔ اے ایمان والو پورے کے پورے دین اسلام میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کی کوئی بات نہ مانناوہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔ جب ہمیں کہیں اور کسی مقام پر مصیبت آتی ہے تو زندہ قومیں اپنی غلطیوں کا ازالہ

Marfat.com

کرنے میں کوشاں رہتی ہیں کہ ہم پر یہ مصیبت کیوں آئی ہے۔ کچھ عرصہ قبل افغانستان پر حملہ ہوا۔تو ہر صاحب ایمان کو دکھ پہنچا اسی طرح کافی عرصہ میں بھی پریشان رہا اور میں نے حسب طاقت طالبان کی حمائت اور امریکہ کی مخالفت میں کافی لٹریچر بھی لکھا۔اور اپنے رب سے بار بار دعا اور التجا بھی کی کہ یا اللہ تیری وہ مدد مسلمانوں کے لئے کیوں نہیں آتی جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے۔ مجھے بتایا گیا کہ جب تک تم کسی فرقے کی تبلیغ کرتے رہو گے اللہ کی مدد کیسے آئے گی میں نے عرض کی یا اللہ اس وقت طالبان سب سے بہتر مسلمان ہیں پھر ان کی مدد کیوں نہیں کی گئی۔ ضمیر نے جواب دیا کہ پاکستان میں بعض لوگ مخصوص فرقے کو قتل کرکے کیا طالبان کے پاس ہی نہیں جاتے تھے وہ قرآن کی کس شق کے تحت ان کو قتل کرتے تھے اور طالبان کس شق کے تحت ان کا ساتھ دیتے تھے۔ پھر افغانستان میں ان لوگوں نے جن مسلمانوں کو قتل کیا وہ کس شق کے تحت قتل کرتے تھے۔ میں نے عرض کی کہ بقول ان کے وہ اصحابہ اکرامؓ کی گستاخی کرتے تھے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو میزان کا مالک بنا دیا ہے کہ وہ ان کو قتل کردیں۔ یا کہیں ایسا حکم موجود ہے کہ ان کو قتل کردیا جائے یہ معاملہ تو اللہ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ یہ ایک علیحدہ معاملہ ہے کہ جن لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ بار بار اعلان فرمادیں۔ کہ میں ان پر راضی ہو گیا۔ اگر کوئی بدنصیب ان پر اعتراض کرتا ہے تو یہ جرم ہے۔ اور اس جرم کی سزا جزا اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ کہ وہ کسی کو معاف کردے یا سزا دے دے جیسا کہ امام غزالی نے کیمیاء سعادت میں واقعہ لکھا ہے۔ کہ جب حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کا معاملہ دربار خداوندی میں پیش ہوا۔ اور ان دونوں حضرات کو ایک مکان میں بند کردیا گیا۔ حضرت علیؓ بہت جلد تشریف لائے اور فرمایا اللہ نے حق پر تو مجھے ہی قرار دیا ہے اور کچھ دیر بعد امیر معاویہؓ بھی تشریف لے آئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے معاف تو مجھے بھی کر دیا ہے اسی طرح حضرت مجدد الف ثانیؒ مکتوبات امام ربانی صفحہ ۴۳۹ پر رقم طراز ہیں۔

Marfat.com

لیکن جاننا چاہیے کہ حضرت امیرؓ کے ساتھ لڑائی کرنے والے خطا پر تھے۔ اور حق حضرت امیرؓ پر تھا۔ لیکن چونکہ یہ خطا خطائے اجتہادی کی طرح ہے اس لئے خطا سے دور ہے اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ اس سے پہلے اسی صفحہ پر آپ ایک حدیث درج کرتے ہیں۔ طبرانی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول ﷺ نے جس نے میر اصحابہ کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ گالی نکالنا تو دور کی بات ہے میرے نزدیک اصحابہ اکرامؓ یا اہل بیت میں سے کسی سے بغض عناد رکھنا بھی ایمان ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ لیکن یہ مسلم امہ اور ملت اسلامیہ کی بدبختی اور روسیاہی کی علامت ہے کہ ایک طبقہ اصحابہ اکرامؓ سے بغض وعداوت رکھتا ہے۔ جبکہ دوسرا طبقہ حضرت علیؓ اور اہل بیت سے بغض وعناد رکھتا۔ جو میں نے طالبان کے ہم عقیدہ ایک عالم کو منبر پر بیان کرتے ہوئے اپنے کانوں سے سنا اور اور اس معاملہ میں بھی قرآن پاک کا انکار کر دیا جاتا ہے جیسا کہ سورۃ حدید آیت نمبر ۱۰ میں واضح حکم موجود ہے کہ جو لوگ فتح مکہ سے پہلے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور اپنے مالوں اور جانوں کو راہ حق میں پیش کیا اور جو لوگ فتح مکہ کے بعد دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور قتال کیا وہ پہلے اصحابہؓ کے برابر نہیں ہو سکتے اب دیکھیں کے خلفائے راشدین چاروں ہی فتح مکہ سے پہلے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور اپنے مالوں اور جانوں سے قربانیاں پیش کیں۔ جبکہ حضرت امیر معاویہؓ بعد والوں میں شامل ہیں۔ پھر اکثر دیکھا گیا ہے حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی شان بیان کرتے ہوئے حضرت امیر معاویہؓ کو فضیلت دی جاتی ہے۔ جو حکم قرآن کے قطعی خلاف ہے اسی طرح پہلی دفعہ جب افغانستان پر میزائل برسائے گئے۔ تو ان کا پہلا نشانہ جو مقام بنا اس کا نام معاویہ کیمپ تھا۔ جس پر میں افسوس کر رہا تھا تو کسی اللہ کے بندے نے فرمایا کہ حکیم صاحب جن لوگوں کے اسلام کا یہ حال ہو کہ حضرت علیؓ کے مقابلہ میں حضرت امیر معاویہ کو فضیلت دیتے ہوئے

Marfat.com

کیمپ کا نام معاویہ کیمپ رکھا جائے۔ پھر اللہ کی مدد تو ایسے ہی آئے گی اصل میں میں نے جو تحقیق کیا ہے۔

مسلم امہ کی تباہی کی بنیاد اول شعیہ سنی لڑائی ہے لیکن جب دشمن ان کو قتل کرتا ہے تو وہ قطعاً شعیہ سنی کی تمیز نہیں کرتا۔ اسی طرح شعیہ سنی کی غیرت میں تمیز نہیں کرتا۔ دونوں کو مسلمان سمجھتے ہوئے تباہ و برباد کرتا ہے۔ لیکن مقام افسوس ہے کہ ہم میں یہ احساس نہیں۔ کہ ہم اپنے مشترکہ دشمن کو پہچان سکیں۔

افغانستان کی شکست کے اسباب میں سب سے پہلا اور بڑا سبب شیعہ سنی کی لڑائی ہے۔ اگر ہم نے اپنے اس گناہ سے توبہ نہ کی تو پھر اس گناہ کا عذاب پوری طرح ہم کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ اور اس عذاب کا بنیادی سبب وہی حکم ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ کہ جن لوگوں کی بدولت دین اسلام کو سب ادیان پر غلبہ ہوگا ان کی پہچان ہی یہ ہوگی کے وہ مسلمانوں کے لئے نرم اور کافروں کے لئے سخت ہوں گے لیکن اس کے بر عکس جب مسلمانوں کے ہتھیاروں کا رخ کافروں کی بجائے مسلمانوں کی طرف ہوگا پھر اس سے بڑھ کر اللہ کی نافرمانی کیا ہوگی۔ اور پھر اللہ کی نافرمانی کے بدلے عذاب خداوندی کا نزول ہوتا ہے۔ خواہ وہ کسی شکل میں ہو۔ میں نے اپنے کانوں کے ساتھ ایک عالم دین کو منبر رسول ؐ پر بیٹھ کر اہل بیت کی گستاخی بلکہ انتہائی گھٹیا زبان استعمال کرتے سنا۔ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو افغانستان اور عراق کی تباہی کی بنیاد اول شیعہ سنی کی لڑائی تھی اور یہ لڑائی خود نہیں بلکہ کرائی جاتی ہے۔ اس کے پیچھے دشمنان اسلام کا ہاتھ ہوتا ہے تو پھر ظاہر ہے جب ہم اللہ کے حکم سے انحراف کر کے دشمنان اسلام کی بات مان جائیں گے تو پھر اللہ کی مدد آنے کی

Marfat.com

بجائے عذاب خداوندی نازل ہوگا۔خواہ وہ امریکہ کی وساطت سے آئے خواہ وہ چنگیز خاں کی شکل میں آئے اور اس کا علاج اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ یہ کام اللہ کی نافرمانی میں آتا ہے ہم اس گناہ سے توبہ کریں اللہ کی رحمت کا نزول ہوگا۔ہم کسی فرقے کے لئے کام کرنے کی بجائے کافروں اور مشرکوں سے جہاد کریں۔یہی حکم خدا ہے۔جو حضرات اس دنیا سے تشریف لے جاچکے ہیں ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کریں کیونکہ وہی ہر ایک کی جزا اور سزا کا مالک ہے ہم اپنی قبر کے سوالوں کی تیاری کریں فرقوں کی تبلیغ سے دست بردار ہو کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تبلیغ کریں جس کے متعلق ہم سب جواب دہ ہیں۔اور یہ تبلیغ دین اسلام کی تبلیغ ہوگی اس کے ساتھ ہی اللہ کی رحمت کا نزول ہوگا۔

ملت اسلامیہ کی بربادی کے اسباب

ملت اسلامیہ کے زوال کے اسباب میں سب سے پہلا سبب ملت اسلامیہ اور خلافت اسلامیہ کو فرقوں اور ملکوں میں تقسیم کرنا ہے جو صریحاً اللہ کی نافرمانی میں آتا ہے اور اگر اس انتشار کی بنیادی وجہ تلاش کریں تو پتہ چلتا ہے جب مسلمان اپنا قبلہ تبدیل کر کے نفس اور خواہشات کی پرستش شروع کر دیتا ہے۔پھر اتحاد انتشار میں بدل جاتا ہے۔آج مسلمان ملکوں پر جتنے لوگ حکومت کر رہے ہیں۔اگر ان کو غور سے دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ وہ کسی قانون کے تحت مسلمانوں کے حکمران نہیں بنے اور نہ ہی مسلمانوں نے ان کا چناؤ کیا ہے بلکہ وہ زبردستی اپنی نفس پرستی کے لئے حکومت کی جاہ وحشمت پر قابض ہیں۔اور اگر مزید غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے۔کہ ان کے حکومتوں پر قابض ہونے میں دشمنان اسلام ان کے معاون اور مددگار رہیں یعنی جن لوگوں کے متعلق قرآن نے فیصلہ دے دیا ہے کہ مسلمان ان سے دوستی نہ کریں ان کو اپنا رازدان نہ بنائیں ان کی اطاعت نہ کریں جب ملت اسلامیہ کے حکمران ہی ان کے تابع ہوں گے۔تو صاف ظاہر ہے وہ ان کے مشن اور منصوبوں کی

Marfat.com

تکمیل کریں گے جو دین اسلام کی صریحاً مخالفت ہوگی ۔اور یہ حقیقت ہے کہ موجودہ دور میں مسلم حکمرانوں کی اکثریت دشمنان اسلام کے منصوبوں کی تکمیل کر رہی ہے ۔دشمنان اسلام کے مفادات تو اسی میں ہیں ۔کہ وہ ان حکمرانوں کے ذریعے ملت اسلامیہ کو اپنا غلام بنائے رکھیں ۔اوران کے مالی وسائل کی لوٹ کھسوٹ کرتے رہیں ۔جن لوگوں کو وہ ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہیں وہ اپنے نفس کی خواہشات اور حصول حکومت کے لیے ان کے ساتھ مل کر اپنی عوام کو جبراً دبا کر حکومت کر رہے ہیں اسی وجہ سے مسلمانوں میں تقویٰ خوف خدا تقریباً معدوم ہو چکا ہے ہر کوئی نفس کا پرستار بن کر ملت اسلامیہ میں مزید انتشار وافتراق کا مئوجب بن رہا ہے ۔اور اسی نفس پرستی اور دنیا کی جاہ حشمت کے پرستار مسلمانوں نے احکام خداوندی سے منہ موڑ کر دشمنان اسلام کے مکروہ عزائم کی تکمیل کرتے ہوئے ملت اسلامیہ کی خلافت کو ٹکڑوں میں بانٹ دیا ہے ۔اور یہ نقصان ان لوگوں کی بدولت ہوا ہے جنہوں نے اسلام کا لبادہ پہن کر مسلمانوں کے روپ میں اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے ملت اسلامیہ کو پارہ پارہ کر دیا ہے ۔دنیا کی چندروزہ عیش وعشرت کے لئے اپنی آخرت برباد کرنے کے علاوہ ملت اسلامیہ کو پارہ پارہ کر دیا ہے ۔اس کے لئے دشمنان اسلام نے ملت اسلامیہ کو کنٹرول کرنے کے لئے سب سے پہلے مسلمانوں کے عظیم روحانی مراکز پر اپنے زرخرید آدمیوں کو بٹھا کر ان کے ذریعے پوری ملت اسلامیہ کو غلام بنالیا ہے ۔
جب تک مسلمانوں کے عظیم مراکز آزاد نہیں ہوتے اس وقت تک ملت اسلامیہ کا آزاد ہونا قطعی ناممکن ہے ۔اس کے لئے سب سے پہلے میں وہ معاہدہ پیش کرتا ہوں جس کے تحت شاہان عرب آج مسلمانوں کے عظیم مراکز پر قابض ہیں ۔

مقامات مقدسہ کے حکمرانوں کا قرآن کی مخالفت کر کے دشمنان اسلام سے معاہدہ جس نے خلافت اسلامیہ کو پاش پاش کر دیا ۔

Marfat.com

۱۹۱۷ء میں یہ معاہدہ سعودی خاندان اور برطانیہ اور فرانس کے درمیان طے پایا تھا۔کہ سعودی عرب کی نہ کوئی اپنی فوج ہوگی اور نہ ہی اپنی خارجہ پالیسی ہوگی ان دونوں معاملات میں وہ برطانیہ اور فرانس کا محتاج ہوگا ۱۹۱۷ء میں برطانیہ کے سیکرٹری مسٹر بالفورڈ نے یہودیوں کے نمائندے راتھ شیلڈ کو ایک خط لکھا تھا اور یہ خط شائع بھی ہو چکا ہے اس میں انھیں یہ مژدہ سنایا گیا تھا۔کہ برطانوی حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ برطانیہ فلسطین میں اسرائیلیوں کو گھر دینے آباد کرنے اور وہاں ان کی حکومت کرنے میں ہر طرح کا تعاون کرے گا۔برطانوی حکومت نے اس فیصلے پر عمل درآمد کرنے سے پہلے ضروری سمجھا کہ اسرائیل کے قیام سے پہلے ارض حجاز میں ایک کٹھ پتلی حکوت قائم کی جائے اس سلسلے میں پہلے ہی کام ہو رہا تھا ۱۹۱۴ء میں برطانیہ ک ایک نمائندے میکموہن نے ارض حجاز میں ترکوں کی حکومت کے گورنر کو جو شریف مکہ کہلاتے تھے ایک خط لکھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اگر تم ہمارے ساتھ تعاون کرو گے تو ہم تمہیں ترکوں کی ظالم حکومت سے نجات دلا کر حجاز میں تمہاری حکومت قائم کرنے میں مدد دے سکتے ہیں۔مگر اس صوت میں ارض حجاز کی دفاعی اور خارجہ پالیسیاں برطانیہ اور فرانس کے ہاتھ میں ہوں گی برطانوی حکومت ایک طرف شریف مکہ سے مذاکرات کر رہی تھی اور دوسری طرف سعودی خاندان کے سربراہ کے ساتھ بات چیت ہو رہی تھی۔اور وہاں بھی یہ شرائط طے ہو رہیں تھی برطانوی حکومت کا شریف مکہ سے معاملہ طے ہونے سے پہلے سعودی خاندان سے مک مکا ہوگیا۔جو کہ برطانوی خواہشات سے بھی فائدہ مند شرائط تسلیم کرنے کو تیار تھے۔اور یوں ارض حجاز پر سعودی خاندان کی برطانوی حکومت قائم ہوگئی اور اس حکومت کی شرائط کے تحت سعودی عرب اپنے مفادات کے دفاع کے علاوہ اپنی خارجہ پالیسی کے لئے برطانیہ کا محتاج ہوگا۔اور اس میں اسرائیل کا دوسرا باپ امریکہ بھی شامل ہوگیا۔کسی ملک کی خارجہ پالیسی اس ملک کی اصل روح ہوتی ہے اگر کوئی

Marfat.com

اپنی خارجہ پالیسی کسی دوسرے ملک کے حوالے کر دے تو وہ ہر معاملہ میں اس کا محتاج ہو کر رہ جاتا ہے۔ نہ اپنا دفاع کر سکتا ہے نہ خوش حال ہو سکتا ہے اور ہر معاملہ میں معذور ہوتا ہے اور ایک روز اچانک اس کی زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ (روزنامہ جنگ ۲۵ فروری ۱۹۹۱)

قرآن حکیم اور سعودی خاندان کا معاہدہ

☆ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر کہا مانو گے تم ایک فرقے کا تم ان لوگوں میں سے جو دیئے گئے ہیں کتاب کو تو وہ تم کو ایمان لانے کے بعد کافر بنا دیں گے۔ (آل عمران ۱۰۰)

☆ اے ایمان والو اگر تم کافروں کا کہا مان لو گے تو وہ تم کو الٹے پاؤں پھیر کر مرتد کر دیں گے (آل عمران ۱۴۹)

☆ اور تم سے نہ تو یہودی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی یہاں تک کے ان کے مذہب کی پیروی اختیار کر لو (ان سے) کہہ دو کہ خدا کی ہدایت (یعنی دین اسلام) ہی ہدایت ہے اور (اے پیغمبر) اگر تم اپنے پاس علم (یعنی وحی) کے آجانے پر بھی ان کی خواہشوں پر چلو گے۔ تو تم کو (عذاب) خدا سے بچانے والا کوئی دوست نہ ہو گا نہ مددگار۔ البقرہ ۱۲۰)

☆ اے ایمان والو کسی غیر مذہب کو اپنا راز دار نہ بنانا۔ یہ لوگ تمہاری خرابی (اور فتنہ انگیزی) کرنے میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے اور چاہتے ہیں جس طرح بھی ہو تمہیں تکلیف پہنچے ان کی زبانوں سے تو دشمنی ظاہر ہو چکی ہے۔ اور جو کینے ان کے سینوں میں مخفی ہے۔ وہ کہیں زیادہ ہیں اگر تم عقل رکھتے ہو تو ہم نے تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سنا دی ہیں۔ (آل عمران ۱۱۸)

ایمان والوں کی دوستی

☆ اے ایمان والو یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو کوئی تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے گا وہ ان ہی میں سے ہے۔ اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔ مائدہ آیت نمبر ۵۱

Marfat.com

منافقین کی حقیقت

اب تم انہیں دیکھو جن کے دلوں میں نفاق کا مرض ہے ان کو دیکھو گے کہ ان کی (یہود و نصاریٰ) کی طرف دوڑتے ہیں کہتے ہیں ہم پر کوئی گردش آجائے نزدیک ہے اللہ فتح لائے یا اپنی طرف سے کوئی اور حکم۔ پھر اس پر جو اپنے دلوں میں چھپایا کرتے پچھتاتے رہ جائیں گے۔ مائدہ آیت نمبر ۵۲

اور ایمان والے کہتے ہیں۔ کیا یہی ہیں جنہوں نے اللہ کی قسم کھائی تھی اپنے حلف میں پوری کوشش سے کہ وہ تمہارے ساتھ ہیں۔ ان کے عمل اکارت گئے اور وہ خسارے میں چلے گئے مائدہ آیت نمبر ۵۳

سچے مومن کی صفات اور کامیابی کی ضمانت

اے ایمان والو اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھر جائے تو خدا ایسے لوگ پیدا کردے گا۔ جن کو وہ دوست رکھیں اور جو مومنوں کے حق میں نرمی رکھیں اور کافروں سے سختی سے پیش آئیں۔ اور خدا کی راہ میں جہاد کریں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں خدا کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور خدا بڑی کشائش والا اور جاننے والا ہے تمہارے دوست تو خدا اور پیغمبر اور مومن لوگ ہی ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور زکواۃ دیتے ہیں اور خدا کے سامنے سجدہ کرتے ہیں اور جو شخص خدا اور اس کے پیغمبر اور مومنوں سے دوستی کرے گا۔ تو خدا کی جماعت میں داخل ہوگا۔ اور خدا کی جماعت ہی غلبہ پانے والی ہے۔

(سورۃ مائدہ ۵۴ تا ۵۶)

احکام قرآن کے اہم نکات

(1) یہود و نصاریٰ کی اطاعت کرنے والے کافر اور مرتد ہو جائیں گے۔

(2) یہود و نصاریٰ کسی مسلمان پر اس وقت تک خوش نہ ہوں گے جب تک وہ اپنے دین کو

Marfat.com

چھوڑ کر ان کے دین کی پیروی نہ کرے گا۔

(3) مسلمانوں کے خلاف یہود ونصاریٰ کے سینے بغض، حسد اور کینے سے بھرے ہوئے ہیں اس لئے مسلمان کبھی ان کو اپنا راز دار نہ بنائیں۔

(4) ایمان والوں کے لئے قطعی حکم ہے کہ وہ یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بنائیں اگر ان کو دوست بنائیں گے تو وہ ظالم ہیں اور اللہ نے فیصلہ کیا ہے کہ ظالموں کو ہدائت نہیں ملے گی۔

(5) جو لوگ گردش ایام کے وقت یہود ونصاریٰ سے مدد طلب کرتے ہیں وہ منافق ہیں یسے لوگ اپنے دین سے پھر گئے ہیں۔

(6) مومن صرف وہی لوگ ہیں جو اللہ اور رسول اللہ ﷺ اور ایمان والوں کے ساتھ دوستی کرتے ہیں۔ اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں۔ اور یہی لوگ حزب اللہ یعنی اللہ کی جماعت ہیں اور ایسے لوگوں کو غلبہ عطا فرمانے کا اللہ نے وعدہ فرمایا ہے۔ اب دیکھیں سعودی خاندان نے یہود ونصاریٰ سے جو معاہدہ کیا ہے از روئے قرآن ان کا کیا مقام ہے۔ کیا وہ لوگ مسلم امہ کے مفادات کی تکمیل کر رہے ہیں۔ یا یہود و نصاریٰ کے مکروہ عزائم کی تکمیل کر رہے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہو رہا ہے ایسے لوگ دین سے پھر کر مرتد ہو گئے ہیں کیا کسی کو اس حقیقت میں کوئی شک ہے۔ آئیں اس کا تجزیہ کریں سعودی خاندان نے سب سے پہلے دوران معاہدہ دین اسلام کے اہم رکن جہاد فی سبیل اللہ سے انحراف کیا اور ساتھ ہی اپنی فوجیں نہ بنانے کا وعدہ کیا پھر اپنی خارجہ پالیسی ان کے ماتحت کر کے پورے دین سے انحراف کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک طرف سعودی خاندان کو ارض حجاز کی حکمرانی دے دی گئی ساتھ ہی مسلمانوں کے قلب میں اسرائیل کا خون آلود خنجر گھونپ دیا۔ اگر سعودی خاندان حکم قرآن کو تسلیم کرتے تو پھر ان پر جہاد فرض تھا۔ لیکن انھوں نے خود جہاد کرنے کی بجائے مسلمانوں کے بھیس میں مسلمانوں کو جہاد سے روکنے کی بھرپور

کوشش کی بلکہ یہود ونصاریٰ کے اشارے پر ملت اسلامیہ کو کمزور کرنے کی ہر مقام پر کوشش کی ۔ اور اس معاہدے کا عملی ثبوت پیش کر دیا کہ ہماری خارجہ پالیسی یہود ونصاریٰ کے ماتحت ہے۔ اور ہم اللہ کا حکم ماننے کی بجائے یہود ونصاریٰ کے بے دام غلام ہیں مثلاً! ایران میں شروع ہی سے شیعہ اکثریتی آبادی ہے۔ پہلے وہاں شاہ ایران کی حکمرانی تھی جو مکمل طور پر یہود ونصاریٰ کے ایجنٹ کا کردار ادا کرتا رہا۔ جب تک اس کی حکومت رہی سعودی خاندان نے اس سے کوئی اعراض نہیں کیا کیونکہ دونوں کے سربراہ اور سرپرست ایک تھے۔ دونوں اللہ کی بجائے یہود ونصاریٰ کے ارادوں کی تکمیل کر رہے تھے۔ لیکن جونہی امام خمینی نے یہود ونصاریٰ کی بجائے اللہ کی اطاعت کا اعلان کیا اور شاہ ایران کی حکومت سے بغاوت شروع کر دی حتیٰ کے ایران کی عنان حکومت سنبھال کر یہود ونصاریٰ کے ایجنٹوں کا خاتمہ کر دیا۔ میرے علم کے مطابق جو لوگ اسلام سے بغاوت کر کے یہود ونصاریٰ کے مفادات کی نگرانی کرتے ہیں ایسے لوگ از روئے قرآن مرتد ہو جاتے ہیں ۔ اور ایسے لوگوں کا خاتمہ دین اسلام کے عین مطابق ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایران سے بے حیائی شراب زنا کا خاتمہ کرنے کے لئے سخت قوانین نافذ کر دیئے اور ساتھ ہی امریکہ کو شیطان کبیر کا لقب دیا۔ اور اسرائیل کی مخالفت شروع کر دی پھر اچانک اس کے بدلے میں سعودی عرب اور شاہان عرب نے زبردست پراپیگنڈہ شروع کر دیا کہ خمینی شیعہ ہے اور یہ اسلام کے مراکز پر قبضہ کرنا چاہتا ہے اسی دوران پاکستان میں ایک جماعت نے شیعہ کے خلاف سخت قسم کی اشتعال انگیز مہم شروع کر دی ۔ اور لوگوں سے زبردستی شیعہ کافر کہلوایا گیا اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شیعہ سنی ختلاف تو صدیوں سے چلتا آ رہا ہے لیکن خمینی کے زمانہ میں اس کا اتنا اشتعال کیوں دلوایا گیا اور شیعہ کو واجب القتل قرار دینے کا کیا مقصد تھا۔ اس کی اصل بنیاد اس کے سوا کیا ہو سکتی ہے کہ خمینی نے اللہ کو رب مان کر امریکہ کے خلاف بغاوت یا اعلان

Marfat.com

جنگ کرنے کا ارادہ کرلیا تھا اور یہود و نصاریٰ کے لے پالک اسرائیل کے خلاف سخت اور جارحانہ رویہ اختیار کرلیا تھا پھر اگر امریکہ براہ راست ایران پر حملہ کرتا تو دنیا کے مسلمان اس کی مخالفت کرتے اس لئے اس نے نہایت مکاری کے ساتھ ان لوگوں کو استعمال کیا جو مسلمانوں کے لبادے میں یہود و نصاریٰ کے مفادات کے نگران تھے پھر شاہان عرب خود تو چونکہ ایران کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے لہٰذا انھوں نے ایک شخص کو جال میں پھنسایا جو اول تا آخر اسرائیل کا دشمن تھا جس نے یہودیوں کو تختہ دار پر چڑھا کر اپنے ملک سے ان کا خاتمہ کر دیا تھا اور بیت المقدس کو آزاد کرانے کا عہد کیا تھا اور وہ شخص صدام حسین تھا جس کو ایک طرف اشتعال دلایا گیا کہ ایران کے شیعہ دینی مراکز پر قبضہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں دوسری طرف ایک خبر کے مطابق بائیس ارب ڈالر سعودی عرب نے اور اٹھارہ ارب ڈالر کویت نے دیئے اور جدید اسلحہ امریکہ نے دیکر دو مسلمان ملکوں کی دو اسلامی طاقتوں کو جو دونوں بنیادی طور پر اسرائیل کی مخالف تھیں دونوں کی اینٹ سے اینٹ بجا کر امریکہ اور برطانیہ کے لے پالک اسرائیل کی حفاظت کر دی اور یہ وہ کام تھا جو اس وقت امریکہ اور برطانیہ کی فوجیں بھی اس وقت نہ کرسکتی تھیں کیونکہ اس وقت ان کا مقابلہ کرنے کے لئے روس بھی موجود تھا۔ یہ میں نے صرف ایک مثال دی ہے ورنہ ان لوگوں نے ماسوائے شاہ فیصل مرحوم کے ہمیشہ یہودوں نصاریٰ کے مفادات کی نگرانی کی ہے۔ اور یہ اس معاہدہ کی ایک شق کا فیض ہے جس میں کہا گیا ہے کہ سعودی خاندان کی خارجہ پالیسی برطانیہ اور فرانس کے تابع ہوگی۔ اب دوسری شق جہاد سے انحراف کا قرآن کے آئینہ میں تجزیہ کرتے ہیں کہ جہاد کے چھوڑنے کے کیا نقصانات ہیں۔ اور جہاد کے متعلق حکم خداوندی کیا ہے۔ اور کیا اس حکم سے انحراف کی بدولت بخشش ممکن ہے۔

معاہدہ کی تعمیل اور اللہ کے حکم جہاد سے انکار

جہاد فی سبیل اللہ از روئے قرآن

اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمعیت سے) زور سے گھوڑوں کے تیار رکھنے دشمن کے (مقابلے کے) کیلئے تیار رہو کہ اس سے خدا کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اور ان کے سوا اور لوگوں پر جن کو تم نہیں جانتے اور خدا جانتا ہے۔ ہیبت بیٹھی رہے گی۔ اور تم جو کچھ خدا کی راہ میں خرچ کرو گے اس کا ثواب تم کو پورا پورا دیا جائے گا۔ اور تمھارا ذرا نقصان نہ کیا جائے گا۔ سورۃ انفال آیت نمبر ۶۰

جہاد کب فرض ہوتا ہے

کیا ہے تم کو نہ لڑو بیچ خدا کے واسطے نا تو ان مردوں کے اور عورتوں اور ان لڑکوں سے وہ جو کہتے ہیں اے پروردگار ہمارے نکال ہم کو اس شہر سے کہ ظلم کرنے والے ہیں رہنے والے اس کے اور کر و واسطے ہمارے نزدیک اپنے سے دوست اور کر و واسطے ہمارے اپنے پاس سے مددگار (سورۃ النساء ۷۵)

جیسا کہ موجودہ دور میں کشمیر۔ فلسطین۔ چیچنیا۔ افغانستان۔ عراق میں ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں۔ اور مسلم امہ خاموش تماشہ دیکھ رہی ہے۔

جہاد پہلے قریب والوں پر فرض ہوتا ہے

اے لوگوں جو ایمان لائے ہو لڑو ان لوگوں سے جو پاس تمھارے ہیں۔ اور چاہے کہ پاویں بیچ تمہارے سختی اور یاد رکھو اللہ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے۔ (سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۲۳)

جیسا کہ اسرائیل نے جب فلسطین پر قبضہ کیا۔ تو تمام عرب دنیا خصوصاً مقامات

Marfat.com

مقدسہ کے حکمرانوں پر فرض تھا۔ کہ وہ ملت اسلامیہ کو جہاد کی دعوت دیتے اور خود بھی جہاد میں شامل ہوتے۔ اور امت کی راہ نمائی کرتے۔ لیکن انہوں نے جہاد کرنے کی بجائے دشمنان اسلام کی معاونت کی۔

جہاد پر نہ نکلنے کی سزا

اگر تم اللہ کی راہ میں نہ نکلو گے تمہیں اللہ سخت سزا دے گا اور تمہاری جگہ اور لوگ لے آئے گا اور تم اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر غالب ہے۔ (سورۃ توبہ ۳۹)

احکام القرآن کی مخالفت کی سزا

جو لوگ منکر ہوئے ہماری آیتوں سے ان کو ہم ڈالیں گے آگ میں جس وقت گل جائے گی کھال ان کی ان کی کھال بدل دیں گے۔ تا کہ چکھتے رہیں عذاب اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ (سورۃ نساء ۵۶)

مومن کی پہچان ہے

کیا تم لوگ خیال کرتے ہو کہ (بے آزمائش) چھوڑ دیئے جاؤ گے۔ ابھی تو خدا نے ایسے لوگوں کو متمیز نہیں کیا جنہوں نے تم میں جہاد نہیں کیا۔ خدا اور اس کے رسولؐ اور مومنوں کے سوا کسی کو دلی دوست نہیں بنایا۔ اور خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔ (سورۃ توبہ) مومن کی پہچان جہاد فی سبیل اللہ اور ایمان والوں کے سوا کسی سے دوستی نہیں کرتا ہے جبکہ ہمارے دینی مراکز نے ان دونوں کاموں کی کھل کے مخالفت کی ہے۔ سورۃ توبہ ۸۰ تا ۸۴۔ جہاد میں سستی کرنے والوں کے متعلق حضور اقدس ﷺ کو حکم ہو رہا ہے۔ (اور اے پیغمبر) ان میں سے کوئی مر جائے تو کبھی اس کے جنازے کی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر جا کر کھڑے ہونا (یہ لوگ) خدا اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کرتے

رہے۔اور مرے بھی تو نافرمان ہی مرے، (سورۃ توبہ آیت نمبر ۸۴)

مقامات مقدسہ اور اس کے حکمران

مقامات مقدسہ حقیقت میں مسلمانوں کے قلب روح کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہر صاحب ایمان کے دل میں ان مقامات مقدسہ کا تقدس بدرجہ اتم موجود ہے۔ اور مسلمانوں کا عروج وزوال بھی ان مقامات مقدسہ کے ساتھ منسلک ہے۔ اسی طرح وہاں حکمرانی کا حق بھی اسے ہی حاصل ہوتا ہے۔ جو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا تابعدار اور فرمانبردار ہو۔ لیکن شیطان اور دشمنان اسلام نے نہایت مکاری کے ساتھ سازش کر کے وہاں پر ایسے لوگوں کو حکمران بنا دیا۔ جو اللہ کے دین اسلام کے مفادات کی نگرانی کرنے کی بجائے یہود و نصاریٰ کے مفادات کے نگران ہوں۔ دوسری طرف مسلمان دھوکے میں آ گئے۔ وہ ان کا ادب احترام اس وجہ سے کرتے رہے۔ کہ یہ لوگ مقامات مقدسہ کے حکمران ہیں جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے جو آدمی اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرنی پر اتر آئے مسلمانوں کا فرض ہے ۔کہ اس کی مخالفت کریں۔ اگر چہ وہ کسی بھی مقام پر ہوں حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں مسجد نبوی کھجور کی ٹہنیوں کے چھت سے بنی ہوئی تھی لیکن اس مسجد نبوی کا مقام اس طرح تھا کہ دنیا کے جس بھی حصے میں کسی بھی مسلمان کو تکلیف ہوتی وہ مسجد نبوی کا دروازہ کھٹکھٹاتا پھر وہاں پر حضور اقدس ﷺ جہاد کا اعلان فرماتے ۔پھر گلیوں بازاروں میں الجہاد الجہاد کی صدائیں بلند ہونا شروع ہو جاتیں۔ پھر آپ ﷺ جہاد پر جانے سے پہلے مجاہدین اسلام کے لئے چندہ جمع کرنے کا اعلان فرماتے پھر دیکھتے ہی دیکھتے ساز و سامان کے انبار لگ جاتے پھر اسی مسجد سے جہاد فی سبیل اللہ کیلئے لشکر ترتیب دیئے جاتے اور روانہ کئے جاتے اور پھر وہی مسجد نبوی اسلامی لشکروں کا کنٹرول روم بھی ہوتا اور وہی مسجد نبوی مسلمانوں کی مشاورتی کونسل کا کام دیتی اسی مسجد سے امیر کی تنزلی وترقی کے احکام جاری ہوتے لیکن

Marfat.com

جونہی سعودی خاندان برطانیہ اور فرانس سے معاہدہ کر کے وہاں کا حکمران بنا اس مسجد کا بلکہ دین اسلام کا ہی حلیہ بدل دیا گیا قرآن پاک میں حکم ہے کہ یہود و نصاریٰ اس وقت تک تم سے خوش نہیں ہوں گے جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہیں کرتے جبکہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ کہ اپنے عبادت خانوں کا یہود و نصاریٰ کی طرح بناؤ سنگار مت کرو اب آپ حال ملاحظہ فرمائیں کہ اس خاندان کی حکمرانی کے بعد اس مسجد سے سنت نبوی اور فرض دونوں کا یکسر خاتمہ کر دیا گیا یعنی جہاد فی سبیل اللہ فرض عین بھی ہے اور سنت نبوی ﷺ بھی ہے یعنی جونہی جہاد فرض ہوا آپ ﷺ نے پوری زندگی جہاد فرمایا۔ بلکہ وصال کے وقت بھی آپ ﷺ اسلامی لشکروں کو روانہ کر رہے تھے۔ اور یہ عمل اصحابہ اکرمؓ اور تابعین اور تبع تابعین کے دور میں بھی جاری رہا جس کی بدولت دین اسلام کی عظمت اور ہیبت قائم رہی لیکن جب سے شاہان عرب وہاں وارد ہوئے اس مسجد نبوی میں جہاد کا اعلان اور جہاد کے لئے لاؤ لشکر تیار کرنا تو دور کی بات ہے وہاں پر جہاد کا نام لینا بھی ممنوع قرار پایا۔ اس کے ساتھ ہی حضور اقدس ﷺ کے حکم کی مخالفت اور یہودیوں کی پیروی کرتے ہوئے مسجد نبوی کا بناؤ سنگار کرنا شروع کر دیا وہاں پر نہایت قیمتی پتھر لگائے جا رہے ہیں۔ مسجد کی زیب و زینت اور نمود و نمائش پر خوب زور دیا جا رہا ہے۔ لیکن دین اسلام کی روح جہاد فی سبیل اللہ سے مکمل انحراف کر دیا گیا ہے اس کی مثال ایسے ہے جیسے پہلے کسی آدمی کو قتل کر کے اس کی جان نکال دی جائے پھر اس کے بدن کا خوب بناؤ سنگار کیا جائے۔ اس وقت دشمنان اسلام اس بات پر متفق ہو چکے ہیں کہ دین اسلام کی دونوں اولین بنیادوں کو جڑ سے اکھیڑ دیا جائے۔

(۱) حضور اقدس ﷺ کی محبت کو ایمان والوں کے دلوں سے نکال کر انہیں دنیاوی آسائش استراحت لہو و لعب میں مبتلا کر دیا جائے۔

Marfat.com

(2) جہاد فی سبیل اللہ سے مسلمان قطعی دست بردار ہو کر دشمنان اسلام کی غلامی قبول کرلیں تاکہ مسلمانوں کے مال ومنال اور معدنیات غیر مسلم آسانی سے برائے نام معاوضہ کے عوض حاصل کرسکیں اور یہ کام اگروہ ڈائرکٹ کرتے تو مسلمان لازماً ان کے مقابلے پر اٹھ کھڑے ہوتے۔ لہذا انہوں نے اس کا حل یہی نکالا کہ کچھ لوگ جو دین کے لبادہ میں ملبوس ہوں ان کو خرید کر اپنے منصوبوں کو پایا تکمیل تک پہنچاسکیں۔ لہذا اس مقصد کے لئے ہی انہوں نے سعودی خاندان کا استعمال کیا۔ جنہوں نے ایک طرف خود عملی طور پر جہاد فی سبیل اللہ کو ترک کر کے عام مسلمانوں کو یہ تاثر دیا کہ اگر خانہ کعبہ اور مسجد نبوی دونوں مقامات مقدسہ کے حکمران اس فرض کو چھوڑ دیا ہے۔ تو عام مسلمانوں کے لئے کیا مصیبت ہے کہ وہ اپنے مال وجان قربان کریں۔ اس کے علاوہ جہاں بھی جس مقام پر بھی مسلم امہ میں انتشار وافتراق پھیلانا ہوتا ہے وہاں پر بھی ہمارے مقامات مقدسہ کے حکمران کر گزرتے ہیں۔ جیسا کہ میں اسے پہلے ایران عراق کی لڑائی کی مثال پیش کی ہے۔ کہ کس طرح ان دونوں مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر دین اسلام کی بنیادی قوتوں کا تہس نہس کر دیا گیا ہے۔

پھر جہاد فی سبیل اللہ سے انحراف اس کا قلع قمع کرنے کی پوری کوشش کی گئی۔ اس کے ساتھ ہی پوری دنیا میں کئی ذیلی تنظمیں معرض وجود میں آگئیں۔ کوئی تبلیغی لبادہ میں کوئی فرقہ پرستی کے لبادہ میں مسلمانوں کو جہاد فی سبیل اللہ سے روکنے کی بھرپور کوشش میں مصروف ہیں۔ اور اس کے مختلف انداز اور ہتھکنڈے اپنائے جارہے ہیں۔ سادہ لوح مسلمان جب کسی ایسے گروہ یا جماعت میں داخل ہوتے ہیں۔ وہ علم اور تحقیق کی کمی کی وجہ سے اس نظریہ کو اپنا لیتے ہیں۔ جیسا کہ بعض لوگوں کی زبانی بار بار یہ الفاظ سنے گئے ہیں۔ کہ پہلے ایمان کو مظبوط کرنا ضروری ہے۔ پھر جہاد کرنا۔ حالانکہ یہ جملہ دین اسلام کی تعلیمات کے قطعی خلاف ہے۔ کیونکہ جہاد ہی ایمان کا نکھار بھی ہے۔ ترازو بھی ہے۔ کسوٹی بھی ہے۔

Marfat.com

جیسا کہ قرآن پاک میں بار بار اس بات کو دہرایا گیا ہے۔ اگر جہاد ہی چھوڑ دیا جائے۔ تو پھر ایمان کی پہچان کیسے ہوگی۔ جیسا کہ قرآن پاک نے واضح حکم فرمادیا ہے صاحب ایمان وہی لوگ ہیں جو اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ میں نے ایسے ہی ایک مبلغ سے سوال کیا۔ کہ آپ کی عمر کتنی ہے۔ اس نے کہا ستر سال میں نے جواب دیا اگر ستر سال کی تبلیغ میں آپ کا ایمان مضبوط نہیں ہوا۔ تو پھر اب کیسے ہوگا۔ اسی طرح بعض لوگ مسلمانوں کے درمیان اختلافی مسائل کو بنیاد بنا کر مسلمانوں کی آپس میں قتل و غارت گری پر اکساتے ہیں۔ بلکہ مسلمانوں کو لڑانا اور قتل کرنا ان کا شغل ہے۔ وہ اس کو دین سمجھ کر کرتے ہیں۔ جب تحقیق کی جائے تو پتہ چلتا ہے۔ کہ ان سب کا ہیڈ کوارٹر سعودی حکومت کے پاس ہے۔ جو معاہدے کے مطابق یہود نصاریٰ کے منشور کی تکمیل کر رہی ہے مثلاً میں نے ایک جماعت سے سوال کیا کہ پہلے آپ تبلیغ کے دوران ذکر بالجہر کرایا کرتے تھے اب اس کی مخالفت کرنے کی کیا وجہ ہے جس پر امیر جماعت نے ارشاد فرمایا کہ ہمیں سعودی حکومت سے ایسا ہی حکم ملا ہے حالانکہ وہ لوگ اس سے پہلے ایک عرصہ تک خود ذکر بالجہر کراتے رہے۔ اسی طرح ہندو پاکستان میں میں بعض ایسے مسائل کو اچھالا گیا ہے۔ جن کے اچھالنے کا کوئی مقصد نہیں۔ مثلاً سپیکر پر صلوٰۃ السلام پڑھنا۔ اور یا رسول اللہ کہنا۔ ایک طبقہ بضد رہا کہ ہم ضرور پڑھیں گے۔ دوسرا بضد رہا کہ ہم بند کر دیں گے۔ حالانکہ درود سلام پڑھنا اللہ کا حکم ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ سپیکر پر ہی پڑھا جائے۔ آپ سپیکر کے بغیر پڑھ سکتے ہیں۔ اپنے گھر میں اپنی مسجد میں بغیر سپیکر کے جتنا مرضی پڑھیں۔ کوئی آپ کو کیسے روکے گا۔ اور کیوں روکے گا۔ بلکہ میری نظر میں سب سے بہتر طریقہ یہ ہے۔ ایسے وقت اور ایسے مقام پر خلوص اور محبت سے درود پاک پڑھا جائے۔ جہاں تنہائی ہو۔ اور یہ تصور ہو کہ جن کو میں سنانا چاہتا ہوں۔ وہ سن رہے ہیں۔ اس کے برعکس اگر سپیکر پر پڑھا جائے جہاں پر ایک مخصوص فرقے

Marfat.com

کی نشاندہی ہو۔ لیکن علیحدگی میں بالکل نہ پڑھا جائے۔ یا بہت کم پڑھا جائے۔ جب ہم یہ کام اس نیت سے کریں گے کہ اس سے اپنے مخصوص فرقے کی شناخت ہو۔ اور دوسروں کو دکھانے کے لئے اس کا اور مقام ہے۔ میں اس کو گناہ اس لئے نہیں کہہ سکتا کیونکہ یہ اللہ کا حکم ہے۔ اور کثرت کے ساتھ پڑھنے کا حکم ہے۔ لیکن جو اچھی چیز ملت اسلامیہ میں فتنہ پیدا ہونے کا باعث بنے۔ اس سے درگزر کرنا بہتر ہے۔ جس کی میں ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ کہ میں نے کئی حدیث مبارکہ میں پڑھا، کہ حضور اقدس ﷺ سیاہ عمامہ باندھا کرتے تھے۔ میں نے سنت اور ثواب سمجھ کر سیاہ پگڑی باندھنا شروع کر دی۔ لیکن دوسری طرف ایک مولوی صاحب نے باقاعدہ تقریر شروع کر دی کہ دیکھو حکیم ریاض کالی پگڑی باندھتا ہے۔ اور یہ کام شیعہ کرتے ہیں۔ اور شیعہ کافر ہوتے ہیں۔ میں نے جب یہ تقریر سنی میں نے کالی پگڑی اتار کر سفید پگڑی باندھنا شروع کر دی۔ اس میں کونسا نقصان ہو گیا۔ اس کے برعکس اگر میں بضد ہو جاتا کہ میں سنت کا ثواب نہیں چھوڑوں گا مولوی صاحب اپنے مشن میں کامیاب ہو جاتے۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ معاملہ قتل تک پہنچ جاتا۔ اور پھر کئی قتل ہوتے۔ کیونکہ مولوی صاحب تو ایک مشن کی تکمیل میں مصروف تھے۔ میں عرض کر رہا تھا۔ کہ الصلوٰۃ پڑھنا یا رسول اللہ کہنا ایک طرف ایک طبقہ بضد ہے۔ کہ ہم ضرور پڑھیں گے۔ یہ حکم ہے۔ اسی طرح دوسرا طبقہ اس کو گناہ تصور کر کے اس کو روکنے کی کوشش کرتا ہے۔ بلکہ میں نے جب مسجد کی بنیاد رکھی تو ایک حافظ صاحب اللہ ان کی مغفرت فرمائے انہوں نے مسجد کی مخالفت شروع کر دی میں نے مخالفت کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ ہم اس کی مخالفت اس لئے کر رہے ہیں ہمارے خیال میں اس مسجد میں الصلوٰۃ پڑھی جائے گی۔ اب ذرا غور کریں کہ درود سلام پڑھنا ایک حکم ہے۔ کوئی آدمی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ قرآن حدیث میں کوئی ایسا حکم موجود ہو کہ پڑھنے والے کو روکنا ضروری ہے۔ اس کے باوجود اس کو روکنا کیوں اور کسی حکم کے تحت

Marfat.com

ضروری سمجھ لیا گیا ہے۔اس کے برعکس جن کاموں کے روکنے کا قطعی حکم موجود ہے۔ جو نہی عن المنکر کے زمرے میں آتے ہیں۔ جیسا کہ تاش جوا، شراب، سود، زنا، بے حیائی، گانے بجانے ان کو روکنے کی کبھی کوشش نہیں کی اس کے برعکس ایسے مسائل جان بوجھ کر پیدا کئے گئے۔ جن کا مقصد محض مسلم امۃ میں انتشار پیدا کرنا ہے۔اسی طرح نماز کے بعد یا اذان کے وقت اپنے اپنے فرقے کے مخصوص انداز اپنا لئے گئے ہیں۔ جن کا قوانین اسلام میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔اس کے برعکس احکام خداوندی کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن منکر جو دین اسلام کی اصل ہیں ان سے ہر طبقہ مکمل طور پر دست بردار ہو چکا ہے۔ پھر قران پاک نے وضاحت کردی کہ اگر کسی جگہ اختلاف پیدا ہو تو قرآن حدیث کے آئینہ میں اس کا حل تلاش کرو۔ لیکن کوئی فرقہ اور طبقہ بھی اپنے عقائد اور فرقہ کے خلاف کوئی بات سننے کو تیار نہ ہے ضد اور سینہ زوری سے کام لیا جارہا ہے۔جس کا فیض یہ ملا ہے۔ کہ پوری امت غلام بن چکی ہے۔اور مسلمانوں کے مجموعی وسائل اور آمدن پر غیر مسلم قابض ہو چکے ہیں۔ تمام دشمنان اسلام اس بات پر متحد ہیں۔ کہ مسلمان کبھی متحد نہ ہوں۔ لیکن مقام افسوس ہے۔ کہ ہم ان کی غلامی کو خوش دلی سے قبول کر رہے ہیں۔ جبکہ اپنے بھائیوں کو مسلمان تسلیم کرنے کی بجائے ان کے خلاف بغض عناد بھرا ہوا ہے۔ حالانکہ ہم اپنی آنکھوں سے بار بار مشاہدہ کر چکے ہیں۔ کہ تمام کافر اس بات پر متحد ہیں کہ مسلمان کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ یا اپاہج بنا کر غلام بنا لیا جائے۔وہ جس ملک پر بمباری کرتے ہیں۔ وہ قطعاً۔ شیعہ ،سنی، دیو بند، بریلوی، کی شناخت نہیں کرتے۔ وہ ہم کو مسلمان ہونے کے جرم میں تہہ تیغ کر رہے ہیں۔ وہ دشمن ہم سب کو مسلمان مانتے ہیں۔ لیکن ہم خود اپنے بھائی کو مسلمان ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اور لا یعنی مسائل کو اختلاف کا موجب بنا لیا ہے۔ جو نہ تو امر بالمعروف کے زمرہ میں آتے ہیں۔ نہ نہی عن المنکر کے زمرہ میں آتے ہیں۔

Marfat.com

حضور اقدس اکم اجمل اطیب روحی فدا ﷺ کی محبت ایمان کی حقیقت ہے

یہ بڑا نازک مضمون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں پر آپ ﷺ پر درود و سلام پڑھنے کا حکم فرمایا ہے اور ساتھ اس چیز کی گواہی دی ہے کہ خود اللہ اور اللہ کے فرشتے بھی یہ کام کرتے ہیں اس کے ساتھ ہی اگلی آیت احزاب 56 میں ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ خدا اور اس کے پیغمبر کو رنج پہنچاتے ہیں ان پر خدا دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اب ذرا غور فرمائیں کہ حضور اقدس ﷺ کو ذرا سا رنج پہنچانے کا جرم یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے لعنت اور درد دینے والا عذاب بھی ہے اسی طرح قران حکیم میں دوسری جگہ حکم ہو رہا کہ اگر تم آپ ﷺ کی آواز سے آواز اونچی کر لو گے تو تمہارے اعمال ضائع کر دیئے جائیں جس کا مطلب واضح ہے کہ نماز، روزہ، حج، زکوۃ، جہاد خیرات سب کچھ آپ ﷺ کی ذرا سی گستاخی کے بدلے ضائع ہو جائیں گے۔ پھر اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے میرے خیال میں اس سے زیادہ آپ ﷺ کی کیا شان ہوگی کہ جہاں تک رب کی ربوبیت موجود ہے وہاں تک محبوب خدا کی رحمت موجود ہے پھر اس سے زیادہ آپ ﷺ کی کیا شان ہوگی کہ ہر روز ستر ہزار فرشتے صبح کے وقت روضہ مبارک پر حاضر ہوتے ہیں اور شام تک درود پڑھتے ہیں اور شام کو ستر ہزار فرشتے پھر آسمان سے نازل ہوتے ہیں اور ساری رات درود پڑھتے رہتے ہیں یعنی ہر روز ایک لاکھ چالیس ہزار فرشتے بارگاہ نبوی میں حاضری دیتے ہیں اور درود پڑھتے ہیں۔ پھر جب قیامت آئے گی اس دن بھی آپ ﷺ ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ دربار خداوندی میں حاضر ہوں گے پھر آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کے وفات کے بعد بھی میری امت کے اعمال میرے سامنے پیش کیئے جائیں گے اگر میں اچھے دیکھوں گا تو اللہ کی حمد بیان کروں گا اگر ان کے علاوہ دیکھوں گا تو بخشش کی دعا کروں گا اسی طرح

Marfat.com

سنن ابوداوٗد جلد اول صفحہ 982 میں حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر سلام بھیجے مگر یہ کہ اللہ میری روح کو واپس لٹا دیتے ہیں یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں اسی طرح حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ کے فرشتے زمین میں پھرا کرتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔ سنن نسائی شریف جلد اول صفحہ ۱۲۸ ترتیب شریف صفحہ ۶۵۶۔

اب ان احادیث مبارکہ پر اگر ذرا سا بھی غور کیا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی شان بیان کرنے کا کتنا اہتمام فرمایا ہے پھر کوئی بندہ آپ ﷺ کی کیا شان بیان کرے گا حضرت امام ابوحنیفہؒ فرماتے کہ اگر تمام درختوں کی قلمیں بنا دی جائیں اور تمام سمندروں کی سیاہی بنا دی جائے اور ساری مخلوق محبوب خدا کی شان میں لکھنا شروع کر دے سمندروں کی سیاہی ختم ہو سکتی ہے درختوں کی قلمیں گھس سکتی ہیں لیکن آپ ﷺ کی شان پھر بھی بیان نہیں ہو سکتی پھر آپ نے ایک بڑا نقطہ بیان فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کو خدا نہ کہو اور خدا کا بیٹا نہ کہو اس کے علاوہ جتنی بھی ہو سکے شان بیان کرو جائز ہے۔ لیکن اس کے برعکس ذرا سی گستاخی کرنے والا اللہ کی لعنت اور عذاب کا مستحق قرار دیا گیا ہے اور تمام اعمال غارت ہونے کی نوید ہے۔ ہمارے ہندوستان میں اسلام اولیائے عظام کی بدولت ہی پھیلا اور یہاں پر انگریز کی آمد سے پہلے کچھ لوگ شیعہ تھے باقی سب لوگ اہل سنت والجماعت تھے اور ایک ہی امام حضرت امام ابوحنیفہ کے مقلد تھے۔ اور سارے ہی اس بات پر متفق تھے کہ آپ ﷺ کی جتنی بھی شان بیان کی جائے کم ہے بلکہ تمام اہل سنت علماء کا عقیدہ تھا کہ جہاں پر آپ ﷺ کی شان وسیرت بیان کی جائے بلائیں ٹل جاتی ہیں وبائیں بھاگ جاتی ہیں بیماروں کو شفا ہوتی ہے قحط شادابی میں بدل جاتا ہے

Marfat.com

کیونکہ وہاں رحمتوں کا نزول ہوتا ہے مولانا اشرف علی تھانویؒ اپنی کتاب نشر وطیب میں لکھتے ہیں کہ میں اس کتاب میں محبوب خدا ﷺ کی شان وسیرت بیان کر رہا ہوں جس کا فیض یہ ملا ہے کہ پورا ہندوستان طاعون کی موذی بیماری اور زلزلوں کی زد میں ہے لیکن آپ ﷺ کی شان وسیرت کی برکت سے ہمارا پورا علاقہ ان آفات سے پوری طرح محفوظ ہے۔
ہندوستان میں ایک مشہور درویش حضرت سائیں توکل علی شاہ مرحوم گذرے ہیں جو قطعی ان پڑھ ہونے کے باوجود علماء سے احادیث مبارکہ سنا کرتے اور پھر ان کی تصدیق وتردید فرماتے کسی نے پوچھا آپ ان پڑھ ہونے کے باوجود یہ کیسے معلوم کر لیتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں تو آپ نے جواب دیا کہ جن کی حدیث آپ لوگ پڑھتے ہیں وہ میرے سامنے موجود ہوتے ہیں میں ان کی تصدیق یا تردید کے مطابق تجھے جواب دے دیتا ہوں
حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے اپنے رسالہ خدام الدین میں پورا ایک باب احادیث مبارکہ اور بزرگائے دین کے اقوال کا لکھا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی آج بھی جسم الوجود کے ساتھ بیداری کی حالت میں زیارت ممکن ہے اور باقاعدہ اپنے غلاموں کی راہنمائی فرماتے ہیں اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ہندوستان میں ایک جماعت تھی ایک ہی عقیدہ تھا ایک ہی مسلک تھا پھر موجودہ اختلاف کیوں پیدا ہوئے کہاں سے پیدا ہوئے اور ان کا سرچشمہ کہاں سے پھوٹا۔ اس کا جواب بالکل وہی ہے کہ جب سعودی خاندان برطانیہ اور فرانس کے ساتھ معاہدہ کر کے مقامات مقدسہ پر قابض ہوا ہندوستان کے کچھ لوگوں کا ان سے میل ملاپ ہوا دوسری طرف ایسٹ انڈیا کمپنی ہندوستان میں وارد ہوئی اور انہوں نے کچھ علماء سے راہ ورسم پیدا کئے اس کے بعد ہی اس نئے عقیدے کا رجحان پیدا ہوا دین اسلام کی بنیاد قرآن پاک ہے قرآن پاک کی روح سورۃ فاتحہ ہے اور سورۃ فاتحہ اتنی جامع ہے کہ چند لفظوں میں ہر ایک بات کی تفصیل اور تفسیر بیان کر دی ہے۔ اس آیت میں حکم ہو

Marfat.com

رہا ہے کہ بندہ التجا کرتا ہے اے اللہ مجھے سیدھا راستہ دکھا ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا انعام ہوا اور اس راستے سے بچا جن پر تیرا غضب ہوا اور گمراہ ہوئے۔ مغضوب کے زمرے میں یہودی آتے ہیں جن پر اس وجہ سے غضب ہوا کہ انہوں نے اللہ کے بندوں کی بے ادبی کی بلکہ اللہ کے پیغمبروں کو قتل کرنے تک پہنچ گئے اس وجہ سے ان پر اللہ کا غضب نازل ہوا جب کہ گمراہی کے زمرہ میں نصاریٰ آتے ہیں جنہوں نے اللہ کے پیغمبر کو نعوذ باللہ اللہ کا بیٹا بنا دیا سورۃ فاتحہ میں ہم ان دونوں عقائید سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

اسلام ان دونوں کے درمیانی راستہ ہے نہ تو اللہ کے بندوں کی بے قدری مناسب ہے اور نہ ہی اس حد تک غلو کہ ان کو خدا کا بیٹا ہی بنا دیا جائے لیکن حضور اقدس ﷺ کی شان میں نازیبا الفاظ کا اسی وقت عمل شروع ہوا جب سعودی خاندان مقامات مقدسہ پر یہود ونصاریٰ کی مدد اور معاہدہ کی بنا پر قابض ہوئے کیونکہ اس سے پہلے جب یہود ونصاریٰ نے مکمل منصوبہ بندی سے حضور اقدس ﷺ کے جسد اطہر کو روضہ مبارک سے نکالنے کی ناپاک کوشش کی تو اس کا مقصد اس کے سوا کیا تھا کہ مسلمانوں کے دلوں سے حضور اقدس ﷺ کی محبت ختم کر دی جائے۔

پھر سعودی خاندان نے وہاں پر قابض ہونے کے بعد جو سب سے پہلا کام کیا وہ یہ تھا کہ آپ ﷺ کے محبوں اور جانثاروں کی قبروں کو مسمار کر دیا گیا بلکہ روضہ اطہر کو شہید کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی لیکن دنیا کے مسلمانوں کے بھرپور احتجاج کی بدولت وہ یہ کام نہ کر سکے اب دیکھنا ہے کہ انہوں نے یہ کام قرآن وحدیث کے کسی حکم تحت کیا ہے۔ یا کہ یہود ونصاریٰ کے ارادوں کی تکمیل کی ہے۔ یہ وہ قبریں تھیں جن پر حضور اقدس ﷺ بلا ناغہ تشریف لے جاتے تھے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جس دن بھی آپ ﷺ کی میری ہاں باری ہوتی آپ ضرور جنت البقیع میں تشریف لے جاتے اور دعا

Marfat.com

فرماتے۔ پھر آپ ﷺ کے ایک صحابیؓ قبر سے ٹیک لگا کر بیٹھے ہیں کہ سرکار نے فرمایا قبر پر سے اٹھ جا تیرے بھائی کو تکلیف ہوتی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ مردے کی ہڈی مت توڑو کیونکہ مردے کی ہڈی توڑنے سے اسے ایسے ہی تکلیف ہوتی ہے جیسا کہ زندہ آدمی کو ہوتی ہے۔ پھر ان لوگوں نے کون سے حکم کے تحت قبروں کو مسمار کر کے ہڈیوں کو بلڈوزروں سے اکٹھا کرنے کا کس نے اختیار دیا۔

قرآن تو حجتہ الوداع کے دن مکمل ہو گیا اس میں کہیں ایسا حکم موجود نہیں کہ قبروں کو اس مفروضے کے تحت مسمار کر دیا جائے کہ لوگ قبروں کی پرستش کرتے ہیں ہاں اگر کوئی غلط کام کرتا ہے تو وہاں پر ان کی حکمرانی ہے اس کو سزا دیں لیکن دین کے ایک اہم ستون کو گرا دینا کیسے مناسب ہے ہاں اگر قبروں کو مسمار کرنا ضروری ہوتا تو حضور اقدس ﷺ صحابہ کرامؓ تابعین اور تبع تابعین ضرور اس عمل کی نشاندہی فرماتے لیکن کتنے افسوس کا مقام ہے اللہ تعالیٰ نے مقربین حق کی قبروں کو بابرکت جگہ قرار دیا حضور اقدس ﷺ ہر روز قبروں پر تشریف لے جاتے پھر ایک آدمی قبر پر ٹیک لگا کر بیٹھا تو فرمایا ایسا مت کر تیرے بھائی کو تکلیف ہوتی ہے تو کیا جن قبروں کو بلڈوزروں سے گرایا گیا اور قبریں بھی ان حضرات کی، جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بار بار اعلان فرمایا کہ میں ان لوگوں سے راضی ہو گیا پھر ان کی قبروں کو اسلام کے کس حکم کے تحت مسمار کیا گیا جب آپ تحقیق کریں گے تو ماننے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہوگا کہ یہ کام حضور اقدس ﷺ کے احکام کی صریحاً مخالفت کرنے ہوئے دشمنان دین کے مقاصد کی تکمیل کیلئے کیا گیا کہ ایمان والوں کے دلوں سے محبوب خدا اور ان کے محبوں اور جانشینوں کی محبت کو ختم کیا جائے۔

ہندوستان میں بھی یہ وبا اسی وقت نازل ہوئی اور اس کی شاخیں وہیں جا کر مل جاتی ہیں پھر دنیا کا مال خرچ کر کے ایک مخصوص عقیدے کی تشہیر کی گئی اور اس عقیدے کا

ماحصل اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ حضور اقدس ﷺ کی محبت کو لوگوں کے دلوں سے نکال دیا جائے کچھ عرصہ قبل مجھے روضہ اقدس پر حاضری کی توفیق نصیب ہوئی تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا کہ جب تک کوئی آدمی روضہ مبارک کی طرف پشت نہ کر لیتا دعا مانگنے کی اجازت نہ ہوتی بلکہ ہاتھوں پر ڈنڈے مارے جاتے اور کہا جاتا ھٰذا شرک رب کعبہ۔ یعنی رب کعبہ میں ہے نعوذ باللہ حالانکہ اللہ ہر جگہ ہر وقت موجود ہے پھر جب صدام کے حملہ کا خطرہ پیدا ہوا تو پھر یہود و نصاریٰ کو مدد کیلئے بلایا گیا جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مشرک قرار دیا ہے ان سے مدد مانگنے والوں کو منافق اور ان کا کہا ماننے والوں کو مرتد قرار دیا اور یہ عمل اسی سابقہ معاہدہ کی بدولت تھا۔

پھر آپ ہی فیصلہ کریں کہ اللہ ہماری مدد کیوں کرے جس ہستی کی اللہ تعالیٰ اتنی شان بیان فرمائے ہم اس پاک ہستی سے بغض رکھیں تو پھر ہماری مدد نہیں بلکہ عذاب آئے گا اور از روئے قرآن ہمیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے گا اور ہماری جگہ اور قوم کو پیدا کر دیا جائے گا اور یہ سب کچھ ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔ یہ علیحدہ چیز ہے کہ ہم نے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کی ہوئی ہیں اس کا ایک ہی حل ہے کہ ہم اپنے گناہوں سے توبہ کریں دین کے دو اہم ستون حضور اقدس ﷺ کی محبت اور جہاد فی سبیل اللہ ہیں ان کو پھر سے اپنے عمل سے تعمیر کرنے کی سعی کریں انشاء اللہ تعالیٰ اللہ کو ضرور ہم پر رحم آئے گا اور ہماری ذلت عزت میں شکست فتح میں بدل جائے گی۔ ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ یاحي یاقیوم

Marfat.com

ایک اہم اور خطرناک موڑ

اعمال ایمان کے ساتھ مشروط ہیں اگر ایمان ہو گا تو اعمال کی قبولیت ہو گی اگر ایمان ہی نہیں تو اعمال کیسے بھی ہوں نامقبول ہوں گے اور ایمان حضور اقدس ﷺ کی محبت کے ساتھ نتھی ہے جہاں محبت ہے ایمان بھی ہے جہاں محبت نہیں ایمان بھی نہیں جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمادی کہ اگر تم حضور اقدس ﷺ کی آواز سے ذرا سی آواز اونچی کرلو گے تو تمہارے اعمال ضائع کر دیئے جائیں گے اور یہ حکم قیامت تک کیلئے موجود ہے اگر کوئی اعتراض کرے کہ اب تو آپ ﷺ کی آواز نہیں سنی جاسکتی اب یہ حکم کیسے لاگو ہو گا اس کا جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ آپ ﷺ کی آواز ہی تو ہیں اگر کوئی آدمی اس بات کا انکار کرے گا تو پھر قرآن پاک میں اس حکم کی تعمیل کیسے ممکن ہو گی اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اللہ کے رسول ﷺ کی۔ حضور اقدس ﷺ نے وضاحت فرمادی جب تک کسی کو مال جان اور اولاد ہر چیز سے میری ذات زیادہ محبوب نہ ہو مومن ہی نہیں ہوسکتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے جہاں پر خلافت دینے کا وعدہ فرمایا ہے وہاں پر بھی خلافت کو ایمان اور اعمال صالح سے مشروط فرمایا ہے۔ اس سے ثابت ہوا سارے اعمال سے ایمان مقدم ہے اور ایمان کی تصدیق کیلئے حضور اقدس ﷺ کی محبت ہر چیز پر مقدم ہے پھر کوئی شخص اپنے محبوب پر نکتہ چینی بھی برداشت نہیں کرتا۔ بلکہ یہ مشاہدہ ہے کہ ہر آدمی اپنی ذات والدین اور اولاد کے عیوب پر پردہ پوشی کرتا ہے اور ان کی تعریف سے خوش ہوتا ہے لیکن جب تک آپ ﷺ کی محبت ان سب پر مقدم نہ ہو گی صاحب ایمان ہونا ناممکن ہے اور اگر محبت مقدم ہو گی تو پھر آپ ﷺ کی شان وسیرت سے خوشی ہو گی اور ہر صاحب ایمان اس بات پر خوش ہو گا جب کہ نکتہ چینی سے ناخوش ہو گا۔ اس کے باوجود اکثر دیکھا گیا ہے کہ مسلمانوں میں ایک گروہ ایسا داخل ہو چکا ہے وہ کسی بھی حدیث امام اور مجدد جہاں پر حضور

Marfat.com

اقدس ﷺ کی شان بیان کی جائے۔ وہ اس حدیث سے ہی انکار کر دیتے ہیں اگر حدیث بیان کرنے والا کتنا ہی محقق ہو۔ بلکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ایسی احادیث مبارکہ کو تسلیم کرنے سے فوراً انکار کر دیا جاتا ہے اور یہ کوئی معمولی کمی نہیں اس سے ایمان بھی چلا جاتا ہے اور جب ایمان ہی نہ رہے گا تو پھر اعمال اگر چہ کیسے بھی ہوں چہ معنی دارد نا مقبول ہوں گے اور پھر اللہ کی مدد کیوں آئے گی اللہ کی مدد تو ایمان کے ساتھ مشروط ہے اسی طرح مقام خلافت بھی ایمان اور اعمال صالح کے ساتھ مشروط ہے اور یہ تبدیلی اسی وقت سے شروع ہوئی جب سے ہمارے مقامات مقدسہ پر تبدیلی واقعہ ہوئی ہے یعنی کچھ لوگ یہود ونصاریٰ سے معاہدہ کر کے وہاں کے حکمران بنے ہیں اور ایک مخصوص رنگ میں دین کے پردے میں یا دین اسلام کے لبادے میں دین اسلام کی مخالفت شروع کی ہے یعنی دین اسلام کی اہم بنیادوں جہاد فی سبیل اللہ اور حضور اقدس ﷺ کی محبت سے انحراف کیا ہے۔ پھر اس وبا نے پوری امت کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور اس جرم کی بدولت پوری ملت اسلامیہ غلام بن چکی ہے لیکن افسوس کہ بعض لوگ حضور اقدس ﷺ کی غلامی اختیار کرنے کی بجائے یہود ونصاریٰ کی غلامی کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان کی پہچان یہ ہے کہ محبوب خدا سے بغض وعداوت رکھتے ہیں۔

ایک حدیث پاک کا تجزیہ اور تشریح

عبدالرزاقؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عبداللہ انصاریؓ سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے خبر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے سب اشیاء سے پہلے کون سے چیز پیدا فرمائی آپ ﷺ نے فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا فرمایا۔ پھر وہ نور قدرت الہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا پھرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا نہ بہشت تھی نہ دوزخ تھا نہ فرشتہ تھا نہ آسمان تھا نہ زمین تھی نہ سورج تھا نہ چاند تھا نہ جن تھے نہ انسان تھے پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو

Marfat.com

پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے ایک حصے سے قلم پیدا کیا دوسرے سے لوح تیسرے سے عرش پھر چوتھے حصے کو چار جزوں میں تقسیم فرمایا۔ پھر پہلے حصے سے عرش اٹھانے والے فرشتوں کو پیدا فرمایا دوسرے سے کرسی کو تیسرے سے ملائیکہ کو پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم فرمایا پہلے حصے سے مومن کی آنکھوں کا نور پیدا فرمایا۔ دوسرے سے ان کے دل کے نور کو پیدا فرمایا جس سے مراد اللہ کی معرفت ہے اور تیسرے حصے سے ان کا نورانس پیدا فرمایا اور وہ توحید ہے۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ)

الانور والمحمدیہ من مواھب لدنیہ مصری صفحہ ۹ (از امام قسطلانیؒ)

یہ حدیث پاک میرے شیخ محترم نے ماہنامہ دار احسان ذی قعدہ الجیب بمطابق نومبر ۱۹۷۵ میں رقم فرمائی۔

اب دیکھیں یہ حدیث پاک مستند کتاب میں بہت بڑے محقق اور امام نے رقم فرمائی ہے اور اس میں حضور اقدس ﷺ کی شان بیان فرمائی ہے اس سے اہل ایمان کو خوش ہونا چاہیے لیکن اس کے برعکس اگر کوئی اس سے ناخوش ہوتا ہے یا اعتراض کرتا ہے پھر اس کے سوا تسلیم کیا جائے کہ اس کے دل میں حضور اقدس ﷺ کی محبت کی جگہ بغض وعناد موجود ہے۔ اسی طرح ایک بندے نے جب وہ حدیث پڑھی تو فوراً اس پر اعتراض شروع کر دیا کہ ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے پھر وہ رسالہ لے کر اپنے مفتی صاحب کے پاس لے گیا انہوں نے اس رسالہ کے حاشیہ میں لکھ دیا۔ (یہ روایت موضوع ہے اس کی سند صحیح نہیں ہے)

اب دیکھیں مفتی صاحب نے فیصلہ کر دیا کہ اس حدیث پاک کی سند صحیح نہیں ہے لیکن مفتی صاحب کے ہم مسلک اسی مکتبہ فکر کے بہت بڑے عالم مولانا اشرف علی تھانویؒ اپنی کتاب نشر وطیب صفحہ ۶ پر یہ حدیث درج فرماتے ہیں۔ اگر اس کی سند صحیح نہیں تھی تو پھر

Marfat.com

انہوں نے یہ حدیث پاک اپنی کتاب میں کیوں نقل فرمائی پھر یہ دیکھنا ہوگا کہ ایک طرف حضرت امام قسطلانیؒ اور مولانا اشرف علیؒ کا علم ،فکر اور عمل ہے دوسری طرف چودہویں صدی میں ایک مفتی صاحب جن کو صرف ان کے مکتبہ فکر کے لوگ مفتی مانتے ہیں ان کو اس حدیث پاک کی سند سے انکاری ہونے کی کیسے اور کیوں جرات ہوئی اصل میں جب ایسٹ انڈیا کمپنی ہندوستان میں قابض ہوئی اور سعودی خاندان ان کی وساطت سے مقام مقدسہ پر قابض ہوا اس کے بعد ایک خصوصی مکتبہ فکر کے لوگوں کو خصوصی تربیت کے ساتھ آگے لگایا گیا جن کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو مسلمانوں کے دلوں سے حضور اقدس ﷺ کی محبت کو ختم کیا جائے اور ملت اسلامیہ کے دلوں میں دنیا کی محبت ڈال کر جذبہ جہاد سے دست بردار کر دیا جائے اگر دشمنان اسلام خود کسی مسلمان کو ایسا کہیں تو وہ کبھی یہ بات ماننے کیلئے تیار نہیں لیکن جب کوئی آدمی دین اسلام کا لبادہ اوڑھ کر قرآن اور اسلام کا عالم ہونے کی حیثیت سے یہ بات کہے گا تو سارے مسلمان ہی مان جائیں گے اب میں یہ فیصلہ ایک ایسے آدمی کے حضور پیش کرتا ہوں جس کو ہر دو مکتبہ فکر کے لوگ عالم حجتہ الاسلام کا خطاب دیتے ہیں اور جہاں کہیں کسی بات کو تسلیم کرنا یا کروانا ہو تو ان کی بات کو اہتمام حجت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اور وہ حضرت امام غزالیؒ ہیں جن کا زمانہ موجودہ فرقوں اور فتنوں کے بہت پہلے ہو گذرا ہے اور جو زمانہ ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق موجودہ زمانہ سے کروڑ ہا درجے بہتر ہے۔ اب اسی حدیث پاک کی تشریح اور سند کے متعلق ہم حضرت امام غزالی کی خدمت میں پیش ہوتے ہیں۔

آپ اپنی کتاب امراض روحانی والعلاج کے صفحہ ۲۶۲ سے صفحہ ۲۷۹ یعنی ۱۷ صفحات اسی حدیث پاک کی تشریح لکھتے ہیں۔ آپ مذکورہ بالا حدیث پاک کی تشریح میں لکھتے ہیں پھر اس نور کو آدم کی طرف ودیعت کیا گیا۔ چنانچہ آدم کے سجدہ کی اصل وہی نور

محمد ﷺ تھا۔ عرش کا نور بھی محمد کے نور سے ہے۔ قلب کا نور بھی محمد کے نور سے ہے اور عقل کا نور بھی محمد کے نور سے ہے۔ دن کا نور بھی محمد کے نور سے اور آنکھوں کا نور بھی محمد ﷺ کے نور سے ہے۔ معرفت کا نور بھی محمدؐ کے نور سے ہے اور محمدؐ کا نور جبار جل جلالہ کے نور سے ہے۔

یہ حدیث عزیز حسن ہے اور بہت سے معانی کا مجموعہ ہے اس کو محمد بن منکدر نے جابر بن انصاری سے روایت کیا ہے اور اس حدیث سے انکار وہی کرے گا جو نبوت کے کمال سے ناواقف ہے اور اس چیز کو خوب جانتا ہے جیسا کہ جاننا چاہیے اور اس کے دل میں حضور کا یہ فرمان جگہ پکڑے ہوئے ہے کنت نبیاً و الآدم بین الماء و الطین (میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم مٹی اور پانی کے درمیان تھا) وہ جانتا ہے حضور اقدس ﷺ کل موجودات سے اسبق اور کل مخلوقات سے اکمل ہیں آپ فرماتے ہیں درحقیقت اللہ تعالیٰ کی امانت ہی نور نبوت ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا تھا اور ڈر گئے تھے اور انسان نے اس کو اٹھالیا۔ پس اسی نور اور اسی امانت کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے آدم کو سجدہ کرنے کا فرشتوں کو حکم فرمایا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یعنی سجدہ کرو آدم کو بس سجدہ کیا سب کے سب فرشتوں نے مگر ابلیس نے سجدہ سے انکار کر دیا کیونکہ سجدہ محض نور کے واسطے تھا اور سجدہ کرنے والے بھی نور ہی کے جز تھے اور نبوت کے واسطے یہ بات بھی ضروری ہے کہ اس کے مقابلہ میں ظلمت پائی جائے تا کہ اس کی ضد ہو اسی سبب سے شیطان آدم کا مخالف بنا تا کہ نور کے مقابلہ میں ظلمت پائی جائے۔ پھر جب وہ نور حضرت آدم سے حضرت محمد ﷺ کے جسم میں منتقل ہوا ابلیس لعین کی ظلمت بھی ابوجہل کی ہیکل میں منتقل ہوئی چنانچہ حضور نے فرمایا ہر نبی کے واسطے ایک شیطان ہوتا ہے اور میرے واسطے بہت شیطان ہیں۔ (یعنی مخالفین جو تکالیف پہنچاتے ہیں اور راہ ہدایت میں رکاوٹ بنتے ہیں)

Marfat.com

پس حضور در حقیقت نور الٰہی یا نور کے نور ہیں اور شیطان آپ کے مقابلہ میں
یک ظلمت ہے اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو ظلمت سے نور کی طرف لاتا ہے اور دشمنوں کو نور
سے ظلمت کی طرف لاتا ہے۔ جب حضور ﷺ ظاہر ہوئے تو وہ ظلمت آپ کے سامنے
قابل ہوئی اور اس نے آپ کو تکلیف پہنچائی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسکین کیلئے
رمایا۔ یعنی بے شک ہم جانتے ہیں کہ تمہارا سینہ ان باتوں سے جو کفار کہتے ہیں تنگ ہوتا
ہے اور فرماتا ہے یعنی ہم تم کو مسخری کرنے والوں سے کافی ہو گئے جنہوں نے قرآن کے
ٹکڑے کر دیئے ہیں۔ اور فرمایا کیا اللہ اپنے بندے کیلئے کافی نہیں ہیں۔ تجھ کو اپنے معبودوں
سے ڈراتے ہیں جن کی خدا کے سوا پرستش کرتے ہیں۔ جسے خدا گمراہ کرے اس ہدایت
دینے والا کوئی نہیں ہے پھر جب جاہلوں نے آپ ﷺ کو شخصیات میں سے شمار کیا (یعنی
عام شخص) تو اللہ تعالیٰ نے اس زمرہ میں آپ کی علیحدگی فرمائی۔ ''محمد تم میں سے کسی کے
باپ نہیں مگر وہ تو اللہ کے رسول اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو
حضور کی تحدید اور تعدید سے منع فرمایا کہ ان کو ایک شخص واحد شمار نہ کرو اور نہ بشریت کی نگاہ
سے انکی طرف نظر کرو۔ تاکہ ان کے اجزاء بشر میں سے ایک جز دیکھو بلکہ ان کی اس صورت
پر نظر کرو جو وجود سے پہلے تھی تاکہ تم ایک نور دیکھو جس نے آخر موجودات تک احاطہ کر رکھا
ہے جس نے آپ کو مثل اور شخصوں کے ایک شخص کے دیکھا اللہ تعالیٰ نے اس کی مذمت
فرمائی'' ''یعنی تم دیکھتے ہو ان کو تمہاری طرف نظر کرتے ہیں مگر کچھ نہیں دیکھتے'' ''یعنی
بہرے گونگے ہیں اندھے ہیں پس وہ نہیں سمجھتے ہیں''۔

پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے کمالات کو بیان فرمایا ہے۔ قسم ہے قرآن پاک کی بے
شک تم رسولوں میں سے ہو سیدھے راستے پر ہو تذلل اور مشقت اٹھانے سے آپ کو منع
فرمایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''یعنی ہم نے آپ پر قرآن اس واسطے نہیں نازل کیا ہے

کہ تم مشقت میں پڑو اور آپ کو حکم فرمایا ہے کہ ہمیشہ اپنے عنصر ربانی کی طرف مبدا اور معاد کی دونوں طرفوں میں نظر رکھو چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''یعنی کہو کہ اے مرے پروردگار مجھ کو اچھے ٹھکانے میں داخل کر اور اچھی طرح سے نکال اور اپنے پاس سے میرے واسطے فتحیابی اور غلبہ نصیب فرما'' پھر آپ کے نور کی برکت کے واقع ہونے کو فرمایا ہے۔ یعنی حق آیا اور باطل دور ہوا بے شک باطل دور ہونا ہی تھا'' پھر آپ کو مزید عنایت کے ساتھ مخصوص فرمایا اور لوگوں کو اپنی اطاعت کی طرف بلانے کا خود حکم فرمایا ''یعنی کہہ دو اے لوگو اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو خدا تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور آپ کی دعوت کے مرتبوں کی تین قسمیں فرمائیں۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے یعنی بلاؤ اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ اور مجادلہ کرو ان سے اچھے طریقہ کے ساتھ۔ بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو ہدایت پر ہیں اور یہ تینوں مرتبہ دعوت کے موجودات پر نظر کر کے رکھے گئے ہیں حکمت وروحانیت اور مجادلہ جسمانیت کے واسطے ہے۔ اور مواعظہ حسنہ درمیانی لوگوں کے واسطے ہے جو سابقین اور ظالمین کے درمیان میں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ پھر وارث کیا ہم نے کتاب کا ان لوگوں کو جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا بس ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں بعضے درمیانے ہیں (نہ نیک نہ بد) اور بعض ان میں سے بحکم خدا نیک کاموں میں سبقت کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نور بیان پر نور عیاں کی زیادتی کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے تا کہ جو کچھ آپ فرمائیں رویت حق سے فرمائیں نہ علم حق سے چنانچہ حضور علیہ السلام نے فرمایا یعنی میرے پاس دو فرشتے آئے اور حکمت سے بھرا ہوا ایک طشت لائے۔ اور اس حکمت کو میرے قلب میں ڈال دیا۔ پس میں امور (امور جمع امر کی ہے اور امر کے معنی حکم کے ہیں یعنی اللہ کے کاموں یا رازوں اور احکام کو) کو ظاہر کر

Marfat.com

نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بے شک ابراہیم میرا خلیل ہے موسیٰ میرا محب ہے اور بے شک محمدؐ میرے حبیب ہیں۔ قسم ہے مجھ کو اپنی عزت اور جلال کی میں نے اپنے حبیب کو اپنے خلیل اور محبّ سب پر فوقیت دی۔ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بلند مقام عنایت کیا ہے جہاں کوئی نہیں پہنچا۔ اور نہ ہی کسی کو اس کی حقیقت کا عرفان ہوا۔ تمام موجودات اس کے درجہ سے گر گئیں۔ اور کل مخلوقات اس کی بلندی سے منقطع ہوگئیں۔ اور اس مقام میں آپ کو پہنچایا جہاں پر آپ ﷺ نے مسیحؑ کو اپنی رفاقت سے اور موسیٰؑ کو اپنی موافقت سے خبر دی۔

"پاک ہے اس کی ذات جو اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ میں لے گیا۔ جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں۔ اور یہ لے جانا اس واسطے تھا کہ ہم اپنے بندے کو اپنی نشانیاں دکھلائیں اور جب آپ ﷺ حق کی جناب میں پہنچے اور اپنے رب کو چشم حق سے دیکھا اور خداوند کریم نے آپ ﷺ سے کلام فرمایا باہم کلام ہوئے۔ اور آپ کو وہ باتیں یا علوم تعلیم فرمائے جو آپ اس سے پہلے نہیں جانتے تھے اور آپ سے فرمایا اے محمد ﷺ اور خداوند تعالیٰ نے آپ کو رسول خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا اور خدا کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنایا۔ اور ہدایت کرنے والا اور تقسیم کرنے والا اور میزان اور صراط اور شاہد اور متوسط اور شفیع اور عرش اور نبی اور حبیب اور نور بنا کر بھیجا۔ سرور اور خطیب اور ادیب اور رفیق اور طبیب بنایا ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے یعنی خداوند تعالیٰ کی وہی ذات پاک ہے جس نے ان پڑھوں میں ایسا رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور کتاب اور حکمت ان کو سکھاتا ہے۔ اگر چہ وہ پہلے ظاہر گمراہی میں تھے۔ خداوند تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین کیا۔ کیونکہ آپ میں کل اخلاق نبوت اور رسالت کے جمع فرمائے۔

• نبوت اخلاق الٰہی میں سے بہت سے اخلاق پر شامل ہے جیسے جود و کرم قدرت۔

Marfat.com

قوت۔شجاعت۔حلم۔مغفرت۔عفو۔پردہ پوشی۔فساد کی اصلاح۔حق کی طرف مائل ہونا۔ باطل سے روگردانی کرنی ظلمت کو دفع کرنا۔حق کو قائم کرنا۔دین کی مدد کرنا۔دشمنوں کو دفع کرنا۔دوستوں کے ساتھ عنایت کرنی۔خدا کے بندوں کو راہ راست بتلاتی۔خدا کی طرف ان کو بلانا۔حکمت اور نصیحت اور مجادلہ کے ساتھ اور یہ سب باتیں علم کے کمال اور فصاحت کے ساتھ حاصل ہوتی ہیں۔اور ان کے واسطے رفیقوں اور مددگاروں اور کارکنوں کا ہونا ضروری ہے۔جن کے ذریعے سے تنزیل کی اشاعت کی جائے اور نیز ضرورت ہے کہ عمدہ عمدہ باتیں سنت اور فرض مقرر کی جائیں۔پس کل اخلاق رسالت نبوت اللہ تعالیٰ کے سب اولوالعزم رسولوں میں جمع نہیں کیے۔بلکہ ان میں سے اکثر ان میں موجود تھے۔اور یہ سب ہمارے حضور ہی میں کلی طور جمع فرمائے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یعنی بے شک تم خلق عظیم پر ہو اور خود حضور نے فرمایا ہے یعنی میں اس واسطے بھیجا گیا ہوں کہ اچھے اخلاق کو پورا کروں۔ سب اخلاق آپ کی ذات میں مجتمع ہیں اور جتنی باتیں محبوب اور افضل ہیں سب پر آپ کی روح پر مشتمل کیے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبوت ختم فرمائی اسی سبب لوگ آپ کے بعد اور مصلحوں سے مستغنی ہو گئے کیونکہ اب کسی کی اصلاح کی گنجائش ہی نہیں رہی۔لوگ دو باتوں میں رسولوں کے محتاج ہوتے ہیں۔(۱) ایک ان قوائد کے مقرر کرنے میں جن سے دنیا سلامت رہے۔دوسرے عقبیٰ کی سعادت کرنے میں چنانچہ حضورؐ نے فرمایا یعنی میں بھیجا گیا ہوں ساری دنیا کی اصلاح اور عاقبت کی نجات کے واسطے پس اسی سبب سے حضور اقدس ﷺ کے ساتھ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے دلوں میں آپ کی محبت ڈال دی اور اپنی مخلوق پر اس کے ساتھ احسانؐ فرمایا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے خداوند تعالیٰ کی ذات پاک ہے جس نے (اے رسول) تیری اپنی مدد اور مومنوں کے ساتھ تائید فرمائی اور فرمایا۔خدا تعالیٰ نے ہی ان کے

Marfat.com

دلوں میں محبت ڈالی اگرتم ساری دنیا کا مال خرچ کرتے۔جب بھی تم سے ان کے دلوں میں محبت قائم نہ کی جاتی لیکن اللہ نے ان کی آپس میں الفت ڈالدی۔نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''یعنی اے رسول تم اللہ ہی کی رحمت سے ان پر مہربان ہوئے ہو۔اور اگرتم غضب ناک اور سخت دل ہوتے۔تو یہ لوگ تمہارے پاس سے بھاگ جاتے۔پس تم ان سے درگذر کرو اور ان کے واسطے مغفرت کی دعا کرو۔اور ان سے ہر ایک بات میں مشورہ کرلیا کرو۔اور اللہ تعالیٰ آپ کے دل کو خوش کرنے کیلئے فرماتا ہے۔''یعنی اے نبی ﷺ آپ کیلئے اللہ اور تمہارے پیروکار مومن کافی ہیں۔حضور علیہ السلام نے فرمایا''مجھ کو کل انبیاء پر چھ باتوں سے فضیلت دی گئی ہے ایک تو یہ کہ مجھ کو جوامع کلمات عنایت ہوئے ہیں دوسرے چنانچہ رعب کے ساتھ میں مدد دیا گیا ہوں۔تیسرے مال غنیمت میرے لئے حلال کیا گیا۔چوتھے میں کل مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔پانچویں میرے ساتھ نبوت ختم ہوئی ہے۔چھٹے میرے لئے زمین مسجد اور اس کی مٹی پاک کی گئی ہے۔'' پس ان چھ مرتبوں کے ساتھ حضور کو دوسرے انبیاء پر فوقیت اور شرف حاصل ہے۔پھر جب حضور سید المرسلین ﷺ اوج مصاعد پر پہنچے اور شرف کمال پر صعود کیا تو فرمایا میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور اس پر کچھ فخر نہیں کرتا اور چونکہ ذات پاک آپ کی صورت نور الہی ہے۔اللہ تعالیٰ نے شفاعت کی باگ آپ ہی کے ہاتھ دی کیونکہ شفاعت کیا ہے نفوس کو عذاب کی قید سے رہائی دینا۔اور عذاب ظلمت کا ایک جز ہے۔اور ظلمت نور کے مقابل ہے اور حضور ﷺ نور کی صورت ہیں۔پس اسی سبب سے نفوس کی عذاب سے رہائی آپ کے ہاتھ پر منحصر ہوئی اور حضور ہی اپنی ہدایت کے ساتھ لوگوں کو گمراہی کی ظلمت سے اور اپنی شفاعت کے ساتھ گنہگاروں کو عذاب کی تاریکی سے نجات دینے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر پوشیدہ اور ظاہر ہر حالت میں بارگاہ کبریائی کے دروازہ کی طرف رجوع ہونے کا حکم فرمایا ہے تاکہ ابواب رحمت مفاتیح شفاعت کے

ساتھ مفتوح ہوں۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ''رات کو تہجد کی نماز پڑھو وہ تمہارے واسطے نفل ہے امید ہے تمہارا رب (قیامت کے روز) تم کو مقام محمود میں اٹھائے اور حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں میری شفاعت ان لوگوں کیلئے ہو گی جنہوں نے میری امت میں سے گناہ کبیرہ کئے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے آپ کو عیان اور بیان کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور آیۃ ایمان اور برہان آپ کو عنایت کی ہے۔ اور کل مخلوق پر آپ کو پوری فضیلت دی ہے اور آپ کو میزان کے دونوں پلے قرار دیا ہے آپ کی امت کو خیر الامم آپ کی کتاب کو خیر الکتاب گردانا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے لوگو بے شک تم میں تمہارے رسول تم ہی سے آئے ہیں جس بات سے تم کو تکلیف ہو۔ وہ ان کو ناگوار گذرتی ہے تمہاری بھلائی پر وہ حریص ہیں۔ مومنوں پر نہایت مہربان اور نرم ہیں۔ پس پھر بھی اگر وہ سرتابی کریں۔ تو کہہ دو کہ مجھ کو اللہ کافی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میں نے بھروسا کیا ہے اور وہی عرش عظم کا مالک ہے۔ آپ ہی کی طرف شفاعت تفویض ہوئی۔ اور آپ ہی کو سیاست سپرد کی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا۔ تیری رضا میری رضا ہے اور تیری ناراضگی میری ناراضگی ہے۔ اور ایسے لوگوں کو آپ کا اصحاب بنایا جو خیر کے سرچشمہ اور ہدایت کے قانون اور آسمان کے ستارے اور اندھیرے کے چراغ ہیں چنانچہ خود حضور ﷺ نے اپنے اصحاب کی شان میں فرمایا کہ میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں ان میں سے تم جس کی پیروی کرو گے۔ ہدایت پاؤ گے پھر ان اصحاب میں سے چار شخصوں کو آپ نے خاص امتیاز فرمایا۔ اور وہ چاروں شخص ایسے ہیں کہ ان سے محبت رکھنے والے مومن ہیں اور ان سے بغض رکھنے والے منافق ہیں اللہ تعالیٰ نے حضور ے کو کرامت اور سعادت کا ایک مکان بنایا حضور اقدس ﷺ نے اپنے چاروں یاروں کو اس مکان کے ستون قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا میں علم کا شہر ہوں ابو بکرؓ اس کی بنیاد ہیں عمرؓ اس کی چاردیواری ہیں اور عثمانؓ

اس کی چھت ہیں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی اہل بیت کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ جو بزرگ لوگ ہیں۔ رحمت کے درخت۔ ہدایت کے کلمے کی کنجیاں صدق اور اخلاق کی باگ ان ہی کے ہاتھ میں ہے اور انہی سے علاج اور خلاصی ہے اور ان ہی کی شان میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا یعنی ستارے اہل آسمان کے واسطے امان ہیں اور میرے اہل بیت اہل زمین کے واسطے امان ہیں۔ ہمارے حضور سرداروں کے سردار حق کے آئینہ دین کی ترازو اور صدق کا معیار اور کتاب اللہ کے حامل اور خدا کے وہ بندہ ہیں جن کی طرف خدا نے وحی فرمائی اور جن کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یعنی آپ اپنے نفس کی خواہش کے تحت کلام نہیں فرماتے بلکہ یہ وحی ہے جو ان کی طرف کی گئی ایک زبردست قوت والے فرشتہ نے ان کو تعلیم دی جس وقت کہ وہ آسمان کے اعلیٰ مقام میں تھا۔ خداوند تعالیٰ نے آپ کو اپنی کتاب کے اسرار اپنے خطاب کے ساتھ مخصوص کرنے سے پہلے ہی تعلیم فرما دیئے تھے چنانچہ اللہ کا فرمان ہے۔ ''سکھلایا رحمٰن نے قرآن پیدا کیا انسان کو سکھایا اس کو بیان پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی کتاب کے مطالعہ کا حکم فرمایا۔ چنانچہ فرمایا'' پڑھ اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے پڑھ اور تیرا رب بزرگ ہے رب وہ جس نے سکھلایا ہے قلم کے ساتھ سکھلائی ہیں انسان کو وہ باتیں جو یہ نہیں جانتا تھا۔ پس حضور اقدس ﷺ ہی لوح اور قلم اور عرش اور عقل اور نفس ہیں اور حضور ہی بمنزلہ ارواح کے ہیں واسطے اشخاص کے اور ام المومنین عائشہ صدیقہؓ آپ کے واسطے ایسی ہیں جیسے کہ عقل کے واسطے نفس ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی اور آپ کے اصحاب کی شان میں فرمایا'' خداوند تعالیٰ کی وہی پاک ذات جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس دین حق کو باطل کے کل دینوں پر غالب کردے اور اللہ کافی ہے اس دین کے حق ہونے کی گواہی دینے والا محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ سخت

Marfat.com

ہیں کافروں کیلئے اور نرم دل ہیں مسلمانوں کیلئے۔ تم ان کو دیکھتے ہو رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے۔ اللہ کے فضل اور اس کی رضا مندی کو تلاش کرتے ہی۔ ان کی نشانی سجدوں کے اثرات سے ان کی پیشانیوں میں موجود ہے ان کی یہ نشانی تورات اور انجیل میں بھی مذکور موجود ہے۔

ہمارے حضور ﷺ کا ذکر حق تعالیٰ نے تورات۔ انجیل اور زبور میں فرمایا ہے یہ نام ذکر کئے ہیں۔ ہادی۔ ماحی۔ احمد۔ نور۔ جس نے اس کے نور عرش کو مضبوط پکڑا نجات پائی اور اپنے مقصد کو پہنچا۔ اور جس نے اس نور کی مخالفت کی وہ ہلاک اور برباد ہو گیا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے یعنی میں سب نبیوں سے بہتر اور بزرگ تر ہوں۔ اور میری امت سب امتوں سے بزرگ تر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کو سب امتوں پر حرام فرمایا ہے جب تک میری امت اس میں داخل نہ ہو لے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "آدمیوں کی جس قدر امتیں پیدا کی گئی ہیں تم ان سب میں بہتر امت ہو نیک کاموں کا حکم کرتے ہو اور بری بات سے تم منع کرتے ہو۔ پھر ہمارے حضور نے باوجود اس کمال ذات اور جلال صفات کے دنیا میں فقر اختیار فرمایا۔ اور تونگری پر فقر کو ترجیح دی اور یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ یعنی اللہ غنی ہے۔ تم فقیر ہو۔ اور حضور اقدس ﷺ نے فرمایا فقر میرا فخر ہے۔ اور فرمایا اے اللہ مجھ کو زندہ رکھ مسکینی کے ساتھ اور آپ غریبی ہی کی حالت میں دنیا میں تشریف لائے اور غریبی ہی کی حالت میں دنیا سے تشریف لے گئے اور تمام عمر آپ نے خوشی سے غریبی ہی میں گزاری۔ صدق حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ مخصوص ہوا اور عدل حضرت عمرؓ کے ساتھ اور حیا حضرت عثمانؓ کے ساتھ اور علم حضرت علیؓ کے ساتھ۔ اور حضور اقدس ﷺ اول امر کو اپنے نور کے ساتھ اور آخر امر کو اپنے ظہور کے ساتھ شامل ہوئے۔ چنانچہ فرمایا ہے نحن الآخرون۔ اے طالب تجھے معلوم ہو کہ حضور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اس ترازو کے ساتھ تولنے والے ہیں جس

کے دونوں پلڑے نفی اور اثبات ہیں یعنی لا الہ الا اللہ کے دونوں کلمے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کو انہیں دونوں پلوں میں تولنے کا حکم فرمایا۔ پھر آپ کی امت کو تولنے کا حکم فرمایا۔ پھر آپ کی امت کے علموں کے تولنے کا حکم دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''یعنی اس بات کو جان لو کہ بے شک خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور اے رسول تم اپنے اور مومن مردوں اور عورتوں کے گناہ کے واسطے مغفرت مانگو اور اللہ تعالیٰ تم سب کا چلنا پھرنا اور ٹھکانہ جانتا ہے۔ پس اے آخرت کی نجات اور سلامتی کی طلب کرنے والا خدا اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لاؤ اور خدا کی بارگاہ میں وسیلہ ڈھونڈو تم کو اپنی رحمت میں سے دگنا حصہ عنایت کرے گا اور اس کے حق میں پختہ قول کہو اور کثرت کے ساتھ خدا کا ذکر کرو صبح وشام اس کی تسبیح بجالاؤ۔ خدا کی وہ ذات پاک ہے کہ وہ خود اور اس کے فرشتے تم پر درود بھیجتے ہیں'' اے ایمان والو رسول خدا پر درود و سلام بھیجو''۔ اور حضورؐ نے فرمایا۔ جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا خدا اس پر دس بار درود بھیجتا ہے۔ پس اے لوگو اس رسول کی اقتدا کرو اور اس کی شریعت کو مظبوطی سے پکڑ لو اور اس کے دین میں اپنی صلاح اور فلاح کو تلاش کرو۔ اس کے رسول کے ساتھ اور اس کی کتاب کے ساتھ جو اس رسول پر نازل ہوئی ہے ایمان لاؤ۔ اور اس کے رسول کے ساتھ جو خداوند تعالیٰ نے اس رسول کی ذات اور اس کی اہل بیت اس کے خلفاء میں جاری کیا ہے۔ اور اس کی شریعت کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کا اتباع کرو کہ ہدایت پاؤ۔ رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تمام عالم میں سب سے زیادہ خوشبودار اور معطر اور خوش خلق اور خوبصورت خوش بیان اور خوش کلام تھے۔ قوم وفعل میں سب سے زیادہ سچے اور مزاج میں سب سے زیادہ عادل۔ اور سب سے زیادہ باریک بین اور جلد معلوم کرنے والے۔ مرتبہ میں سب سے زیادہ بلند مرتبہ عقل میں سب سے زیادہ کامل نفس میں سب سے زیادہ زبردست اور خدا سے سب سے زیادہ قربت رکھنے والے اور نور کو جذب کرنے والے تھے

Marfat.com

حضرت آدم آپ کی ستودہ صفات کا سایہ حضرت نوح علیہ السلام آپ کا نشان بردار حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کی صفات کے قصہ خوان حضرت موسیٰؑ آپ کے معجزات کا نائب حضرت عیسیٰؑ آپ کی شرح کی بشارت دینے والے اور حضرت ادریس آپ کے ستارہ شناس اور حضرت ذکریا آپ کی مسجد کا موذن حضرت یونس آپ کی قوم کے ساقی علیہ السلام۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ملیح ہوں اور یوسف خوبصورت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو کرسی کے حسن سے حسن عنایت کیا اور مجھ کو عرش کے حسن سے حسن عنایت ہوا۔ ازل سے پہلے ہی آپؐ بار نبوت اٹھا چکے تھے۔ اور ازل کے وقت آپ نے رسالت کو اٹھایا اور اپنے وجود کے ظاہر کرنے سے پہلے تمام رسولوں کو بھیج دیا۔ چنانچہ جب شریعت کا عصاء بحر تحقیق پر مارا تو آپ کے جمال سے تین سو نو ۳۰۹ چشمے چشمہائے کبریائی سے بہہ نکلے گویا کہ رسول آپ کے فلک جلال کے ستارے ہیں۔ ابلیس لعین آپ کے سامنے آپ کے دین کی مخالفت پر کھڑا ہوا۔ اس کی ذریات نے آپ کے نور کو گل کرنا چاہا اللہ تعالیٰ نے اس کو لعنت کی اور اپنے قہر کے تازیانہ سے اس کی تنبیہہ اور تادیب فرمائی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''یعنی چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو بجھا دیں گے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ مشرک اس کو برا سمجھیں۔ اسی نے بھیجا رسول اپنے کو ہدایت اور دین حق دے کرتا کہ اس دین کو سب دینوں پر غالب کرے۔ اگرچہ مشرک برا مانیں۔ سورۃ توبہ ۳۲/۳۳

کسی شاعر نے آپ کی تعریف میں آپ کی زبان سے کیا خوب کہا

سبقت العالمین الی المعالی	بکمال خلق وعلو همة
ولاح بحکمتی نجمه الهدیٰ فی	لیالی لیالی للضلالة لهمه
یریدون الجاهلون یطفوه	ویابیٰ الله الا ان یمه

Marfat.com

"یعنی میں نے بلند مقامات کی طرف اپنے خلق کے کمال اور بلند ہمتی کے ساتھ تمام عالم سے سبقت کی ہے اور میری حکمت کے ساتھ ہدایت کا ستارہ گمراہی کی سخت اندھیری راتوں میں روشن ہوا جاہل چاہتے ہیں کہ اس نور کو بجھادیں مگر خدا اس کو کامل کرنا چاہتا ہے۔

پس آپ ہی مرکز دوائر ہیں اور آپ پر ہی عالم گردش کر رہا ہے چنانچہ خداوند تعالی فرماتا ہے۔ لولاک لما خلقت الجنۃ والنار یعنی اگر آپ نہ ہوتے تو میں دوزخ اور جنت کو پیدا نہ کرتا کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

قمر منیر دائم الاشراق　　　قامت علیه قیامة العشاق

آپ روشن چاند میں ہمیشہ چمکنے والے عشاق کے واسطے آپ جمال باکمال گویا قیامت ہے۔

اگر میں ساری عمر آپ کے اخلاق اور شرف میں سے ایک ذرہ کے وصف و توصیف میں صرف کروں۔ تب بھی اس کا حق کچھ ادا نہیں کرسکتا کیونکہ حضور علیہ السلام جب انتہا مقامات میں پہنچے اور اعلیٰ سعادت سے مشرف ہوئے تب آپ نے خصیص بشر کی طرف رجوع فرمائی اور فقر اختیار کیا۔ چنانچہ فرمایا یعنی میں بھی مثل تمہارے ایک انسان ہوں اور آپ کے پروردگار نے آپ سے فرمایا۔ یعنی بے شک ہم نے تم کو حوض کوثر عنایت کیا ہے پس تم اپنے پروردگار کی نماز پڑھو اور قربانی کرو بے شک جو تم سے مخالفت رکھتا ہے وہی نیست و نابود اور بے نشان ہونے والا ہے۔ سورۃ کوثر

امراض روحانی والعلاج از حضرت امام غزالیؒ

صفحہ ۲۶۲ تا ۲۷۸ سے اقتباسات نقل کئے ہیں۔

ازروئے فرمان نبوی ﷺ کوئی مومن اس وقت تک مومن کامل نہیں ہوتا جب

Marfat.com

تک اس کے نزدیک حضور اقدس ﷺ اپنی جان اپنے مال اپنی اولاد اور ماں باپ سب سے زیادہ محبوب نہ ہوں اور یہ بھی حقیقت ہے ہر آدمی اپنی تعریف پر خوش ہوتا ہے اپنی اولاد کی تعریف پر خوش ہوتا ہے اپنے والدین کی تعریف پر خوش ہوتا ہے اور تنقید پر ناراض ہوتا ہے کوئی آدمی اپنے عیوب اگرچہ کتنے ہوں ان پر پردہ پوشی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح جب کسی آدمی کے قلب روح میں حضور اقدس ﷺ کی محبت موجود ہوگی وہ آپ ﷺ کی شان اور تعریف میں رطب اللسان رہے گا اور کسی بھی حال میں آپ کی گستاخی کا مرتکب نہیں ہوگا بلکہ کسی دوسرے سے گستاخی کی بات سننے کیلئے بھی تیار نہیں ہوگا۔

ایک اہم نقطہ

کچھ لوگ قرآن پاک سے ایسی آیات کے متلاشی رہتے ہیں جن سے آپ ﷺ شان میں کمی کا پہلو نکلتا ہو یہ بات ان کی محبت میں کمی پر دلالت کرتی ہے۔ اسی طرح کچھ لوگ قرآن پاک سے ایسی آیات کے متلاشی رہتے ہیں جس سے آپ ﷺ کی زیادہ سے زیادہ تعریف کا پہلو نکلتا ہو۔ ایسے لوگ ماشاء اللہ کامیاب اور محبّ ہوتے ہیں۔ اب دیکھیں قرآن پاک میں ایک جگہ ارشادہ ہوتا ہے میں تمہارے جیسا اایک بشر ہوں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے، عرش فرش مشرق مغرب شمال جنوب کو آپ ﷺ کی رحمت نے گھیرا ہوا ہے۔ یعنی جہاں تک اللہ کی ربوبیت موجود ہے وہاں تک آپ ﷺ کی رحمت موجود ہے۔ اب دیکھیں اس کائنات میں کوئی ایسا بشر موجود ہے جس کی اللہ نے اتنی شان بیان کی ہو۔ تو جب تک ہم سارے قرآن کی ساری آیات کو تسلیم نہیں کریں گے مومن نہیں بن سکتے اور جب دونوں آیات کو مان لیں گے کہ واقعی اگرچہ آپ نے فرمایا ہے کہ میں آپ ہی جیسا بشر ہوں لیکن اس کے باوجود کے آپ ﷺ جامعہ البشریت میں تشریف فرما ہوئے۔ لیکن آپ کی شان

بشر تو کیا فرشتوں سے بھی افضل ہے۔ دیکھیں اس کائنات میں آپ ﷺ کے سوا کوئی ایسی ہستی موجود نہیں ۔ جس پر اللہ اور اللہ کے فرشتے درود بھیجتے ہوں بلکہ قیامت تک اور مابعد قیامت بھی بھیجتے رہیں گے اور سارے ایمان والوں کو بھی درود و سلام پڑھنے کا حکم ذات خداوندی نے فرمایا۔ پھر یہ سب کچھ ہونے کے باوجود کوئی آدمی یہ کہہ دے کہ وہ ہمارے جیسے انسان تھے تو ثابت ہوگا کہ اس نے قرآن پاک کی ایک آیت یا ایک حصے کو تسلیم کیا باقی سارے قرآن سے انکار کر دیا اور یہ عمل انتہائی خسارے کا سودا ہوگا۔ جیسا کہ سابقہ مضمون میں ہم نے مسلم امۃ کے جلیل القدر محقق جنکو سارے لوگ ہی حجۃ الاسلام اور امام مانتے ہیں اور جن کا زمانہ حضور اقدس ﷺ کے قریب کا زمانہ ہے اور حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ سب سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر میرے بعد میرے اصحابہ کا زمانہ بہتر ہے پھر تابعین کا زمانہ بہتر ہوگا پھر جوں جوں زمانہ سے دوری ہوگی دین سے دوری ہوگی۔ پھر دیکھیں کہ جس حدیث پاک کو حضرت امام قسطلانیؒ اپنی کتاب مواہب لدنیہ میں درج فرماتے ہیں پھر حضرت امام غزالیؒ اس حدیث کی سند کی صداقت پر مہر لگانے کے بعد سترہ صفحات میں اس حدیث پاک کی شرح بیان فرماتے ہیں اس کے گیارہ سو سال بعد کا ایک مفتی یہ لکھ دے کہ اس کی سند صحیح نہیں تو اس کے سوا اس کا کیا مطلب ہے کہ اس شخص کے دل میں حضور اقدس ﷺ کے متعلق ادب اور محبت کی جگہ بغض و عناد بھرا ہوا ہے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ آپ ﷺ سے سب سے پہلے جس نے حسد کیا تھا وہ شیطان لعین تھا اس کے بعد ابو جہل اور ابی لہب وغیرہ۔ آپ ﷺ کے حسد کی بدولت وہ وارث جہنم بنے۔ لہٰذا ایمان والوں کے لئے یہ بڑا ہی نازک معاملہ ہے کہ کسی بھی طرح اس کے دل میں آپ ﷺ کے متعلق بغض و حسد کا شائبہ بھی موجود نہ ہو۔ بلکہ محبت ادب سے دست بستہ حاضر رہے۔ جس طرح تمام اعمال کی مقبولیت کا معیار ایمان کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا ہے اسی طرح ایمان کا

Marfat.com

دارومدار آپ ﷺ کی محبت سے مربوط کردیا ہے۔ اور پھر اس کے آگے قرآن پاک نے وضاحت فرمادی کہ آپ ﷺ کے محبوں کی پہچان یہ ہے کہ وہ لوگ ایمان والوں سے محبت اور پیار کرتے ہیں ان پر اپنا مال اور جان نثار کرتے ہیں جبکہ کافروں سے سختی اور جہاد کرتے ہیں۔ اور یہی آپ ﷺ کی محبت کی حقیقی پہچان ہے اور اسی سے ایمان کی تکمیل ہوگی اسی طرح دوسری طرف قرآن پاک مومن کی پہچان اس طرح بیان فرماتا ہے ''مومن تو وہ ہیں جو خدا اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک میں نہ پڑے اور خدا کی راہ میں جان اور مال سے لڑے یہی لوگ ایمان کے سچے ہیں۔ سورۃ الحجرات ۱۵

مومن کے ایمان کی حقیقت حضور اقدس ﷺ کی محبت ہے اور آپ ﷺ کی محبت کی حقیقت یہ ہے کہ وہ آدمی ایمان والوں سے پیار اور ایثار کرتا ہے جبکہ کافروں سے سختی اور جہاد کرتا ہے بقول حضرت مجدد الف ثانی ؒ آپ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں۔ ''حضور اقدس ﷺ کی محبت کے کمال کی علامت یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے دشمنوں سے کمال بغض رکھیں ان کی شریعت کے مخالفین کے ساتھ عداوت کا اظہار کریں۔

محبت میں چاپلوسی روا نہیں۔ محبّ اپنے محبوب کا دیوانہ ہوتا ہے مخالفت کی طاقت نہیں رکھتا۔ اپنے محبوب کے مخالفوں سے کبھی صلح پسند نہیں کرتا۔ دو مختلف محبتیں کبھی اکٹھی نہیں ہوسکتیں۔ کیونکہ ایک کی محبت دوسری کی ضد ہوتی ہے۔ مکتوبات مجدد الف ثانی

از روئے قرآن کافروں اور مشرکوں کی دوستی سے سختی سے ممانعت کی گئی ہے ایمان والوں کے دوست صرف ایمان والے ہی ہوسکتے ہیں۔

خلاصہ کلام:

(۱) حضور اقدس ﷺ کی محبت مومن کے ایمان کی اولین بنیاد ہے۔

(۲) مومنوں سے پیار اور کافروں سے جہاد مومن کے ایمان کی پہچان ہے۔

Marfat.com

حضور اقدس ﷺ کی محبت کا معیار اصحابہ اکرامؓ کے نزدیک

1۔ حضور اقدس ﷺ نے جنگ حنین کے مال غنیمت تقسیم کرتے ہوئے فرمایا اے انصار تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ لوگ اونٹ بکریاں گھوڑے لے جائیں۔ اور تم اللہ کے رسول ﷺ کو اپنے ساتھ لے چلو۔ چنانچہ انصار مدینہ آپ ﷺ کا یہ پیغام سن کر اس قدر روئے ان کی داڑھیاں تر ہو گئیں اور بصد اطمینان حضور اقدس ﷺ سرکار دو جہاں کو ساتھ لے کر مدینہ طیبہ واپس آئے۔

2۔ شمع رسالت مآب ﷺ کے پروانوں کا ایک حسین و جمیل منظر جب کفار مکہ نے فتح مکہ کے دن دیکھا تو مقابلہ کی تاب نہ رہی۔ فتح مکہ کے دن حضور اقدس ﷺ اپنے لشکر کے ساتھ شہر سے باہر ڈیرہ لگائے بیٹھے تھے۔ اہل مکہ نے جاسوسی کیلئے اپنے ایک آدمی کو خفیہ طور پر اسلامی لشکر کی سراغ رسانی کیلئے بھیجا۔ اس نے واپس آ کر اطلاع دی تمہارا گمان قطعی طور پر غلط ہے تم کسی بھی طرح محمد ﷺ کو شکست نہیں دے سکتے میں نے جو ادب و احترام ان کا دیکھا ہے وہ کسی بھی بادشاہ کا نہیں دیکھا۔ وہ جب وضو فرماتے ہیں تو ان کے وضو کا پانی زمین پر گرنے نہیں دیا جاتا۔ بلکہ اس کو لینے کیلئے ان کے ساتھیوں کا زبردست ہجوم ہوتا ہے۔ اور ہر ایک کی خواہش ہوتی ہے۔ کہ وہ اس پانی کو حاصل کرے جس قوم کی محبت اور احترام کے معیار کا یہ عالم ہے اس کو شکست دینا ایک موہوم خواب ہے۔ لہٰذا ان سے صلح کر لینا ہی بہتر ہے۔ اور ان کے سامنے ہتھیار ڈال دینے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ وہ ایک ایسی فوج لے کر آئے ہیں جس کا ہر سپاہی ان پر سو جان سے نثار ہے۔ اور انکے اشارے پر مر مٹنے کو عین سعادت سمجھتا ہے۔ اصحابہ اکرامؓ اس قدر احترام محبت اور سکون سے حضور نبی کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھتے تھے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھ گئے ہوں۔ جو حکم حضور اقدس ﷺ کی زبان مبارک سے نکلتا فوراً اس پر عمل پیرا ہو جاتے۔ کسی بات کو کرید کر نہ

پوچھتے سرکار دو عالم ﷺ کے ارشادات کو سراپا گوش ہو کر سنتے۔ کمال حافظہ اور ضبط کے ساتھ آپ کے کلام مقدسہ کو بکمال صحت لفظی برقرار رکھتے۔ جب سرکار دو عالم ﷺ کی مجلس سے الگ ہوتے تو آپ کے کلام کا آپس میں موازنہ اور تذکرہ اور تکرار کرتے تاکہ حافظہ میں محفوظ رہ جائیں۔ آپ ﷺ کے اقوال کو من وعن محفوظ فرمالیا کرتے۔ ابن آدمؑ کی تاریخ میں حضور نبی کریم ﷺ ہی واحد شخصیت ہیں جن کے چاہنے والوں نے ان کی زندگی کو اس طرح محفوظ کیا ہو۔ کہ ان کی زبان مبارک سے جو لفظ بھی نکلا من وعن محفوظ کرلیا۔ اور ان کی زندگی کا ہر ایک عمل امت کے عمل میں زندہ ہے اور ایک پوری قوم اس زندگی پر قائم ودائم ہے اس مقدس زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ ملت اسلامیہ کے لئے قانون بن گیا ایسا ہوتا بھی کیوں نہ جب علیم الخبیر قادر المقتدر نے فیصلہ فرمادیا کہ میرے محبوب کی زبان سے کوئی لفظ بھی میری رضا اور خوشنودی کے بغیر نکلتا ہی نہیں۔ دنیا میں کسی فرد کی زندگی میں اس قدر روشنی نہیں کہ تمام قسم کے اندھیرے اس روشنی سے چھٹ جائیں۔ اور ایک زندگی میں انسانیت کی تمام عمدہ صفات اپنی متناسب مقدار کے ساتھ موجود ہوں۔ اخوت برادری اور محبت کی جو مثال شمع رسالت مآب ﷺ کے پروانوں نے پیش کی ہے وہ ابھی تک نادر روزگار ہے۔

ہجرت مدینہ کے وقت مکہ سے جو مسلمان آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہجرت کرکے آئے تھے بالکل بے سروسامان تھے۔ آتے ہی انصار مدینہ نے ان کو اپنے کاروبار میں شامل کرلیا۔ گھروں کا آدھا اثاثہ ان کے سپرد کردیا۔ محبت وایثار کا جذبہ اس قدر تیز تھا کہ جنکے پاس دو بیویاں تھیں انہوں نے ایک کو طلاق دے کر اپنے مہاجر بھائی کو دینے کیلئے پیش کردی۔ اتنی بڑی قربانی اور ایسی اخوت دنیا کی کسی تاریخ میں نہیں دیکھی جاسکتی۔ جب ہم ملی معیار محبت کو پیش کرنا چاہیں تو تاریخ کا یہ باب بہت تابناک ہے۔ ان ہی کے متعلق قرآن حکیم میں بتایا گیا ہے کہ رحماء بینھم اشدء علی الکفار کہ آپس میں رحیم ہیں اور کفار کے مقابلہ

میں سخت ہیں۔ خود حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اسکی محبت مجھ سے اس کے مال اولاد ماں باپ (اپنی جان) اور دنیا کی ہر چیز سے زیادہ نہ ہو۔'' ایمان کی پہچان کی حقیقت ہی یہ ہے کہ جب تک کسی مسلمان میں مندرجہ بالا سب چیزوں کو ایثار کرنے کا جذبہ موجود نہ ہو ایمان مکمل ہی نہیں ہوتا۔ جنگ تبوک کے موقع پر حضور اقدس ﷺ نے اصحابہ اکرام کو اس جنگ میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دی اس موقع پر صبر و صفا کے پیکر خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے گھر کا تمام اسباب اور مال پیش کر دیا۔ خلیفہ دوم سیدنا حضرت عمر فاروق نے نصف مال لا کر حضور اقدس ﷺ کے قدموں پر نچھاور کر دیا۔ خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ نے عرض کیا کہ میں سو اونٹ سامان سے لدے ہوئے دیتا ہوں حضور اقدس ﷺ نے دوبارہ ترغیب دی تو حضرت عثمان غنیؓ دوبارہ اٹھے کہ میں دو سو اونٹ پھر دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے پھر ترغیب دی تو حضرت عثمان غنی تیسری بار اٹھے اور کہا میں تین سو اونٹ مزید دیتا ہوں حضور اقدس ﷺ نے اللہ کے راستہ میں مال خرچ کرنے کے فضائل بیان فرمائے تو مجسم جود و سخا سیدنا حضرت عثمان غنی نے چوتھی بار کہا کہ میں دو سو اونٹ اور ایک ہزار اشرفیاں مزید دیتا ہوں۔ حضور اقدس ﷺ یہ سن کر منبر مبارک سے نیچے تشریف لائے۔ اور حضرت عثمان غنیؓ کی بے مثال فیاضی پر بے حد خوش ہوئے آپ ﷺ اشرفیوں کو اپنے دست مبارک سے الٹ پلٹ کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ آج کے بعد عثمانؓ کا کوئی کام اس کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔

ماشا اللہ لا قوۃ الا باللہ یا حی یا قیوم

تاریخ اسلام ایسے بے شمار واقعات سے بھری پڑی ہے۔ اور اسی صفت اور ایثار کی بدولت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خلافت حکومت سے نوازا ہوا تھا جو آج ہم میں مفقود ہے۔ حضور اقدس ﷺ کی محبت کا ماحصل ہی یہ ہے کہ دنیا کو مال اور اپنی جان کو آپ کی محبت

Marfat.com

میں اللہ کی راہ میں قربانی کا جزبہ موجزن ہو۔ اور جو لوگ آپ ﷺ اور مومنوں سے عداوت رکھتے ہیں ان سے جہاد کیا جائے۔

منافقین کا حال

قرآن حکیم سورۃ بقر ۸ تا ۱۶ آل عمران ۱۶۷ سورۃ توبہ ۴۵ سورۃ نساء ۶۱ میں منافقین کی یہ علامت بیان فرمائی ہیں کہ وہ ایمان والوں کو بھی اپنی دوستی کا یقین دلاتے ہیں اور کافروں سے بھی اپنے تعلقات قائم رکھتے ہیں ان کو بھی اپنی دوستی کا یقین دلاتے ہیں اور جہاد سے حیلے بہانوں سے پہلوتہی کرتے ہیں۔ بلکہ سورۃ مائدہ میں بتلایا گیا کہ منافقین پر جب خوف طاری ہوتا ہے تو وہ اللہ کو چھوڑ کر یہود و نصاریٰ کا سہارا تلاش کرتے ہیں۔ یہ سب لوگ ازروئے قرآن منافقین ہیں اگرچہ وہ مسلمانوں کے لبادے میں ملبوس ہوں۔

جس دل میں حضور اقدس ﷺ کی محبت نہ ہو ظاہر ہے ایمان بھی نہ ہوگا۔ ایسے لوگ جب ظاہری اسلام کے لبادے میں ملبوس ہونگے اس کے باوجود حضور اقدس ﷺ سے بغض وعداوت رکھیں گے یہ بھی منافقین کی پہچان ہے اسی طرح منافقین کی دوسری پہچان یہ ہوگی کہ وہ لوگ مسلمانوں سے بھی تعلق قائم رکھیں گے جبکہ کفار و مشرکین کے ساتھ بھی اندرون خانہ ان کے تعلق قائم ہوں گے۔ منافقین کی تیسری پہچان یہ ہے کہ وہ حیلے بہانے سے جہاد سے پہلوتہی کرتے ہیں۔ ازروئے قرآن یہی منافقین کی پہچان ہے اور جب مزید غور فکر کریں گے تو معلوم ہوگا یہی وہ لوگ ہیں جو مسلم امہ میں اتحاد قائم کرنے میں سب سے بڑی دیوار ہیں جبکہ ہم ایسے لوگوں کی حقیقت سے واقف ہو کر قرآن کے آئینہ میں ان کو ان کا چہرہ نہ دکھائیں گے مسلم امہ میں کبھی اتحاد پیدا نہیں ہوگا۔ ایسے لوگوں کی چوتھی اور خطرناک پہچان یہ ہوتی ہے کہ ان لوگوں میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ اور ایمان والوں کی محبت کی جگہ دنیا

Marfat.com

کے مال دنیا کے جاہ وحشمت اور حکومت کی خواہش ہوتی ہے اس لئے ایسے لوگ اپنی خواہشات کے حصول کیلئے اکثر غیروں کے ہاں بک جاتے ہیں جس کی وجہ سے ملت اسلامیہ کو نا قابل تلافی نقصان پہنچتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو نقصان دشمن کی افواج اسلحہ بارود پہنچاتے ہیں اس سے کہیں زیادہ نقصان ایسے لوگوں کی بدولت ہوتا ہے جو دین کے لبادے میں دنیا کے پرستار ہوتے ہیں۔ اس لئے ایسے لوگ ظاہری دشمنوں سے کہیں خطرناک ہوتے ہیں۔ زمانہ قریب میں دو مسلمان ملکوں کی تباہی میں اسلحہ بارود سے کہیں زیادہ ایسے لوگوں کا کردار ہے جو دین اسلام کا لبادہ پہننے کے باوجود دشمنان اسلام کے ہاتھ مضبوط کرنے میں کوشاں ہیں جنہوں نے ملت اسلامیہ کو نا قابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔

ایسے لوگوں کی پانچویں پہچان یہ ہے کہ ایسے لوگ بزدل ہوتے ہیں موت سے ہر وقت خوف زدہ رہتے ہیں وہ ہر حال میں خود بھی جہاد فی سبیل اللہ سے بھاگتے ہیں اور مسلمانوں کو بھی جہاد سے روکنے کی ہر کوشش کرتے ہیں کیونکہ وہ لوگ دین اسلام کے لبادہ میں ملبوس ہوتے ہیں اس لئے اکثر سادہ لوح لوگ ان کے بہکاوے میں آ جاتے ہیں اور جہاد سے دور بھاگتے ہیں جس وجہ سے ملت اسلامیہ کی قوت اور شوکت جس کی روح جہاد فی سبیل اللہ ہے ختم ہو جاتی ہے۔

حضور اقدس ﷺ کے محبوں کی پہچان

یہ ایک فطری دستور ہے کہ جس سے محبت ہوتی ہے کسی کا محبوب جن سے محبت کرتا ہے اس سے بھی محبت کرنا ایک فطری دستو ہے جیسا کہ ایک مثال مشہور ہے کہ مجنوں لیلیٰ سے محبت کرتا تھا تو وہ لیلیٰ کی گلیوں بلکہ اس کی ہر چیز سے محبت کرتا تھا۔ حضور اقدس ﷺ کی محبت کی یہ پہچان ہے کہ جس آدمی کو آپ ﷺ سے محبت ہوتی ہے وہ آپ کی تعریف پر خوش ہوتا ہے اور نکتہ چینی پر ناخوش ہوتا ہے بلکہ برداشت کرنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ حضور

اقدس ﷺ کو چونکہ اپنے اصحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اہل بیت اطہار دونوں سے بے حد محبت تھی ہر صاحب ایمان کیلئے لازم ہے کہ وہ ان دونوں مقدس ہستیوں سے محبت کرے ان کا احترام کرے۔ان کی شان بیان کرے اللہ تعالیٰ نے بھی ایسا ہی کرنے کا حکم دیا ہے۔اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان سب کے متعلق بار بار وضاحت فرمادی ہے کہ میں ان سے راضی ہوں میں نے ان کو پاک صاف کر دیا ہے اس کے باوجود اگر کوئی آدمی ان دونوں میں سے کسی کے ساتھ بے ادبی اور گستاخی سے پیش آتا ہے تو اپنے ایمان کا جائزہ لے کہ کہیں اس کے ایمان میں خلل تو نہیں آچکا کیونکہ ایمان آپ ﷺ کی محبت کے ساتھ مشروط ہے۔ لیکن اکثر دیکھا گیا ہے کہ مسلمانوں کا ایک طبقہ اصحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق شکوک وشبہات کا شکار ہے اور ان مقدس ہستیوں کا ادب کرنے کی بجائے نکتہ چینی اور گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے جبکہ دوسرا طبقہ اصحابہ اکرام کی محبت کا دعویدار ہے لیکن اہل بیت اطہار کی شان میں نازیبا الفاظ بیان کرتا ہے۔ حالانکہ ان دونوں میں سے کسی کی بے ادبی ایمان کی کمی کی بین دلیل ہے اور پھر اسی کمی نے دونوں گروہوں کو قتل وغارت تک پہنچا دیا ہے جو از روئے قرآن بہت بڑا جرم ہے پھر اسی قتل وغاری نے پوری ملت اسلامیہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا دیا ہے اور ملت اسلامیہ کی عظمت اور شوکت اس عظیم فتنے کی بدولت زوال پذیر ہو چکی ہے یہ کوئی معمولی جرم نہیں اس پر از سر نو غور کرنا ضروری ہے یہ ایمان کا معاملہ ہے جس کو دین اسلام میں اولین مقام حاصل ہے۔اس لئے ہر دو مکتبہ فکر کو پھر سے غور وفکر کرکے اس جرم کا ازالہ کرنا ہوگا ان دونوں کی محبت کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں دیا ہے۔ان سے بغض وعداوت رکھنے سے ایمان ہی ضائع ہو جائے گا پھر اعمال صالح بھی بے کار ہوں گے وہ سب حضرات اللہ کے حضور حاضر ہیں ہمارے پاس کوئی اختیار نہیں کہ ان کے اعمال واحوال کے متعلق نکتہ چینی کریں۔ دین اسلام میں کوئی ایسی شق موجود نہیں کہ ان

Marfat.com

مقدس ہستیوں پر تنقید کریں ہاں ادب اور محبت کرنے کا واضح حکم موجود جیسا کہ قرآن پاک میں حضور اقدس ﷺ کی زبانی کہلوایا گیا کہ میں تم سے اپنی تبلیغ کا کوئی معاوضہ نہیں مانگتا مگر میرے قرب والوں کے ساتھ محبت کرو۔ان کا ادب کرو۔اور یہ حقیقت ہے اصحابہ اکرام اور اہل بیت دونوں ہی حضور اقدس ﷺ کے قریب ترین ساتھی ہیں آپ ان سے بے حد محبت فرمایا کرتے تھے ان کے دکھ کو اپنا دکھ تصور فرماتے اور ان کے دشمن کو اپنا دشمن تصور فرماتے اور پھر ان کی شان میں اتنی زیادہ احادیث مبارکہ ہیں جن کے نقل کرنے کیلئے ایک کتاب درکار ہے اور یہ حقیقت بالکل عیاں ہے کہ ان سے دشمنی عداوت اور بغض ہمارے ایمان کی کمزوری کی بین دلیل ہے پھر ہم ان پر تنقید کرنے کا ایک بہانہ یہ بھی تلاش کر لیتے ہیں کہ فلاں فرقہ فلاں کو برا بھلا کہتا ہے ہم اس کا جواب دیتے ہیں میرے محترم ایک آدمی اگر غلط کام کر کے جہنم کا راستہ اختیار کرتا ہے تو کیا ہمارے لئے بھی ضروری ہے کہ ہم بھی جہنم میں جائیں ہاں ایسے لوگوں کو پیار اور محبت سے سمجھانا ضروری ہے۔دلائل و برہان سے ان کو قائل کرنا ضروری ہے لیکن ایک دوسرے سے اس حد تک لڑنا کہ نوبت قتل تک پہنچ جائے بہت بڑا گناہ ہے آپ نے یہ حدیث ضرور سنی ہوگی کہ ایک اصحابی نے دوران جنگ ایک آدمی کو کلمہ پڑھنے کے باوجود قتل کر دیا تھا اور اس کا جواز یہ پیش کیا تھا کہ اس نے موت کے خوف کی وجہ سے کلمہ پڑھا تھا جس پر آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا اور پھر اس پر آپ بہت ناراض ہوئے تھے۔اور یہ حدیث پاک بھی سنی ہوگی جس میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب دو مسلمان تلواروں سے باہم لڑیں اور ایک دوسرے کو قتل کر دے تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ یہ تو قاتل تھا۔مگر مقتول کا کیا جرم تھا۔فرمایا وہ بھی اپنے مقابل کو قتل کر ڈالنے کا خواہاں تھا۔

روایت شیخ از ابی بکر

Marfat.com

مسلمان کا قتل کب جائز ہے

کوئی مسلمان جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں اس کا خون بہانا جائز نہیں مگر تین شخصوں کا (1) شادی شدہ مرد کا جو زنا کرے۔ (2) ناحق قتل کرنے والا جس سے قصاص لیا جائے۔ (3) اپنی اسلامی جماعت سے علیحدہ ہونے والا یعنی دینی اسلام کو ترک کرنے والا۔

متفق علیہ ابن مسعود

نیز حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور قتل کرنا کفر ہے۔

شیخین از ابن مسعود

اس کے علاوہ کوئی صاحب علم بتائے کہ کوئی شق دین اسلام میں ایسی موجود ہے جس کے تحت ہم ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں کیا جن کو ہم قتل کرتے ہیں کیا وہ یہ گواہی نہیں دیتے کہ اللہ ہمارا معبود ہے اور حضور اقدس ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں۔ پھر اگر اس چیز پر فتویٰ لگائیں گے کہ وہ اصحابہ اکرام سے یا اہل بیت سے گستاخی کرتے ہیں پھر دوسرا گروہ کہے گا کہ تم حضور اقدس ﷺ کی گستاخی کرتے ہو یہ ہماری بدبختی کی انتہا ہے کہ کوئی فرقہ بھی دوسروں کو مسلمان ماننے کے لئے تیار نہیں اور یہ ہمارے اپنے ہی ایمان کی کمی کا بین ثبوت ہے اگر ہم مسلمان ہوتے تو ہم ایمان والوں کے لئے نرم اور کافروں کے لئے سخت ہوتے ایمان والوں سے پیار اور کافروں سے جہاد کرتے جبکہ بالکل اس کے برعکس ہم سارے ہی دعوی دار ہیں کہ ہم افضل مسلمان ہیں حضور اقدس ﷺ کا ارشاد سنئے پھر تجزیہ کریں۔

کونسا مسلمان افضل ہے

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مومن وہ ہے جس سے لوگوں کے مال و جان محضوظ رہیں۔ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمانوں میں افضل وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں یعنی زبان اور ہاتھ سے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔ جامع ترمذی جلد ثانی صفحہ ۸۷ سنن نسائی جلد ثانی صفحہ ۲۳۳

اس حدیث پاک کے آئینہ میں اگر ہم اپنا اپنا تجزیہ کریں تو ضرور احساس ہوگا۔ ہمارا حال اور کردار واقعی اس قابل نہ ہے کہ ہم فضلیت کے دعوے دار بن سکیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں کہلائے گا جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی بات پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے چاہتا ہو۔ بخاری از انس حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے تم سے کوئی شخص جس نے ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں متفق علیہ از ابن عمرؓ۔

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھیوں کی پہچان یہ ہے کہ وہ کافروں کے لئے سخت اور مومنوں کے لئے نرم دل ہیں سورۃ فتح۔ حضور اقدس ﷺ کی محبت اور دنیا کی محبت اکٹھی ہونا ناممکن ہے اس حقیقت سے انکار قطعی ناممکن ہے کہ ہر محب اپنے محبوب کی پسندیدہ چیز سے محبت کرتا ہے اور جس سے محبوب نفرت کرے ہر محبّ اس سے نفرت کرتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ مومن کی شناخت یہ ہے کہ وہ دنیا کی ہر چیز سے زیادہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ پھر اگر آپ ﷺ کی پوری حیات طیبہ پر غور کیا جائے تو آپ نے نہ تو دنیا کا مال جمع کیا نہ دنیا کے مال سے محبت فرمائی اس کے باوجود آپ کے پاس بے حدو حساب دنیا کا مال آیا لیکن آپ ﷺ ہر روز رات ایسے حال میں بسر فرماتے کہ آپ کے پاس نہ سونا ہوتا نہ چاندی ہوئی اور نہ ہی کسی اناج کا ذخیرہ اور نہ ہی آپ نے کوئی محل تعمیر فرمائے او

رنہ ہی اعلیٰ لباس اور شان وشوکت کی زندگی کو پسند فرمایا۔ بلکہ مسافروں کی طرح زندگی بسر فرمائی سب کچھ کے مالک ہونے کے باوجود عیش وعشرت کو چھوڑ کر فقر وفاقہ کو ترجیح دی۔ اور فرمایا کہ اس دنیا کی قدر وقیمت اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی۔تو اللہ کافروں کو پینے کے لئے پانی بھی نہ دیتا۔

فتنہ اور نفاق

ارشاد خداوندی ہے کہ یہ مال اور اولاد فتنہ ہے خبردار کہیں تمہیں وہ اللہ کے ذکر سے نہ روک دے اگر تم نے ایسا کرلیا تو خسارے میں چلے جاؤ گے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اگر بھوک سے بے تاب دو بھیڑئے بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے جائیں وہ اتنا نقصان نہیں کرتے جتنی تباہی مال و دولت کی محبت ایک مسلمان کے دل میں مچا سکتی ہے۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بدترین امتی کون ہیں۔فرمایا اہل مال و دولت! اور فرمایا میرے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے۔ جو لذیز اور عمدہ اور قسم قسم کے کھانوں سے اپنے دستر خوان سجائیں گے اعلیٰ اور قیمتی پوشاکیں زیب تن کریں گے۔ حسین وجمیل دوشیزاؤں کو اپنے حرم کی زینت بنائیں گے بڑے بڑے گراں قدر گھوڑے تھان پر بندھے ہوں گے ان کا پیٹ تھوڑے سے کبھی نہیں بھرے گا۔اور بہت پر قانع رہنا بھی محال ہوگا۔اور ان کے سارا زور اور توانائی مال و دولت کے جمع کرنے میں صرف ہوتی رہے گی۔اور خدا کو بھی جانیں گے تو محض دنیا کی خاطر کہ دنیا ہی ان کا اوڑھنا بچھونا ہوگی۔پس اے لوگو! میں محمدؐ ہوں اور رسول خدا ہوں تمہیں تاکید کرتا ہوں (اور یہ تاکید حکمیہ ہے) کہ تمہیں اور تمہاری اولاد کو اگر مذکورہ لوگوں میں سے کوئی شخص سامنے آتا دکھائی دے یا کہیں مل جائے۔تو ان کو سلام کرنے کی ضرورت نہیں۔ان کی بیماری میں عیادت اور مزاج پرسی کے لئے جانے کی ضرورت نہیں بلکہ ان کے جنازے کے پیچھے بھی نہ جانا چاہیے۔اور ان کے بڑے بوڑھوں

Marfat.com

کا احترام کرنا چاہیئے اور جو شخص اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا۔ وہ خود ان ہی لوگوں کا یار و مدد گار تصور ہوگا اور اسلام کی تباہی میں ان کے برابر کا شریک ہوگا۔ کیمیائے سعادت صفحہ ۶۸۶-۷

اب ذرا تھوڑا سا ان احادیث مبارکہ پر غور کریں۔ مال و دولت کی محبت منافقت کی جڑ ہے اور آپ ﷺ نے ان لوگوں کو بدترین امتی قرار دیا جو مال و دولت کو بڑی بڑی کوٹھیاں اس وقت کے گھوڑوں کی جگہ موجودہ بڑی بڑی کاریں اچھے اچھے کھانے اور حسین و جمیل دوشیزائیں اپنے حرم کی زینت بناتے ہیں اور سارا زور مال و زر جمع کرنے میں لگا دیتے ہیں اب ان کو تلاش کرو وہ کون لوگ ہیں اور کہاں موجود ہیں۔ کیونکہ یہی لوگ دین اسلام کی تباہی کا بنیادی سبب بنے ہیں۔ سب سے پہلے ہم اپنے دینی مراکز میں نظر دوڑائیں تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو تیل اور سونے کی بے شمار دولت عطا فرمائی اور ساتھ ہی یہ حکم دیا کہ اس دولت سے جہاد کی تیاری کرو اگر شاہاں عرب ذرا بھی اس طرف متوجہ ہوتے تو آج مسلمان ایک طاقتور قوم کی حیثیت سے دنیا میں باعزت مقام کے مالک ہوتے اور کوئی قوم ان کی طرف میلی نظر سے دیکھنے کی جرات نہ کرتی لیکن افسوس انہوں نے اپنی ساری توجہ مال و دولت اور عیش و عشرت کی طرف ہی مبذول فرما دی جس مال کو اللہ تعالیٰ نے فتنہ قرار دیا اور حضور اقدس ﷺ نے بدترین امتی قرار دیا انہوں نے وہی عمل اختیار کیا جس کی بدولت آج ملت اسلامیہ اس مقام پر پہنچ چکی ہے کہ وہ اپنے مال و منال کی حفاظت کرنے سے قاصر ہے حتیٰ کہ آج ملت اسلامیہ کی بہو بیٹیاں کی عزت بھی قطعی طور پر محفوظ نہیں اور مسلمانوں کے اولین فرض جہاد فی سبیل اللہ کو دہشت گردی قرار دے دیا گیا ہے۔ اور پھر ہمارے دینی مراکز کا عمل آہستہ آہستہ پوری دنیا کے مسلمانوں نے اپنا لیا ہے آج پوری مسلم دنیا کا حکمران طبقہ اس مقام پر کھڑا ہے۔ اور اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ہم نے

Marfat.com

دین اسلام کا لبادہ اوڑھنے کے باوجود دین اسلام کے بنیادی اصولوں سے قطعاً انحراف کرلیا ہے حضور اقدس ﷺ کی محبت جو ایمان کا بنیادی جز ہے اور جس کی بدولت اہل ایمان سے محبت اور خیر خواہی کافروں اور مشرکوں سے جہاد کا جذبہ موجزن ہوتا ہے مفقود ہو چکا ہے۔ ہم آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کا ہر عمل اپنائے ہوئے ہیں۔ اور اس کے برعکس نفس کی خواہشات کے پوری طرح غلام بن کر کافروں کی مکمل غلامی اختیار کرنے کے باوجود لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں حالانکہ قرآن حکیم نے ہمارے عمل کی بدولت ہماری حقیقت کی واضح طور پر تشریح اور تفصیل فرمادی ہے کہ جو لوگ مسلمانوں سے تعلق رکھتے ہیں اور کافروں سے بھی دوستی رکھتے ہیں وہ حقیقی منافق ہیں مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ مسلمان کہلانے کے صرف وہی لوگ مستحق ہیں جو صرف مسلمانوں سے دوستی رکھتے ہیں۔ جن کے راز دان صرف مسلمان ہیں اور جو مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اس کے لئے سورۃ مائدہ ۵۱ تا ۵۸ غور سے پڑھیں۔

اہم نکتہ:

جو لوگ حضورؐ کی شان میں گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں ان کی یہ پہچان ہے کہ دنیاوی مال و دولت جمع کرنے میں مصروف رہتے ہیں اسی مال کی محبت کی وجہ سے وہ غیروں کے ہاں بک جاتے ہیں جبکہ آپ کے محبوں کو مومنوں سے محبت ہوتی ہے اور کوئی کافر کسی بھی قیمت پر ان کو خرید نہیں سکتا۔ آپ کے محبّ سب مومنوں کے لئے نرم اور کافروں کے لئے سخت ہوتے ہیں پھر سورۃ بقر کی ابتدا میں بھی مسلمان کافر اور منافق کی علامات واضح فرمادی ہیں علامہ اقبال نے ایک شعر میں مسلمان اور کافر کی واضح تشریح فرمادی ہے۔

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے — مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہے آفاق

مسلم امہ کے حکمرانوں کا اگر بغور تجزیہ کیا جائے تو کہیں بھی مومن کی صفات نظر نہیں آتیں اور یہ لوگ اسی وجہ سے ملت اسلامیہ کی تباہی کے موجب بنے ہوئے ہیں کیونکہ دین اسلام کے تین اہم بنیادی ستونوں سے قطعاً دستبردار ہو چکے ہیں بلکہ اپنے مذموم عزائم کی وجہ سے انہوں نے ان تینوں ستونوں کی اینٹ سے اینٹ بجادی ہے جن میں سب سے پہلا ستون حضور اقدس ﷺ کی محبت ہے اور یہی محبت ایمان کی بنیاد اور پہچان ہے اور اسی محبت کی بدولت مسلمانوں سے اتحاد اور خیر خواہی اور کافروں سے جذبہ جہاد پروان چڑھتا ہے۔ ہم اس سے دستبردار ہو چکے ہیں۔ ہم اہل سنت اور اہل حدیث کہلانے کے باوجود ہر دو سے قطعی دست بردار ہو چکے ہیں ایک طرف مال و منال کے انبار دوسری طرف محلات اور کوٹھیاں کاریں بنانے اور خریدنے سے فرصت نہیں ملتی۔ لیکن ہم نے یہ دونوں لبادے دین کی مخالفت کرنے کے باوجود اوڑھ رکھے ہیں اہل سنت کا مفہوم اس کے سوا کیا ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ کے طریقہ کے مطابق زندگی گزاری جائے اپنے کھانے پینے اور عبادات و ریاضات میں حضور اقدس ﷺ کا طریقہ اپنا لیا جائے جیسا کہ حکم قرآن ہے۔ آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو۔ تو تم لوگ میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہ معاف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے ہیں۔ آل عمران آیت نمبر ۳۱

اہل سنت بننے کے لئے پہلے احادیث مبارکہ کا علم حاصل کرنا ہوگا کہ حضور اقدس ﷺ کی حیات طیبہ میں دن رات کے مشاغل کیا تھے آپ کی مسجد کیسی تھی آپ کے مکان کیسے تھے آپ کے ہاں کھانا کیسے پکایا اور کھایا جاتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے لئے کیا کچھ جمع کیا کتنی زمینیں خریدیں۔ کتنی کوٹھیاں بنائیں اپنے وارثوں کے لئے کتنی جائدادیں چھوڑیں۔ اور آپ نے کافروں کے ساتھ کتنے سال جہاد فرمایا کتنے غزوات کئے

Marfat.com

آپ نے کافر بادشاہوں کے ساتھ کیا سلوک کیا اور کیسے فیصلے کئے۔ سود کے متعلق کیا ارشاد فرمایا اور کیا عمل فرمایا۔ زانیوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔ ڈاکوؤں کے متعلق کیا سلوک کیا۔ پھر دنیا اور آخرت کے متعلق کیا وضاحت فرمائی اور عملی طور پر کونسا طریقہ اختیار فرمایا۔ لہٰذا اتباع سنت کے لئے پہلے سنت پر عمل کرنے کے لئے علم الحدیث کا حاصل کرنا ضروری ہے اس بعد پھر عمل کیا جائے گا اور عمل کے بعد ہی فیض کا ظہور ہوگا۔ لہذا ثابت ہوتا ہے کہ حدیث علم اور سنت عمل کا نام ہے یعنی ایک ہی چیز کے دو مختلف نام ہیں جب تک کوئی آدمی حدیث پاک کا علم حاصل نہیں کرتا اتباع سنت کبھی ممکن ہی نہیں لیکن اس کے برعکس ہم نے فرضی طور پر اپنے آپ کو اہل حدیث اور اہل سنت کے نام بنا کر ملت اسلامیہ کو دو مختلف دھڑوں میں تقسیم کر دیا۔ اور فرضی علامات اور نشانیان اپنے فرقوں کی پہچان کے لئے پیدا کر لی ہیں جن کا مقصد ملت اسلامیہ میں انتشار پیدا کرنے کے سوا کچھ بھی نہیں نہ ہم کسی حدیث کو ماننے کے لئے تیار ہیں نہ سنت کو اپنانے کے لئے تیار ہیں۔ کچھ ایسی علامات اور نشانیاں پیدا کر لی ہیں جن کا دین اسلام میں کوئی جواز نہیں مثلاً ہم پر کسی آدمی نے اعتراض کیا کہ وہ قطعی طور پر وہابی ہیں اس سے پوچھا گیا کہ اس کی کیا علامت اور پہچان ہے کہ ہمارا تعلق وہابی فرقہ سے ہے ہم تو فرقوں کو مٹانے کے لئے علمی اور عملی طور پر کوشاں ہیں تو اس نے کہا کہ تمہارے وہابی ہونے کی سب سے بڑی پہچان ہے کہ تمہاری کتابوں کے سرورق پر یا رسول اللہ علیہ وسلم نہیں لکھا ہوتا تو میں نے اس سے کہا کہ ہماری کتاب۔ شرح صدر۔ روح اطہر۔ ذکر الٰہی۔ حقیقت الحقائق۔ تبلیغ الاسلام پڑھ کر دیکھو اس میں وضاحت موجود ہے کہ یا رسول اللہ کہنا یا الصلوۃ پڑھنا ثواب کا کام ہے تو اس نے کہا کہ تم نے اپنی کتاب کے سرورق پر یا رسول اللہ نہیں لکھا اس لئے تم وہابی ہو پھر سوال کیا گیا۔ دین تو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کا نام ہے کیا کہیں اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے ایسا حکم دیا ہے یارسول اللہ کہا کرو یا دین میں کوئی ایسی شق دکھادیں جس میں یارسول اللہ نہ کہنے والا مجرم ہوگا اور اس جرم کی یہ سزا ہوگی۔ پھر وہ صاحب لا جواب ہو گئے کوئی جواب نہ دے سکے۔ میرے محترم یہ بڑا ہی غور طلب مسئلہ ہے کہ ہم نے ایسی چیزوں کوفرقوں کی بنیاد بنالیا ہے۔ جو نہ تو امر بالمعروف میں آتے ہیں اور نہ ہی نہی عن المنکر کا حصہ ہیں۔

کہیں ختم دینے نہ دینے کو دین بنالیا ہے کہیں نماز کے بعد کلمہ پڑھنے یا نہ پڑھنے کو دین کا جز اور اپنے اپنے فرقوں کی شناخت بنالیا ہے حالانکہ یہ سب باتیں نہ تو امر بالمعروف کے زمرے میں آتی ہیں اور نہ ہی نہی عن المنکر کے زمرے میں آتی ہیں نہ ہی کسی سنت سے یہ باتیں ثابت ہوتی ہیں اور نہ ہی کسی حدیث میں ان کاموں کے کرنے یا نہ کرنے میں کوئی جزا سزا کا حکم موجود ہے اور یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے اس کا حاصل اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم نے دنیا کی محبت کے لئے یا پھر اپنے نفس اور خواہشات کی تکمیل کے لئے دین اسلام کو ٹکروں میں بانٹ دیا ہے۔ ہمارے دلوں سے حضور اقدس ﷺ کی محبت جو ایمان کی اولین بنیاد ہے مفقود ہو چکی ہے۔ اس کی جگہ دنیا کی محبت رچ بس گئی ہے اور ہم نے دنیا ہی کو اوڑھنا اور بچھونا بنالیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور حدیث ملت اسلامیہ میں اتحاد کا درس دیتی ہے۔ جبکہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات۔ سنت حدیث سبھی کچھ کو ملت اسلامیہ کے ٹکڑے کرنے کے لئے استعمال کرلیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں اتحاد، اخوت کا درس موجود ہے لیکن ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس تعلیمات کی قطع برید کر کے اپنے نفس کے تابع کرلیا ہے آپ ﷺ کی تعلیمات کا نچوڑ دنیا سے نفرت اور آخرت کی تیاری ہے جبکہ ہم آخرت سے امیدیں توڑ کر دنیا ہی کو اوڑھنا بچھونا بنالیا ہے۔ اہل حدیث کہلانے کے باوجود احادیث مبارکہ کی کھلم کھلا مخالفت کر رہے ہیں اس طرح اہل سنت کہلانے کے باوجود اتباع سنت سے کوسوں

Marfat.com

دور بھاگتے ہیں۔کوئی اہل علم اس بات کا ثبوت پیش کرنے سے قاصر ہے کہ ہمارے موجودہ فرقے دین اسلام کی کسی شق کے مطابق ہیں اسکے باوجود ہم اپنے اپنے فرقے بنانے پھران کو مضبوط کر کے ملت سلامیہ کے جسد واحد کو ٹکڑوں میں تقسیم کرنے میں مصروف ہیں یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک ہمارے اعمال کی واضح طور پر تردید کرتا ہے کہ نہ تو تجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اور نہ ہی تم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نصیب ہوگا جیسا کہ حکم قرآن ہے۔محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھیوں کی پہچان ہی یہ ہے کہ وہ کافروں کے لئے سخت اور ایمان والوں کے لئے نرم ہیں۔ سورۃ فتح

کیا ہمارے ہاں جو اختلافی مسائل چل رہے ہیں کیا دین اسلام میں ان کا حل موجود نہیں اگر ہے تو پھر کرتے کیوں نہیں۔مثلاً ختم دینا یا نہ دینا ایک طبقہ فرض عین خیال کرتا ہے دوسرا طبقہ اس کو خنزیر کے گوشت سے مشابہت دیتا ہے۔

حقیقت حال: مسلم امہ میں اختلاف کی ایک وجہ

قرآن پاک اور حدیث مقدسہ میں بار بار مردوں کی مغفرت کا حکم بھی موجود ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری زندگی جو کام سب سے زیادہ فرمایا وہ یہ ہے زندوں کو ہدایت کی طرف بلایا مردوں کی مغفرت کے لئے دعا کرنا یہ کام امر بالمعروف کے زمرہ میں آتا ہے۔اور امر بالمعروف بدعت کے زمرہ میں نہیں آسکتا۔ تفصیل کے لئے دیکھیں

سورۃ ابراہم ۴۱ سورۃ النساء ۶۴ سورۃ محمد ۱۹ سورۃ حشر ۹ آل عمران ۹۲

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص ہر روز مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے ستائیس یا پچیس بار مغفرت کی دعا مانگے گا یعنی اللھم اغفر للمومنین والمومنات کہے گا تو وہ مستجاب الاعوات لوگوں میں ہو جائے گا جن کی وجہ سے زمین والوں کو رزق دیا جاتا ہے۔ ابی درداء حصن حصین صفحہ ۱۲۷ ترتیب شریف صفحہ نمبر ۱۲۷۹/۱۸۰۰

Marfat.com

سارے مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن پاک درود پاک اور صدقہ خیرات کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے اس کے باوجود ملت اسلامیہ دو مختلف گروہوں میں بٹ چکی ہے ایک گروہ تیسرے، دسویں، چالیسویں کی شکل میں مغفرت کا اہتمام کرتا ہے جبکہ دوسرا گروہ اس عمل کو گناہ تصور کرتا ہے۔ اور اس کے کھانے وغیرہ کو خنزیر کے گوشت سے تشبیہ دیتا ہے۔ اب دیکھیں پہلا طبقہ جو یہ عمل کرتا ہے اگرچہ امر بالمعروف کے زمرہ میں آتا ہے لیکن بعض چیزیں قابل اصلاح ہیں مثلاً تیسرے دسویں چالیسویں کے دن مقرر کرنے کے علاوہ وہ کسی بھی دن مردوں کی بخشش کا اہتمام کرلیا جائے کیونکہ قرآن حدیث میں کہیں بھی تخصیص نہیں کی گئی کہ مقررہ دنوں پر یہ عمل کیا جاوے اور نہ ہی کہیں روکا گیا ہے۔ پھر دوسرا عمل یہ ہے کہ اکثر ایسے موقعوں پر لوگوں کا بھاری اجتماع ہوتا ہے۔ تو ضروری ہے کہ سارے لوگ چونکہ مردے کی بخشش کے لئے حاضر ہوتے ہیں ان کو کثرت کے ساتھ درود پاک قرآن پاک اور اللہ کا ذکر کرنا چاہئے کیونکہ اس کی وجہ سے مردے کی بخشش کے ساتھ ساتھ خود ان کی بخشش کا سامان پیدا ہوتا ہے۔ اس کے برعکس ایسی مجالس میں اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ سارے لوگ اکثر فضول باتوں میں مصروف ہوتے ہیں مولوی صاحب آتے ہیں وہ چند مخصوص آیات قرآن پڑھتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ان آیات قرآنی کا معاوضہ بھی لے لیتے ہیں جس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی مجھے مختلف مجالس میں شمولیت کا موقعہ ملا ہے ان مجالس میں اصل مشن سے ہٹ کر ایک رواج تک محدود کر دیا گیا ہے۔ دیکھیں مردوں کی مغفرت اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے اور کوئی حکم بدعت نہیں ہوسکتا۔ پھر ایسی مجالس میں کثرت کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت ذکر حق تعالیٰ درود وسلام کا تمام حاضرین مجلس کو پڑھنا ضروری ہے جس کی بدولت ایک طرف میت کو ثواب ہوگا دوسری طرف ذکر الٰہی کی بدولت ہمارے قلب نور سے منور

Marfat.com

ہوں گے اور ہماری بخشش کا سامان بھی پیدا ہوگا کیونکہ ذکر کی مجالس کی بدولت دربار خدا وندی سے بخشش کی سند عطا ہوتی ہے اور کثرت ذکر کا بار بار حکم بھی قرآن پاک میں موجود ہے لیکن اکثر دیکھا گیا ہے۔ جب لوگوں کو قرآن پاک کی تلاوت کیلئے کہا جاتا ہے یا کثرت ذکر کیلئے کہا جاتا ہے تو مولوی صاحب رکاوٹ بن جاتے ہیں اور وہ صرف بطور رواج ہی ان چند صورتوں پر اکتفا کرتے ہیں اور دوسروں کے پڑھنے کی بجائے اپنے ہی پڑھنے پر ترجیح دیتے ہیں۔ اب دیکھیں ان معروف چار سورتوں سورۃ فاتحہ۔ سورۃ اخلاص۔ سورۃ فلک اور سورۃ الناس کے فیوض برکات بے حد وحساب ہیں جسکا میں ایک چھوٹا سا مشاہدہ عرض کرتا ہے میں نے اپنے کسی دوست کا کہا کہ ان چاروں سورتوں کو ۱۱۱ مرتبہ یا اکتالیس مرتبہ صبح و شام پڑھنا شروع کریں۔ اس اللہ کے بندے نے باقاعدگی سے ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھنا شروع کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد میں نے پوچھا کہ تو نے ان سورتوں کو کیسا پایا اور اس کے کے فیوض و برکات کیسے پائے تو اس نے کہا کہ میرے اردگرد زنا کاری کا بہت بڑا اڈہ تھا۔ جب سے میں نے یہ سورتیں پڑھنی شروع کی ہیں۔ زنا کاری کا سلسلہ مکمل طور پر بند ہو چکا ہے۔ اب اس کے فیوض برکات کا خود ہی اندازہ لگائیں۔ اس طرح حضور اقدس ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ جو آدمی ان چاروں سورتوں کو ستر ستر مرتبہ بارش کے پانی پر پڑھ کر سات دن تک دم کر کے مریض کو پلائے اس کے جسم میں کوئی بیماری خواہ وہ کیسی بھی ہو نہیں رہ سکتی۔ اب دیکھیں قبر کا عذاب بھی تو ایک بیماری ہے، مصیبت ہے۔ جب ہم یہ سورتیں پڑھ کر مردے کو بخشیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس مردے کے عذاب میں ضرور تخفیف ہوگی اور اسے عذاب سے نجات ملے گی۔ لیکن مقام افسوس ہے کہ جب بھی لوگوں کو کہا جاتا ہے سب مل کر کثرت کے ساتھ یہ سورتیں پڑھو یا مل کر ذکر کرو تو مولوی صاحب اکثر رکاوٹ بن جاتے ہیں یہ بڑا ہی قابل غور مسئلہ ہے کہ جب مولوی صاحب ان سورتوں کو ایک ایک بار

Marfat.com

پڑھیں تو اس کا ثواب پہنچتا ہے تو جب وہ سورتیں سینکڑوں مرتبہ پڑھی جائیں یا مولوی صاحب کے علاوہ دوسرے لوگ پڑھیں تو وہ ثواب کیوں نہیں پہنچتا۔ اصل میں ہم قرآن پاک کے فیوض و برکات سے بے خبر ہیں ورنہ ہم خود بھی قرآن پڑھیں دوسروں کو قرآن پڑھنے کا حکم دیں۔ اصل میں یہ چاروں سورتیں بہت ہی چھوٹی ہونے کے باوجود بہت جامع ہیں۔

(۱) سورۃ فاتحہ کے متعلق حضور اقدس نے فرمایا کہ یہ سورۃ سورۃ شفا ہے اور پھر اس سورۃ کے متعلق فرمایا کہ اس کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی۔

(۲) سورۃ اخلاص کے فیوض و برکات کیلئے ایک بڑی کتاب درکار ہے اس کے سمجھنے کیلئے یہ کافی ہے کہ تین مرتبہ پڑھنے سے پورے قرآن کا ثواب ہے۔ دس مرتبہ پڑھنے سے جنت میں ایک محل تیار ہو جاتا ہے۔ یہی سورۃ ہے جو توحید کا سرچشمہ اور شرک کے خاتمہ کی دلیل ہے۔ اور اس میں اللہ کی تعریف موجود ہے جس کی بدولت اس کے قاری کو بن مانگے وہ کچھ دیا جاتا ہے جس کا وہ گمان بھی نہیں کر سکتا۔

(۳) سورۃ فلق کو فوج کا مقام حاصل ہے جس طرح فوج ملک کی سرحدوں کا دفاع کرتی ہے اسی طرح یہ سورۃ انسان کا حاسدوں۔ جادوگروں۔ تعویذ گنڈے بلکہ ہر قسم کے دشمنوں سے دفاع کرتی ہے۔

(۴) سورۃ الناس بندے کے اپنے جسم الوجود میں بھی۔ نفس خناس شیطان اور اس کی فوج کے بہت سے ارکان موجود ہیں جن کے دفاع کے لئے یہ اکیلی سورۃ ہی کافی ہے اس کیلئے ضروری ہے کہ یہ سورتیں ہم اپنے اپنے گھروں دفتروں۔ مسجدوں میں کثرت کے ساتھ باقاعدگی سے پڑھیں پھر اس کے فیوض و برکات کا مشاہدہ کریں۔

اب دیکھیں ایک طرف ہم ان سورتوں کو ختم شریف میں ایک ایک مرتبہ پڑھنا

Marfat.com

بخشش کا ذریعہ سمجھتے ہیں دوسری طرف جب کہا جائے کہ سب لوگ کثرت کے ساتھ پڑھیں پھر ان کا روکنا کیا معنی رکھتا ہے۔ اس سے یہ معاملہ بالکل عیاں ہے کہ ہم یہ کام رواج کے طور پر کرتے ہیں اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ دوسری طرف جو لوگ روکتے ہیں اور اس عمل اور کھانے کو خنزیر کے گوشت کے مشابہت دیتے ہیں وہ غور کریں۔ مردوں کی بخشش مانگنا اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے اور کوئی حکم بدعت اور شرک نہیں بن سکتا۔ بلکہ حکم کو روکنے والا مجرموں کی لسٹ میں چلا جاتا ہے۔ اگر طریقہ کار میں کوئی اختلاف ہیں تو ان کی اصلاح کرنا ضروری ہے۔ لیکن ایک حکم کو روکنا یا اس کھانے کو خنزیر کے گوشت سے مشابہت دینا جرم ہے۔ آپ دیکھیں قرآن میں ہی واضح حکم موجود ہے کے قرآن لوگوں کے لئے شفا ہے۔ پھر جس کھانے پر قرآن پڑھا جائے گا وہ کیوں شفا نہ ہو گا۔

مومن اور منافق کی پہچان

(۱) مومن حضور اقدس ﷺ کے ساتھ اپنے مال جان اور اولاد اور والدین ہر چیز سے زیادہ محبت کرتے ہیں پھر جس کو جس سے محبت ہوتی ہے اس کو بہت زیادہ یاد کرتا ہے۔ یہ محبت کا ازلی دستور ہے بلکہ اپنے محبوب کے محبوں سے بھی محبت کرتا ہے۔

(۲) جب کسی دل میں حضور اقدس ﷺ سے محبت پیدا ہوتی ہے تو پھر اس کا دوسرا پہلو یہ ہوتا ہے کہ اپنے محبوب کے محبوں سے پیار کرتا ہے محبت کرتا ہے۔ یعنی ایمان والوں سے پیار۔ محبت اور ایثار کرتا ہے۔ جبکہ حضور اقدس ﷺ کے مخالفین سے عداوت رکھتا ہے بلکہ ان سے جہاد کرتا ہے۔

(۴) جن کے دلوں میں حضور اقدس ﷺ کی محبت نہیں ہوتی ان کے دل میں دنیا کی محبت غالب ہوتی ہے ایسے لوگ مسلمانوں سے بھی تعلقات قائم رکھتے ہیں اور دشمنان اسلام سے بھی ایسے لوگوں کو قرآن پاک نے منافقین کے نام سے یاد کیا ہے۔

Marfat.com

(۵) منافقین کی دوسری پہچان یہ ہے کہ ان کے دلوں میں جذبہ جہاد اور ایثار مفقود ہوتا ہے۔موت سے بہت زیادہ ڈرتے ہیں اسی وجہ سے جہاد فی سبیل اللہ سے بھاگتے ہیں۔ان کی منزل دنیا کے مفادات تک محدود ہوتی ہے اسی وجہ سے وہ لوگ اپنے مفاد کی تکمیل کیلئے مسلمانوں اور کافروں دونوں سے تعلقات قائم رکھتے ہیں۔ جہاں سے ان کو دنیا کی جاہ و حشمت اور مال وزر میسر ہوا دھر ہی جھک جاتے ہیں۔

(٦) ازروئے قرآن منافقین کی یہ پہچان بڑی ہی غور طلب ہے کہ وہ لوگ مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلموں سے بھی تعلقات استوار کرتے ہیں جبکہ اس کے برعکس مومن کا دوست اور رازدان مومن ہی ہوتا ہے۔ بلکہ اسی طرح اگر تجزیہ کیا جائے تو جو لوگ غیر مسلموں سے تعلقات استوار کرتے ہیں وہی لوگ حضور اقدس ﷺ سے گستاخی کے بھی مرتکب ہوتے ہیں۔پھر اس سے آگے مزید غور وفکر کریں تو وہی لوگ دنیا کی جائیدادیں اور محلات کوٹھیاں بنانے میں مشغول رہتے ہیں کیونکہ ان کی منزل دنیا کے مال وزر تک محدود ہوتی ہے۔اور اسی مال وزر کی محبت کی وجہ سے دلوں میں منافقت جنم لیتی ہے اور پھر اسی منافقت کی وجہ سے ان لوگوں کے دلوں پر موت کا خوف سوار رہتا ہے جس کی وجہ سے وہ جہاد سے دور بھاگتے ہیں اس کے برعکس جن لوگوں کے دلوں میں حضور اقدس ﷺ کی محبت موجود ہوتی ہے وہ دنیا کی تیاری کی بجائے آخرت کی تیاری کو ترجیح دیتے ہیں۔اسی وجہ سے وہ جہاد فی سبیل اللہ کیلئے تیار رہتے ہیں اور شہادت کی موت ان کا استقبال کرتی ہے۔اور وہ کامیاب و کامران ہوتے ہیں۔

تاریخ کے آئینہ میں تجزیہ

آج سے تقریباً چھیاسی سال قبل سعودی ءخاندان برطانیہ اور فرانس سے معاہدہ کر کے سرزمین حجاز کے حکمران بنے۔اس وقت سے آج تک وہ لوگ جہاد سے مکمل طور پر

Marfat.com

دست بردار رہے حالانکہ جہاد اسلام کا اہم رکن ہے اس کے برعکس اللہ تعالیٰ نے ان کو تیل اور سونے کی شکل میں جو بے شمار مال و دولت عطا فرمایا تھا اس کو اللہ کے حکم کے مطابق جہاد فی سبیل پر خرچ کرنے کی بجائے محلات، لمبی لمبی کاروں اور خوبصورت عورتوں پر خرچ کیا یا پھر وہی سرمایہ یہود و نصاریٰ کے بنکوں میں جمع کروا کر ملت اسلامیہ کو ان کا غلام بنا دیا گیا۔ کیونکہ وہی سرمایہ یہود و نصاریٰ نے مسلمان ملکوں کو سود پر دے کر ان کو سود کی زنجیروں میں جکڑ دیا۔ پھر اس کے ساتھ ہی ان لوگوں کے دلوں میں ادب کی جگہ بے ادبی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اور اسی بے ادبی کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے جس کی وجہ سے انہوں نے اصحابہ اکرام کی قبروں کو مسمار کر دیا۔ اسی طرح کچھ مسلمانوں نے پاکستان بنانے کیلئے قائد اعظمؒ اور علامہ اقبالؒ کی زیر سرکردگی لاتعداد قربانیاں پیش کیں لیکن کچھ مسلمانوں نے ملت اسلامیہ کا ساتھ دینے کی بجائے ہندوؤں اور کانگرس کا ساتھ دیا جنہوں نے مسلمانوں کی بجائے ہندوؤں کا ساتھ دیا شاہان عرب جنہوں نے مسلمانوں کا ساتھ دینے کی بجائے یہود و نصاریٰ کا ساتھ دیا اگر ان دونوں فریقوں کا تجزیہ کیا جائے تو ثابت ہوگا کہ دونوں فریقوں کا عقیدہ بھی ایک ہی ہے۔ یعنی حضور اقدس ﷺ کی شان میں نکتہ چینی کرنا پھر اگر دونوں فریقوں کی منزل دیکھی جائے تو وہ بھی ایک ہی ہے دنیا کا مال اور حکومت۔

Marfat.com

ایک اہم سوال

قرآن پاک میں حکم خداوندی ہو رہا ہے کہ اگر تم یہود و نصاریٰ کا کہا مانوں گے تو وہ تجھے تمہارے دین سے پھیر کر مرتد کر دیں گے یا وہ لوگ تم پر اس وقت تک خوش نہ ہوں گے جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو گے پھر اب دیکھنا ہے کہ جو لوگ تقریباً ایک صدی سے ان کی اطاعت یا دوستی میں مشغول ہیں کیا وہ اپنے دین پر قائم ہیں یا انہوں نے ان کے دین کی پیروی اختیار کر لی ہے اور کیا واقعی انہوں نے دین اسلام کو بدلنے کی کوشش کی ہے کیونکہ قرآن پاک کا حکم ہے کہ یہود و نصاریٰ تم سے اس وقت تک خوش نہیں ہوں گے جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو گے۔

کفر اور اسلام کے بنیادی عقائد میں فرق

کافروں کا عقیدہ ہے کہ انسان مر کر مٹی ہو جاتا ہے اس کا دنیا کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہتا اسی طرح کافروں کا یہ بھی عقیدہ ہے مردے دوبارہ قبروں سے نہیں اٹھیں گے قرآن پاک نے بار بار ان کے اس باطل عقیدے کو رد فرمایا ہے۔ جبکہ مسلمانوں کے عقیدہ بالکل اس کے برعکس ہوتا ہے۔ قرآن پاک نے نیک بندوں کی قبروں کو بابرکت جگہ قرار دیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف لے گیا جس کے اردگرد اللہ تعالیٰ نے برکتیں رکھی ہیں ان برکات کا مجموعہ اولیاء اور انبیاء کی قبور اور ان کی عبادت گاہوں کے علاوہ کیا ہو سکتا ہے۔ پھر دین اسلام میں حکم ہے کہ جب قبرستان میں جاؤ تو کہو السلام علیکم و رحمۃ اللہ یا اھل القبور۔ السلام علیکم جب ہی کہی جاتی ہے جب کہ وہ سنتے ہیں۔ اس بارے میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اور مقصود اس توضیح سے یہ ہے کہ تو اس بات کو محال نہ سمجھے کہ مردوں کو ہمارے حال کی خبر ہوتی ہے اور

Marfat.com

ہمیں ان کے حال کی جیسا کہ تو خواب میں ان کو دیکھتا ہے اور خواب میں مردوں کو اچھے یا برے حال میں دیکھنا اس بات کا عظیم الشان ثبوت ہے کہ وہ زندہ ہیں چاہے انعام کی حالت میں مگر زندہ ضرور ہیں اور نیست و نابود نہیں ہوئے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ان کو مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے مقرب ہیں ان کو رزق بھی ملتا ہے اور وہ خوش ہیں اس چیز سے جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی ہے۔

آل عمران ۱۶۹

دوسری جگہ حضرت امام غزالی رقم طراز ہیں کہ خواب کی حالت میں انسان دنیا کی گہما گہمی سے دور ہو کر ایک طرح ان سے نجات حاصل کر لیتا ہے اور اس کی حالت بھی کم و بیش مردوں جیسی ہو جاتی ہے۔ اس لئے ان کے احوال کا کشف اس کو خواب میں ہونے لگتا ہے۔ اور جو کچھ بیداری کی حالت میں اس کی آنکھوں سے غائب ہوتا ہے اس پر ظاہر ہونے لگتا ہے اور اسی خاصیت کے باعث مردوں کو بھی ہمارے احوال سے آگاہی ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ ہماری نیکیاں ان کیلئے باعث مسرت ہوتی ہیں جبکہ گناہ اور بدیاں ان کی ناخوشی اور ناراضگی کا موجب بنتی ہیں۔ بلکہ ایک رنج اور غم سا انہیں محسوس ہوتا ہے اس کا ذکر حدیث پاک میں موجود ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہمارے اور ان کے درمیان خبر و اطلاع کا یہ سلسلہ لوح محفوظ کے واسطہ کے بغیر نہیں ہے کیونکہ احوال ہمارے ہوں یا ان کے ہوں لوح محفوظ پر لکھے ہوتے ہیں اور جب بھی ان کے ساتھ مناسبت ہو جاتی ہے تو خواب میں ان کے احوال معلوم ہو جاتے ہیں اور جب انہیں کوئی نسبت ہو جائے تو ہمارے حالات انہیں آگاہی حاصل ہو جاتی ہے کیونکہ لوح محفوظ ایک آئینہ کی مانند ہے کہ ہر چیز کی صورت و عکس اس میں محفوظ و موجود ہوتا ہے اور آدمی کی روح بھی آئینہ کی طرح ہے۔ اور مردوں کی روح بھی ایسی

Marfat.com

ہی ہوتی ہے۔ پس جس طرح ایک آئینے کی چیزوں کا عکس دوسرے آئینے میں نظر آ جاتا ہے۔ اسی طرح لوح محفوظ کے آئینے میں موجود چیزوں کا عکس ہم میں اوران میں (یعنی روحوں کے آئینہ میں) ظاہر ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ لوح محفوظ کوئی صریح (یعنی عناصر اربعہ) بنا ہوا کوئی جسم ہے۔ جو لکڑی یا بانس یا کسی اور چیز سے تخلیق کیا گیا ہے کہ اسے ظاہری آنکھ سے دیکھنا ممکن ہو۔ اوراس کے اندر جو تحریریں ہوں ان کو پڑھا جا سکے۔ اگر کوئی اس کی مثال معلوم کرنا چاہے تو اسے اپنے ہی اندر تلاش کرے تیرے اندر آفرینش کی ہر چیز کو پنہاں کر دیا گیا ہے تا کہ تو معرفت کی راہ تلاش کر سکے لیکن تو اگر اپنے آپ سے غافل ہو گا دوسروں کی کیا پہچان کرے گا۔ اس کی ایک نمود تو تیرا دماغ ہی ہے کہ پورا قرآن اس طرح یاد کر لیتا ہے کہ گویا کہ لفظ بہ لفظ اس میں لکھا ہوا ہے اور ایک ایک حرف اور ایک ایک سطر اس میں دکھائی دیتی ہے لیکن اگر اس دماغ کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے تو اس میں قرآن کا کوئی ایک لفظ بھی چشم ظاہر سے دیکھنا ناممکن ہے پس جو باتیں لوح محفوظ میں نقش ہیں ان کو اسی جنس سے تصور کرنا چاہیے کہ بے انتہا اور لامحدود نقش اس میں ثبت ہیں اور آنکھ تنہا ہے اور محدود ہے۔ اور محدود کے کیلئے لامحدود کے نقوش کو معلوم کرنا ممکن نہیں ہے ان کی کسی معین شکل وصورت کا تصور باندھ سکے۔ پس اس کا چہرہ اس کی لوح اس کا قلم اور اس کا ہاتھ غرض اس میں سے کوئی بھی چیز پاس نہیں رہتی جیسا کہ مرنے والا خود بھی تیرے پاس نہیں رہتا۔

کیمیائے سعادت ۱۱۷۶/ ۱۱۷۵

(۱) اہل قبور کے وہ احوال جن کا کشف بطریق خواب ہوا رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھ لیا۔ گویا واقعی مجھے دیکھ لیا۔ (کیونکہ شیطان لاکھ جتن کرے) میری صورت میں کسی کے سامنے نہیں آ سکتا۔

نوٹ: آپ ﷺ نے اپنی خواب میں زیارت کی تصدیق فرمائی وہ حقیقتاً میری ہی

Marfat.com

زیارت ہوگی تو جب آپ کی زیارت ہوگی تو پھر آپ جو حکم بھی صادر فرمائیں وہ حقیقت میں آپ ہی کا حکم ہوگا اور بمنزلہ حدیث پاک ہوگا جیسا کہ جب یہود و نصاریٰ نے آپ ﷺ کا جسد اطہر روضہ مبارک سے نکالنے کی ناکام کوشش کی تو آپ ﷺ متواتر تین دن تک حضرت نورالدین زنگی کو ارشاد فرماتے رہے۔ اور ان فرنگیوں کے چہرے بھی شناخت کراتے رہے اور جب نورالدین روضہ مبارک پر پہنچا تو تحقیق پر معلوم ہوا کہ واقعی وہی دونوں آدمی روضہ اقدس کی طرف خندق کھود کر روضہ اقدس کے قریب پہنچ گئے ہیں پھر نورالدین زنگیؒ نے ان فرنگیوں کو قتل کروا کر روضہ مبارک کے اردگرد کھائی کھود کر اس میں سیسہ اور تانبا پگھلا کر ڈال دیا تاکہ آئندہ کوئی شخص ایسی ناپاک کوشش کرنے کی جسارت نہ کرے۔

(۲) حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور اقدس ﷺ کو دیکھا اور اپنے اوپر ناراض پایا میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھ سے کیا قصور سرزد ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تجھ سے ایسا نہیں ہوسکتا کہ روزہ کی حالت میں بیوی کا بوسہ نہ لے پس اس کے بعد حضرت عمرؓ نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ حالانکہ یہ حرام نہیں لیکن چونکہ احسن یہی ہے کہ ایسا نہ کیا جائے۔ اس لئے صدیقوں کی یہ معمولی سی لغزش بھی نظر انداز نہیں کی جاتی۔ حالانکہ عام لوگوں کی اس معاملہ میں گرفت نہیں۔

نوٹ: اس سے ثابت ہوا کہ حضور اقدس ﷺ نے پہلے حضرت عمرؓ کو دن کے وقت بوسہ لیتے ہوئے دیکھا اور پھر خواب کی حالت میں حضرت عمرؓ کو روک بھی دیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ قبر میں بھی امت کے احوال دیکھتے ہیں اور اصلاح بھی فرماتے ہیں۔ ماشاءاللہ۔

(۳) حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کو دل سے دوست رکھتا تھا اس لئے میری خواہش تھی کہ میں خواب میں ان سے ملوں بارہ سال کے بعد وہ مجھے خواب میں ملے تو

Marfat.com

آنکھیں مل رہے تھے اور فرماتے جاتے تھے اب کہیں جا کر فراغت نصیب ہوئی ہے۔ اور وہ بھی یوں کہ حق تعالیٰ کریم تھا ورنہ نہ جانے کیا ہوتا۔ اور حضرت عباسؓ سے ہی مروی ہے کہ میں نے ابولہب کو خواب میں دیکھا۔ آگ میں جل رہا تھا (تاہم) میں نے اس کا حال پوچھا۔ کہنے لگا کہ (دیکھ ہی رہے ہو) کہ دائمی عذاب میں ہوں۔ لیکن پیر کی رات کو رسول ﷺ کی ولادت کی رات ہے۔ مجھے عذاب سے خلاصی مل جاتی ہے کہ اس رات میں نے بھی آپ کی ولادت مبارک پر ایک غلام کو آزادی دے دی تھی۔

نوٹ: ایک مشرک کو محض اس وجہ سے آٹھویں دن رات کو عذاب سے خلاصی مل جاتی ہے کہ اس نے آپ ﷺ کی ولادت کی خوشی میں ایک غلام کو آزاد کر دیا تو پھر جن مومنوں کے دل آپ ﷺ کی محبت میں مخمور اپنی ہر چیز آپ ﷺ کی محبت میں ہمہ اوقات قربان کرنے پر تیار رہتے ہیں ان کو نار جہنم کیوں اور کیسے جلائے گی۔

(۴) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کہتے ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہؐ کو خواب میں دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے ساتھ تشریف فرما ہیں میں بھی وہاں جا بیٹھا ناگاہ حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کو وہاں لایا گیا۔ حضرت علیؓ فوراً ہی باہر نکل آئے اور اور کہا رب کعبہ کی قسم حق تو میرا ہی قرار دیا گیا ہے۔ ان کے جلد ہی بعد جناب معاویہؓ بھی باہر آ گئے اور کہا رب کعبہ کی قسم معاف تو مجھے بھی کر دیا گیا ہے۔

(۵) امام حسینؓ کی شہادت سے کئی روز قبل ابن عباسؓ نے ایک رات خواب سے بیدار ہوتے ہی کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ لوگوں نے کہا یا حضرت یہ کیا معاملہ ہوا فرمایا میں نے ابھی ابھی حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ خون سے بھرا ہوا ایک آبگینہ دست مبارک میں لئے ہوئے ہیں اور فرما رہے تھے کہ دیکھتے ہو میری امت نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا۔ میرے فرزند عزیز یعنی حسینؓ کو مار ڈالا ہے۔ یہ اس کا اور اس کے اصحاب کا خون ہے جو

Marfat.com

بطور مظلمہ میں حضور حق تعالیٰ میں لئے جا رہا ہوں (اس خواب کے) چوبیس دن بعد خبر آئی کہ امام حسین کو قتل کر دیا گیا ہے۔ (کیمیائے سعادت امام غزالی)

نوٹ: اس مقام پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے آیت تطہیر میں اہل بیت اطہار کے پاک ہونے کی سند رقم فرما دی۔ سورۃ احزاب آیت نمبر ۳۳ پڑھ کر دیکھ لیں حضور اقدس ﷺ کی لاتعداد احادیث مبارکہ میں اہل بیت اطہار اور حضرت امام حسینؓ کی شان اور طہارت کے بارے میں وضاحت موجود ہے تمام اولیائے عظام اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت امام حسین حق پر تھے اور یزید ظالم تھا۔ جیسا کہ حضرت امام غزالیؒ رقم طراز ہیں کہ خدا تعالیٰ حضرت امام حسین کے قاتل اور آپ کے قتل کے حکم کرنے والوں اور اس کے ساتھ راضی ہونے والے سب پر لعنت کرے کیونکہ انہوں نے آپ کے ساتھ سخت ظلم کیا اور نہایت شدت کی گرمی میں آپ پر پانی بند کیا۔ ظالم ہی کافر ہیں جن کی مذمت میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یعنی سن لو کہ خدا کی لعنت ہے ظالموں پر اور فرماتا ہے یعنی خدا کو ان کی کاروائیوں سے غافل نہ سمجھو جو ظلم کرتے ہیں۔ اور فرماتا ہے کہ ہم ان کو اس واسطے ڈھیل دیتے ہیں کہ اور زیادہ ظلم کر لیں۔

اب دیکھیں اس کے باوجود جو لوگ یزید کو حق پر ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہ عقیدہ کہاں سے پیدا ہوا اور کب پیدا ہوا اس کی جتنی چاہے تحقیق کر لیں یہ عقیدہ اس وقت پیدا ہوا جب کچھ مسلمانوں نے یہود و نصاریٰ کی غلامی اختیار کی اور انہوں نے اپنے مخصوص آدمیوں کے ذریعے مسلمانوں میں ایسے عقائد و نظریات پیدا کیے جو قطعاً قرآن و حدیث سے متضاد ہیں اور مسلمانوں میں انتشار کا موجب بنے۔ اگر آپ غور کریں گے تو یہ ان لوگوں کے پیدا کردہ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی بجائے یہود و نصاریٰ کی اطاعت کو ترجیح دی ہے اور مسلمانوں کے لبادہ میں توحید کے پردے میں اولیائے عظام اور اللہ کے مقبول

Marfat.com

بندوں کے خلاف ایک منظوم پراپیگنڈہ شروع کیا ہوا ہے۔ اصل میں اختلاف کا حل اس کے سوا کیا ہوسکتا ہے کہ ہم قرآن و حدیث کو تسلیم کرلیں اور پھر صلحائے امت نے جو قرآن و حدیث کی تشریح پیش کی ہے۔ اس کو تسلیم کریں ہمارے لئے سارے اصحابہ اکرام باعث صد احترام ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہوا۔ کسی کے ساتھ بھی بغض وعناد رکھنا منافقت کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس کے باوجود قرآن پاک نے جو درجات مقرر فرما دیئے ہیں ان کی مخالفت کبھی صاحب ایمان کو کس طرح زیب دیتی ہے جیسا کہ سورۃ حدید آیت نمبر ۱۰ واضح حکم موجود ہے کہ جو لوگ فتح مکہ سے پہلے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور اپنی جانوں اور مالوں کو راہ حق میں پیش کیا اور جو لوگ فتح مکہ کے بعد دائرہ اسلام میں داخل ہوئے جہاد اور قتال کیا وہ پہلے اصحاب کے برابر نہیں ہوسکتے اب دیکھیں خلفائے راشدین سارے ہی پہلے اصحاب میں داخل ہیں جنہوں نے بدر۔ احد۔ حنین۔ بیعت رضوان میں محبوب خدا کا بھرپور ساتھ دیا اور ہر بار اللہ تعالیٰ نے ان پر خصوصی نوازشات کا اعلان فرمایا بلکہ غزوہ بدر والوں کے متعلق اعلان فرما دیا کہ میں نے تمہارے آئندہ کے گناہ بھی معاف کردیئے اس کے برعکس حضرت امیر معاویہؓ بھی اصحابی رسول ہیں لیکن ان کا مقام بعد والوں میں ہے لیکن مسلمانوں میں اک طبقہ ایسا پیدا ہوچکا ہے جو ہر معاملہ میں حضرت علیؓ کے مقام پر حضرت امیر معاویہؓ کو فضیلت دینے کی کوشش کرتا ہے جو صریحاً قرآن کی مخالفت ہے۔ اس معاملہ میں حضرت مجدد الف ثانی امام ربانیؒ فرماتے ہیں۔ لیکن جاننا چاہیے کہ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کے ساتھ لڑائی کرنے والے خطا پر تھے۔ اور حق حضرت امیر کے ساتھ تھا لیکن چونکہ یہ خطا خطائے اجتہادی کی طرح ہے اس لئے ملامت سے دور ہے اور اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ اس طرح اہل سنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کے برعکس ایک طرف تو ایک ایسا گروہ پیدا ہوگیا جو خلفائے ثلاثہ سے بغض عناد رکھتا ہے تو دوسری

Marfat.com

طرف ایک ایسا گروہ پیدا ہوا ہے جو حضرت علیؓ کا نام لینا پسند نہیں کرتا بلکہ ان سے بغض و عداوت رکھتا ہے۔ فرمان رسول اللہ ﷺ کے مطابق آپ کے اصحابہ سے بغض وعناد رکھنا منافقت کی نشانی ہے۔ پہلا گروہ تو شروع سے ہی سرگرم عمل ہے۔ لیکن دوسرا گروہ اس وقت پیدا ہوا جب انگریز ہندوستان پر اور سعودی خاندان مقامات مقدسہ پر قابض ہوئے۔ اور یہ بھی صریحاً قرآن وحدیث کی مخالفت پر بضد ہے۔

میں نے اس مضمون کی ابتدا اس بات سے کی ہے کہ کافروں اور مسلمانوں کے بنیادی عقیدے میں کیا فرق ہے۔ لہٰذا کافروں کا عقیدہ قرآن پاک نے بار بار بیان فرمایا ہے کہ وہ اس بات پر بضد رہے کہ جب انسان مرجاتا ہے تو مرکر مٹی ہو جاتا ہے۔ اس کا اس ظاہری جہان سے رابطہ اور واسطہ منقطع ہو جاتا ہے۔ جس پر قرآن پاک کی لاتعداد آیات دال ہیں اسی بنا پر وہ حساب کتاب اور یوم قیامت کے منکر ہوئے لیکن مسلمانوں کا عقیدہ بالکل اس کے برعکس ہے۔ وہ قبر کی زندگی قیامت۔ میدان حشر حساب کتاب۔ عذاب اور ثواب کے قائل ہیں۔ میں نے مندرجہ بالا مضمون میں وضاحت کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ ایمان والوں کا رابطہ زندوں کے ساتھ کسی نہ کسی طرح موجود رہتا ہے۔ قبر کی زندگی کو برزخ کہا جاتا ہے جو زندوں اور مردوں کا درمیان ایک حجاب ہے اس کے باوجود زندوں اور مردوں کا واسطہ اور رابطہ قائم رہتا ہے لیکن اس حجاب کے اندر ان ظاہری آنکھوں کانوں سے دیکھنا سننا ناممکن ہے اس کیلئے دل کی آنکھوں سے دیکھنا ممکن ہے جیسا کہ قرآن پاک میں بار بار کافروں کے متعلق وضاحت آئی ہے کہ یہ لوگ آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود اندھے ہیں کان ہونے کے باوجود بہرے ہیں اور جاننے کے باوجود نہیں جانتے۔ اس کمی کی بدولت دین اسلام حق ہونے کے باوجود اس حقیقت کو ماننے سے قاصر ہیں اور وہ قبر اور حشر کی زندگی سے انکار کر بیٹھے ہیں عذاب اور ثواب کے بھی قائل نہیں لیکن ایمان والوں کا

Marfat.com

عقیدہ بالکل اس کے برعکس ہے۔جس کیلئے میں حضور اقدس ﷺ کی چند احادیث مبارکہ پیش کرتا ہوں۔

حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرمائی ہیں کہ میت مسلمان کی ہڈی توڑنا ایسا ہے جیسا کہ زندہ مسلمان کی ہڈی توڑنا۔

موطا شریف صفحہ ۵-۲۳۴۔ ترتیب شریف صفحہ ۱۱۳۲/۱۵۹۳۔

حضرت عمرو بن حزمؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے مجھ کو ایک قبر کے سہارے بیٹھے دیکھا۔تو فرمایا اس قبر والے کو اذیت نہ دے۔یا یہ فرمایا کہ اس کو ایذا نہ دے۔

عمرو بن حزمؓ احمد/ مشکواۃ شریف جلد اول صفحہ ۲۸۹ شمار ۱۶۱

حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی باری جب بھی ان کے ہاں ہوتی تو آپ ﷺ پچھلی رات جنت البقیع کی طرف نکلتے اور فرماتے۔السلام علیکم دار قوم المومنین الھم اغفر لا ھل البقیع الخرقد

نسائی شریف جلد اول صفحہ ۴۹۶ ترتیب شریف صفحہ ۱۶۱۸/ ۱۱۴۸

فرمایا جناب رسول ﷺ نے کہ میں تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا کرتا تھا۔ اب تم ان کی زیارت کیا کرو اس لئے قبروں کی زیارت کرنا بیزار کرتا ہے دنیا سے اور آخرت کو یاد دلاتا ہے۔ ابن مسعودؓ ابن ماجہؒ۔ مشکوۃ شریف جلد اول صفحہ ۳۰۶ شارہ ۱۶۶۵ ترتیب شریف صفحہ ۱۱۴۷/ ۱۶۵

حضرت ابولدردا حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میرے اوپر جمعہ کے دن کثرت ساتھ درود بھیجا کرو اس لئے کہ یہ ایسا مبارک دن ہے کہ ملائیکہ اس دن حاضر ہوتے ہیں اور جب کوئی شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ درود اس کے فارغ ہوتے ہی مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔میں نے عرض کیا یا رسول آپ کے انتقال کے بعد بھی۔فرمایا ہاں انتقال

Marfat.com

کے بعد بھی اللہ تعالیٰ جل شانہ نے زمین پر یہ بات حرام کر دی ہے کہ وہ انبیاء کے جسم کو کھائے اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اسے رزق دیا جاتا ہے۔

فائدہ: ملا علی قاری کہتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو زمین پر حرام کر دیا ہے پس کوئی فرق نہیں ان کیلئے دونوں حالتوں میں یعنی زندگی اور موت میں بھی اس حدیث پاک میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ درود پاک روح مبارک اور بدن مبارک دونوں پر پیش ہوتا ہے اور حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے اللہ کا نبی زندہ ہے اسے رزق دیا جاتا ہے سے مراد حضور اقدس ﷺ کی پاک ذات ہو سکتی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اس سے ہر نبی مراد ہے اس لئے کہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت موسیٰ کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی دیکھا۔ جب کہ مسلم کی حدیث میں ہے اور یہ حدیث کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ رزق معنوی بھی ممکن اور رزق حسی بھی ممکن ہے۔ فضائل درود پاک صفحہ ۶۲/۶۱ ۷

حضرت محمد نعمانؒ اس حدیث کو حضور اقدس ﷺ تک پہچاتے ہیں اور کہتے ہیں۔ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے جو شخص اپنے ماں باپ کی قبروں کی زیارت کرے یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی ہر جمعہ کے دن بخشش کی جاتی ہے اس کیلئے اور لکھا جاتا ہے وہ نیکی کرنے والا۔

محمد بن نعمانؒ / بیہقی۔ مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۳۰۶ شمارہ ۱۶۶۴

ابو حفص سمرقندیؒ اپنی کتاب رونق المجالس میں لکھتے ہیں کہ بلخ میں ایک تاجر تھا جو بہت زیادہ مالدار تھا۔ اس کا انتقال ہوا اس کے دو بیٹے تھے میراث میں آدھا آدھا حصہ تقسیم ہوا لیکن ترکہ میں تین بال مبارک حضور اقدس ﷺ کے موجود تھے ایک ایک دونوں نے لے لیا۔ تیسرے بال مبارک کے متعلق بڑے بھائی نے کہا اسے آدھا آدھا تقسیم کر لیتے ہیں۔

Marfat.com

چھوٹے بھائی نے کہا ایسا ہرگز نہیں ہو گا۔ آپ ﷺ کا موئے مبارک کاٹا نہیں جا سکتا (کیونکہ یہ گستاخی میں شمار ہو گا) بڑے بھائی نے کہا پھر تینوں بال مبارک تو لے لے اس کے بدلے میں سارا مال مجھے دے دے۔ چھوٹا بھائی خوشی سے راضی ہو گیا۔ بڑے بھائی نے سارا مال لے لیا اور چھوٹے بھائی نے تینوں بال مبارک لے لئے۔ وہ ان کو ہر وقت اپنی جیب میں رکھتا ان کی زیارت کرتا اور درود شریف پڑھتا۔ تھوڑا ہی زمانہ گذرا کہ بڑے بھائی کا مال ختم ہو گیا اور چھوٹا بھائی مالدار ہو گیا۔ جب اس چھوٹے بھائی کی وفات ہوئی تو صلحا میں سے بعض نے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی کو کوئی ضرورت ہو اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے (بدیع) تنزیۃ المجالس میں یہ قصہ مختصر نقل کیا ہے لیکن اس میں اتنا اضافہ ہے کہ بڑا بھائی جس نے مال لے لیا تھا۔ بعد میں فقیر ہو گیا اس کو خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی اور اسنے اپنے فقر و فاقہ کی شکائت کی۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا او محروم تو نے میرے بالوں میں بے رغبتی کی اور تیرے بھائی نے ان کو لے لیا وہ ان کو زیارت کر کے مجھ پر درود بھیجتا جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے اس دنیا اور آخرت میں سعید بنا دیا۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو آ کر چھوٹے بھائی کے خادموں میں شامل ہو گیا۔ فضائل درود شریف صفحہ ۸۵/۸۴ (مولانا ذکریا صاحب)

محمد بن سعید مطرفؒ جو نیک لوگوں میں سے ایک بزرگ تھے کہتے ہیں کہ میں نے یہ معمول بنا رکھا تھا کہ رات کو جب سونے کے واسطے لیٹتا تو ایک مقدار معین درود شریف کی پڑھتا ایک روز میں اپنے بالا خانے میں اپنا معمول پورا کر کے سو گیا۔ تو حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی میں نے دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ بالا خانے کے دروازے کے اندر تشریف لائے۔ حضور اقدس ﷺ کی تشریف آوری سے سارا بالا خانہ روشن ہو گیا۔

حضور ﷺ میری طرف تشریف لائے اور ارشاد فرمایا لا اس منہ کو لا جس سے تو کثرت سے مجھ پر درود پڑھتا ہے۔ میں اس کو چوموں گا۔ مجھے اس سے شرم آئی کہ میں دہن مبارک آپ کی طرف منہ کروں تو میں نے ادھر سے منہ پھیر لیا تو حضور اقدس ﷺ نے میرے رخسار پر پیار کیا۔ میری گھبرا کر ایک دم آنکھ کھل گئی میری گھبراہٹ سے میری بیوی جو میرے پاس پڑی ہوئی تھی اس کی بھی ایک دم آنکھ کھل گئی تو سارا بالاخانہ مشک کی خوشبو سے مہک رہا تھا اور میرے رخسار میں سے آٹھ دن تک مشک کی خوشبو آتی رہی۔ (بدیع) فضائل درود شریف صفحہ ۸۵ مولانا ذکریا صاحب

محمد بن مالک کہتے ہیں میں بغداد میں گیا تا کہ قاری ابوبکر مجاہد کے پاس کچھ پڑھوں ہم لوگوں کو ایک جماعت ان کی خدمت میں حاضر تھی اور قرات ہو رہی تھی اتنے میں ایک بڑے میاں ان کی مجلس میں آئے جن کے سر پر بہت ہی پرانا امامہ تھا۔ ایک پرانا کرتہ تھا۔ ایک پرانی سی چادر تھی۔ ابوبکر ان کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور ان کو اپنی جگہ بٹھایا اور ان سے ان کے گھر والوں کی خیریت دریافت کی۔ ان بڑے میاں نے کہا کہ رات میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ گھر والوں نے مجھ سے گھی اور شہد کی سفارش کی ہے۔ ابوبکر کہتے ہیں کہ میں ان کا حال سن کر بہت رنجیدہ ہوا اسی رنج و غم کی حالت میں میری آنکھ لگ گئی تو میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی آپ ﷺ نے فرمایا اتنا رنجیدہ کیوں ہے۔ علی بن عیسیٰ وزیر کے پاس جا اور اس کو میری طرف سے سلام کہنا اور یہ علامت بتانا کہ تو ہر جمعہ کی رات کو اس وقت تک نہیں سوتا جب تک مجھ پر ایک ہزار مرتبہ درود نہ پڑھ لے۔ اور اس جمعہ کی رات کو تو نے سات سو مرتبہ درود پڑھا تھا کہ تجھے بلانے کیلئے بادشاہ کا آدمی آ گیا۔ تو اس کے ساتھ چلا گیا اور واپس آ کر تو نے وہ مقدار پوری کی یہ علامت بتانے کے بعد اسے کہنا کہ اس نومولود کے والد کو سو دینار دے دو۔ قاری ابوبکر اٹھے ان بڑے میاں نومولود کے والد

Marfat.com

کو ساتھ لیا اور دونوں وزیر کے پاس پہنچے۔ قاری ابو بکر نے وزیر سے کہا کہ ان بڑے میاں کو حضور نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ وزیر کھڑے ہو گئے اور ان کو اپنی جگہ بٹھایا۔ اور ان سے قصہ پوچھا۔ شیخ ابو بکر نے سارا قصہ بتا دیا وزیر کو بہت خوشی ہوئی اور غلام کو حکم دیا کہ ایک توڑا اشرفیوں کا نکال کر لائے۔ اس میں سے سو دینار نو مولود کے باپ کو دیئے۔ سو دینار شیخ ابو بکر کے پیش کئے لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ وزیر نے اصرار کیا اس کو لے لیجئے۔ اس بشارت کی وجہ سے جو آپ نے مجھے سنائی ہے۔ اس لئے کہ یہ واقعہ ایک ہزار درود والا ایک راز ہے جس کو میرے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر سو دینار نکالے کہ یہ اس خوش خبری کے بدلے میں جو تم نے مجھے سنائی ہے کہ حضور اقدس ﷺ کو میرے درود شریف پڑھنے کی اطلاع ہے پھر سو اشرفیاں نکالیں کہ یہ اس مشقت کا بدلہ ہے جو تمہیں میرے پاس آنے میں اٹھانی پڑی اسی طرح سو سو کر کے ہزار اشرفیاں نکالیں مگر انہوں نے یہ کہہ کر انکار دیا کہ ہم اس مقدار سے زیادہ نہیں لیں گے جن کا حضور اقدس ﷺ نے حکم فرمایا ہے۔

(بدیع) فضائل درود صفحہ ۸۵۹

روض الفائق میں یہ قصہ حضرت سفیان ثوریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میں طواف کر رہا تھا کہ ایک شخص کو دیکھا ہر قدم پر درود پڑھتا ہے۔ اور کوئی چیز تسبیح و تحلیل نہیں پڑھتا میں نے اس سے پوچھا۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ اس نے پوچھا تو کون ہے میں نے کہا میں سفیان ثوری ہوں۔ اس نے کہا کہ اگر تو اپنے زمانے کا یکتا نہ ہوتا تو میں نہ بتاتا۔ اور اپنا راز نہ کھولتا ۔ پھر اس نے کہا میں اور میرا والد حج کو جا رہے تھے ایک جگہ پہنچ کر میرا باپ بیمار ہو گیا میں علاج کا اہتمام کرتا رہا کہ ایک دم ان کا انتقال ہو گیا اور منہ کالا ہو گیا۔ میں دیکھ کر بہت رنجیدہ ہو گیا۔ انا للہ پڑھی اور کپڑے سے ان کا منہ ڈھانک دیا۔ اتنے میں میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صاحب جن سے زیادہ حسین میں نے کسی کو نہیں

دیکھا اور ان سے صاف ستھرا لباس کسی کا نہیں دیکھا۔ اور ان سے بہترین خوشبو میں نے کہیں نہیں دیکھی۔ تیزی سے قدم بڑھائے چلے آرہے ہیں۔ انہوں نے میرے باپ کے منہ سے کپڑا اٹھایا اور اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو اس کا چہرہ سفید ہو گیا۔ وہ واپس جانے لگے تو میں نے جلدی سے ان کا کپڑا پکڑ لیا اور میں نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے کہ آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے باپ پر مسافرت میں احسان فرمایا۔ وہ کہنے لگے تو مجھے نہیں پہچانتا میں محمد بن عبداللہ ہوں صاحب قرآن ہوں (ﷺ) یہ تیرا باپ بڑا گنہگار تھا لیکن مجھ پر کثرت کے ساتھ درود بھیجتا تھا جب اس پر مصیبت نازل ہوئی تو میں اس کی فریاد کو پہنچا۔ اور میں ہر اس شخص کی فریاد کو پہنچتا ہوں جو مجھ پر کثرت کے ساتھ درود بھیجے۔

فضائل درود ۸۶۴/۸۶۳

حاجت روائی اور امام غزالی

بوسعید خرگوشیؒ روایت کرتے ہیں کہ مصر میں محتسب نامی ایک سخی رہتا تھا۔ جس کا معمول تھا کہ فقرا کو جمع کر کے ان میں مال بانٹا کرتا۔ اب خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک شخص کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ وہ غریب اور مجبور تھا۔ محتسب کے پاس گیا اتفاق سے محتسب کے پاس بھی اس وقت کچھ نہ تھا۔ تاہم وہ اس حاجت مند کو لے کر گھر گھر پھرا لیکن کسی نے کوئی مدد نہ کی آخر محتسب اس شخص کو ساتھ لے کر ایک قبر پر گیا۔ اور صاحب قبر سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے صاحب قبر اللہ تجھے اپنی رحمت میں رکھے تو وہ سخی تھا کہ غریبوں کی حاجت روائی تیرا معمول تھا۔ اور ہر کسی کو اس کی ضرورت کے مطابق کچھ نہ کچھ دیا کرتا تھا۔ آج اس شخص کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے اور یہ بیچارا ضرورت مند ہے۔ لیکن انتہائی کوشش کے باوجود کسی کو توفیق نہ ہوئی کہ اسے کچھ دے دے یہ کہہ کر وہاں سے اٹھ بیٹھا۔ اور جیب میں جو ایک دینار تھا اور نکالا اس کے دو حصے کیے۔ اور آدھا دینار اس ضرورت مند کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ کہ

Marfat.com

یہ تجھے بطور قرض دیتا ہوں۔ جب تک تجھے کہیں سے کچھ ملے اس وقت تک اسی سے کام چلانے کی کوشش کر اس شخص نے وہ آدھا دینار لے لیا۔ اور بچہ کی ولادت کے سلسلہ میں اخراجات پورے کیے۔ آدھی رات کو محتسب نے خواب میں اس مردے کو اپنے آپ سے مخاطب پایا۔ جو کہہ رہا تھا میں نے تیری بات اسی وقت سن لی تھی۔ لیکن ہمیں بات چیت کی اجازت نہیں۔ اسلئے جواب نہ دے سکا۔ اب تو میرے گھر جا کر میرے لڑکوں سے کہہ کر آتش دان کے قریب والی جگہ کھودیں اور وہاں جو پانچ سو دینار دفن ہیں۔ وہ تیرے حوالے کردیں تاکہ تو لوگوں کی حاجت روائی کر سکے۔ محتسب نے اس مردے کے گھر جا کر اس کے لڑکوں کے خواب کا کل ماجرا سنایا انہوں نے حسب ہدایت وہ جگہ کھودی تو واقعی اس جگہ سے پانچ سو دینار برآمد ہوئے۔ محتسب نے کہا کہ میرا خواب بہر حال خواب ہی تھا۔ کوئی حکم تو نہیں ہے یہ دینار تمہارے باپ کے ہیں اور تمہاری ملکیت ہیں۔ انہیں اپنے پاس رکھو۔ کہنے لگے واہ واہ یہ بھی خوب کہی کہ مردہ سخاوت کرے اور ہم زندہ ہونے کے باوجود بخیلی کریں۔ آخر محتسب نے وہ دینار لے لئے اور لوگوں کی حاجت روائی پر خرچ کر دئے۔

حضرت امام غزالیؒ یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ پس سخاوت کے بارے میں ان باتوں پر حیرت زدہ ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ امر واقعہ ہے کہ بعد از مرگ بھی ان کی یہ خصوصیت زندہ اور برقرار رہتی ہے اور خواب میں بھی ان سے کارہائے خیر کا مظاہرہ ہوتا رہتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام مہمان نواز تھے آپ کا مزار شریف آج تک انہیں برکات کے نور سے منور دکھائی دیتا ہے۔ کیمیائے سعادت صفحہ ۷۰۶ آپؒ نے اسی نوعیت کے کئی واقعات درج کیئے ہیں۔

کافراور مومن کا عقیدہ بعداز موت

اللہ جل شانہ نے بعض ایمان والوں کے متعلق تو مردہ کہنے کی ممانعت فرمادی ہے۔ ''جولوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم اسے نہیں سمجھتے۔'' (البقرہ ۱۵۴)

اسی طرح دوسری جگہ حکم ہورہا ہے کہ ان کے متعلق گمان بھی نہ کرو کہ وہ مردہ ہیں۔ اسی طرح انبیاء علیم السلام کے متعلق بھی وضاحت کی دی گئی کہ وہ جسم کے ساتھ زندہ ہیں اور اپنی قبروں تک محدود نہیں بلکہ معراج کی رات کل انبیاء علیہم السلام نے بیت المقدس میں آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز بھی ادا کی۔ عرش پر بھی ان سے ملاقات ہوئی۔

پھر حضور اقدس ﷺ نے قبر کے ساتھ ٹیک لگانے سے منع فرمایا کہ تیرے بھائی کو تکلیف ہوتی ہے۔ مردے کی ہڈی توڑنے سے منع فرمایا کہ مردے کو تکلیف ہوتی ہے۔ آپ ﷺ بلا ناغہ جنت البقیع میں تشریف لے جاتے اور ایمان والوں کی قبروں کی زیارت کے متعلق حکم فرمایا۔ بلکہ والدین کی قبروں پر جمعہ کے دن حاضری کا بہت بڑا ثواب بیان فرمایا۔ اسی طرح آپ ﷺ کی حیات جاودانی کے متعلق بہت سے احادیث اور صلحائے امت کے مشاہدات موجود ہیں کہ آپ ﷺ کا تصرف بے حد وحساب ہے۔ مثلاً ازروئے حدیث آپ ﷺ تمام امتیوں کے درود وسلام کو سنتے بھی ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں۔ اور اپنے امتیوں کے اعمال بھی دیکھتے ہیں اور اپنے امتیوں کی اصلاح بھی فرماتے ہیں جس کی تصدیق حجتہ الاسلام امام غزالی جیسے عالم بھی فرماتے ہیں بلکہ آپ نے تو تمام مردوں کے متعلق بھی وضاحت فرمائی ہے کہ مردے زندوں اور زندے مردوں کے حالات سے باخبر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضور اقدس ﷺ بھی اکثر وضاحت فرماتے کہ اس مردے کو عذاب ہو رہا ہے۔ بلکہ حضرت امام غزالی نے کیمیائے سعادت میں ایسی روایات درج فرمائی ہیں کہ

ایک سخی کی قبر پر کسی آدمی نے جا کر اپنی حاجت بیان کی اور اس نے خواب میں اپنی اولاد کے پاس بھیج کر اس کو پانچ سو دینار دلا دیئے پھر فرماتے ہیں کہ سخاوت کے بارے میں تمہارے لئے یہ باتیں تعجب کا سبب نہ بنیں کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ بعد از مرگ بھی ان کی یہ خصوصیت زندہ اور قائم رہتی ہے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مہمان نواز تھے آپ کا مزار شریف آج تک انہی برکات کے نور سے منور دکھائی دیتا ہے۔ ماشاء اللہ۔ اب قابل غور بات ہے کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر قرآن پاک بھی مکمل ہو گیا۔ حضور اقدس ﷺ اور آپ ﷺ کے خلفاء نے اس پر علمی اور عملی اتنی زیادہ تشریح فرما دی کہ جامعیت کے ساتھ باریک سے باریک نقاط سمجھا دیئے گئے۔ قرآن پاک خود گواہی دیتا ہے کہ اس کتاب میں حق اور باطل کو علیحدہ علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ اس کے باوجود آپ ﷺ کے بارہ سو سال بعد یہ عقیدہ کہاں سے پیدا ہوا کہ اصحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قبروں کو پرستش کے خوف سے مسمار کر دیا گیا۔ بلکہ حضور اقدس ﷺ اور ایمان والوں کی قبروں کے خلاف اتنا سخت پراپیگنڈہ شروع کیا گیا کہ جو کام انتہائی ثواب ہیں ان کو شرک بنا دیا۔ اس کے باوجود قبروں پر جانا منع کر دیا گیا بلکہ کفر والے عقیدہ کو انتہائی چابکدستی سے پھیلایا گیا کہ مرنے کے بعد کوئی شہید، نبی، ولی کچھ نہیں اور ان کی قبروں پر جانا شرک ہے حالانکہ حضور اقدس ﷺ نے وضاحت کے ساتھ فرما دیا کہ جو میری قبر کی زیارت کرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا۔ اس کے باوجود انبیاء اور شہدا اور مومنوں کی قبروں کے متعلق بارہ سو سال بعد جب ایسٹ انڈیا کمپنی ہندوستان میں آئی اور سعودی خاندان یہود و نصاریٰ کی معاونت سے مقامات مقدسہ اور سعودی عرب کا حکمران بنا یہ عقیدہ اس وقت کیوں ابل پڑا جب کہ اس سے پہلے بڑے بڑے اصحابہ اکرام اور صلاح الدین ایوبی جیسے سلاطین اور بڑے بڑے صلحائے امت اور امام گذرے ہیں کسی نے یہ کام کیوں نہ کیا۔ ہندوستان میں بھی ایسٹ انڈیا کمپنی سے پہلے

Marfat.com

اس پراپیگنڈہ کا نام ونشان بھی نہیں ملتا۔اس بارے میں حضرت شاہ ولی اللہؒ کا عقیدہ درج کرتا ہوں۔آپ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دن مجھے بہت بھوک لگی ہوئی تھی (نہ معلوم کتنے دن کا فاقہ ہوگا) میں نے اللہ جل شانہ سے دعا کی۔تو میں نے دیکھا کہ نبی کریم کی روح مقدس آسمان سے اتری اور حضور اقدس ﷺ کے ساتھ ایک روٹی تھی۔گویا اللہ جل شانہ نے حضور اقدس ﷺ کے ذریعے مجھے وہ روٹی مرحمت فرمائی۔دوسرا واقعہ لکھتے ہیں ایک دن مجھے رات کو کھانے کو کچھ نہ ملا تو میرے دوستوں میں سے ایک شخص دودھ کا پیالہ لایا۔جس کو میں نے پیا اور سو گیا۔خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ دودھ میں نے ہی بھیجا تھا۔حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ وہ ایک دفعہ بیمار ہوئے تو خواب میں نبی کریم کی زیارت ہوئی۔حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے بیٹے کیسی طبیعت ہے۔اس کے بعد شفا کی بشارت عطا فرمائی اور اپنی داڑھی مبارک سے دو بال مرحمت فرمائے مجھے اسی وقت صحت ہوگئی اور جب میری آنکھ کھلی تو وہ دونوں بال میرے ہاتھ میں تھے پھر میرے والد نے ان میں سے ایک بال مجھے مرحمت فرمایا۔اسی طرح کے اور کئی واقعات آپ نے تحریر فرمائے ہیں بلکہ حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے قرآن مجید حضور اقدس ﷺ سے پڑھا ہے۔

علامہ ابن تیمیہؒ اقتضائے صراط مستقیم میں فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک آدمی کو بیداری کی حالت میں آپ ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ عمرؓ کو کہو کہ صلوٰۃ استسقا کیلئے لوگوں کو باہر نکالے۔حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو ستر مرتبہ بیداری کی حالت میں دیکھا۔اسی طرح کے لاتعداد صلحائے امت نے ایسے واقعات بیان فرمائے ہیں۔ہندوستان میں حضرت شاہ ولی اللہؒ، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت باوا جی فرید شکر گنج، حضرت خواجہ معین الدین چشتی

اجمیری بلکہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی آمد سے پہلے ہندوستان کے تمام اولیائے عظام اس چیز پر متفق تھے کہ حضور اقدس ﷺ کی قبر مبارک کے علاوہ آپ کے غلاموں کی قبور سے بھی فیض جاری رہتا ہے۔ اب دیکھنا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر میرے اصحابہؓ کا پھر تابعین کا پھر جوں جوں زمانہ سے دوری ہوتی جائے گی دین سے بھی دوری ہوتی جائے گی۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ جس عقیدے پر آپ ﷺ کے بارہ سو سال بعد امت متحد اور متفق رہی۔ بارہ سو سال بعد وہ کون سا محقق، محدث یا امام پیدا ہو گیا ہے جس نے قرآن پاک کو ان حضرات سے بہتر طور پر سمجھ لیا خاص کر ان لوگوں نے ہی اس عقیدہ کی بنیاد کیوں رکھی جن کا تعلق کسی نہ کسی طرح یہود و نصاریٰ یا ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھ تھا۔ اصل میں یہ قرآن پاک کی حقیقت اور صداقت کا ظہور ہوا ہے کہ جو لوگ یہود و نصاریٰ سے دوستی رکھیں گے ان کا شمار ان ہی میں سے ہو گا اور جو لوگ ان کی اطاعت کریں گے وہ ان کو دین سے پھیر کر مرتد کر دیں گے۔ اے ایمان والو اگر تم اہل کتاب کسی فریق کا کہا مان لو گے تو وہ تجھے ایمان لانے کے بعد کافر کر دیں گے۔ آل عمران ۱۰۰

آپ ذرا اس معاملہ پر غور کریں کہ قرآن پاک میں کافروں نے بار بار اس بات کا تکرار نہیں کیا کہ مرنے کے بعد جب انسان مٹی میں مل جاتا ہے پھر اس کا زندہ ہونا کیسے ممکن ہے۔ اسی طرح اللہ کے مقرب بندوں کو قتل کرنا اور ان کی توہین کرنا بھی یہودیوں ہی کا عقیدہ ہے۔ جو لوگ خدا کی آیتوں کو نہیں مانتے اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے ہیں۔ جو انصاف کا حکم دیتے ہیں انہیں بھی مار ڈالتے ہیں۔ ان کو دکھ دینے والے عذاب کی خوشخبری سنا دو۔

آل عمران ۲۱

آج سے چودہ سو سال قبل سے لے کر موجودہ شب و روز پر اگر غور کریں گے تو قرآن پاک کی صداقت روز روشن کی طرح واضح ہو گی کہ یہود و نصاریٰ اور ان کے دوستوں

Marfat.com

کا عقیدہ ہی یہ ہے کہ وہ اللہ کے بندوں پر ظلم کرتے ہیں، توہین کرتے ہیں۔ چاہے اللہ کے بندے زندہ ہوں چاہے اس دنیا سے پردہ فرما چکے ہیں۔ اور جن لوگوں نے ان لوگوں سے دوستی کی انہوں نے بھی اسلام کی بجائے ان کے عقیدہ کو من وعن قبول کرلیا۔ جیسا کہ حکم قرآن ہے کہ ''اور تم سے نہ یہودی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی جب تک تم ان کے مذہب کی پیروی اختیار نہ کرو گے (ان سے) کہہ دو کہ خدا کی ہدایت (یعنی دین اسلام) ہی ہدایت ہے اور (اے پیغمبر) اگر تم اپنے پاس علم (یعنی وحی خدا) کے آ جانے پر بھی ان کی خواہشوں پر چلو گے تو تم کو (عذاب) خدا سے (بچانے والا) نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ مددگار۔ سورہ بقرۃ ۱۲۰ قرآن پاک جن لوگوں کی دائمی زندگی کی گواہی دے ان کو مردہ قرار دینا کفر ہی کا عقیدہ ہے۔

کفر کی ابتدا اور شیطان کا عقیدہ

شیطان اللہ کی الوہیت ربوبیت توحید کو بالکل حق اور سچ مانتا تھا اللہ کے حضور بے حد وحساب سجدے بھی کئے اللہ کی بندگی بھی بے حساب کی لیکن جب اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ میرے خلیفہ کو سجدہ کر تو انکار کر دیا کہ میں اس سے بہتر ہوں میں اس کو کیوں سجدہ کروں۔ اسی وجہ سے مردود لعین بنا۔ اور شیطان کے مردود ہونے کی حقیقت یہی ہے کہ اس نے توحید کو ماننے کے باوجود خلافت اور رسالت کا انکار کر دیا۔ اگر آج بھی کوئی آدمی توحید کو ماننے کے باوجود رسالت اور خلافت سے حسد رکھے گا یا انکار کرے گا تو اس کا شمار بے شک شیطان کے پیروکاروں میں ہوگا۔ اگر صرف توحید کو ماننا کافی ہوتا تو شیطان کبھی مردود نہ ہوتا۔ شیطان آدم کا منکر ہے توحید کا اقراری ہے۔

شیطان نے خلیفۃ الارض کو سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ شیطان نے خلیفۃ الارض سے حسد کیا اور حاسد پلید ہوتا ہے اس لئے جنت سے نکال دیا گیا شیطان نے اللہ کے خلیفہ

Marfat.com

کے مقابلہ میں تکبر کیا کہ میں اس سے بہتر ہوں کیونکہ میری پیدائش آگ سے ہوئی ہے جس وجہ سے راندہ درگاہ بنا دیا گیا۔

ازروئے قرآن خلافت قیامت تک قائم رہے گی ایمان اور اعمال صالح سے مشروط ہے۔ اعمال صالح بھی بغیر ایمان کے قطعی نامقبول ہیں اور ایمان حضور اقدس ﷺ سے محبت۔ ادب اور اتباع کے ساتھ مشروط ہے۔ قیامت تک جو انسان اس معیار پر پورا اترے گا اسے خلافت ضرور ملے گی۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے جو کبھی خطا نہیں جاتا اور جہاں پر خلافت ہوگی خلافت کی مخالفت بھی ہوگی یہ فطرت کا ازلی دستور ہے جو کبھی نہیں بدلا اور کبھی نہیں بدلے گا۔ جیسا کہ حضور اقدس ﷺ کے مقابلہ میں ابوجہل وغیرہ تھے۔

خلافت کی ابتدا

وہی تو ہے جس نے سب چیزیں جو زمین میں ہیں تمہارے لئے پیدا کیں پھر آسمانوں کی طرف متوجہ ہوا تو ان کو ٹھیک سات آسمان بنا دیا اور وہ ہر چیز سے خبردار ہے (۲۹) اور وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں (اپنا) خلیفہ (نائب) بنانے والا ہوں۔ انہوں نے کہا تو ایسے شخص کو نائب بنانیوالا ہے جو خرابیاں اور کشت وخون کرے گا۔ اور ہم تیری تعریف کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہیں۔ خدا نے فرمایا میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ بقرہ ۳۰

خلافت کا تسلسل

وہ خدا ہی تو ہے جس نے دریاؤں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا تاکہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں اور تاکہ تم اس کے فضل سے معاش تلاش کرو۔ اور تاکہ شکر کرو (۱۲) اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے اپنے حکم سے تمہارے لئے مسخر کر دیا

Marfat.com

جولوگ غور کرتے ہیں اس کیلئے قدرت کی نشانیاں موجود ہیں۔ سورۃ جاثیہ ۱۳

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمینوں میں ہے سب کو خدا نے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دی ہیں اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ خدا کے بارے میں جھگڑتے ہیں نہ علم رکھتے ہیں نہ ہدایت اور نہ کتاب روشن۔ سورۃ لقمان ۲۰

پھر ہم نے ان کے بعد تم کو ملک میں خلیفہ بنایا تا کہ ہم دیکھیں تم کیسے کام کرتے ہو۔ سورۃ یونس ۱۴

اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے تا کہ لوگوں میں انصاف کے فیصلے کیا کرو۔ اور خواہش کی پیروی نہ کرنا کہ وہ تمہیں خدا کے راستے سے بھٹکا دے گی۔ جو لوگ خدا کے راستے سے بھٹکتے ہیں ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔ کہ انہوں نے یوم حساب کو بھلا دیا۔ سورۃ جن آیت نمبر ۲۶

Marfat.com

قیامت تک خلافت قائم رہنے کی نوید

جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اللہ تعالیٰ ان کو ملک میں خلافت (حکومت) عطا فرمائیں گے جیسا ان سے پہلے لوگوں کو بنایا تھا۔ اور ان کے دین کو جسے اس نے ان کیلئے پسند کیا ہے۔ مستحکم اور پائیدار کرے گا۔ اور خوف کے بعد ان کو امن بخشے گا۔ وہ میری عبادت کرینگے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے اور جو اس کے بعد کفر کرے ایسے لوگ بدکردار ہیں۔ سورۃ نور آیت نمبر ۵۵

خلافت کی مدد اور اختیار

اے اہل ایمان اگر تم خدا کی مدد کرو گے تو خدا تمہاری مدد

کرے گا۔ اور تم کو ثابت قدم رکھے گا۔ سورۃ محمد آیت ۷

اور جو شخص خدا کی مدد کرتا ہے خدا اس کی ضرور مدد کرتا ہے۔ سورۃ حج ۴۰

اور ہم نے داؤد اور سلیمانؑ کو علم بخشا اور انہوں نے کہا کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت بخشی۔ سورۃ نمل (۱۵) اور سلیمانؑ داؤد کے قائم مقام ہوئے اور کہنے لگے کہ اے لوگو ہمیں خدا کی طرف سے جانوروں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہر چیز عنایت فرمائی گئی ہے۔ بے شک یہ اسکا صریح فضل ہے۔ (۱۶) اور سلیمان کیلئے جنوں۔ انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کر دیئے گئے اور وہ قسم وار کئے گئے تھے۔ (۱۷) یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے میدان میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا کہ چیونٹیو اپنی اپنی بلوں میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کے لشکر تم کو کچل ڈالیں اور ان کو خبر بھی نہ ہو۔ (۱۸) تو وہ اس بات پر ہنس پڑے اور کہنے لگے اے پروردگار مجھے توفیق عنایت فرما کہ میں ان احسانات کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیئے ہیں اور ایسے کام کروں کہ تو مجھ پہ خوش ہو جائے اور مجھے اپنے نیک بندوں میں داخل فرما۔
سورۃ نمل ۱۹

اور آپ کے وزیر نے بلقیس شہزادی کا تخت پلک جھپکنے سے پہلے سینکڑوں میل کے فاصلہ سے آپ کے حضور پیش کر دیا۔ سورۃ نمل ۴۰

اے محمد ﷺ یہ باتیں (قرآن حکیم) اخبار غیب میں سے ہیں جو ہم تمہارے پاس بھیجتے ہیں۔ اور جب وہ لوگ اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ مریم کا متکفل کون بنے گا تم اس وقت ان کے پاس تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے۔ آل عمران ۴۴

اور عیسیٰ بنی اسرائیل کی طرف پیغمبر ہو کر جائیں گے اور کہیں گے میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں وہ یہ کہ تمہارے سامنے مٹی کی

Marfat.com

مورت بشکل پرند بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے (سچ مچ) جانور ہو جاتا ہے۔ اور اندھے اور برص کو تندرست کر دیتا ہوں اور خدا کے حکم سے مردے میں جان ڈال دیتا ہوں۔ اور جو کچھ تم کھا کر آتے ہو اور اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو۔ سب تم کو بتا دیتا ہوں۔ اگر تم صاحب ایمان ہو تو ان باتوں میں تمہارے لئے قدرت خدا کی نشانی ہے۔ آل عمران ۴۹۔ خلافت کا انکار قرآن کا انکار ہے جو کفر ہے۔

شیطان اور کافروں کا عقیدہ

شیطان نے اللہ کی توحید کو ماننے کے باوجود حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت ماننے کی بجائے انکار کیا اور اس سے حسد کیا اور اس کے مقابلہ میں غرور و تکبر کیا۔ کافروں نے خلیفۃ الارض کا ادب کرنے کی بجائے ہر قسم کی توہین کا پہلو مدنظر رکھا۔ علم الٰہی کو ماننے کی بجائے مجنون اور پاگل کا خطاب دیا اور اس بات کا تقرار کیا کہ یہ ایک عام آدمی ہے اس کو خلافت و رسالت ملنا کیسے ممکن ہے۔ معجزات دیکھنے کے بعد ایمان لانے کی بجائے جادوگر کا خطاب دیا۔ آج بھی جو لوگ ان کی پیروی کریں گے ان کا انجام کافروں کے ساتھ ہوگا۔

کافر اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ کو کسی نہ کسی شکل میں ماننے کے باوجود اللہ کے خلیفہ کی مخالفت کرتے رہے۔ لیکن خلافت کا عمل بدستور جاری رہا۔ لیکن مقام افسوس ہے کہ موجودہ دور میں کچھ لوگ دین اسلام کے لبادہ میں ملبوس ہو کر بھی بالکل وہی کام سرانجام دے رہے ہیں کچھ لوگ تو توحید کے لبادہ میں ملبوس رسالت کے گلدستہ کو بکھیر دیتے ہیں۔ ان کی تبلیغ کا ماحصل اس کے سوا کچھ نہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو غیب کا علم نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ہی وضاحت فرما رہے ہیں کہ یہ قرآن پاک سارا غیب ہی کا علم ہے جو ہم آپ ﷺ کو بتا رہے ہیں۔ پھر سورۃ جن سورۃ تکویر میں وضاحت موجود ہے کہ ہم اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتے ہیں اپنے غیب کے علم سے آگاہ فرماتے ہیں۔ پھر حضور اقدسؐ نے ازل سے

Marfat.com

ابد تک جو کچھ ہونے والا ہے سب کچھ تفصیل کے ساتھ آگاہ فرما دیا جیسا کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ایک دن حضور اقدس ﷺ ہم میں کھڑے ہوئے پھر ہمیں ابتدائے پیدائش کے حالات بتائے یہاں تک کہ آپ نے اس وقت تک کے حالات بیان کر دیئے کہ اہل جنت اپنے مقامات میں اور اہل دوزخ اپنے مقامات میں چلے گئے اسی حدیث کو یاد رکھا جس نے رکھا اور بھول گیا سو بھول گیا۔ صحیح بخاری جلد نمبر 1 صفحہ ۴۵۳

اسی طرح کی لاتعداد احادیث مبارکہ موجود ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ قرآن پاک اور احادیث مبارکہ سارے غیب ہی کے خزانے ہیں اس کے برعکس قرآن پاک میں جب کفار نے قیامت اور موت زندگی کے متعلق سوال کئے تو اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کو ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کو بتا دو کہ غیب کا علم اللہ ہی کے پاس ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اگر قیامت کا علم ظاہر کر دیا جائے تو پھر نظام کائنات ہی درہم برہم ہو کر رہ جاتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ غیب کے علم بلکہ ظاہر کے علم بھی خدا ہی کے قبضہ قدرت میں ہے اگر وہ کسی صاحب علم کا علم سلب کرنا چاہے تو فوراً سلب کر سکتا ہے لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو کل اشیا کے نام بتلا دیئے۔ اس کے بعد تمام انبیا علیہم السلام کو لاتعداد علوم عطا فرمائے حتیٰ کہ اپنے محبوب حضور اقدس ﷺ کو عرش عظیم پر بلا کر وہ کچھ عطا فرمایا جس کا آدمی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اور یہ علوم اور اختیارات نظام خلافت کو چلانے کیلئے ضروری تھے ان علوم اور اختیارات کے بغیر تو خلافت کی تکمیل ہی ناممکن ہے۔ لیکن اس کے باوجود جو لوگ توحید کو تسلیم کرنے کے باوجود خلافت کے علم اور اختیار سے انکار کرتے ہیں کیا شیطان اور کافروں کی پیروی کرنے کے مترادف نہیں ہے۔ اور کیا یہ عقیدہ شیطان اور کافروں کا ہی تو نہیں ہے۔ اس پر غور کرنا ضروری ہے۔

موجودہ تبلیغ کی ابتدا اور انتہا جس بات سے ہوتی ہے وہ بڑی ہی قابل غور ہے۔

Marfat.com

اللہ کے سوا کسی سے کچھ نہ ہونے کا یقین اور اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین یہ بات بالکل حق اور سچ ہے کہ اللہ ہی کائنات کی ہر چیز کا واحد مالک ہے لیکن کیا اللہ نے ہی انسان کو خلیفہ مقرر نہیں فرمایا۔ اور ساری کائنات اپنے خلیفہ کیلئے مسخر فرما دی ہے۔ یہ خلافت اور اختیارات اللہ تعالیٰ ہی نے انسان کو تفویض فرمائے ہیں۔ اگر ہم اللہ کی الوہیت۔ ربوبیت کو ماننے کے باوجود خلافت کے علم اور اختیار کی نفی کر دیں گے تو پھر شیطان اور کافروں کے عقیدے اور ہمارے عقیدے میں کونسا فرق باقی رہے گا۔ اور یہ بہت ہی قابل غور نقطہ ہے کہ خلافت ایمان کے ساتھ مشروط ہے اور ایمان حضور اقدس ﷺ کی محبت کے ساتھ مشروط ہے اور جس دل میں جس تبلیغ میں جس دین میں حضور اقدس ﷺ کی محبت کی جگہ بغض، حسد اور عداوت کا عنصر موجود ہوگا وہ لوگ شیطان کی خلافت کے حقدار تو ہونگے لیکن خلافت الٰہیہ ان کو کبھی نصیب نہ ہوگی۔

حضرت عمرؓ کا مرثیہ

حضور اقدس ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عمرؓ فرماتے ہیں یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ایک کھجور کا تنا جس سے آپ سہارا لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے منبر بننے کے بعد جب آپ نے اس سے سہارا لگانا چھوڑ دیا تو وہ اتنا رویا کہ آپ نے اپنا دست شفقت اس پر رکھ کر اس کی تشفی فرمائی۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ کی امت اس کھجور کے تنے کی نسبت رونے کی زیادہ حقدار ہے آپ کی توجہ کی مستحق ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ کا مرتبہ اللہ نے اتنا بلند فرمایا کہ آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ کا مقام اللہ کے نزدیک اتنا بلند ہے کہ آپ اگرچہ زمانہ کے اعتبار سے بعد میں آئے لیکن میثاق انبیاء میں آپ کا سب سے پہلے ذکر آیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو یہ معجزہ عطا فرمایا کہ پتھر سے پانی کا چشمہ جاری ہوا تو آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی جاری کر دیا۔ یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ کو ہوا کا معجزہ عطا فرمایا کہ

Marfat.com

وہ آپ کا تخت اٹھا کر ان کے سفر کی منازل طے کراتی۔ لیکن آپ کا یہ معجزہ اس سے بھی عجیب تر نہیں کہ براق آپ کو ساتویں آسمان سے بھی اوپر عرش عظیم تک لے جائے اور صبح کے وقت آپ ﷺ مکتہ المکرمہ میں موجود ہوں۔ یارسول اللہ ﷺ حضرت عیسیٰ کو یہ معجزہ عطا فرمایا گیا کہ وہ مردوں کو زندہ کر دیں لیکن یہ اس سے زیادہ عجیب نہیں کہ ایک بکری جس کے ٹکڑے آگ میں بھون دیئے گئے ہوں وہ آپ سے درخواست کرے کہ مجھے نہ کھائیں مجھ میں زہر ملا دیا گیا ہے۔ یارسول اللہ ﷺ حضرت نوحؑ نے اللہ سے دعا کی تھی کہ اے رب کافروں میں سے زمین پر بسنے والا کوئی نہ چھوڑ پھر ایسا ہی ہوا بے شک کافروں نے آپ ﷺ کی پشت مبارک پر اونٹ کی اوجھڑی رکھ دی۔ غزوہ احد میں آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید کر دیئے چہرہ مبارک کو خون آلودہ کر دیا۔ لیکن آپ ﷺ نے اپنی قوم کیلئے یہ دعا کرنے کی بجائے یوں ارشاد فرمایا اے اللہ میری قوم کو معاف فرمادے یہ جانتے نہیں جاہل ہیں۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماشاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ

یاحی یاقیوم — # مسلم امہ کے اختلاف کا حل — یاولی یانصیر

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ

میں اللہ کے مقبول بندوں کا حال بیان کرنے سے پہلے ایک غلط فہمی کا ازالہ ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ کہ انبیاء علیہ السلام نے جب بھی کافروں اور بت پرستوں کو اس مشرکانہ عقیدے کو چھوڑ کر توحید کے دائرے میں داخل ہونے کی دعوت دی تو ان سب نے تقریباً ایک ہی جواب دیا کہ ہم نے اپنے باپ دادے کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے لہٰذا ہم اس قبیہہ فعل سے باز نہیں آئیں گے۔ لیکن مقام افسوس ہے کہ آج بعض لوگ وہی آیات مبارکہ مسلمانوں پر فٹ کرتے ہیں حالانکہ یہ بات صریحاً قرآن وحدیث کی مخالفت ہے کیونکہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے اور پھر میرے اصحابہ کا اور پھر تابعین کا جس کا مطلب واضح ہے کہ جوں جوں زمانہ سے دوری ہوتی جائے گی دین سے بھی دوری ہوتی جائے گی۔ لہٰذا جب کوئی مسلمان اپنے اکابرین کی مثال دیتا ہے تو یہ صاف ظاہر ہے کہ وہ ہم سے لکھو کھہا درجے بہتر تھے۔ لہٰذا اگر کوئی مسلمان اپنے اجداد یا صلحائے امت کے بارے میں دلیل دیتا ہے وہ قرآنی آیات ان پر فٹ کرنا جہالت ہے۔ مثلاً میں مزید وضاحت کے ساتھ عرض کروں گا کہ انگریز کی آمد سے پہلے ہندوستان میں اکثریت ایک ہی جماعت کی تھی اہل سنت والجماعت ایک ہی امام کے مقلد تھے حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مقلد تھے پھر اس کے بعد یہ ایک جماعت دو درس گاہوں کی بدولت دو دھڑوں میں تقسیم ہوگئی اور دونوں جماعتوں کے اکابرین خود بھی بیعت کرتے تھے اور خود بھی اپنے پیشواؤں کے بیعت تھے بلکہ ان کے نزدیک بیعت ہونا ضروری تھا جس کے متعلق فتاوی رشیدیہ میں

Marfat.com

درج ہے کہ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے کسی نے پوچھا کہ کیا یہ بات ٹھیک ہے کہ جس کا کوئی پیر نہ ہو اس کا شیطان پیر ہوتا ہے جس پر آپ نے جواب دیا ہاں ۔تو پھر کیا ہر دو طبقوں کے اکابرین یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اپنے مشائخ سے بہتر ہیں یقیناً ہر دو فریق تسلیم کریں گے کہ ہمارے مشائخ کا طریقہ ہم سے یقیناً بہتر تھا پھر اس کے بعد یہ ایک امام کے مقلد ایک ہی نظریہ ایک ہی عقیدہ ایک ہی مسلک کے لوگ دو گروہوں میں بٹ گئے بلکہ ایک دوسرے کے مدمقابل میدان جنگ لگا لیا تو جب ہم اس کشمکش کے متعلق ایمانداری سے غور کریں گے تو ہمیں تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہوگا کہ کہیں نہ کہیں کوئی غلطی ہوئی ہے یا شیطان نے اپنا کام دکھایا ہے۔ایک ہی عقیدے کی جماعت دو دھڑوں میں بٹ کر کیوں مدمقابل ہے۔پھر اس کے بعد میں اگر مثال کے طور پر دیوبند سے منسلک ہوں تو میں اس لئے منسلک ہوں کہ میرے خیال میں میرے بزرگ یا اکابرین سیدھی راہ پر تھے۔پھر اگر میں ان ہی کے عقیدے کو شرک قرار دے دوں تو اسکا مطلب ہوگا کہ میرے مشائخ اور اکابرین شرک کیا کرتے تھے اگر ایسا ہے تو پھر مجھے ان کا عقیدہ رکھنا کیسے گوارہ ہوگا جس کی میں ایک مثال پیش کرتا ہوں۔

مثلاً حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اپنی کتاب ضیا القلوب میں لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص الصلوٰۃ اسلام علیک یا رسول اللہ دائیں طرف الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ بائیں طرف الصلوٰۃ السلام علیک یا نبی اللہ دل میں کہہ کر ایک ہزار ضرب لگائے یا اس سے زیادہ پڑھ کر دائیں ہتھیلی پر دم کرے اور سر کے نیچے دایاں ہاتھ رکھ کر قبلہ رخ سو رہے انشاء اللہ بہت جلد حضور اقدس ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوگا۔ ضیا القلوب

اسی طرح حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ اپنی کتاب انوار الغیوب صفحہ ۲۹ میں حضور اقدس ﷺ کی روح پر انوار کے کشف کا ذکر فرماتے ہیں کہ حضور

Marfat.com

اقدس ﷺ کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے درود شریف پڑھے اور دائیں طرف یا احمد ﷺ اور بائیں طرف یا محمد ﷺ اور دل میں یا رسول اللہ ﷺ ایک ہزار مرتبہ پڑھے انشاء اللہ بیداری یا خواب میں زیارت ہوگی اسی طرح آپ نے ارواح اور ملائیکہ کے کشف کا طریقہ بیان فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ سالک داہنے طرف سبوح بائیں طرف قدوس اور آسمان کی طرف رب الملکۃ اور قلب پر والروح کی ہزار بار ضرب لگائے اور مقصود کی طرف متوجہ ہو تو جس روح سے ملاقات کرنی ہوگی بیداری یا خواب میں زیارت ہوگی دو ہزار ضربیں لگانے سے مقصود جلد حاصل ہوگا۔ انوار الغیوب

اسی طرح حضرت مولانا ذکریاؒ اپنی کتاب فضائل درود صفحہ ۷۳ پر لکھتے ہیں کہ بندہ کے خیال میں اگرچہ درود و سلام دونوں کو جمع کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے یعنی بجائے السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا نبی اللہ وغیرہ کے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ اسی طرح اخیر تک السلام کے ساتھ الصلوٰۃ کا لفظ بھی پڑھا جائے تو زیادہ اچھا ہے اس صورت میں علامہ باجیؒ علامہ سخاویؒ دونوں کے قول پر عمل ہو جائے گا۔

اب دیکھیں کہ ہم ان حضرات کو بزرگ عالم ولی سبھی کچھ ماننے کے باوجود ان کے عمل اور عقیدے کو شرک قرار دیتے ہیں۔ آج تصور کو بھی شرک قرار دیا جاتا ہے بلکہ نماز میں حضو اقدس ﷺ کا خیال آنا بھی شرک قرار دیا جا رہا ہے۔ آپ ﷺ پر درود و سلام پڑھنا بھی شرک قرار دیا گیا ہے لیکن کبھی ہم نے یہ بھی غور کیا ہے کہ اس طرح ہم اپنے ہی اکابرین کو نعوذ باللہ من ذالک نقل کفر کفر نہ باشد کے مصداق مشرک قرار دے رہے ہیں پھر ان کے بعد کون سا بڑا عالم زاہد محقق عالم باعمل پیدا ہوا ہے جس نے ہمارے بزرگان کے عقیدے کو شرک قرار دیا ہے اور ہم نے اپنے بزرگوں کے عقیدے کو چھوڑ کر اس کو تسلیم کر لیا ہے۔ اگر

Marfat.com

کسی کے علم میں ایسے کسی عالم باعمل کی بابت اطلاع ہو تو مجھے بھی بتلائے تا کہ میں اس کی زیارت کر سکوں لیکن یہ ایسی حقیقت ہے جس کو جھٹلانا کسی کے بھی بس کی بات نہیں کہ ان جیسا آج کوئی بزرگ موجود نہیں کیونکہ حضور اقدس ﷺ کی حدیث مبارکہ کے مطابق جوں جوں زمانے سے دوری ہوتی ہے دین سے بھی دوری ہوتی ہے پھر اگر یہ بات حقیقت ہے تو پھر ہمیں اس حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہیے اور اس بات کو تسلیم کر لیں تو آج ہی دو گروہوں کا یکجا ہونا ملت اسلامیہ کیلئے ایک عظیم خوش خبری سے کم نہ ہوگا اور میں یہ بات صدق اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہم پر اللہ اور رسول ﷺ ضرور راضی ہوں گے ملت اسلامیہ کا نفاق اتحاد میں بدل جائے گا ہماری توپوں کے رخ ہمارے اصل دشمنوں کافروں اور مشرکوں کی طرف ہوں گے اور فتح اور نصرت ہمارے قدم چومے گی۔ ہماری غلامی آزادی میں بدل جائے گی اگر یہ بات نہیں تو پھر اس بات کا جواب دیا جائے کہ ہم نے اپنے عقیدے کو کیوں بدلا کس کے کہنے پر بدلا اپنے اسلاف کی مخالفت پر کیوں کمر بستہ ہیں اسی طرح میرا جہاں تک علم اور معلومات ہیں دیوبند کے اکابرین میں سبھی ختم وغیرہ بڑی خوشی سے پڑھا کرتے تھے۔

ہمارے گاؤں میں ایک بہت بڑے عالم تھے اللہ ان کی قبر پر رحمت برسائے وہ میرے بھی استاد تھے ان کا نام مولوی ظہور احمدؒ تھا۔ وہ دیوبند کے فاضل تھے ان کے جاننے والے سبھی لوگ کہتے ہیں کہ ان جیسا عالم ہمارے پورے علاقہ میں ان کے بعد پیدا نہیں ہو سکا اور یہ بھی سارے لوگ اقرار کرتے ہیں کہ وہ اللہ کا بندہ لالچ سے پاک تھا فی سبیل اللہ امامت کروایا کرتے تھے اور قرآن پاک نے ایسے لوگوں کی بات ماننے کی تلقین فرمائی ہے جو فی سبیل اللہ دین کا کام کرتے ہیں اس کے باوجود وہ ہر ختم شریف پر خواہ وہ چالیسواں ہو یا دسواں ہو بڑی خوشی سے شامل ہوتے تھے اور انہوں نے پوری زندگی کبھی علمی یا عملی طور پر چالیسویں یا دسویں کی مخالفت نہیں کی لیکن ان کی وفات کے چند سال بعد ہی ان کے

Marfat.com

عقیدے کے لوگوں نے ختم شریف کو پورے زوروشور سے بند کرنا شروع کردیا بلکہ بعض کے نزدیک جس چیز پر ختم پڑھا جائے وہ کھانا نعوذ باللہ حرام ہو جاتا ہے۔ میں ان لوگوں سے یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہوں کہ کم از کم مجھے بھی بتا دیا جائے کہ ہمارے گاؤں یا علاقے میں ان کے بعد کون ان سے بڑا عالم باعمل پیدا ہوا ہے۔ جو فی سبیل اللہ امامت بھی کرواتا ہو اور جس کے کہنے پر ان لوگوں نے حلال کو حرام قرار دیا ہے۔ اس کا جواب نفی میں ہونے کے باوجود ہم ماننے کیلئے تیار نہیں پھر کم از کم ہمیں یہ ضرور سوچنا ہوگا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے اور یہ عمل کس نے رائج کیا ہے اسی طرح میں جہاں تک جانتا ہوں تمام اکابرین دیوبند حضرات خود بھی بیعت کرتے تھے اور خود بھی بیعت تھے لیکن وہ عمل بھی آج ہم نے گناہ سمجھ کر کیوں چھوڑ دیا ہے۔ یہ سارے معاملات ایسے ہیں کہ اگر ہم ضد کو چھوڑ کر ذرا سا غور و فکر کریں تو انشاء اللہ انتشار اتحاد میں بدل سکتا ہے۔ نفرت محبت میں بدل سکتی ہے۔ ناکامی کامیابی میں بدل سکتی ہے۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ سبحانہ ہم سب کو غور و فکر کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین۔

سلف صالحین اور ہمارے عقیدہ میں تفاوت

اسی طرح ان اختلاف کو ہم اوپر تک دیکھنا ہوگا اور حضور اقدس ﷺ کے اس ارشاد عالیہ کو دیکھنا ہوگا کہ بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے اور اس کے بعد اصحابہ کا زمانہ اور اس کے بعد تابعین کا زمانہ اور اس اصول کے تحت جوں جوں زمانہ سے دوری ہوتی جائے گی دین سے بھی دوری ہوتی جائے گی۔ اس لئے ہم کو یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ ہمارے اکابرین اور مشائخ ہم سے لکھوکھا درجے بہتر تھے پھر ہم اس طریقہ کے تحت دیکھیں کہ دیوبند اور بریلوی حضرات کی اکثریت کسی نہ کسی طرح چشتیہ خاندان اور قادریہ خاندان سے روحانی طور پر منسلک اور فیض یافتہ ہے۔ پھر ہم نے دیکھنا ہوگا کہ کیا جن معاملات میں آج ہمارے

Marfat.com

اختلافات ہیں ان کا طریقہ کار کیا تھا۔اور پھر دیکھنا ہوگا کہ کیا وہ ہم سے بہتر عالم تھے یا ہم بہتر ہیں اگر ہم میں ذرا سی بھی انسانیت کی رمق ہوگی تو ہمیں تسلیم کرنا ہوگا کہ حضور اقدس ﷺ کے فرمان کے مطابق آج سے کئی صدیاں پیشتر جو حضرات مدینہ طیبہ سے بغرض تبلیغ ہندوستان میں تشریف لائے تھے مجھے کسی بھی طرح اپنے اعمال وکردار کا ان حضرت سے موازنہ کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔وہ سب حضرات دین اسلام کی عظمت اور سر بلندی کیلئے اپنے ملک اپنے شہر اپنے خاندان اپنے اہل وعیال کو چھوڑ کر محض دین اسلام کی سر بلندی کیلئے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اپنے آباؤ اجداد کی سرزمین کو چھوڑ کر ہندوستان جو کفرستان تھا اس میں شمع توحید کا نور پھیلانے کیلئے مہاجر الی اللہ ہوئے۔آج تک کوئی آدمی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ ان کی اس ہجرت میں کہیں بھی اور کسی بھی مقام پر دنیا کی کسی آلائش کا کوئی داغ موجود ہو۔ اللہ کی قسم وہ حقیقی موحد تھے جنہوں نے توحید اور اسلام کی سر بلندی کیلئے دنیا کی آسائشوں، استراحتوں سے ہمیشہ کی لئے ہجرت فرمائی اور پھر زندگی بھر دوبارہ کبھی دنیا کی طرف متوجہ نہ ہوئے ان کا ایک ہی مقصد تھا کہ جس طرح بھی ممکن ہو۔حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کو کفر وشرک کے گھٹاٹوپ اندھیروں سے نکال کر توحید خداوندی سے بہرہ ور کرایا جائے۔ ہندوستان میں لوگ گانے بجانے کے شوقین تھے اسی لئے حضرت خواجہ اجمیریؒ اکثر لوگوں کو سماع وغیرہ کی مجالس کی ذریعے اکٹھا کرتے پھر ان کی طرف متوجہ ہوتے اور ان کے قلب و نظر کو بدل دیتے اور ہر طرف سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی صدائیں بلند ہو جاتیں۔آج اسی قوالی کو شرک قرار دیا جاتا ہے حالانکہ حضرت امام غزالیؒ جن کو ہم سارے حجتہ الاسلام مانتے ہیں تفصیل کے ساتھ قوالی کو جائز قرار دیتے ہیں ماسوا اس حال کے کہ جس مجلس میں بے پردہ عورتیں اور نوعمر لڑکے شامل ہوں۔لیکن انسان حیران رہ جاتا ہے کہ ایک طرف حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ اور حضرت امام غزالیؒ کا علم وعمل ہو دوسری طرف چودہ دیں

Marfat.com

صدی کے علماء ہوں جس میں اکثریت کا مشن اور مقصد حصول دنیا ہو۔ یہ لوگ کس جرات اور بے باکی سے ان کے علم وعمل کو جھٹلا دیتے ہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ کسی نے چاند پر تھوک دیا یا دوسرے لفظوں میں ایسے لوگ نہ قرآن کو مانتے ہیں نہ حدیث کو مانتے ہیں اپنے نفس کی خواہش کے پرستار بن کر ملت اسلامیہ کو ٹکڑوں میں بانٹ رہے ہیں۔ جس کی میں ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ ایک مولوی صاحب ہمارے گاؤں کی ایک مسجد میں تشریف لائے اور انہوں نے بلا مبالغہ دو گھنٹے مسجد میں اس موضوع پر تقریر کی کہ اللہ تعالیٰ چوروں، زانیوں، شرابیوں کو تو بخش دے گا لیکن جو لوگ مسجدوں میں ذکر بالجہر کرتے ہیں ان کی بخشش قطعی نا ممکن ہے حالانکہ جس قرآن پاک میں بار بار ذکر کا حکم ہے اسی قرآن میں یہ حکم بھی موجود ہے کہ اس سے ظالم کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی مساجد سے لوگوں کو اللہ کے ذکر سے روکے۔ صاحب ظاہر ہے کہ روکے گا تو اسی وقت جب کوئی ذکر جہر کرے گا۔ میں کسی وجہ سے ان لوگوں کے پاس نہیں جانا چاہتا تھا اس کے باوجود مجھ سے نہ رہا گیا اور میں مسجد میں چلا گیا اور میں نے مولانا صاحب سے سوال کیا کہ ذرا مجھے بھی بولنے کی اجازت دی جائے یا پھر میرے سوال کا جواب دیا جائے مولوی صاحب کہنے لگے یہاں مسجد میں اجازت نہیں لہٰذا میرے ساتھ حافظ صاحب جن کے ہاں وہ ٹھہرے ہوئے تھے وہاں چلیں۔ جب گھر میں گئے تو حافظ صاحب اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر رحمت نچھاور کرے نے مولانا صاحب سے سوال کیا۔ کہ اگر آپ کی بات سچی ہے تو ہمارے دیوبند کے جتنے بھی اکابرین ہوگذرے ہیں وہ سب ذکر بالجہر کیا کرتے تھے ان کا کیا بنے گا تو مولانا صاحب نے فوراً جواب میں قرآن حدیث کی بات کرتا ہوں تم بزرگوں کی بات کرتے ہو حالانکہ آپ اندازہ لگائیں کہ دیوبند کے علماء میں کیا کوئی بھی ایسا عالم نہیں تھا جس نے مولانا صاحب جتنا علم حاصل کیا تھا پھر میں نے ذکر بالجہر کے متعلق حدیث بیان کی جو سب سے مستند کتاب میں درج تھی اور

Marfat.com

حضرت ابن عباسؓ سے روایت تھی تو مولانا صاحب نے فوراً جواب دیا کہ حضرت ابن عباسؓ کی عمر اس وقت چھوٹی تھی اسلیئے میں اس حدیث کو قبول نہیں کرتا۔ اب دیکھیں کہ جس آدمی کی بات کو حضرت امام بخاری اور مسلم شریف نے تصدیق کر دی اور اپنی کتاب میں درج فرما دیا اس کے علاوہ حضرت مولانا ذکریاؒ نے فضائل ذکر میں مدلل طور پر احادیث مبارکہ کے ذریعہ ذکر بالجہر کو صحیح ثابت کیا ہے لیکن مولانا صاحب نے کسی حدیث کو قبول کرنے کی بجائے ذکر بالجہر کو بہت بڑا گناہ قرار دیا۔ بقول علامہ صاحب

کس قدر کم درجہ ہیں فقیہان حرم　　　خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل لیتے ہیں

اسی طرح میں نے تبلیغی جماعت کے ایک رکن سے سوال کیا کہ میں نے بارہا تبلیغی جماعت کے ساتھ مجلس کی ہے پہلے تو باقاعدگی سے ذکر بالجہر کیا کرتے تھے اب خود بھی نہیں کرتے بلکہ ذکر بالجہر کی ممانعت کرنے کی کیا وجہ ہے تو اس نے مسجد میں مجھے بتایا کہ اب سعودی حکومت کی طرف سے ہمیں ایسا کرنے کیلئے کہا گیا ہے یہاں پر ایک بڑا ہی دقیق مسئلہ پیدا ہوتا ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہاں پر مسلمانوں کے مقامات مقدسہ موجود ہیں لیکن سعودی عرب کے حکمران ایک عرصہ سے قرآن و حدیث کی تعمیل کرنے کی بجائے یہود و نصاریٰ کے منصوبوں کی تکمیل میں مصروف ہیں اور یہ جتنے بھی نئے فتنات جنم لے رہے ہیں ان کی تحقیقات پر پتہ چلے گا کہ ان فتنات کے سرچشمہ یہود و نصاریٰ ہیں ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم اپنے اسلاف اور بزرگائے دین کے افعال و اعمال کی یکسر مخالفت کرنا شروع کر دیں۔ جنہوں نے ہندوستان کی سرزمین کو کفرستان سے پاکستان میں تبدیل کر دیا۔ ان کے ہر کام میں شرک کیوں دکھائی دینے لگا۔ ان مقدس اور متبرک ہستیوں نے لاکھوں کافروں مشرکوں کو جام توحید پلا کر دائرہ اسلام میں داخل فرمایا جب کہ ان کے ناقدین نے مسلمانوں کو مشرک بنانے کے سوا کوئی کارنامہ نہیں کیا صرف فرق یہی ہے کہ

Marfat.com

انہوں نے مشرکوں کو موحد بنایا موجودہ دور میں مومنوں کو مشرک بنایا جارہا ہے ان کے ہر عمل کو شرک قرار دیا جارہا ہے جیسا کہ حضرت خواجہ معین چشتی اجمیریؒ ، یارسول اللہ کہا کرتے تھے اگر یہ کہنا شرک ہوتا تو پھر اللہ کی قسم آپ کبھی ایسا نہ کرتے۔ پھر جو لوگ ان کے عمل کو شرک سے تشبیہہ دیتے ہیں وہ بتائیں کہ انہوں نے کتنے کافروں اور مشرکوں کو مسلمان بنایا ہے اور میں یہ بات شواہد کے ساتھ پیش کرسکتا ہوں کے ان حضرات کے غلام آج بھی کافروں کو دائرہ اسلام میں داخل فرما کر اپنے اجداد کے عمل اور کردار کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ اس طرح اگر قبر پر حاضری دینا شرک ہوتا تو حضرت اجمیریؒ کبھی حضرت داتا گنج بخشؒ کی قبر پر چلہ کشی نہ فرماتے اور یہ شعر نہ لکھتے

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا　　　ناقصاں را پیر کامل کاملاں راہ راہنما

خداراہ ہم دونوں مکتبہ فکر کے لوگوں دیوبندی اور بریلوی حضرات کو ضرور اس بات پر غور کرنا ہوگا کہ کیا ہمارے اجداد واقعی ہم جیسا علم نہیں رکھتے تھے اور ہمارا علم اور عمل ان سے بہتر ہے۔ اگر ہم یہ دعویٰ کریں گے تو پھر حضور اقدس ﷺ کے اس فرمان کا کیا بنے گا کہ جوں جوں میرے زمانہ سے دوری ہوتی جائے گی دین سے دوری ہوتی جائے گی۔ پھر اس کے علاوہ علم پر عمل کرنے کے بعد فیض جاری ہوتا ہے جس سے گمراہ اور مشرک مخلوق ہدایت حاصل کرتی ہے۔ پھر ہم نے اپنے اور اپنے بزرگوں کے فیض کا موازنہ کرنا ہوگا۔ کہ ہمارے علم اور عمل اور فیض سے کتنے لوگ فیضیاب ہو کر حلقہ اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ یا ہم نے اپنے علم اور عمل سے مسلمانوں کو متنفر کر کے دین سے دور کیا ہے۔ اصل میں بات کچھ اور ہے جسے ہم جاننے کے باوجود ماننے کو تیار نہیں حضور اقدس ﷺ اصحابہ اکرام اور اولیائے عظام جن حضرات سے فیوض برکات کے چشمے جاری ہوئے ان سب حضرات نے نفس اور شیطان کے ساتھ تاحیات جہاد کیا اس کے برعکس ہم نے نفس اور شیطان کے غلام بن کر

Marfat.com

دین اسلام سے جہاد شروع کیا ہے۔ان مقدس ہستیوں کی منزل آخرت تھی انہوں نے دنیا کی ہر چیز کو آخرت کے لئے راہ خدا میں پیش کر دیا جس کی بدولت ان کو حیات جاودانی نصیب ہوئی اس کے برعکس ہم نے دنیا کی لذات وخواہشات کیلئے دین اسلام کی ہر چیز سر بازار فروخت کر کے نفس اور شیطان کی غلامی کو قبول کرلیا ہے ان مقدس ہستیوں کے فیض سے فیضیاب ہو کر لاکھوں مشرک دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اس کے برعکس ہم نے ان کے فیض یافتہ لوگوں کو اپنے فتاووں کے ذریعے مشرک اور کافر بنا دیا۔

ان مقدس ہستیوں نے اپنے جسم کی آسائشوں استراحتوں کو ہمیشہ کیلئے قربان کر کے روحانی مدارج حاصل کئے جب کہ ہم نے جو کچھ بھی کیا لذات وخواہشات کیلئے جسم کو موٹا تازہ کر کے دنیا کی جاہ وحشمت اور حکومت کے حصول کیلئے دین کی ایک ایک چیز کو بیچ دیا۔ان کی تبلیغ کے فیض نے کفرستان کو اسلامستان میں بدل دیا۔اور ہماری تبلیغ نے پاکستان کو کفار کی غلامی میں دھکیلنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ان کی تبلیغ کے فیض سے فیضیاب ہو کر نور الدین زنگیؒ۔صلاح الدین ایوبیؒ۔محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری پیدا ہوئے جنہوں نے کفرستان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔اور ہماری تبلیغ کی بدولت ایسے حکمران معرض وجود میں آئے جنہوں نے اسلام کی غیرت تک سر بازار فروخت کر دی۔آپ ذرا غور کریں کہ موجودہ اختلافی مسائل میں ہم دین کی کون سے شق کے تحت مسلمانوں کو پارہ پارہ کر رہے ہیں۔دین اسلام دو چیزوں پر مشتمل ہے۔امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نیک کام کرنے کا ثواب ہوگا برے کام کرنے سے عذاب ہوگا۔پھر قرآن پاک اور حدیث پاک میں ہر دو کاموں کی سزا جزا وضاحت کے ساتھ تفصیلاً بیان کر دی گئی ہے۔اور جن کاموں کی کوئی سزا اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے مقرر نہیں فرمائی ان کی کوئی مولوی صاحب سزا مقرر کرنے کے مجاز کس طرح ہو سکتے ہیں۔اب دیکھیں دین اسلام میں دو کام ایسے ہیں جن کو

Marfat.com

اللہ تبارک تعالیٰ تک رسائی کا بہترین ذریعہ قرار دیا گیا۔

(۱) ذکر حق تعالیٰ۔تلاوت قرآن۔

(۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام یہ دونوں حکم عام ہیں۔کثرت کے ساتھ کرنے کا بار بار حکم دیا گیا ہے۔اور نہ کرنے پر وعید مقرر فرمائی ہے یہ دونوں کام موجودہ دور کے ٹیلیفون نظام کے تحت اللہ اور اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈائریکٹ ڈائیلنگ کے زمرہ میں آتے ہیں۔ یعنی ان دونوں کاموں کی بدولت ڈائریکٹ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے رابطہ قائم ہو جاتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ان سے غفلت کی بدولت شیطان انسان پر سوار ہو جاتا ہے یہ بھی حکم قرآن ہے۔جبکہ اللہ کا ذکر اور درود پاک شیطان کیلئے سخت کوڑے سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے اسلیئے شیطان کا ایک ہی مقصد ہے کہ انسان کو ان دونوں کاموں سے روکے تاکہ وہ انسان کو اپنا غلام بنا کر اسے نار جہنم میں دھکیل سکے۔ظاہری طور پر ہر مسلمان کو پتہ ہے کہ شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے اسلیئے وہ اس کا کبھی بھی حکم ماننے کو تیار نہیں ہوتے۔ شیطان بڑا ہی مکار ہے۔اور روز ازل سے حضرت آدمؑ اور آپ کی اولاد کا ازلی دشمن ہے۔ جب اس کی کوئی پیش نہیں جاتی تو پھر وہ مولوی کے بھیس میں آکر انسان کو اللہ کے ذکر سے روکنے کی کوشش کرتا ہے جس میں وہ اکثر کامیاب ہو جاتا ہے کیونکہ مسلمان سمجھتا ہے کہ یہ بندہ دین اسلام کے لبادے میں ملبوس ہے اور شیطان کے حکم کو دین اسلام کا حکم مانتے ہوئے قبول کر لیتا ہے حالانکہ اس میں ذرا برابر بھی شک نہیں کہ اللہ کے ذکر سے روکنے والا شیطان ہے اگرچہ کسی بھی لبادے میں ملبوس ہو اس طرح محبوب خدا سے حسد کرنے والا اور درود وسلام سے روکنا بھی کسی مسلمان کیلئے ناممکن ہے کیونکہ یہ حکم خدا ہے بلکہ یہ وہ کام ہے جسے اللہ اور اللہ کے فرشتے بھی کر رہے ہیں یہ بات میں ایک چیلنج کے طور پر کہہ سکتا ہوں کہ قرآن وحدیث میں بار بار ان دونوں کاموں کے کرنے کا کثرت سے بار بار حکم دیا گیا ہے

Marfat.com

اس کے برعکس پورے قرآن پاک میں کہیں کوئی ایسا حکم موجود نہیں کہ اللہ کے ذکر یا درود پاک پڑھنے سے کوئی آدمی سزا کا مستحق ہوگا۔ اور جس چیز کی سزا اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے مقرر نہیں فرمائی اللہ کی قسم بعد میں کوئی ایسی اتھارٹی وجود بھی نہیں آئی کہ ان نیک کاموں کی سزا تجویز کرسکے۔ بلکہ ہر وہ مجلس جس میں اللہ کا ذکر کیا جائے یا تلاوت قرآن ہو یا درود و سلام پڑھا جائے مجالس ذکر کے زمرے میں آتی ہے جن کے متعلق احادیث مبارکہ میں قطعی طور پر سند موجود ہے کہ جب مجالس ذکر برخواست ہوتی ہیں تو ان حاضرین مجلس کیلئے دربار خداوندی سے بخشش کی سند عنایت کی جاتی ہے بلکہ جب مختلف اقسام کے لوگ اللہ کے ذکر کے لئے جمع ہوتے ہیں یا آپس میں ملاقات کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کو قیامت کے دن نور کے تختوں پر بٹھایا جائے گا۔ اوران کو نور کے تاج پہنائے جائیں گے اوران کے درجات دیکھ کر شہید اور نبی بھی رشک کریں گے۔ پھر اللہ کا وعدہ ہے جو میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا ذکر کرتا ہوں جو میرا ذکر فرش پر کرتا ہے میں اس کا ذکر عرش پر کرتا ہوں جو میرا ذکر بندوں میں کرتا ہے میں اس کا ذکر فرشتوں میں کرتا ہوں۔ اسی طرح درود و سلام کے متعلق حکم خداوندی ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتے نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھتے ہیں اے ایمان والو تم بھی درود و سلام پڑھو۔ اور حضور اقدس ﷺ نے وضاحت فرمادی کہ جب تم درود پڑھتے ہو فرشتے میرے حضور پیش کرتے ہیں میں تمہارا درود و سلام سنتا ہوں اور تمہارے لئے دعا بھی کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ایمان والوں کیلئے ہے جتنا کسی کا ایمان قوی ہوگا اتنا ہی کثرت کے ساتھ درود و سلام پڑھے گا لیکن جس کے اپنے ایمان میں خلل ہوگا وہ ایمان والوں کو ہر حال میں روکنے کی کوشش کرے گا۔

(۳) **مردوں کی مغفرت:** جس عمل کو آج ہم ملت اسلامیہ میں انتشار کیلئے استعمال کر رہے ہیں قرآن حکیم سورۃ النساء۔ سورۃ ابراہیم۔ سورۃ محمد۔ سورۃ شوریٰ میں واضح حکم موجود

Marfat.com

ہے کہ ایمان والوں اور اپنے ماں باپ کی بخشش مانگو اور یہ وہ کام ہے جو حضور اقدس ﷺ اپنی زندگی میں سب سے زیادہ کیا ہے۔ ہر پیغمبر کو ایک دعا خصوصی طور پر عنایت ہوتی ہے کہ جو چاہے مانگے دیا جائے گا ہمارے آقا و مولا حضور اقدس ﷺ نے وہ دعا بھی دنیا میں مانگنے کی بجائے اپنی امت کی مغفرت کے لئے آخرت کیلئے رکھ لی ہے۔ اور پھر احادیث مبارکہ میں اس کام کو بہت زیادہ ثواب کا ذریعہ قرار دیا جیسا کہ حدیث پاک میں فرمایا کہ جو آدمی ایک مرتبہ کہتا ہے الٰھم اغفر للمومنین والمومنات اے اللہ مومن مردوں اور عورتوں کو بخش دے اس آدمی کے لئے کل مومنین اور مومنات کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھی جاتی ہیں دوسری حدیث میں آتا ہے کہ جو آدمی یہی کلمات ۲۵ یا ۲۷ مرتبہ روزانہ پڑھتا ہے اسے اس مقبول الدعا لوگوں میں شامل کیا جاتا ہے جن کی بدولت دنیا والوں سے مصیبتیں دور کی جاتی ہیں۔

پھر حدیث پاک میں فرمایا مردہ جب قبر میں داخل ہوتا ہے تو وہ اس آدمی کی مانند ہوتا ہے جو دریا میں ڈوب رہا ہو اور اپنے اہل وعیال اور دوست احباب کو مدد کیلئے پکارتا ہے تو اس وقت اس کی مدد اس کے علاوہ کیا ہو سکتی ہے کہ اس کے لئے قرآن پاک پڑھا جائے ذکر الٰہی کیا جائے درود پاک پڑھا جائے اور اس کیلئے صدقہ وخیرات کیا جائے اور اس کی مغفرت کی دعا کی جائے۔ یہی وہ عمل ہے جس کیلئے حضور اقدس ﷺ نے اپنے دو جلیل القدر خلفاء حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کو حضرت اویسؒ کے پاس بھیجا تھا کہ ان کو کہنا میری امت کی مغفرت کی دعا کریں پھر یہ حقیقت ہے کہ تمام اولیائے عظام اس چیز پر متفق ہیں طریقہ کار کے اختلاف کی وجہ سے کسی نیک عمل کو چھوڑ دینا ظلم کے مترادف ہے ملت اسلامیہ کے مایہ ناز عالم حضرت امام غزالیؒ اپنی کتاب کیمیائے سعادت کو ختم کرنے پر لکھ رہے ہیں کہ امید ہے لوگ اس کتاب کے مطالع سے استفادہ کرتے ہوئے مصنف کو نہ بھولیں گے

Marfat.com

اوراس کے حق میں دعائے خیر کریں گے اورحق تعالیٰ سے اس کیلئے عفو وکرم رحمت بخشش کے طلبگار رہوں گے اور یہ بھی یادرکھیں کہ حدیث پاک کی رو سے جب تک درود وسلام نہ پڑھا جائے اور اللہ کی حمد وثنا بیان نہ کی جائے دعا کی قبولیت ناممکن ہوتی ہے پھراگرانفرادی طور کی بجائے اجتماعی طور پر یہ عمل کیا جائے تو یہ عمل زیادہ مقبول ہوتا ہے اسی بنا پر اللہ کے نیک بندوں کے اعراس وغیرہ منائے جاتے ہیں اوراس میں یہ بہت بڑا راز ہے کہ ہم اجتماعی طور پر یہ ذکرواذکار کی مجالس منعقد کرتے ہیں یا اللہ کے بندوں کی یاد میں اعراس وغیرہ مناتے ہیں تو ایک طرف صاحب قبر کی روح کو ایصال ثواب پہنچتا ہے تو دوسری طرف جولوگ ایسی مجالس میں شمولیت کرتے ہیں توان کی بخشش اورنجات کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

سوال: یہاں پرایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس حقیقت کے باوجود کہ قرآن وحدیث میں قطعی طور پر مردوں کی بخشش مانگنے کا حکم ہے۔لیکن کیا اس میں طریقہ کار صرف وہی اختیار کرنا ہوگا جواحادیث مبارکہ سے ثابت ہے یاکسی اورطریقہ سے یہ امر بدعت میں شمار ہوگا۔

جواب: نمبر 1 یہ حکم عام ہے جس طرح ذکرالٰہی اوردرود پاک کا حکم عام ہے قرآن پاک اورحدیث پاک میں کہیں اس طریقہ کو مخصوص نہیں کیا گیا۔اورنہ ہی یہ حکم درج ہے کہ جو اس طریقہ کے علاوہ کرے گا وہ گناہ میں شمار ہوگا قطعی طور پر کرنے کا حکم ظاہر ہے نہ کرنا گناہ میں شمار ہوگا پھر دیکھیں حضور اقدس ﷺ ہر روز بلا ناغہ جنت البقیع میں تشریف لا کر دعا فرمایا کرتے یہ سنت طریقہ ہے دوسرا طریقہ یہ بھی ہے جیسا کہ دوجلیل القدر خلفا کو حضرت اویسؓ کی خدمت میں اپنی امت کی بخشش کیلئے دعا کیلئے بھیجا۔تیسرے ہر جمعہ کو والدین کی مغفرت کی دعا کیلئے ان کی قبروں پر حاضری کا حکم فرمایا۔جس طرح بھی چاہے دعا کریں اس حدیث پاک پر غور کریں۔فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ میت قبر میں غرق ہونے والے فریادی کی مانند ہوتی ہے۔اوراپنے ماں باپ، بیٹا، دوست مخلص کی دعا کی منتظر ہوتی

Marfat.com

ہے۔ جواس کیلئے ساری دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ اور اللہ سبحانہ اس دعا کے اجر کو پہاڑ کی مانند قبر میں داخل فرماتے ہیں اور زندوں کا ھدیہ مردوں کیلئے ان کی بخشش و مغفرت طلب کرنا ہے۔ شرح صدور صفحہ ۲۰۶

گویا حضور اقدس ﷺ نے قبر میں میت کی حالت کی پوری وضاحت فرما کر۔ لواحقین کو میت کیلئے استغفار کی اشد ضرورت بیان فرمادی۔ اسی طرح حضرت سعد سے فرمایا کہ اگر تم اپنی ماں کو ثواب پہنچانے کیلئے کنواں لگوانا چاہتے ہو تو لگوادو۔ اس کا ثواب اس کو ملے گا۔ پھر ہمیں کونسی چیز ایسا کرنے سے روکتی ہے۔

دین اسلام دین فطرت ہے اور کوئی فطرت یہ بات قبول نہیں کرتی کہ والدین کی وفات کے بعد ان کے سب احسانات کو فراموش کر کے ان کی مغفرت کیلئے کچھ نہ کیا جائے اس لئے لازم ہے کہ جہاں تک بھی ہو سکے ان کی مغفرت کیلئے کوشش کی جائے۔

نمبر 2: حضور اقدس ﷺ اور اصحابہ اکرامؓ جس کا نماز جنازہ پڑھ لیتے تھے ماشاء اللہ اس کی بخشش یقینی ہو جاتی مزید دعاؤں کی ضرورت نہ ہوتی اس کے برعکس ہمارا حال بالکل ہی الٹ ہے اگر سو نمازی نماز جنازہ میں شامل ہوں تو بمشکل دس پندرہ آدمی ہوں گے جن کو نماز جنازہ آتی ہو۔ اس لئے ہمیں دعا اور صدقہ، خیرات کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

نمبر 3: تیسرا سوال ہے کہ کیا واقعی حضور اقدس ﷺ کے سوا کسی اور طریقہ سے مغفرت مانگنا بدعت میں شمار ہوگا اس کیلئے بھی ہمیں اکابرین ملت کی طرف دیکھنا ہوگا جس کی صرف میں ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ ہندوستان میں حضرت شاہ ولی اللہ کا مقام علمی طور پر بہت نمایاں ہے۔ آپ اپنی کتاب حیات ولی اللہ صفحہ ۲۱۹ پر لکھتے ہیں کہ میں اپنے والد بزرگوار کے علم کے آگے دنیا بھر کے عالموں کے علم کو بالکل ایسا دیکھتا ہوں جیسے دریا کے مقابل میں ایک قطرہ ہو۔ اسی کتاب کے صفحہ ۱۸۴ پر لکھتے ہیں الغرض شیخ محمد نے ۸ جمادی الاول ۱۲۲۵

Marfat.com

میں انتقال فرمایا۔ جب آپ مدفون ہوئے تو جناب شیخ عبدالرحیم صاحب قدس سرہٗ نے آپ کی قبر پر بیٹھ کر حاضرین مجلس کو جہری ذکر کا حکم فرمایا۔ اب دیکھیں کہ کسی بھی حدیث میں کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا کہ حضور اقدس ﷺ نے کسی قبر پر اس طرح ذکر جہر کرایا ہو۔ پھر اگر یہ کام بدعت ہوتا تو شاہ ولی اور آپ کے والد صاحب یہ کام کبھی نہ کرتے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مردوں کی بخشش عام حکم ہے۔ جس بھی طریقہ سے خلوص نیت کے ساتھ کیا جائے بدعت میں شمار نہیں ہوتا۔ ہاں اگر ہم بالکل ہی نہ کریں گے تو پھر ضرور نافرمانی کے زمرہ میں آئے گا۔ اس حکم کی افادیت اس بات سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ جب تک ہم نماز میں مردوں کی بخشش کی دعا نہیں کرتے نماز ہی مکمل نہیں ہوتی۔ اے رب ہمارے بخش مجھ کو اور ماں باپ میرے کو اور سب ایمان والوں کو جس دن قائم ہو حساب۔ سورۃ ابراہیم/ ۴۱

فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ سبحانہ جنت میں اپنے نیک بندے کا درجہ بلند فرماتا ہے تو وہ بندہ پوچھتا ہے۔ اے اللہ مجھ کو یہ درجہ کیونکر ملا۔ اللہ سبحانہ فرماتا ہے تیرے بیٹے کے استغفار کی بدولت۔ ابوہریرہؓ/ احمدؒ۔ مشکواۃ شریف جلد اول صفحہ ۳۹۵ شمار ۲۲۳۰ ترتیب شریف صفحہ ۱۱۶۶

یہ حدیث پاک مردوں کی بخشش کے بارے میں ثبوت ہے کہ زندوں کے اعمال کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان کے تمام اولیائے عظام اور صوفیائے اکرام اس بارے میں متفق ہیں کہ مردوں کیلئے جو کچھ ذکر واذکار درود وسلام اور کھانا وغیرہ پکا کر کھلایا جاتا ہے اس کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے۔ یادش بخیر حضرت سائیں توکل علی شاہؒ جن کے پاس اکثر علمائے دیوبند فیض کیلئے حاضر ہوتے۔ ایک عرس کے موقعہ پر کسی نے سوال کیا کہ یہ کھانا تو لوگ کھا جاتے ہیں۔ مردے کو اس کا کیا ثواب پہنچ سکتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کھانے پر جب قرآن پاک پڑھ کر مردے کو ایصال ثواب

Marfat.com

کیا جاتا ہے تو وہ نور کے طباقوں میں نور کی شکل میں صاحب قبر کے پاس پہنچ رہا ہے۔ایسی ہزاروں مثالیں اور بزرگائے دین اور سلف صالحین کے لاکھوں مشاہدات ہونے کے باوجود بھی اگر کوئی آدمی اس بات پر بضد رہے کہ یہ عمل بدعت یا شرک ہے تو اس کا تیرے یا میرے پاس کیا علاج ہے اللہ کے حوالے۔

اگر کوئی آدمی قرآن پاک کے اس حکم پر غور کرے تو شرح صدر ہو جائے گی اور جو کوئی رحمٰن کی یاد سے غافل ہوگا ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیں گے پس وہی اس کا ساتھی ہوگا۔ (الزحزف ۳۶)

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ہر وہ مجلس جس میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا ذکر نہ ہو وہ مردار گدھے کی طرح ہے۔

یہ حقیقت ہے جس کو جھٹلانا کسی بھی طرح ناممکن ہے کہ ہر وہ مجلس جس میں اللہ کا ذکر ہو۔حضور اقدس ﷺ پر درود وسلام پڑھا جائے یا آپ ﷺ کی تعریف بیان کی جائے مجلس ذکر کے زمرہ میں آئے گی ایسی مجالس کو ختم کرنا شیطان کا سب سے ضروری ٹارگٹ ہے۔

ملت اسلامیہ میں اختلافات کی بنیادی وجہ علم اور عمل کا فاصلہ ہے

قرآن پاک کی ابتدا میں بنیادی نقطہ بیان کر دیا گیا ہے کہ ہدایت صرف متقین کیلئے ہے۔اور تقویٰ کی تین اہم شرائط بیان کی گئی ہیں۔(۱) غیب کے رب پر ایمان لانا۔ (۲) نماز قائم کرنا۔(۳) اپنا مال و جان اللہ کی راہ میں ایثار کرنا۔جب اور جو مسلمان یہ کام کرے گا اس کے بعد اس کو ہدایت نصیب ہوگی۔اس طرح قرآن پاک میں دوسری جگہ وضاحت فرمادی گئی کہ جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کریں گے ہم ضرور ان کو اپنے راستے دکھادیں گے۔ العنکبوت ۶۹

اس کا مطلب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ اس کے قلب میں وہ روشنی پیدا کر دی

Marfat.com

جائے گی جس سے وہ حق اور باطل کی تمیز کر سکے گا۔ اور اس کی رسائی ان مقامات تک ممکن ہو گی جہاں تک ظاہری حواس کی رسائی ناممکن ہو گی جیسا کہ حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جب کوئی انسان ذکر میں محویت کا مقام حاصل کر لیتا ہے تو اس کا آئینہ قلب اتنا شفاف ہو جاتا ہے کہ وہ لوح محفوظ کو پڑھ سکتا ہے اور یہ کام ظاہری آنکھوں سے قطعی ناممکن ہے۔ لیکن اس کام کیلئے مجاہدات کی بھٹی میں کندن بننا ضروری ہے جیسا کہ صوفیائے عظام خود بھی مجاہدات کرتے رہے اور اپنے مریدوں سے بھی سخت مجاہدات کروائے۔ اس کے بعد وہ مقام نصیب ہوتا ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہو رہا ہے کہ ”متقی لوگوں کو جب شیطان کی طرف سے وسوسہ پیدا ہوتا ہے تو وہ چونک پڑتے ہیں اور دل کی آنکھیں کھول کر دیکھنے لگتے ہیں۔ سورۃ اعراف ۲۰۱

اس کے برعکس قرآن پاک میں بار بار کافروں کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہو رہا ہے کہ وہ آنکھوں کے باوجود اندھے ہیں کانوں کے باوجود بہرے ہیں اور جاننے کے باوجود نہیں جانتے۔ کیونکہ ان کے دل زنگ آلود ہو چکے ہیں۔ دین اسلام کیلئے صرف علم حاصل کرنا کافی نہیں بلکہ اپنے علم پر عمل کرنا لازم ہے۔ اس کے بعد فیض جاری ہوتا ہے۔ لیکن مقام افسوس ہے کہ موجودہ زمانہ میں علم بہت زیادہ ہے عمل مفقود ہے۔ اسی کا ماحصل ایسے ہی ہے کہ جیسا کہ عورت بہت خوبصورت ہو لیکن بانجھ ہو اس میں اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت مفقود ہو ہم علم پڑھتے ہیں لیکن عمل نہیں کرتے اس کے باوجود ہم اس چیز پر بضد ہیں کہ جو فیوض و برکات کشف کرامات اولیائے عظام اور اللہ کے پسندیدہ بندوں کو عنایت ہوئی ہیں وہ ہم کو کیوں نہیں ملتیں اگر ہم ان احوال کو نہیں دیکھ سکتے تو پھر ہم یکسر ان کا انکار کر دیتے ہیں کہ یہ ناممکن ہے کہ کسی آدمی کو ایسا مقام نصیب ہو کہ اس کی عرش عظیم تک بھی رسائی ہو بقول علامہ صاحب   ناوک ہے مسلمان ہدف اس کا ہے ثریا

اصل میں عالم باعمل اور عالم بے عمل کے دو علیحدہ علیحدہ مقام ہیں اور ان دونوں میں عرش فرش جتنا فاصلہ ہے۔ از روئے حدیث ان کا مقام اس طرح ہے۔

ابی امامہ الباہلیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے دو شخصوں کا ذکر کیا گیا جن میں سے ایک عابد تھا دوسرا عالم (یعنی پوچھا گیا کہ ان میں افضل کون ہے) پس فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ عالم عابد پر ایسی ہی فضیلت رکھتا ہے جیسا کہ میں تم میں سے ادنیٰ آدمی پر فضیلت رکھتا ہوں اس کے بعد حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اللہ اور اس کے فرشتے اور آسمانوں زمین کی ساری مخلوقات۔ یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں پانی میں اس کیلئے دعا خیر کرتی ہیں جو لوگوں کو بھلائی سکھاتا ہے۔ (ترمذیؒ) مشکواۃ شریف مترجم جلد صفحہ ۶۴)

اب آپ غور کریں کہ اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کی تقریباً اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق بستی ہے۔ اور ان سب کی زندگی کا انحصار اس کائنات کے قائم رہنے پر ہے جبکہ کائنات کا قیام اللہ تعالیٰ کے نام لینے والوں پر ہے جن کو عالم باعمل یا مبلغ حقیقی بھی کہا جاتا ہے۔ جب تک کوئی ایک بندہ بھی اللہ کے مقبول بندوں سے اس دنیا پر موجود رہے گا۔ قیامت نہیں آئے گی اس لئے جو لوگ محض اللہ تعالیٰ کے دین اسلام کی سربلندی کیلئے محو عمل ہیں۔ اللہ کی ساری مخلوق جن وانس چرندے پرندے حتیٰ کہ پانی میں مچھلیاں اور بلوں میں چیونٹیاں بھی اس بندے کیلئے دعا گو ہیں۔ چیونٹی اگرچہ بہت حقیر سی مخلوق ہے لیکن اس کو بھی یہ علم ہے کہ اس کی زندگی کا انحصار اللہ کے مقبول بندوں کی بدولت ہے۔ اسی طرح ایک دوسری حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بڑا سخی اللہ تعالیٰ ہے پھر اولاد آدم میں سب سے بڑا سخی میں ہوں۔ میرے بعد سب سے بڑا سخی وہ ہوگا جس نے علم سیکھا اور اس کو پھیلایا۔ یہ شخص ایک امیر ایک جماعت کی شان وشکوہ کے ساتھ قیامت کے دن ہوگا۔

Marfat.com

(مشکواۃ شریف)

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ایسا علم عطا کرتا ہے جو اس کو حاصل نہیں ہوتا۔ یہ عالم باعمل کا مقام ہے جس کی مختصر سی تفصیل پیش کی ہے جبکہ فضائل لکھنے کیلئے ایک ضخیم کتاب درکار ہے۔ اب تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ ہو۔

عالم بے عمل کا مقام

حضرت انسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے میں نے معراج کی رات میں بہت سے شخصوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ آگ کی قینچی سے کاٹے جا رہے ہیں۔ پوچھا جبرائیل یہ کون لوگ ہیں انہوں نے کہا یہ آپ کی امت کے (واعظ) ہیں جو لوگوں کو نیکی کی ہدایت کرتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں یہ آپ کی امت کے واعظ ہیں جو ایسی بات کہتے تھے جس پر خود عمل نہ کرتے تھے۔ اللہ کی کتاب کو پڑھتے تھے اور اس پر عمل نہ کرتے تھے۔ دانس/شرح السنۃ

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص کو آگ میں داخل کیا جائے گا تو وہ اپنی انتڑیوں کے گرد اس طرح پسے گا جس طرح گدھا پن چکی میں آٹا پیستا ہے۔ دوزخی کہیں گے فلاں شخص تو ہمیں نیک کاموں کا حکم دیتا تھا بری باتوں سے روکتا تھا۔ وہ کہے گا ہاں میں تم کو نیکی کا حکم دیتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا تم کو بری باتوں سے روکنے کے باوجود خود باز نہیں رہتا تھا۔ بخاری و مسلم

اسی طرح ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ دوزخ میں ایک وادی ہے جس سے دوزخ بھی دن میں چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے اس میں وہ قاری داخل کئے جائیں گے جو اپنے اعمال دکھلاوے کیلئے کرتے ہیں اور حصول دنیا کیلئے امرا سے ملاقات کریں گے۔ ایک

Marfat.com

حدیث پاک میں آتا ہے کہ علماء آسمان کے نیچے کی مخلوق میں سب سے بدتر ہوں گے ان ہی سے دین میں فتنہ برپا ہوگا اور ان ہی کی طرف لوٹ جائے گا۔ اور ایسا کیوں ہوتا ہے دنیا کے لالچ اور طمع کیلئے جیسا کہ حضرت عمر نے حضرت کعبؓ سے پوچھا کہ وہ کون سی چیز ہے جو عالم سے علم کو ختم کر دیتی ہے فرمایا لالچ۔ اب آپ ذرا دونوں حضرات کا موازنہ کریں کہ ہر دو طرف عالم ہی ہوتا ہے عالم نے داڑھی مبارک بھی رکھی ہوئی ہے قرآن کی قرات بھی بہت اچھی کرتا ہے لیکن مقام اور مرتبے کے لحاظ سے زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے ایک کی منزل اللہ ہوتی ہے ایک کی منزل دنیا ہوتی ہے۔ جس کی منزل اللہ ہوتی ہے اس کے ساتھ ہر وقت ہر مقام پر مدد کردگار حاصل ہوتی ہے جس کی منزل دین کے لبادے میں ملبوس ہو کر دنیا کمانا ہوتی ہے اس کے متعلق ہادی برحق نے فیصلہ فرما دیا کہ اس کو جنت کی خوشبو بھی میسر نہ ہوگی اور قیامت کے دن اس کے چہرے پر گوشت نہ ہوگا اور اس کا مقام دوزخ کی اتھاہ گہرائیوں میں ہوگا۔ دوسرے کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں مخلوق کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دیتا ہوں اور وہ اس کا ادب کرنے پر مجبور ہوتی ہے۔

جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد اعمال صالح کئے خدا ان کی محبت مخلوق کے دلوں میں پیدا کر دیتے ہیں۔ مریم ۹۶

جو عالم حصول دنیا کیلئے دین اسلام کے لبادے میں ملبوس ہوتے ہیں وہ ہمیشہ در در کے منگتے اور محتاج ہوتے ہیں اس کے برعکس جو عالم تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتے ہیں جہاں سے ان کو گمان بھی نہیں ہوتا اصل میں عالم باعمل مقرب بارگاہ ہوتے ہیں اور جو ان کے ساتھ مل جاتے ہیں ان کو بھی مقرب بارگاہ بنا دیتے ہیں لیکن اس کے برعکس جو لوگ دین کے لبادے میں ملبوس دنیا کماتے ہیں دین اسلام میں جتنے فتنات جنم لیتے ہیں۔ ان سب کے وہی لوگ ذمہ دار

ہوتے ہیں کیونکہ ان کے دل میں نہ اللہ کی قدر رہوتی ہے نہ محبوب خدا کی محبت ہوتی ہے لیکن قرآن اور اسلام کو اپنے نفس او خواہشات کے تابع کر لیتے ہیں۔

کس قدر کم درجہ ہیں فقیہان حرم　　　　خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل لیتے ہیں

عالم باعمل کی شناخت

دنیا میں جتنے بھی نبی اور رسول تشریف لائے ہیں انہوں نے یہ بات وضاحت کے ساتھ بیان فرمائی ہے کہ ہم تم کو فی سبیل اللہ دین سکھلاتے ہیں اس پر کوئی عوضانہ نہیں لیتے۔ وہی علماء انبیا کے وارث ہوتے ہیں جو فی سبیل اللہ دین کی تعلیم دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنی پیاری مخلوق کو ان سے ہی رہنمائی لینے کا حکم فرمایا ہے۔ ''ایسے لوگوں کا اتباع کرو جو تم سے صلہ نہیں مانگتے وہی لوگ سیدھی راہ پر ہیں'' سورۃ یٰسین ۲۱

ایسے لوگوں کے متعلق ہی حضور اقدس ﷺ نے یہ پیش گوئی فرمائی ہے کہ میری امت کے بعض عالموں کے درجات بنی اسرائیل کے نبیوں جیسے ہوں گے۔ کیونکہ وہ انبیاء علیہم السلام کا کام اپنے ذمہ لیتے ہیں مخلوق کو ہدایت کی طرف بلاتے ہیں اور ان کے عمل کے بعد پھر ان سے فیض کا ظہور ہوتا ہے ان کی تبلیغ سے کافر و مشرک دائرہ اسلام میں داخل ہوتے ہیں جیسا کہ ہندوستان میں حضرت داتا گنج بخش ہجویریؒ۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ اور حضرت باوا فرید گنج شکرؒ کے ہاتھ پر لاکھوں کافر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اس کے برعکس جو عالم اپنے علم پر عمل نہیں کرتے انہوں نے مسلمانوں کو کافر و مشرک بنانے کے علاوہ کوئی مہم سرانجام نہیں دی۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ خود ہی رب کو الٰہ ماننے کیلئے تیار نہیں دوسرے لوگ ان سے فیض یاب کیوں ہوں گے جس کی میں تھوڑی سی تشریح پیش کرتا ہوں عالم باعمل اس کو کہا جاتا ہے جو اپنے علم پر عمل کرے۔ اب میں سب سے بنیادی علم پیش کرتا ہوں وہ ہے۔ ''الحمد اللہ رب العالمین'' تمام تعریفیں اس رب کیلئے

Marfat.com

ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے ولا اہے۔اب دیکھیں یہ الفاظ قرآن پاک میں سب سے پہلے صفحہ پر درج ہیں نماز میں بھی سب سے پہلے یہی الفاظ ادا کیے جاتے ہیں اب میں امام اور قاری ہوں میرے مقتدی یہ الفاظ سننے کے بعد تصدیق کرتے ہیں کہ آمین۔ پھر قرآن پاک میں اللہ رب العالمین نے ان الفاظ کی جامع طور پر تشریح وتفصیل بیان فرمائی ہے کہ کل جہانوں کی کل مخلوق کا رزق اسی خالق حقیقی کے ذمہ ہے اور مخلوق کو اس کی ضرورت کے مطابق رزق پہنچاتا ہے۔جس کا چاہتا ہے رزق تنگ کر دیتا ہے جس کا چاہتا ہے کشادہ کر دیتا ہے۔اب مجھے چاہیے تو یہ کہ میں مخلوق کی بجائے اس خالق حقیقی کا منگتا اور محتاج بنوں کبھی کسی مخلوق کے سامنے کبھی اور کسی حال میں دامن دراز نہ کروں اس حال میں میرا مقام عالم باعمل کا ہوگا۔اس کے برعکس اگر میں مخلوق کو تو رب کا دروازہ دکھلا رہا ہوں اور خود نماز سے فارغ ہونے کے بعد اپنے مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہوں کہ میرے بال بچے ہیں ان کا خیال کرنا میری مدد کرنا۔اس کا جواب اس طرح ہے کہ ایک دن حضرت ابو ہریرہؓ نے دیکھا کہ ایک قاری قرآن پاک پڑھ کر مخلوق سے مانگ رہا ہے تو انہوں نے پڑھا انا للہ وانا الیہ راجعون کسی نے پوچھا حضرت جی اس کا کیا مطلب ہے تو آپ نے فرمایا میں نے حضور اقدس ﷺ سے سنا ہے کہ میرے بعد کچھ ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن پڑھ کر مخلوق سے سوال کریں گے حالانکہ قاری قرآن کو اپنے رب ہی سے مانگنا چاہیے۔اب دیکھیں اگر ایسا عالم منبر رسول ﷺ پر کھڑا ہو کر یہ کہے کہ جی اللہ کے سوا کسی سے حاجت بیان کرنی شرک ہے۔اللہ کے سوا کسی کا سہارا تلاش کرنا شرک ہے تو پھر اس کی تبلیغ کا کیا اثر ہوگا۔اصل میں انگریز نے ہندوستان پر اپنا قبضہ مستحکم کرنے کیلئے اپنی قوم کے دانشوروں میں اس معاملہ پر بڑا غور کیا تھا کہ مسلمان نہ تو بک سکتا ہے اور نہ ہی یہ اپنا مذہب تبدیل کرنے پر تیار ہے اور جب تک مسلمان ہمارے تابع نہیں ہوتا اس وقت تک ہماری حکومت کا ہندوستان میں مستحکم

Marfat.com

ہونا ناممکن ہے۔ پھر اس نے اس مقصد کیلئے اعلیٰ قسم کے دماغوں کو اپنے انگریزی سکولوں میں تعلیم دے کر اور اعلیٰ ملازمتیں اور جاگیریں دے کر اپنا ہم نوا بنالیا اور مسجدوں اور مدرسوں کے لئے ایسے لوگوں کا انتخاب کیا گیا جو لنگڑے لولے۔ اپاہج۔ اندھے لوگ تھے تا کہ جب امام ہمارا اور ہمارے زرخرید لوگوں کا غلام ہوگا۔ پھر دین اسلام عملاً ناکارہ ہو جائے گا۔ دشمنان اسلام کے دانشوروں نے دوسرا حل یہ تجویز کیا تھا ان لوگوں کو علیحدہ گروپوں اور فرقوں میں تقسیم کر کے ان میں ایسے مسائل پیدا کئے جائیں کہ یہ لوگ خود ہی آپس میں لڑتے رہیں ہماری طرف متوجہ نہ ہوں اور ان کی سکیم آج تک مکمل کامیاب ہے اس کی جگہ جب تک چوہدری سردار اور صاحب ثروت قسم کے لوگ منبر رسول اللہ ﷺ پر نہیں بیٹھتے مسلمانوں کی غلامی آزادی میں بدلنا قطعی ناممکن ہے۔

عالم اور عامل ہر دو کا بنیادی فرق

عالم کی توجہ ظاہری جسم پر ہوتی ہے۔ وہ اپنے ظاہری جسم کے بناؤ سنگار میں مصروف ہوتا ہے وہ اپنے کلہ و دستار سے اپنے آپ کو عالم کہلانے کی طرف متوجہ رہتا ہے جبکہ عامل اپنے قلب کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اسی طرح عالم قرآن کے الفاظ اور زیر وزبر اور قرات کو بہتر بنانے میں کوشاں ہوتا ہے جبکہ عامل قرآن پاک کے معانی پر غور وفکر کر کے اس پر عمل کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ ظاہر میں ریا کاری کا عنصر شامل ہونے کا ہر وقت خطرہ موجود رہتا ہے جبکہ عامل کا معاملہ دل اور خلوص کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے۔ اس لئے وہاں پر ریا کاری کی گنجائش نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے اور دل اور خلوص کا تعلق چونکہ رب العالمین کے ساتھ ہوتا ہے اسی مقام سے عامل قرآن کا تعلق رب سے قائم ہوتا ہے اسی بنا پر عامل قرآن متوکل بھی ہوتا ہے موحد بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کا ہر معاملہ اللہ ہی کے سپرد ہوتا ہے۔ یعنی عالم کا معاملہ دنیا کے ساتھ جبکہ عامل کا معاملہ خالق دنیا کے ساتھ ہوتا ہے اس لئے ہر دو

Marfat.com

میں اختلاف فطرتی ہے۔ عالم ظاہری آنکھوں سے دیکھتا ہے عامل نور بصیرت کی بدولت دل کی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ اس معاملہ میں حضرت داتا گنج بخش ہجویری نے ایک واقعہ بیان فرمایا ہے جو بڑا ہی غور طلب بھی ہے۔ اور عالم اور عامل کا فرق بھی بیان کرتا ہے آپ لکھتے ہیں کہ کسی بندے کو پتہ چلا کہ فلاں جگہ کوئی اللہ کا بندہ رہتا ہے جو اللہ کا مقبول بندہ ہے اس کے دل میں خواہش پیدا ہوئی وہ دور دراز کا سفر کر کے اس اللہ کے بندے کے پاس پہنچا اس وقت وہ بندہ شام کی نماز کی امامت کروا رہا تھا۔ جو اس نوارد کے نزدیک سورۃ فاتحہ کی قرات میں غلطی کر رہا تھا تو نووارد کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ یہ بندہ تو قرات ہی غلط کر رہا ہے لہٰذا یہ اس قابل ہی نہیں کہ اس سے ملاقات کی جائے لہٰذا اس نے اس بندے کے پیچھے نماز پڑھنے کی بجائے اکیلے ہی نماز ادا کی اور رات اس کو مجبوراً مسجد میں ہی بسر کرنا پڑی اور صبح کے وقت وہ اکیلا ہی نماز پڑھ کر چل نکلا ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ سامنے سے شیر آتا دکھائی دیا اسے مجبوراً واپس بھاگنا پڑا اور تیز دوڑتا ہوا اسی مسجد میں آ گیا شیر بھی پیچھے پیچھے آ رہا تھا جبکہ وہ بندہ جو قرات میں غلطی کر رہا تھا مسجد سے باہر نکل کر کھڑا تھا اس نے پہلے تو شیر کو کان سے پکڑ کر ایک طمانچہ رسید کیا اور فرمایا او کتے میں نے کتنی دفعہ تجھے روکا ہے کہ میرے مہمانوں کو تنگ نہ کیا کر اس کے باوجود تو باز نہیں آتا شیر تو دم ہلاتا ہوا واپس چلا گیا پھر مولوی صاحب کو بازو سے پکڑ کر فرمایا کہ مولوی صاحب جتنا زور زبان پر دیتے ہو اگر اتنا دل کی طرف متوجہ ہو جاؤ تو پھر ان کتوں بلوں کے آگے تو نہ بھاگتے پھرو ماشا اللہ لاقوۃ الا باللہ اصل میں یہ کہہ دینا کہ میں غیب کے رب پر ایمان لایا ہوں اور چیز ہے لیکن اس حقیقت کو تسلیم کرنا کہ میرا رب سب سے قریب ہے قرآن پاک میں یہ الفاظ ہر کسی نے پڑھے بھی ہیں سنے بھی ہیں کہ نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ کہ اللہ شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک لیکن جب کوئی بندہ اس چیز کو تسلیم کر لیتا ہے پھر وہ اپنے اللہ کا در چھوڑ کر کسی اور طرف

Marfat.com

متوجہ ہونا گستاخی سمجھتا ہے۔ اس ایک نقطہ پر توحید کی ابتدا بھی اور انتہا بھی ہے لیکن مقام افسوس ہے اس کے برعکس ہم منبر پر تین تین گھنٹہ کی تقریر کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو حاجت روا کہنا شرک ہے کسی کو مشکل کشا کہنا شرک ہے لیکن جب کوئی ضرورت پیش آتی ہے کوئی ڈر اور خوف وارد ہوتا ہے کسی مشکل اور مصیبت سے واسطہ پڑتا ہے۔ پھر ہم شرابی، زانی، مشرک۔ بے دین کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے ذرا بھی شرم محسوس نہیں کرتے حالانکہ اس وقت ہم نے کبھی یہ بات محسوس ہی نہیں کی کہ ہم کیا کر رہے ہیں کیا ہمارے اس عمل سے اللہ راضی ہوگا۔ کیا یہی وہ توحید ہے جس کا درس ہم منبروں پر محرابوں میں اور تبلیغ میں اللہ کی مخلوق کو دیتے ہیں۔ اور یہ بڑا ہی خطرناک اور تکلیف دیہہ معاملہ ہے اسی طرح ہم حضور اقدس ﷺ کے متعلق تقاریر بھی کرتے ہیں تحریر بھی لکھتے ہیں۔ کہ اللہ عطا کرنے والے ہیں اور محبوب خدا تقسیم کرنے والے ہیں اور حضور اقدس ﷺ کی یہ حدیث بھی لوگوں کو سناتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمادیں ہیں۔ حضور اقدس ﷺ ہماری پکار کو سنتے بھی ہیں لیکن جب امتحان آتا ہے مدد کی ضرورت درپیش ہوتی ہے پھر نہ ہم اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں نہ محبوب خدا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ پھر ایسی ایسی مخلوق کے سامنے منگتے بنتے ہیں الاماں الحفیظ میرے محترم نہ تو محبوب خدا کی طرف متوجہ ہونا شرک ہے اور نہ ہی اللہ کے بندوں کی طرف متوجہ ہونا شرک ہے کیونکہ ہمیں حضور اقدس ﷺ نے یہ درس دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی آنکھ بن جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے ہاتھ بن جاتا ہے جن سے وہ پکڑتا ہے پاؤں بن جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے۔ جو اس سے عداوت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے اعلان جنگ فرمادیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس بندے کی محبت کا اعلان جبرائیل امین اور سارے فرشتوں میں فرماتے ہیں کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں پھر وہ مقبولیت زمین پر اتاری جاتی ہے اور ایمان والے بحکمت خداوندی

اس بندے سے محبت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس بندے کے متعلق فرماتے ہیں میرا بندہ جو سوال کرے میں پورا کرتا ہوں اور یہ مقام اس وقت نصیب ہوتا ہے جب کوئی بندہ اپنے نفس اور جسم کی خواہشات کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے اللہ کی ذات اور محبت میں اس قدر فنا ہو جاتا ہے۔ کہ ماسوا اللہ کے ہر چیز سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اس مقام سے فنا فی اللہ اور اس کے بعد بقا باللہ کا مقام نصیب ہوتا ہے۔ ایسے بندوں کی طرف متوجہ ہونا حقیقت میں اللہ ہی کی طرف متوجہ ہونے کے برابر ہے۔ اور اس مقام پر شرک قریب بھی نہیں آ سکتا کیونکہ وہ لوگ ہی حقیقی موحد ہوتے ہیں جن لوگوں نے ماسوا اللہ کے ہر چیز سے رشتہ توڑ کر اپنے حقیقی معبود کے ساتھ رشتہ جوڑ لیا ہوا ہے ان کا ادب حقیقت میں اللہ ہی کا ادب ہوتا ہے ان سے پیار حقیقت میں توحید ہے اور ان کے در سے توحید کا جام نصیب ہوتا ہے۔ جب وہ کسی کی طرف ایک دفعہ محبت سے دیکھ لیتے ہوں ان کو مقام ولائت پر فائز فرما دیتے اور جب وہ کسی کی طرف جلال کی نظر سے دیکھتے ہیں وہاں پر بھی ککھ کنڈا نہیں رہندا اس مقام پر یہ نقطہ بڑا ہی قابل غور ہے جس سے جتنی محبت ہوتی ہے وہ بندہ اتنا ہی اس کے قریب ہونے پر مجبور ہوتا ہے۔ جتنی محبت ہوتی ہے اتنا ہی اس کا ادب کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ جتنی محبت ہوتی ہے اتنا ہی اس پر ایثار کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ جتنی محبت ہوتی ہے اتنی ہی اس کی تعریف کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ یہ نقطہ بڑا ہی قابل غور طلب ہے۔ کہ بندہ اللہ کے بندوں سے محبت خود کرتا ہے یا ان کی محبت کرنے پر اللہ مجبور کرتا ہے۔ اس کیلئے ہمیں اللہ کی کتاب پر غور کرنا ہوگا۔ حکم قرآن ''جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد اعمال صالح کیئے خدا ان کی محبت مخلوقات کے دل میں پیدا کر دے گا'' سورۃ مریم ۹۶

اب اس بات پر غور کریں کہ جب خود ہی اللہ تعالیٰ کسی بندے کے دل میں محبت ڈال کر مجبور کرے کہ تو میرے بندے سے محبت کر پھر وہ اس بندے کو مشرکوں میں شمار کرکے

Marfat.com

کیسے جہنم میں بھیج دے گا۔ کہ تو نے میرے بندے سے محبت کی تھی اس لئے تو نے شرک کیا ہے۔ یہ تو اللہ کی صفت عادل کے بالکل برعکس ہے۔ اس لئے غور کریں بار بار غور کریں کہ نہ تو اللہ کے دوستوں سے محبت کرنا شرک میں شمار ہوتا ہے اور نہ ہی محبوب خدا سے محبت اور ادب شرک میں شمار ہو سکتا ہے۔ ہاں جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول اور اللہ کے بندوں کی بجائے دنیا کے مال سے محبت کی دنیا کی جاہ وحشمت سے محبت کی اللہ نے ان کو مشرک قرار دیا ہے بلکہ جن لوگوں نے ایسے لوگوں سے محبت کی وہ بھی مشرکوں میں شمار ہوں گے آپ قرآن پاک پڑھیں اور اس پر غور کریں۔

مومنوں اہل کتاب کے بہت سے عالم اور راہب لوگوں کا مال ناحق کھاتے ہیں اور ان کو راہ خدا سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور خدا کے راستے میں خرچ نہیں کرتے ان کو اس دن عذاب الیم کی خبر سنا دو۔ سورۃ توبہ ۳۴

محبت کی حقیقت کیا ہے

محبت کی حقیقت تک رسائی کیلئے پہلے انسان کو اپنی حقیقت تک رسائی کرنا لازم ہو گا۔ انسان حقیقت میں دو حقیقتوں کا مجموعہ ہے۔ نفس اور روح۔ نفس دنیا کی خواہشات اور محبت کا مجموعہ ہے۔ اس کا تعلق جسم انسانی کے ساتھ ہے۔ اور جسم انسان اس ظاہری حیات کے ساتھ ہے جو عناصر اربعہ کے امتزاج کے ذریعہ تکمیل پذیر ہوا ہے۔ اس کی ابتدا اور انتہا یہ جہان فانی ہے۔ اس کے برعکس اس میں ایک ایسی چیز بھی موجود ہے جو روز اول سے موجود ہے اور روز ابد تک موجود رہے گی۔ جو فنا سے مبرا اور پاک ہے۔

اس کو روح کے نام سے پکارا جاتا ہے اور اس کی تخلیق اس وقت ہوئی تھی جب ارشاد باری تعالی ہوا تھا کہ الست بربکم کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ اور اس کے جواب میں سب نے مل کر اقرار کیا تھا قالو بلیٰ اس دن سے سب روحوں کی حقیقت اور زندگی موجود

Marfat.com

ہے اگرچہ ہماری ظاہری آنکھیں جن کا تعلق اس ظاہری جہان سے ہے ان کو دیکھنے سے معذور ہیں لیکن ان کی زندگی کا انکار نا ممکن ہے۔ جیسا کہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ روحیں ایسے سیر کرتی ہیں جیسا کہ پرندوں کی ڈاریں ایک دوسرے کے ساتھ مختلف ٹولیوں کی شکل میں محو پرواز رہتے ہیں۔ پھر جو آدمی جن روحوں سے مانوس ہوتا ہے جب دنیا میں آ کر ان روحوں سے ملاقی ہوتی ہے جن سے دنیا میں آنے سے پہلے آشنا تھی تو پھر ان کے ساتھ گھل مل جاتی ہے۔ اور ان سے دوستی اور محبت قائم ہو جاتی ہے اور اس محبت کی حقیقت چونکہ دنیا میں آنے سے پہلے موجود ہوتی ہے اسلئے وہ ایک دوسرے کے ساتھ فوراً گھل مل جاتے ہیں۔ اور اس روح کا تعلق ڈائرکٹ رب العالمین سے ہے جیسا کہ حکم قرآن ہے کل روح من امر ربی۔ اس طرح روح جب جسم میں موجود ہوتی ہے تو پھر وہ اپنی مجالس کی طرف متوجہ ہونے میں کوشاں رہتی ہے لیکن جب انسان دنیا کی لذات وخواہشات اور دنیا کے حسن و جمال میں گم ہو جاتا ہے تو روح کی حقیقت زندہ ہونے کے باوجود نفس کے حجابات میں مستور ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس کے برعکس جب انسان مجاہدات و ریاضات اور اطاعت خداوندی میں محو ہو کر اپنی منزل کی طرف گامزن ہوتا ہے پھر اس کی روح طاقتور اور جسم اور نفس کمزور ہوتا ہے۔ پھر اس حال میں اس کا تعلق خالق حقیقی سے مضبوط ہوتا رہتا ہے جوں جوں مجاہدات اور مشقتیں مصائب و آلام برداشت کرتا ہے اس کا روح قوی سے قوی تر ہو جاتا ہے اور وہ ایسی چیزیں اور حقیقتیں دیکھنے پر قادر ہوتا ہے جو ظاہری جسم سے دیکھنا نہ ممکن ہوتا ہے۔ جیسا کہ حکم قرآن ہے۔ ''اور جن لوگوں نے ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کیں ہم ان کو ضرور اپنے راستے دکھادیں گے۔ العنکبوت ۶۹

اس مقام پر ہی اختلافات جنم لیتے ہیں جو لوگ دنیا کی محبت میں محو منہمک ہیں اگرچہ وہ دین اسلام کے لبادے میں ملبوس ہوتے ہیں اگرچہ وہ کتنے بڑے عالم ہوں ان کی

Marfat.com

محبت دنیا اور اس کی چیزوں کے ساتھ ہوتی ہے یعنی نفس کے غلام ہوتے ہیں ان کی وہ آنکھیں تو قطعی طور پر بند ہوتی ہے جن کو کھولنے کی شرط اول ہی مجاہدات مشقتیں برداشت برداشت کرنا ہے وہ لوگ ان کے تو قریب بھی نہیں جاتے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ان کو وہ چیزیں دکھلائی جائیں جو ان کی ظاہری نظروں اور حواس سے گم ہیں۔ پھر اسی مقام پر اختلاف کی ابتدا ہوتی ہے جن لوگوں کو مجاہدات مشقتوں اور مصائب و آلام کے بعد وہ گوہر نصیب ہوتا ہے۔ وہ ان کے خلاف حسد میں مبتلا ہو جاتے ہیں کیونکہ حسد بھی نفس کی محبت کی ایک حقیقت ہے اور وہ اللہ والوں اور ان کے محبوں کے خلاف فتاووں کے دفتر کھول کر بیٹھ جاتے ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی آدمی غیب کی چیزوں کو دیکھ سکے غیب کی چیزوں کا علم تو صرف اللہ ہی کے پاس ہوتا ہے جس کو چاہتا ہے جتنا چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے۔ آپ ذرا غور کریں کہ تاریخ اسلام کا مشہور واقعہ ہے کہ حضرت عمر خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں اور خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے اچانک فرماتے ہیں یا ساریۃ الجبل اے ساریہ پہاڑ کے قریب ہو جاؤ اور حضرت ساریہ سینکڑوں میل دور اس آواز کو سنتے ہیں اور اس حکم کی تعمیل بھی کرتے ہیں اور پھر اس کی تصدیق بھی کرتے ہیں کہ میں نے اپنے خلیفہ کی آواز کو سنا تھا اسی طرح احادیث مبارکہ میں تفصیل کے ساتھ واقعہ موجود ہے کہ جس وقت جنگ موتہ ہو رہی تھی مدینہ طیبہ سے طویل مسافت تھی لیکن حضور اقدس ﷺ لوگوں کو مسجد نبوی میں اکٹھا ہونے کا حکم دیتے ہیں پھر تفصیل کے ساتھ جنگ کے حالات بیان فرما رہے ہیں۔ اور ابھی تک میدان جنگ سے کوئی خبر اطلاع یا آدمی میدان جنگ سے مدینہ طیبہ نہیں پہنچا تھا کہ آپ جنگ کے سارے حالات بیان فرمانے کے بعد فرماتے ہیں کہ دیکھو اب مسلمانوں کا جھنڈا اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے کامیابی دی ہے۔ یعنی حضرت خالد بن ولید کو جب سیف اللہ کا خطاب نصیب ہوا اس وقت آپ میدان جنگ

Marfat.com

میں جرات وشجاعت کی داستان رقم فرما رہے تھے کہ آپ ﷺ نے اپنی قوت بصیرت سے دیکھ کر اس کو وہ تمغہ عطا فرمایا جیسا کہ آپ ﷺ بذات خود میدان جنگ میں موجود ہیں اور حالات جنگ اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اصل میں یہی وہ مقام ہے جہاں پر اختلافات جنم لیتے ہیں کیونکہ ظاہری آنکھوں سے دیکھنے والوں کو یہ مقام نصیب نہیں ہوتا جب تک مجاہدات اور مشقتوں کے ذریعے دل سے دنیا کی محبت کا حجاب نہیں اٹھتا دل کی آنکھیں کیسے کھل سکتی ہیں جیسا کہ حکم قرآن ہے کہ ''متقی لوگوں کو جب شیطان کا وسوسہ پیدا ہوا ہے تو چونک پڑتے ہیں اور دل کی آنکھیں کھول کر دیکھنے لگتے ہیں''۔ سورۃ اعراف آیت نمبر ۲۰۱

اور یہ سب کچھ اس وقت نصیب ہوتا ہے جب کوئی انسان دنیا کی لذات و خواہشات کو اللہ کی محبت پر قربان کر دیتا ہے۔ وہ شخص جو کچھ زبان سے نکالتا ہے وہ اپنی مرضی سے نہیں اللہ کی مرضی سے بولتا ہے پھر اللہ سبحانہ ان الفاظ کو پورا فرما دیتے ہیں اسی طرح جب کوئی بندہ اللہ کی محبت سے مجبور ہو کر کسی اللہ کے بندے کی ملاقات کیلئے حاضر ہوتا ہے پھر ان دو بندوں کی محبت سے محیر العقول واقعات جنم لیتے ہیں کیونکہ یہ ملاقات کی حقیقت دو اجسام کی بجائے دو روحوں کا ملاقی ہونا ہوتا ہے جن کی محبت کا منبع اور مرکز ایک ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی ملاقات کے وقت رب جلیل ظاہری حجابات اٹھا دیتے ہیں اور ایسے انوار اور علوم کی تجلیوں کا درود ہوتا ہے جن کو سمجھنا ظاہری علم کے عالم کیلئے قطعی ناممکن ہوتا ہے کیونکہ اس کی محبت کا مرکز دنیا ہوتی ہے اس کی وہ آنکھیں قطعاً بند ہوتی ہیں جو اللہ کی محبت اطاعت اور مجاہدات کے بعد کھلتی ہیں پھر وہ ایسے حقائق کو تسلیم کرنے کی بجائے انکار کر دیتے ہیں اور کہنا شروع کر دیتے ہیں نہ جی نہ کسی نبی ولی کے پاس کچھ نہیں ہے۔ غیب کا علم اللہ کے سوا ماننا شرک ہے۔ اس مثال کو سمجھانے کیلئے میں ایک تاریخی واقعہ پیش کرتا ہوں جو جحتہ

Marfat.com

الاسلام حضرت امام غزالیؒ نے اپنی مشہور کتاب کیمیائے سعادت میں درج فرمایا ہے۔ وہ اس طرح ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے وصال کے بعد اسلام کے مایہ ناز خلیفہ حضرت عمرؓ نے سرکار کے حکم کے مطابق حضرت اویس قرنی کے پاس جانے کا قصد فرمایا۔ مسجد نبوی میں دور ونزدیک کے لوگ حاضر تھے آپ نے ان سے پوچھا کہ تم میں سے کوئی قرن شہر کا رہنے والا بھی ہے۔ ایک آدمی کھڑا ہو کر عرض کرتا ہے یا امیر المومنین میں قرن کا رہنے والا ہوں حضرت عمر پوچھتے ہیں کیا تو حضرت اویسؓ کو جانتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں جانتا تو ضرور ہوں لیکن وہ اس قابل نہیں کہ امیر المومنین اس کو یاد فرمائیں۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں خدا تیرا بھلا کرے مجھے تو حضور اقدس ﷺ نے ان کے پاس جانے کا اور امت کی مغفرت کیلئے دعا کرانے کا حکم فرمایا ہے یہ گفتگو سن کر وہاں پر بیٹھے ہوئے ایک اصحابی جن کا نام حرم بن حیانؓ تھا کے دل میں شوق پیدا ہوا کہ اللہ کے اس مقبول بندے کی زیارت ضروری ہے جس کے متعلق حضور اقدس ﷺ نے اتنا کچھ فرمایا ہے آپ رخت سفر باندھتے ہیں اور منازل طے کرتے ہوئے قرن شہر میں چلے جاتے ہیں اور وہاں جا کر حضرت اویس کا پتہ پوچھتے ہیں پتہ چلا کہ وہ دریا پر جا کر اپنے کپڑے دھو رہے ہیں آپ وہاں پر چلے جاتے ہیں اور جا کر کہتے ہیں السلام علیکم یا اویسؓ اس کے جواب میں حضرت اویسؓ فرماتے ہیں وعلیکم السلام حرم بن حیانؓ۔ حضرت حرم بن حیانؓ متحیر ہو کر سوال کرتے ہیں یا حضرت آپ کو میرے اور میرے باپ کا نام کس نے بتلا دیا ہے حالانکہ میری آپ سے پہلی ملاقات ہے حضرت اویسؓ نے فرمایا کہ جس اللہ نے تیرے دل میں میری محبت ڈال کر اتنا سفر کر کے مجھے ملنے پر مجبور کیا ہے۔ اسی اللہ نے جو علیم الخبیر ہے مجھے تیرا نام اور تیرے والد کا نام بتا دیا ہے۔ اب یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت اویس اللہ کے پیغمبر تو نہیں تھے اور نہ ہی آپ کے پاس وحی آتی تھی۔ پھر آپ کو یہ سب کچھ کیسے معلوم ہوا اس کا جواب اسطرح ہے کہ حضور

Marfat.com

اقدس ﷺ کو علم الٰہی دو طرح سے نصیب ہوتا تھا علم نبوت بذریعہ وحی جس کا سلسلہ آپ کے ساتھ ہی بند ہو چکا ہے دوسرا علم جو آپ کے قلب مبارک پر القا کیا جاتا تھا۔ وہ علم قیامت تک آپ کے محبوں اور غلاموں میں جاری رہے گا کیونکہ یہ علم دین کی تقویت کے لئے ضروری ہوتا ہے۔

زمانہ قریب میں جب لگرواقوم کے سردار جن کا نام برکت پہلوان تھا جب امیر محترم جناب میاں محمد منظور احمد کے ساتھ شیخ محترم کے حضور پہلی بار حاضر ہوئے تو شیخ محترم حضرت صوفی محمد برکت علی نے اس کا پرتپاک استقبال کیا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ برکت پہلوان میں تو تیرا بڑی دیر سے انتظار کر رہا تھا آپ کے اس طرح مخاطب ہونے سے برکت پہلوان متحیر ہو کر رہ گیا کہ مجھے اس بندہ نے آج پہلی بار دیکھا ہے اور میرا ان سے کسی بھی طرح کا کوئی ظاہری واسطہ اور رابطہ نہیں اس کے باوجود اس کو میرا نام کیسے معلوم ہو گیا اور یہ میرا منتظر کیوں تھا۔ اور شیخ محترم کی اس کرامت کی برکت سے برکت پہلوان اپنے ہزاروں ساتھیوں سمیت دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا کیونکہ اس نے دل کی گہرائیوں کے ساتھ دین اسلام کی صداقت اور حقانیت کو تسلیم کر لیا اور اس سارے فیض کا وسیلہ وہ کلام بنا جو شیخ محترم نے آتے ہی اس بندے یعنی برکت پہلوان سے فرمایا میں عرض کر رہا تھا یہ جو روح کا معاملہ ہے۔ غیب کے علوم پر دسترس حاصل کرنے کیلئے روح کا قوی ہونا ضروری ہے اس کیلئے مجاہدات برداشت کرنے پڑتے ہیں ساتھ اس حقیقت کو بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ روح ایسی حقیقت ہے جو انسان میں دنیا کے وجود سے پہلے بھی زندہ تھی اور انسان کی موت کے بعد بھی زندہ رہے گی۔ موت جسم کیلئے ہے روح کیلئے نہیں ہوتی اس لئے روح کی زندگی بھی ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار ناممکن ہے۔ اسی طرح روح اور نفس کی منازل اور محبت بھی مختلف ہوتی ہیں۔ نفس کی محبت دنیا کی خواہشات تک ہوتی ہے مثلاً

Marfat.com

کسی خوبصورت عورت کی محبت مال ومنال کی محبت ۔ مال وزر کی محبت ۔ زیب وزینت سے محبت ۔ یہ سب نفس کی محبت کی منازل ہیں ۔ حقیقت میں جس کو جس کسی سے محبت ہوتی ہے وہی اس کا قبلہ ہوتا ہے ۔ اس لئے قرآن پاک نے مال اور اولاد کی محبت کو فتنہ قرار دیا اور ساتھ ہی قطعی حکم دے دیا کہ اگر تم کو مال اور اولاد کی محبت نے احکام خداوندی سے غافل کر دیا تو تم خسارے میں چلے جاؤ گے یعنی یہ ایک تنبیہہ ہے کہ ان کی محبت کہیں روح کی محبت پر غالب نہ آ جائیں دوسری طرف قرآن پاک نے وضاحت فرمادی کہ ایمان والوں کی دوستی اور محبت اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں کے ساتھ ہی ہوتی ہے ۔ اور اس محبت کا تعلق بھی روح کے ساتھ ہوتا ہے ۔ اور ایمان کا تعلق بھی روح کے ساتھ ہوتا ہے ۔ اس معاملہ پر یہ نقطہ بڑا ہی غور طلب ہے کہ ایمان کی پہچان ہی یہ بتلائی ہے کہ اس بندے کی محبت صرف ایمان والوں کیلئے ہوتی ہے ۔ تو جس محبت کی پہچان ہی ایمان ہو اسی خصوصیت کے ساتھ اللہ کے مقبول بندوں سے محبت ہوگی جتنی محبت زیادہ ہوگی اتنا ہی ایمان زیادہ ہوگا اور اس محبت کا اصل تعلق اللہ کی ذات ہے ۔ یہ اللہ ہی کی طرف سے عطا ہوتی ہے اللہ ہی کی طرف سے مخلوق کے دل میں اللہ کے مقبول بندوں کی محبت ڈالی جاتی ہے جتنا ایمان قوی ہوتا ہے اتنی ہی محبت شدید ہوتی ہے اللہ کے مقبول بندوں سے محبت حقیقت میں اس بندے کی اللہ سے محبت کا انکشاف ہے ۔ اس کے برعکس کافروں مشرکوں اور دنیا کے مال سے محبت سے روکا گیا ہے ۔ اور یہ محبت کبھی بھی شرک میں تبدیل نہیں ہوتی کیونکہ شرک اور نفاق کے تمام چشمے دنیا کی محبت کافروں اور مشرکوں کی محبت سے پھوٹتے ہیں جیسا کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے کہ دنیا کے مال کی محبت سے منافقت کا پیدا ہونا ایسے ہی ہے جیسا کہ بارش کے بعد زمین سے گھاس وغیرہ کا پیدا ہونا ضروری ہے ۔ دوسری طرف قرآن پاک نے وضاحت فرمائی ہے کہ منافقوں کی حقیقی پہچان ہی یہ ہے کہ وہ ایمان والوں سے بھی دوستی رکھتے ہیں

Marfat.com

اور کافروں سے بھی دوستی رکھتے ہیں۔ جب کہ ایمان والوں کی پہچان یہ ہے کہ وہ ایمان والوں سے پیار بلکہ ان پر اپنی ہر چیز نثار کر دیتے ہیں جبکہ کافروں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں کیونکہ کافروں کی منزل دنیا اور دنیا کی آسائش واستراحت تک محدود ہوتی ہے۔ اور یہ سب کچھ نفس کے تابع ہوتا ہے یعنی ان کی زندگی کا ماحصل خواہشات نفسانی تک محدود ہوتا ہے۔ جبکہ مومن ان سب کی محبت سے دست بردار ہو کر رجوع الی اللہ ہوتا ہے مومن کی دنیا ہتھیلی پر ہوتی ہے جب ضرورت پڑتی ہے راہ حق میں پیش کر دیتا ہے اور دل میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ یعنی ان کا دل ہر قسم کے نفاق اور شرک سے پاک ہوتا ہے۔ جبکہ منافق نے اگرچہ اسلام کا لبادہ اوڑھ رکھا ہو اس کا دل دنیا کی محبت میں اسیر ہوتا ہے اس لئے جب ایثار اور قربانی کا وقت آتا ہے منافق اس کی تاب نہیں لاسکتا اس وجہ سے منافق کبھی مجاہد نہیں ہوسکتا اور مجاہد کبھی منافق نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح منافق اور مشرک کی روح جسم میں موجود ہونے کے باوجود دنیا کی محبت۔ مال کی محبت۔ اولاد کی محبت۔ بیوی کی محبت۔ کے حجابات میں مستور رہتی ہے۔ اس وجہ سے نحیف کمزور اور نابینا ہوتا ہے۔ اس کو وہ روشنی نصیب ہی نہیں ہوتی۔ جس کی بدولت مومن نور بصیرت کا منبع ہوتا ہے۔ اس کے باوجود کہ روح ہر ایک کا زندہ رہتا ہے خواہ وہ کافر کا ہو خواہ مومن کا ہو لیکن مومن کے روح کا مرکز چونکہ ذات حق کی تجلیات ہوتی ہیں اس وجہ سے وہ قوی اور صاحب بصیرت ہوتا ہے جبکہ کافر کا روح دنیا کی محبت کے حجابات میں مستور ہو کر ناکارہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح ایمان والوں کے درجات بھی مختلف ہوتے ہیں اس لئے ان کے روح کے مقامات بھی مختلف ہوتے ہیں دیکھیں اسلام کا ایک مقام یہ بھی ہے کہ وہاں پر انسان اپنے مال کی زکواۃ ادا کرتا ہے تو اس کا مال پاک ہو جاتا ہے۔ اس میں برکت بھی ہو جاتی ہے۔ اسلام میں دوسرا تقویٰ کا مقام ہوتا ہے کہ وہ شخص حضور اقدس ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہو کر مال جمع ہی نہیں کرتا جو کچھ آتا ہے اللہ

Marfat.com

کی راہ میں خرچ کر دیتا ہے تیسرا مقام یہ بھی ہے کہ کوئی مسلمان اسلام کا لبادہ اوڑھنے کے باوجود اپنے مال سے زکواۃ دینا بھی پسند نہیں کرتا یہ حقیقت میں نفاق کی ایک علامت ہے اب بتائیں کہ اللہ تعالیٰ تو عادل ہے یہ کس طرح ممکن ہے کہ ہر ایک کو ایک ہی جیسا مقام عطا کرے۔ اسی طرح ایک آدمی دین کا علم حاصل کرتا ہے کہ وہ اس سے دنیا کا مال حاصل کرے۔ کچھ لوگ اس لحاظ سے دین کا علم حاصل کرتے ہیں کہ اس سے دین اسلام سر بلند ہو۔ اور کچھ لوگ دین کی خدمت میں ایسے محو و منہمک ہوتے ہیں کہ وہ اپنی ضروریات زندگی سے بھی بے خبر اور بے گانہ ہو جاتے ہیں یہاں تک وہ کھانے اور رفع حاجت کے اوقات کو بھی اللہ کی راہ میں حائل تصور کرتے ہیں۔ بعض لوگ دین کی محبت میں اپنا مال اولاد۔ جان سبھی کچھ پیش کر دیتے ہیں اور بعض لوگ دنیا میں ایسے بھی دیکھنے کو ملتے ہیں جو دین اسلام کے لئے تاحیات اپنی دنیا کی ہر چیز سے ہجرت کر جاتے ہیں اور پھر دین کی خدمت میں اس قدر محو منہمک ہوتے ہیں دوبارہ پھر کر دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتے۔ اب ان سب کا مقام بھی ایک جیسا ہونا کیسے ممکن ہوگا۔ جب کوئی انسان دنیا و مافیہا سے بے نیاز اپنے اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس مقام سے فنا فی اللہ کی ابتدا ہوتی ہے اور جب اس خوش نصیب کو اپنے مقام پر استقامت نصیب ہوتی ہے تو اسی مقام سے بقا باللہ کا مقام پیدا ہوتا ہے جسے موت بھی مارنے سے قاصر ہوتی ہے۔ ایسے آدمی کا نام اور کام نگار خانہ دہر میں ہمیشہ زندہ اور قائم رہتا ہے ایسے لوگوں کو ہی کشف و کرامات کا مقام نصیب ہوتا ہے جسے دیکھ کر دنیا دار جو خود حقیقی اندھے ہوتے ہیں انکار کر دیتے ہیں اور ساتھ ہی حسد شروع کر دیتے ہیں۔

Marfat.com

علم اور عالم اور فیض

دنیا میں جتنے علوم آئے ان میں سب سے بہتر علم اللہ کی کتاب کا ہے۔ اور اس کے بعد حدیث پاک کا علم ہے کیونکہ وہ بھی اللہ کے منشا کے عین مطابق اللہ کی کتاب کی تشریح ہے۔ اس لئے یہ دونوں علوم ہر صاحب ایمان کیلئے ہر قسم کے شک سے پاک اور مبرا ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو قرآن وحدیث کے علوم اتنے مقدس اور بابرکت ہونے کے باوجود ان کا فیض اسی وقت جاری ہوتا ہے۔ جب ہم ان پر عمل کریں گے تاریخ اسلام شاہد ہے کہ ان پر جس کسی نے جس زمانے میں جتنا عمل کیا اتنا ہی فیض یاب ہوا۔ اگر موجودہ دور تک ہم تجزیہ کریں تو تین زمانوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ پہلا زمانہ تو حضور اقدس ﷺ اور اصحابہ اکرام کا زمانہ ہے اس زمانہ میں ظاہری طور پر اتنی مساجد اور درس گاہیں نہ تھیں لیکن اس کے باوجود ہر کوئی اپنے علم پر عمل ضروری سمجھتا کسی کی مجال نہ تھی کہ اس کو حکم قرآن یا حدیث سننے کے باوجود وہ اس سے انکار کرے۔ اس عمل کا فیض اس طرح جاری ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اجتماعی طور پر خلافت اور حکومت عطا فرمائی اس عمل کا فیض سلطان صلاح الدین ایوبی تک جاری رہا۔ اس کے بعد دوسرا دور شروع ہوا جب مسلمان دین اسلام سے دور ہو کر دنیا کی محبت میں محو ومنہمک ہو گئے اور دشمنان اسلام کی سازشوں کی بدولت ملت اسلامیہ اور خلافت اسلامیہ کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا گیا تو پھر اس وقت اللہ کے برگزیدہ بندوں جن کو اولیائے عظام کہا جاتا ہے انہوں نے اپنے علم پر عمل کیا دین اسلام کیلئے سخت مجاہدات برداشت کئے تو پھر ان کی تبلیغ کے فیض سے ہندوستان سے جہاں پر ہر طرف کفر کے گھٹا ٹوپ اندھیرے چھائے ہوئے تھے لاکھوں کروڑوں انسانوں کو دائرہ اسلام میں داخل فرمایا اور یہ سب کچھ ان کے علم اور عمل کا فیض تھا کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ وہ علیحدہ ملک قائم کر سکیں۔ ملت اسلامیہ کا تیسرا دور اس وقت شروع ہوتا ہے

جب انگریزوں نے اپنی مکارانہ چالوں سے خلافت اسلامیہ کو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے ملکوں قوموں اور فرقوں میں تقسیم کر کے ملت اسلامیہ کی شوکت کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ حالانکہ از روئے قرآن تمام مسلمان ملت واحدہ ہیں اور ان کو ایک خلافت کے تحت رہنا ضروری ہے کیونکہ مسلمانوں کا قرآن بھی ایک ہے کعبہ بھی ایک ہے اللہ بھی ایک ہے رسول بھی ایک ہے دین بھی ایک ہے۔ قانون بھی ایک ہے جو ہر ایک پر ہر وقت لاگو رہتا ہے۔ لیکن جب ہم نے اپنے نفس کی خواہشات اور جاہ وحشمت کو دین ایمان اور اسلام سے مقدم مان لیا۔ تو پھر ہماری خلافت وحکومت کو ذلت ورسوائی میں بدلنا قانون فطرت کے عین مطابق تھا۔ اس کے بعد قرآن پاک میں واضح ہدایت موجود ہے کہ تم میں بہتر وہی ہے جو متقی اور پرہیز گار ہے۔ پھر جب ہم نے اپنے نفس کی خواہشات کو اپنا معبود مان لیا تو پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ ہم متقی لوگوں کو اپنا امیر چنتے لہٰذا ہم نے دین اسلام سے بغاوت کر کے اپنی قوموں اور ذاتوں پر فخر کرنا شروع کر دیا اس کے بعد تیسرا اور سب سے خطرناک وار جو ملت اسلامیہ پر کیا گیا۔ وہ یہ تھا کہ ایک دین کو مختلف فرقوں میں بانٹ دیا گیا اور ایسے فرقے معرض وجود میں آئے جن کا دین اسلام میں سابقہ بارہ سو سال تک نام ونشان بھی نہ تھا۔ پھر دشمنان اسلام نے اپنے خاص پراپیگنڈہ کے ذریعے ان فرقوں کو اتنا مضبوط کیا کہ کوئی فرقہ نہ تو قرآن کی بات سننا پسند کرتا ہے اور نہ ہی کسی حدیث پاک کو مانتا ہے۔ ماسوا ان آیات مبارکہ کے جن کی بدولت ان کے فرقے کو تقویت میسر ہو۔ یہ بات میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ جب انسان پورے دین کو مان لیتا ہے۔ پھر فرقہ پرستی خود بخود ختم ہو جاتی ہے۔ اس معاملہ میں آپ جتنا چاہیں غور کریں آپ کو اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہوگا کہ جس قرآن پاک میں اتحاد بین المسلمین کا حکم دیا گیا ہو اور متفرق ہونے سے بار بار روکا گیا ہو۔ اس قرآن سے اس قسم کی کوئی ایک بھی آیت ملنا قطعی ناممکن ہے جس میں فرقہ پرستی کا حکم موجود

Marfat.com

ہو۔اس کے باوجود ہر کوئی اپنے فرقے کے جواز میں لاتعداد قرآنی آیات پیش کرتا ہے۔ یہ بات اس حقیقت کا واضح ثبوت ہے کہ ہم اپنی مطلب کیلئے قرآنی آیات کا مطلب بدل لیتے ہیں اس تیسرے زمانے میں جو بات سب سے زیادہ تباہی کا سبب بنی وہ یہ ہے کہ علما اکرام نے بھی دین کی عظمت کیلئے کام کرنے کی بجائے اپنے نفس کی خواہشات اور دنیا کے مال و زر جاہ وحشمت کیلئے کام کرنا شروع کر دیا صاف ظاہر ہے اس حال میں دین اسلام کی سربلندی کیسے ممکن ہو پھر اس کے ساتھ اس سے بھی بڑھ کر جو ظلم کیا وہ یہ کہ اپنے اکابرین اور سلف صالحین جن کی بدولت کا فر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ان کے نظریات اور عقائد جو قرآن کے عین مطابق تھے ان سے یکسر انکار کر دیا بلکہ ان کے عقائد کو مشرکانہ قرار دیا گیا حالانکہ یہ بات بہت قابل غور ہے کہ اگر ان کے عقائد مشرکانہ ہوتے تو پھر وہ کافروں اور مشرکوں کو مسلمان کیسے کرتے۔ اس تضاد کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ موجودہ دور میں دین اسلام کو اپنی خواہشات اور فرقوں کے ماتحت کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی جب کہ سلف صالحین اور اکابرین نے اپنے جسم الوجود اور نفس کو دین اسلام کے تابع فرمان کیا جس وجہ سے ان سے فیض جاری ہوا لیکن جب ہم نے دین اسلام کو اپنے نفس کے تابع کرنے کی کوشش کی تو اس کا رزلٹ یہ نکلا کہ ہم مکمل طور پر نفس اور شیطان اور اس کے غلاموں کے غلام بن گئے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ دین اسلام کے علم پر جب تک عمل نہ کیا جائے ثواب کی بجائے عذاب کا موجب بنتا ہے۔ لیکن جب دین اسلام کے مطابق عمل کیا جائے تو دونوں جہانوں میں کامیابی کی بھرپور ضمانت فراہم کرتا ہے۔ یہ ہمارے لئے تازیانہ عبرت ہے کہ جب ہم نے دین اسلام کو اپنے نفس کے تابع کرنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں نجس لوگوں کا غلام بنا دیا۔ جن کو مشرکین کے نام سے پکارا جاتا ہے اور ہر مشرک نجس ہوتا ہے اور نجس ناپاک ہوتا ہے حدیث پاک میں وضاحت موجود ہے کہ جو آدمی دین کا علم حصول دنیا کیلئے حاصل

Marfat.com

کرے گا اس کو جنت کی خوشبو بھی میسر نہ ہوگی اور قیامت کے دن اس کے چہرے پر گوشت نہیں ہوگا۔ دوسری طرف جو لوگ اپنے علم پر عمل کرتے ہیں ان کیلئے اللہ کی ساری مخلوق جس کی تعداد کم وبیش اٹھارہ ہزار ہے اور ہر مخلوق اربوں کی تعداد میں موجود ہے دعا کرتی ہے کہ یا اللہ اپنے اس بندے کو قائم رکھ کیونکہ ان کو علم ہے کہ ہمارا وجود بلکہ ساری کائنات اللہ کے مقرب بندوں ہی کی بدولت موجود ہے اب دیکھیں ہر دو عالم ہیں ایک جیسی شکل وصورت ایک ہی قرآن پڑھتے ہیں ایک ہی حدیث پڑھتے ہیں لیکن اس کے باوجود ایک کا مقام تحت الثریٰ کی مانند اور دوسرے کا مقام عرش عظیم کی بلندیوں جیسا۔ لیکن اس کے باوجود ہم ہر دو کو ایک ہی ترازو میں رکھ کر وزن کرتے ہیں۔ جو حقیقی موحد ہیں ان پر شرک کے فتاوے لگائے جا رہے ہیں اور جو لوگ اللہ کی بجائے در در کے منگتے اور بھکاری ہیں وہ دوسروں کو مشرک بنا رہے ہیں۔ میں نے اس سے پہلے حدیث پاک بیان کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے کسی قاری کو قرآن پڑھ کر لوگوں سے سوال کرتے دیکھا تو فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون لوگوں کے پوچھنے پر حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے سنا ہے کہ میرے بعد کچھ ایسے لوگ آئیں گے جو اللہ کی کتاب پڑھ کر مخلوق سے سوال کریں گے حالانکہ اللہ کی کتاب پڑھ کر اللہ کا ہی سوال کرنا چاہیے۔ اب موجودہ دور میں آپ دیکھیں ہمارا عمل کیا ہے۔ ایک مولوی صاحب مسجد میں سپیکر پر نظم پڑھ رہے ہیں اساں مولانوں حاجت روا سمجھیا اس سے یہ کہنا مقصود ہے کہ ہم موحد اور متوکل ہیں دوسرے لوگ جو اللہ کے سوا دوسروں کو حاجت روا یا مشکل کشا سمجھتے ہیں وہ مشرک ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی مولوی صاحب بار بار اعلان کر رہے ہیں کہ مسجد کیلئے مدد کریں درسگاہ کیلئے مدد کریں بار بار اعلان ہو رہا ہے کہ اس بچے نے دس روپے کی مدد کی ہے اللہ اس کو حج کرائے اس کے بعد پھر اعلان ہو رہا ہے کہ

اساں اللہ نوں مشکل کشا سمجھیا　　　اساں اللہ نوں حاجت روا سمجھیا

Marfat.com

اس کے بعد پھر اعلان ہوتا ہے کہ فلاں بچے نے پانچ روپے مدد کی ہے اللہ اس کو حج بیت اللہ کروائے۔ یہ ہماری توحید ہے۔ اس کے برعکس جن لوگوں پر شرک کے فتوے لگائے جاتے ہیں انہوں نے کبھی بھی اور کسی بھی حال میں کسی کے سامنے دامن دراز نہیں کیا۔ اپنے اللہ ہی کی طرف متوجہ رہے اور اپنے مریدین کو بھی اللہ ہی سے مانگنے کی تلقین فرمائی۔ جیسا کہ میں نے مسجد بنانے کی خواہش کی تو میرے شیخ محترم نے فرمایا کہ دو شرائط کے ساتھ مسجد بنانے کی اجازت ہے۔ (۱) آپ نے امامت خود کروانی ہے لیکن تیرے لئے امامت کا عوضانہ لینا خنزیر کے گوشت کے برابر ہوگا۔ (۲) تو نے بہت اچھی مسجد بنائی ہے لیکن کبھی کسی سے سوال نہیں کرنا اور چندہ نہیں مانگنا اگر اللہ اپنا گھر بھی نہیں بنا سکتا تو پھر ہم اس کو رب العالمین کیسے مانیں گے۔ اللہ کا شکر و احسان ہے کہ مسجد بھی بن گئی درس گاہ بھی بن گئی ہے لاکھوں روپے کی کتب بھی چھپ کر فی سبیل اللہ لکھ کر تقسیم ہو رہی ہیں۔ اللہ کا شکر و احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے سوا کبھی کسی کا محتاج نہیں کیا اور نہ ہی آج تک مسجد میں اعلان کیا ہے کہ مسجد یا درس گاہ کی مدد کی جائے یا میری مدد کی جائے اور نہ ہی کبھی امامت کا عوضانہ وصول کیا ہے لیکن اس کے برعکس جو لوگ بار بار سپیکر پر یہ پڑھتے ہیں۔

اساں اللہ نوں حاجت روا سمجھیا　　　اساں اللہ نوں مشکل کشا سمجھیا

وہ ایک طرف بار بار مخلوق کے سامنے اعلان کرتے ہیں کہ مسجد کی مدد کی جائے امام مسجد کی مدد کی جائے۔ بلکہ حدیث پاک میں قطعی طور پر وضاحت موجود ہے ہے کہ جو لوگ قرآن کی اجرت یا عوضانہ لے کر پڑھائیں گے ان کا مقام جہنم ہے۔ لیکن اس کے باوجود امامت کی بھی تنخواہ مقرر کرتے ہیں درس گاہ میں قرآن پڑھانے کی بھی تنخواہ وصول کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی تقرار کرتے ہیں۔

اساں اللہ نوں حاجت روا سمجھیا　　　اساں اللہ نوں مشکل کشا سمجھیا

Marfat.com

حدیث پاک: حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ میں نے اہل صفہ میں سے کچھ لوگوں کو قرآن سکھلایا۔ ان میں سے کسی نے میرے لئے کمان روانہ کی میں نے دل میں خیال کیا۔ یہ کوئی مال تو ہے نہیں اس کے لینے میں کیا نقصان ہے اس لئے میں نے اسے لے لیا۔ دل میں خیال کیا کہ اس سے جہاد میں کام کروں گا۔ اس کے بعد میں نے حضور اقدس ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اگر تجھے آگ کا طوق پہننا اچھا معلوم ہوتا ہے تو اسے قبول کر لے۔ سنن ابن ماجہ صفحہ ۱۵۶ فضائل قرآن صفحہ ۴۳۳ (مولانا ذکریا صاحب)

اسی نوعیت کی بہت ساری مستند احادیث مبارکہ موجود ہونے کے باوجود ہم مخلوق سے مانگنے پر بضد ہیں۔ نار جہنم کا مستند سرٹیفکیٹ ہونے کے باوجود ہم جہنم میں جانے کیلئے تیار ہیں اس کے اولیا، انبیاء سے محبت کرنے والوں یا ان کی راہ چلنے والوں پر تنقید کرنے کیلئے ہم بار بار اعلان کرتے ہیں ہم موحد ہیں مبلغ ہیں اور ہم سیدھی راہ پر ہیں۔

اساں اللہ نوں مشکل کشا سمجھیا   اساں اللہ نوں حاجت روا سمجھیا

جب مشکل وقت آتا ہے تھوڑی سے تکلیف یا کوئی لالچ ہوتا ہے تو پھر ایسے لوگوں کے دروازے کھٹکھٹاتے ہیں جو راشی بھی ہوں شرابی بھی ہوں زانی بھی ہوں ظالم بھی ہوں۔ فاسق بھی ہوں کہ ہماری مدد کرو ہماری مشکل کشائی کرو یہی علم اور عمل کا تضاد ہے جس نے ملت اسلامیہ کی عظمت کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ اس کے برعکس تمام اولیائے عظام کی زندگیوں کا ریکارڈ موجود ہے کہ انہوں نے ماسوا اللہ کے کبھی کسی سے سوال نہ کیا اللہ کی مخلوق تو ان کے در کی منگتی اور محتاج بنی بادشاہ دست بستہ ان کی خدمت میں کھڑے رہے لیکن وہ کبھی کسی بادشاہ کے پاس نہیں گئے کیونکہ وہ موحد بھی تھے متوکل بھی تھے۔ لیکن یہ کتنا افسوس کا مقام ہے۔ ان مقدس ہستیوں کے بارے میں یہ پراپیگنڈہ زور وشور سے جاری ہے کہ ان کے

پاس کچھ نہیں کسی ولی نبی کے پاس کچھ نہیں ان کے پاس جانا شرک ہے۔ لیکن اس کے برعکس ہر مشرک اور فاسق سے مانگنا ان لوگوں کیلئے جائز ہے جو یہ کہتے ہیں کہ

اساں مولانوں مشکل کشامنیاں   اساں مولانوں حاجت روامنیاں

اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ حضرت علی کو مشکل کشا کہتے ہیں یا اولیائے عظام سے اپنی حاجات بیان کرتے ہیں وہ نعوذ باللہ شرک کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی نبی ولی کے پاس کچھ نہیں۔ آؤ اب اللہ سے ہی سوال کرتے ہیں کہ یا اللہ واقعی تو نے کسی کو کوئی اختیار نہیں دیئے۔ اور واقعی تو نے اپنے غیب کے خزانوں سے کسی مخلوق کو علم عطا نہیں کیا۔

اولیائے عظام

اس کیلئے قرآن پاک سورۃ جاثیہ ۱۳ سورۃ حدید ۷ سورۃ یونس ۱۴ سورۃ نور ۵۵ میں اللہ تعالیٰ نے بار بار وضاحت فرمائی ہے کہ ہم نے انسان کو اپنا خلیفہ بنایا اور کائنات کی ہر چیز اس کیلئے مسخر فرما دی۔ پھر حضرت سلیمانؑ اور حضرت داؤدؑ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ہم نے ہواؤں۔ جنوں چرندوں پرندوں کو ان کے زیر فرمان کر دیا حضرت عیسیٰؑ کو مردوں کو زندہ کرنے کے اختیار فرما دیئے بیماروں کوڑھیوں اور برص والوں کو ان کے ہاتھ سے شفا دے دی۔ اب اسی کتاب میں میں نے حضرت عمرؓ کے تاثرات لکھے ہیں کہ جتنے معجزات تمام انبیا کو دیئے گئے وہ سارے حضور اقدس ﷺ کو عطا کئے گئے اور حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے بعض عالموں کے درجات بنی اسرائیل کے انبیا جیسے ہوں گے۔ ایسے عالموں سے وہی عالم مراد ہیں جو اپنے علم پر عمل کرتے تھے اور پھر ان سے فیض ظاہر ہوا اور مشرکوں اور کافروں کو دائرہ اسلام میں داخل فرمایا۔ جن کو اولیائے عظام کہا جاتا ہے اور جن کو اللہ تعالیٰ نے ان کے عمل کی بدولت حیات جاودانی عطا فرمائی سوال پیدا ہوتا

Marfat.com

ہے کیا کبھی کسی ولی اللہ نے یہ خواہش ظاہر کی کہ مخلوق میرے پاس حاضر ہو۔

جواب: یہ حقیقت ہے کہ وہ اپنے اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں وہ مخلوق سے تنفر اور بیزار تنہائی کے متلاشی ہوتے ہیں اسی وجہ سے انہوں نے جنگلوں بیابانوں کو ترجیح دی لیکن جب اللہ ان پر راضی ہوتا ہے تو پھر مخلوق کے دل میں ان کی محبت ڈال دیتا ہے اور وہ ان کے پاس جانے اور ان کا ادب کرنے پر مجبور ہوتی ہے۔ جیسا کہ حکم قرآن ہے۔ ''جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد اعمال صالح کیے خدا ان کی محبت مخلوق کے دلوں میں ڈال دیتا ہے''۔

سورۃ مریم آیت نمبر ۹۶

حدیث پاک: فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ جب محبت کرتا ہے اللہ سبحانہ کسی بندے سے تو پکارتا ہے۔ حضرت جبرائیلؑ کو کہ بیشک اللہ سبحانہ نے فلانے کو دوست رکھا تو بھی اس کو دوست رکھ تو جبرائیل اس سے محبت رکھتے ہیں۔ پھر پکار دیتے ہیں۔ حضرت جبرائیلؑ آسمان والوں میں (یعنی فرشتوں میں) کہ بے شک اللہ سبحانہ نے فلانے کو دوست رکھا سو تم بھی اس کو دوست رکھو تو آسمان والے اس سے محبت رکھتے ہیں۔ پھر اس محبوب بندے کی زمین میں قبولیت اتاری جاتی ہے۔ (یعنی زمین کے نیک لوگ اس کو مقبول جانتے اور اس سے محبت رکھتے ہیں) ابو ہریرہؓ بخاریؒ مشاق الانوار صفحہ ۵۶۹ شمار ۸۷۷ ترتیب شریف صفحہ ۲۴/۴۹

دوسری حدیث پاک میں حکم ہے جس نے میرے دوست سے عداوت کی میں اس سے اعلان جنگ کر دیتا ہوں جب میں اپنے بندے سے محبت کرتا ہوں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے۔ آنکھ بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے پکڑتا ہے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ اور یہ احادیث مبارکہ بخاری شریف کی ہیں جو احادیث مبارکہ میں سب سے زیادہ مستند کتاب ہے۔ اس

کے باوجود یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم ان سے بغض وعداوت رکھیں۔تو کیا ہمارا ایمان سلامت رہے گا۔یہ حقیقت ہے کہ اللہ کے بندے جس سے ناراض ہو جاتے ہیں اللہ بھی ان سے ناراض ہو جاتا ہے۔اللہ کے بندے جس پر راضی ہو جاتے ہیں اللہ بھی ان سے راضی ہو جاتا ہے۔اللہ کے بندوں سے بغض وعداوت کرنے والوں کے خلاف اللہ تعالیٰ اعلان جنگ فرمادیتے ہیں یعنی ان سے اعمال صالح کی توفیق سلب کر لی جاتی ہے۔اس کے برعکس جولوگ اللہ کے بندوں سے محبت رکھتے ہیں اللہ بھی ان سے محبت رکھتا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ جب کسی بندے کو یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے ایسے ہی لوگوں کو حیات جاودانی کا مقام نصیب ہوتا ہے۔جس طرح دنیا کی ہر چیز عارضی فانی اور چند روز کی مہمان ہے اسی طرح اللہ حي القیوم کی ہر چیز باقی ہے اس پر کبھی فنا نہیں آتی۔اللہ تعالیٰ جس بندے کے قلب وجگر میں اپنی محبت عطا فرمادیتے ہیں اور اس کا اعلان عرش عظیم سے لے کر تحت الثریٰ تک ساری مخلوق میں فرمادیں کہ فلاں بندہ میرا محبوب بندہ ہے۔پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اس کی ظاہری موت کے بعد اس کی محبت کا واسطہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے ساتھ ختم ہو جائے۔یہی وجہ ہے کہ اللہ کے بندوں کی محبت ان کی موت کے بعد بھی اللہ کی مخلوق کے دلوں میں قائم رہتی ہے۔اس طرح ان کا فیض بھی ان کی قبروں سے تا قیامت جاری رہے گا کیونکہ اس فیض کی حقیقت اللہ کی محبت ہوتی ہے جو ان کو عنایت کی جاتی ہے پھر اللہ کے مقبول بندوں کے تصرف اور قوت سے انکار کیسے ممکن ہے جبکہ ان کی آنکھ اللہ کی آنکھ ہوتی ہے ان کے کان اللہ کے کان ہوتے ہیں۔ان کے ہاتھ اللہ کے ہاتھ ہوتے ہیں یہ احادیث مبارکہ بڑی ہی غور طلب ہیں پھر اس کے باوجود ان سے بغض وعناد رکھنا کسی بھی اہل ایمان کو کیسے زیب دیتا ہے۔آپ کہیں گے کہ ہم تو ان کا ادب کرتے ہیں پھر اس کا جواب یہ ہے کہ پھر آپ کی زبان سے کبھی ان کے مقبول بندوں کی تعریف کیوں نہیں نکلتی۔جس طرح اللہ کی توحید۔

Marfat.com

ربوبیت۔ حاکمیت سے حضور اقدس ﷺ نے مخلوق کو متعارف کروایا اسی طرح آپ کے جانشینوں خلفاء اور اولیائے عظام نے اپنی دنیا کی ہر چیز ہر قسم کی آسائش واستراحت سے دست بردار ہو کر صرف ایک مقصد لے کر میدان عمل میں نکلے کہ اللہ کی مخلوق غیر اللہ کی بجائے اللہ کے سامنے سربسجود ہو۔ اور اسی عمل کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ان کو حیات جاودانی کی عظیم نعمت سے نوازا پھر چونکہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی ان کی محبت مخلوق کے دلوں میں ڈالی ہے پھر اسی محبت کی بدولت اللہ کے بندوں کو جہنم میں ڈالنا کس طرح ممکن ہوسکتا ہے۔ اس حقیقت کو سمجھنے کیلئے میں ایک حدیث پاک پیش کرتا ہوں اس پر غور کریں جس طرح ظاہری نظام چلانے کیلئے اللہ نے ظاہری مخلوق کے اختیارات سے نوازا ہے اسی طرح اس کے علاوہ بھی کچھ اللہ کے بندے موجود ہیں جو اپنی ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں۔

اللہ کے بندے

ہر بندہ اللہ کا بندہ نہیں اگر چہ اللہ کا بندہ ہے اللہ کے بندے سے ہوتے ہیں اور وہ اللہ ہی کے ہوتے ہیں اللہ کے سوا کسی سے کوئی تعلق نہیں رکھتے اللہ کے حبیب اقدس ﷺ نے فرمایا حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مخلوق میں تین سو بندے اللہ تعالیٰ کے خاص تعلق والے ہوتے ہیں جن کے دل حضرت آدمؑ کے مناسب ہوتے ہیں اور چالیس وہ ہوتے ہیں جن کے دل حضرت موسیٰؑ کے دل کے مناسب ہوتے ہیں سات ایسے ہوتے ہیں جن کے دل حضرت ابراہیم کے دل کے مناسب ہوتے ہیں اور پانچ ایسے ہوتے ہیں جن کے دل حضرت جبرائیل کے دل کے مناسب ہوتے ہیں اور تین ایسے ہوتے ہیں جن کے دل حضرت میکائیل کے دل کے مناسب ہوتے ہیں اور اللہ کی مخلوق میں ایک بندہ ایسا ہوتا ہے جس کا دل حضرت اسرافیل کے دل کے مناسب ہوتا ہے جب ایک فوت ہو جائے تو اللہ تین میں سے ایک چن لیتا ہے اور جب

Marfat.com

تین میں سے ایک مر جائے تو پانچ میں سے ایک چن لیا جاتا ہے اور جب پانچ میں سے ایک مر جائے تو سات میں سے ایک چن لیا جاتا ہے اور اگر سات میں سے ایک فوت ہو جائے تو چالیس میں سے ایک داخل کر لیا جاتا ہے اور جب چالیس میں سے فوت ہو جائے تو اس کی جگہ تین سو میں سے ایک داخل کر لیا جاتا ہے اور جب تین سو میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کی جگہ عام لوگوں میں سے ایک شامل کر لیا جاتا ہے پس ان کے سبب اللہ تعالیٰ زندگی موت بارش پیداوار اور مصیبتیں دور فرماتا ہے۔

اسے ابو نعیمؒ نے حلیہ میں اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے کنز العمال الجزء السادس صفحہ ۲۳۹ شمارہ ۳۴۲۵

ان حضرات کو ہی غوث۔ قطب۔ اوتاد کہا جاتا ہے اور یہ سب کمالات ولائت کی جانب ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ اس کی تشریح اپنے مکتوبات دفتر اول صفحہ ۲۳۸ میں اس طرح فرماتے ہیں۔ چونکہ حضرت امیر علیؓ ولایت محمدی کا بوجھ اٹھانے والے ہیں اس لئے اقطاب وابدال واوتار (جو اولیائے عزلت میں سے ہیں اور کمالات ولایت کی جانب ان میں غالب ہے) کے مقام کی تربیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی امداد واعانت کے سپرد ہے قطب الاقطاب یعنی قطب مدار کا سر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قدم کے نیچے ہے قطب مدار ان ہی کی حمایت ورعایت سے اپنی ضروری امور کو سرانجام کرتا اور مداریت سے عہدہ برا ہوتا ہے۔ حضرت فاطمہ اور امامین بھی اس مقام میں حضرت امیرؓ کے ساتھ شریک ہیں۔

اب دیکھیں کہ حضور اقدس ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ کے بندوں کی ایک خاص جماعت ہر وقت موجود رہتی ہے جن کی بدولت اللہ تعالیٰ مخلوق خدا سے وباؤں بلاؤں اور مصیبتوں کو دور کرتا ہے۔ اور ان سب کی تربیت اور امداد واعانت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کرتے ہیں اور حضرت فاطمہؓ حضرت امام حسینؓ حضرت امام حسنؓ بھی ان کے ساتھ شریک

Marfat.com

ہوتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی کا وصال آج سے تقریباً چار صدیاں پیشتر ہوا یعنی ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ اس وقت دین اسلام موجودہ خس وخاشاک سے قطعاً پاک تھا اس وقت نہ کوئی بریلوی تھا نہ کوئی دیوبندی تھا نہ کوئی وہابی تھا۔ اور تقریباً سبھی لوگ متفقہ طور پر ان کو مجدد مانتے ہیں اور اب بھی ان کا قول بطور شہادت اور سند کے پیش کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مولانا ذکریاؒ نے اپنی کتب میں اکثر جگہ ان کا حوالہ دیا ہے پھر اس کے باوجود کہ ہم حضرت مولانا صاحب کا لٹریچر بطور سند اور بطور تبلیغ سبقاً باقاعدگی کے ساتھ پڑھتے ہیں لیکن جن کو آپ مجدد مانتے ہیں ان کے نظریہ کو شرک کہتے ہیں کہ کسی نبی ولی کے پاس کچھ نہیں اللہ کے سوا مشکل کشا کہنا شرک ہے حاجت روا کہنا شرک ہے میرے محترم ایک طرف حضرت امام غزالیؒ اور حضرت مجدد الف ثانی کا نظریہ ہے جو ہماری موجودہ تبلیغ کے انداز میں شرک ہے۔ ایک سوال قابل غور ہے کہ ان حضرات کے بعد کون سا عالم مفسر پیدا ہوا ہے جس نے ان سے بہتر قرآن وحدیث کو سمجھا ہے۔ یقیناً آپ کوئی ایسا عالم پیش نہیں کر سکتے پھر آپ کو یہ بات تسلیم کرنا ہوگی کہ یہ نظریہ بارہویں صدی میں اس وقت پیدا ہوا جب دشمنان اسلام نے کچھ لوگوں کو لالچ دے کر اس کام پہ لگایا کہ جس طرح بھی ہو حضور اقدس ﷺ اور آپ کے غلاموں کی محبت مسلمانوں کے دلوں سے نکال دی جائے جو ایمان کا اولین جز ہے اس کی جگہ ان کو دنیا کی محبت کے تابع کر کے ان کا ایمان اتنا کمزور کر دیا جائے کہ وہ مشرکوں کی غلامی کو قبول کر لیں۔ یہ بڑا عجیب حال ہے کہ کوئی مسلمان اللہ کے مقرب بندوں سے عداوت رکھے اور یہود ونصاریٰ کی اطاعت اور محبت بلکہ ان کا مکمل فرمانبرداری کی جائے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کو جھٹلانا کسی بھی طرح ناممکن ہے کہ جن لوگوں نے اللہ کے مقبول بندوں کی محبت اور ادب کو شرک قرار دیا ہے۔ انہوں نے مشرکوں

کے ساتھ کبھی جہاد نہیں کیا۔ حالانکہ ان کے ساتھ جہاد کا قطعی حکم ہے۔ پھر قرآن نے قطعی حکم دیا ہے کہ ان کی اطاعت کرنے والے مرتد ہو جائیں گے اس کے باوجود ان کی مکمل فرمانبرداری کی ہے۔ قرآن کا واضع حکم ہے کہ ان کے سہارے کے متلاشی منافق ہیں لیکن ان لوگوں نے جب بھی مشکل وقت آیا اللہ اور رسول اللہ کی بجائے یہود و نصاریٰ کو ہی اپنا مشکل کشا تسلیم کیا۔ پھر جب پوری ملت اسلامیہ کسی نہ کسی طرح ان سے جہاد کیلئے کوشاں تھی عین اس وقت ان لوگوں نے قبروں کی پرستش کا بہانہ بنا کر مسلمانوں سے جہاد شروع کر دیا۔ حالانکہ قرآن و حدیث میں یہود و نصاریٰ کے ساتھ واضع طور پر جہاد کا حکم موجود ہونے کے باوجود ان کی اطاعت کرنا اور صاحب ایمان کی قبروں جن کو اللہ نے بابرکت جگہ قرار دیا ہے ان قبروں کو گرانا جہاد یہ کون سے قرآن کی شق ہے یا کون سی حدیث اور سنت پر عمل کیا گیا ہے۔ اس کا ماحصل اس کے سوا کیا ہے کہ ملت اسلامیہ کو کمزور کر کے یہود و نصاریٰ کا غلام بنا کر ان سے حق خدمت وصول کیا جائے اور یہ سب نظریات اس وقت پیدا ہوئے جب یہود و نصاریٰ کا ملت اسلامیہ کے ساتھ میل ملاپ ہوا۔

Marfat.com

توحیداور شرک کی حقیقت

سوال: توحیداور شرک میں کیا فرق ہے۔

جواب: اللہ کی الوہیت۔ ربوبیت۔ حاکمیت کو دل و جان سے تسلیم کر کے اس کی عبادت کرنے والے کو موحد کہا جاتا ہے۔ جبکہ اللہ کے سوا بتوں کی پرستش کو کفر و شرک کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

سوال: اللہ کو تو کسی نے دیکھا ہی نہیں۔ پھر اس کی توحید پر ایمان لانا اور اس کے احکام کو ماننا کیسے ممکن ہے۔

جواب: اللہ جل شانہ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور اقدس ﷺ تک لا تعداد انبیاء رسل مبعوث فرمائے۔ جب تک ہم اس کے رسولوں کو نہ مانیں گے توحید کو ماننا مشکل بھی ہے اور ناممکن بھی ہے۔ یہ بڑا دقیق نقطہ ہے کہ اللہ کی توحید کو ماننے سے پہلے اللہ کے رسول کی رسالت کو تسلیم کرنا ضروری اور رسالت کی اولین پہچان یہ ہے کہ کسی نبی یا رسول نے اپنی بندگی یا عبادت کا حکم نہیں دیا جبکہ ہر رسول نے اللہ تعالیٰ کی بندگی کا حکم دیا۔ تو جب کوئی بندہ اللہ کے رسول کی طرف متوجہ ہوتا ہے، وہ حقیقت میں اللہ ہی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

سوال: ولائت کیا ہے۔

جواب: ولائت نبوت کا پرتو ہے۔ جب کوئی خوش نصیب بندہ توفیق خداوندی سے اپنے نبی کی شریعت کی حفاظت کرتا ہے۔ سنت نبوی ﷺ کے مطابق عمل کرتا ہے۔ تو پھر اس کو اللہ تعالیٰ سے مقام ولائت نصیب ہوتا ہے۔ ولی کے معنی دوست کے بھی ہوتے ہیں اور دوست وہ ہوتا ہے جس سے محبت ہوتی ہے۔ جیسا کہ خداوند کریم فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تم سے محبت کرے تو پھر محبوب خدا کی اتباع لازم ہوگی۔ اور اتباع اسی وقت ممکن ہے

جب محبت ہو گی اور محبت کا مفہوم ہی یہ ہوتا ہے کہ محبوب اپنے محبّ پر اس قدر فدا ہوتا ہے کہ وہ اپنی ہر چیز اپنے محبوب کے قدموں میں نچھاور کرنے کیلئے بے قرار رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک کسی بھی صاحب ولائت نے مخلوق کو اپنی بندگی کیلئے نہیں بلکہ اللہ کی بندگی کی دعوت دی ہے۔ اپنی محبت کی بجائے اپنے محبوب حضور اقدس ﷺ سے محبت کرنے کی دعوت دی ہے۔ آج تک کسی نبی اور ولی نے مخلوق کو اپنی بندگی کی دعوت نہیں دی۔ بلکہ اپنی ہر چیز اللہ کی اطاعت اور بندگی میں وقف کر کے مخلوق کو اللہ کی اطاعت اور بندگی کی طرف بلایا۔ اور یہ حقیقت بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جس آدمی کو کسی نبی یا ولی کی محبت اور قرب نصیب ہوتا ہے وہ پھر شرک اور کفر سے پاک ہو جاتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جس مقام پر اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو اور اللہ کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔ سورۃ مائدہ آیت نمبر ۳۵ حدیث پاک میں آتا ہے۔ کہ جس آدمی کو جن لوگوں سے محبت ہو گی قیامت کے دن ان ہی کے ساتھ اٹھایا جاتا ہے۔ اور جب کسی بندہ کی محبت نقطہ عروج پر پہنچ جاتی ہے یعنی وہ آدمی اتباع سنت میں اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ اسے دربار خداوندی سے قبولیت کا مقام نصیب ہوتا ہے پھر اسے کو مقام ولائت نصیب ہوتا ہے۔ محبت کا یہ ازلی دستور ہے کہ جب محبت اپنے نقطہ عروج پر پہنچ جاتی ہے تو پھر وہ اپنے محبوب کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہے حتیٰ کہ بندہ جب اپنے الٰہ مالک کی محبت میں پورا اترتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے متعلق اس طرح ارشاد فرماتے ہیں۔

فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ جب محبت کرتا ہے اللہ سبحانہ کسی بندے سے تو پکارتا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اور یہ فرماتا ہے کہ بے شک اللہ سبحانہ نے فلانے کو دوست رکھا۔ سو تو بھی اس کو دوست رکھ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اس سے محبت رکھتے ہیں۔ پھر پکار دیتے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمان والوں میں (یعنی فرشتوں میں کہ

Marfat.com

بے شک اللہ سبحانہ نے فلانے کو دوست رکھا ہے سو تم بھی اس کو دوست رکھو۔ تو آسمان والے اس سے محبت رکھتے ہیں۔ پھر اس محبوب بندے کی زمین میں قبولیت اتاری جاتی ہے۔ (یعنی زمین کے نیک لوگ اس سے محبت رکھتے ہیں) ابو ہریرہؓ / بخاریؒ شارق الانوار صفحہ ۵۶۹ شمارہ ۱۷۷۸ ترتیب شریف صفحہ ۶۴/ ۱۴۹

موطا شریف امام مالکؒ صفحہ ۵۱۷ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے اس قسم کی حدیث مروی ہے۔ مگر یہ زیادہ ہے کہ جب اللہ سبحانہ کسی بندہ سے ناراض اور غصہ ہوتا ہے تو بھی اسی طرح کرتا ہے۔ (یعنی اس کا الٹا) ترتیب شریف صفحہ ۲۴ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تبارک تعالیٰ عزوجل ذوالجلال والاکرام فرماتا ہے۔ کہ جس نے میرے دوست سے عداوت کی تو میں اس کے ساتھ جنگ کا اعلان کروں گا۔ اور مجھے اپنے بندے کا قرب حاصل کرنا کسی اور ذریعہ سے اتنا محبوب نہیں۔ جتنا اس سے جو میں نے اس پر فرض کیا ہے۔ اور میرا بندہ ہمیشگی نوافل سے میرے قریب ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کے وہ کان بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کی وہ آنکھ جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کا وہ ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا وہ پیر جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں۔ اور اگر وہ کسی چیز سے پناہ مانگتا ہے تو میں ضرور دیتا ہوں۔ اور مجھ کو کسی چیز سے جس کا میں کرنے والا ہوں اتنا تردد نہیں ہوتا۔ جتنا کہ نفس مومن کے معاملہ میں ہوتا ہے کہ وہ موت کو برا سمجھتا ہوں اور میں اس کی برائی کو برا سمجھتا ہوں۔ بخاری/ ابو ہریرہ/ بخاری شریف جلد سوم صفحہ ۶-۳۲۵ شمارہ ۱۴۱۸ ترتیب شریف صفحہ ۲۴/ ۱۴۹

فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ جس بندہ نے اللہ سبحانہ کی خوشنودی کیلئے کسی

Marfat.com

بندہ سے محبت کی اس نے اپنے پروردگار کی تعظیم تکریم کی۔ ابی امام/احمدؒ۔ مشکواۃ شریف جلد دوم صفحہ ۲۲۳ شمارہ ۴۷۷۵

اہم نقاط

۱۔ کوئی نبی یا ولی ایسا نہیں ہوا ہے نہ ہونا ممکن ہے کہ وہ مخلوق کو اللہ کی بندگی کا حکم نہ دے کیونکہ یہ قطعی ناممکن ہے پھر جب یہ حقیقت ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ کسی نبی یا ولی سے محبت کرنے والے کوئی ایسا عمل کریں جس سے شرک اور نفاق کا شائبہ پیدا ہو۔

۲۔ مندرجہ بالا احادیث مبارکہ کی رو سے ولی سے محبت حقیقت میں اللہ سے محبت کا پرتو ہے کیونکہ اس بندے سے اس لئے محبت کی جاتی ہے کہ وہ اللہ کا دوست ہیں۔ اسی وجہ سے کافر مشرک اللہ کے بندوں سے عداوت رکھتے ہیں یہ ان کا ازلی دستور ہے۔

۳۔ صاحب ولائت سے ایمان والوں کی محبت کی بنیادی وجہ ہی یہ ہوتی ہے کہ یہ محبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کے دلوں میں ڈالی جاتی ہے۔ نہ کہ ان کی کسی ذاتی کوشش کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے اللہ کے بندوں سے محبت کرنے کی وجہ سے اللہ خوش ہوتا ہے نہ کہ ناراض ہوتا ہے لیکن جو لوگ اللہ کے ولیوں کی مخالفت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے اعلان جنگ فرما دیتے ہیں جس کی تاب لانا کسی بھی انسان کے بس کی بات نہیں اسی وجہ سے ایسے لوگوں کے مقدر میں تباہی اور بربادی کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔

۴۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کا وہ کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اس کی وہ آنکھ بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کے وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے پکڑتا ہے اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ جب کسی انسان کو یہ انعام عطا ہوتے ہیں تو پھر ان لوگوں کو صاحب کرامت کہا جاتا ہے۔ کیونکہ ان سے ایسے محیر العقول واقعات ظاہر ہوتے ہیں جن سے عام انسان عاجز ہوتے ہیں۔ ان کی آنکھ اللہ

Marfat.com

کی مدد سے دیکھتی ہے اس لئے ان کی بینائی لامحدود ہوتی ہے۔ اس طرح ان کی شنوائی بھی لامحدود ہوتی ہے ان کی گرفت بھی باکمال اور سخت ہوتی ہے۔ اسی طرح ان کی رفتار یا کہیں جانا عام مخلوق کی عقل فہم اور سوچ سے بالاتر ہوتا ہے۔ انبیا کو معجزات اور اولیا کو کرامت دین کی مدد کیلئے عطا ہوتی ہیں اور ان کی انسانی عقل کے تحت پرکھنا یا موازنہ کرنا بے وقوفی اور جہالت ہے جیسا کہ حضرت آصف بن برخیا نے سینکڑوں میل سے بلقیس شہزادی کا تخت پلک جھپکنے سے پہلے پیش کر دیا جبکہ اس کے برعکس کافروں نے ہمیشہ معجزات اور کرامات کا انکار کیا اور ان کو جادو سے تشبیہ دینے کی کوشش کی۔

۵۔ موجودہ دور میں بعض لوگ اولیائے عظام کی محبت اور کرامات کو شرک قرار دے رہے ہیں۔ اگر کسی نے کسی کے ہاتھ چوم لئے وہ بھی مشرک اگر کسی اللہ کے بندے کی قبر پر حاضر ہو گیا وہ بھی شرک اگر کسی اللہ کے بندے کے ایصال ثواب کیلئے کوئی صدقہ وغیرہ کر دیا وہ بھی شرک اگر کسی نے کسی اللہ کے بندے کو جھک کر سلام کیا وہ بھی شرک قرار دیا گیا کیا ہمارے پاس اس کا کوئی حل موجود ہے کہ ہم شرک اور توحید کی حقیقت کی وضاحت کر سکیں تا کہ جو لوگ علم سے دور ہیں وہ اسی کی حقیقت تک رسائی کر سکیں تو اس کیلئے ہمیں حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہوگا۔

حدیث پاک

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے حضور اقدس ﷺ سے کوئی نشانی مانگی آپ نے فرمایا سامنے کے درخت سے کہو کہ تجھ کو جناب رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں راوی کہتے ہیں کہ وہ درخت اپنے دائیں اور بائیں اور آگے پیچھے ہلا۔ اور اس کی جڑیں ٹوٹیں پھر زمین چیرتا ہوا شاخوں کو گھسیٹتا ہوا تیزی سے حاضر ہوا اور حضور اقدس ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا السلام علیکم یا رسول اللہ ﷺ۔ اعرابی نے عرض کیا اس کو حکم دیجئے

کہ واپس چلا جائے۔ پس وہ واپس ہوا اور اس کی جڑیں زمین میں داخل ہو گئیں اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اعرابی نے عرض کیا مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو سجدہ کروں۔ فرمایا اگر میں کسی کو سجدہ کا حکم دیتا عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ اعرابی نے عرض کیا۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کے پائے اقدس اور دست مبارک کو بوسہ دوں۔ تو اس کی اجازت دے دی۔ الشفاء القاضی عیاضؒ صفحہ ۱۹۶ اسمائے نبی کریم جلد سوم صفحہ ۱۳۰۷

نوٹ: اب غور کریں کہ اگر ہاتھ یا پاؤں کا چومنا شرک ہوتا تو آپ اس اعرابی کو کیوں اجازت دیتے پھر جب اعرابی نے حضور اقدس ﷺ کے پاؤں کو بوسہ دیا ہو گا وہ کتنا زیادہ جھکا ہو گا۔ پھر اس کے باوجود وہ کون سا قانون ہے جس کے تحت ہم نے ہاتھوں کو بوسہ دینا یا جھک کر بوسہ دینے کو شرک قرار دے دیا ہے۔

شرک کی دوسری قسم حضور اقدس ﷺ نے تنبیہ فرمائی ہے کہ میری تعظیم ایسی مت کرو جیسا کہ نصاریٰ نے اپنے نبی کو خدا کا بیٹا بنا دیا اور یہ شرک ہے۔ لیکن آج تک یہ بات سننے میں بھی نہیں آئی کہ کسی مسلمان نے اپنے پیغمبر ﷺ کو نعوذ باللہ خدا کا بیٹا کہا ہو۔

شرک کی تیسری قسم: انہوں نے اپنے علماء اور مشائخ کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا۔ حالانکہ ان کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ خدائے واحد کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور وہ ان لوگوں کے شریک کرنے سے پاک ہے۔ سورۃ توبہ ۲۱

میں یہ بات وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے اپنی پوری زندگی میں کسی مسلمان کو ایسا کرتے نہیں دیکھا اور نہ ہی یہ الفاظ کہتے سنا ہے۔ کیونکہ میرے ایمان کے مطابق کوئی مومن کبھی مشرک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ میرے پاس اس کی بہت بڑی سند موجود ہے۔

شرک کے متعلق حدیث پاک میں وضاحت

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ بلاشبہ نبی کریم ﷺ ایک دن گھر سے نکلے اور شہدائے احد پر آپ نے دعا مانگی جیسی دعا آپ میت کیلئے کرتے ہیں پھر آپ منبر کی طرف تشریف لائے فرمایا بلاشبہ میں تمہارے لئے فرط ہوں۔ یعنی عالم آخرت میں تمہارے لئے آسانیاں اور آرام کرنے کیلئے آگے جانے والا ہوں اور میں تم سب کی قیامت کے دن گواہی دینے والا ہوں اور میں بلاشبہ اپنے حوض کی طرف دیکھ رہا ہوں اور بلاشبہ مجھے زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔ اور بلاشبہ میں تجھ سے اس بات کا اندیشہ نہیں کرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے۔ لیکن یہ اندیشہ ہے کہ تم دنیا میں منہمک ہو جاؤ گے۔ بخاری شریف جلد ا صفحہ ۱۷۹ مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۵۰

یہ حدیث مبارکہ سب سے بڑی مستند کتب کی حدیث ہے اسی طرح اس سے پہلی حدیث مبارکہ بھی بخاری شریف کی ہیں جو پوری مسلم امہ کیلئے سب سے زیادہ مستند کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے محبوب اپنی مرضی سے کچھ فرماتے ہی نہیں پھر ساتھ ہی حکم خداوندی ہے۔ محبوب خدا کی اطاعت حقیقت میں اللہ کی اطاعت ہے۔ پھر قرآن پاک میں حکم ہوا ہے کہ اگر تم میرے محبوب سے آگے بڑھو گے تو تمہارے اعمال برباد کر دیئے جائیں گے جس کا مطلب واضح ہے کہ جیسا قرآن پاک کی مخالفت مسلمان کیلئے قطعی حرام ہے اسی طرح حدیث پاک کی مخالفت بھی جرم عظیم ہے۔

آپ ﷺ سے آج تک چودہ صدیاں گزر چکی ہیں کوئی غیر مسلم بھی یہ بات ثابت نہیں کر سکا کہ آپ ﷺ کی کوئی بات غلط ثابت ہوئی ہے۔ پھر اس کے باوجود یہ پراپیگنڈہ اتنے زور سے کیوں پھیلایا گیا ہے کہ اولیائے عظام کی قبروں پر جانا شرک ہے ان کی تعظیم کرنا شرک ہے ان کے ہاتھ چومنا شرک ہے ان کا ادب کرنا شرک ہے کسی نبی ولی

کے پاس نعوذ باللہ کچھ نہیں ہے۔ قرآن پاک کی جن آیات میں بتوں کی پرستش کا ذکر آتا ہے اس کے ساتھ فوراً ہی ولی نبی کا لفظ لگا دیا جاتا ہے۔ اگر اس بات کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر ہندو پاک کے سبھی مسلمانوں پر یہ فتویٰ لاگو ہوگا پھر ارشاد مصطفیٰ جس میں آپ ﷺ نے وضاحت فرمادی ہے کہ مجھے اس چیز کا خوف نہیں کہ میرے بعد میرے امتی شرک کریں گے۔ لیکن اس بات کا خوف ہے کہ تم دنیا کی محبت میں منہمک ہو کر تباہ برباد ہو جاؤ گے۔ یہ وبا بھی ان کے کہنے کے مطابق معرض وجود میں آئی ہے۔ اور اس کو پھیلانے والے ان ہی کے ارادوں کی تکمیل کر رہے ہیں جن کا یہ عقیدہ ہے کہ یا رسول اللہ کہنا شرک ہے لیکن یا امریکہ کہنا عبادت ہے۔ ہندوستان میں صرف ایک عقیدہ تھا اہل سنت والجماعت اور تمام لوگوں کا یہی عقیدہ تھا۔ اولیائے عظام اور حضور اقدس ﷺ سے محبت کرنا اس کے بعد جب ایسٹ انڈیا کمپنی ہندوستان میں وارد ہوئی تو جس آدمی نے سب سے پہلے اولیا اللہ کی محبت کو شرک قرار دیا اس نے لکھنے سے پہلے ایسٹ انڈیا کمپنی سے تعلقات قائم کئے۔ ان مسائل کی جتنی چاہے تحقیق کر لیں۔

یہ مسائل اس وقت شروع ہوئے جب ایسٹ انڈیا کمپنی نے کچھ لوگوں کو خرید کر ایسے جذباتی مسائل پیدا کئے جن سے مسلم امہ میں اختلاف پیدا کر کے ان کو جہاد سے روکا جائے اور اپنا غلام بنایا جائے دوسری طرف نہایت مکاری کے ساتھ مسلمانوں کی شہ رگ مقام مقدسہ پر ایسے لوگوں کو حکمران بنایا گیا جو ان کے منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں مدد کریں اور ان کے منصوبوں کی انتہا اور ابتدا اسی بات پر ہے کہ مسلم امہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کر کے اس کو جہاد سے روکا جائے اس عمل کیلئے لازم ہے کہ مسلمانوں کے دلوں سے حضور اقدس ﷺ اور آپ کے محبوں کی محبت ختم کر کے ان کو دنیا کی محبت میں منہمک کر دیا جائے۔ مسلمانوں کے دلوں میں چونکہ حضور اقدس ﷺ کی محبت موجود ہے اسی لئے دشمنان اسلام

Marfat.com

نے نہایت مکاری کے ساتھ ایسے سوالات ایجاد کروائے جن کا دین اسلام میں کوئی حکم نہیں کوئی مناہی بھی نہیں۔ لیکن وہ مسائل مسلمانوں کے جذبات کو بھڑکانے کیلئے کافی ہیں۔ مثلاً یارسول اللہ کہنا یا نہ کہنا۔ دیکھیں ایک ایسا مسئلہ ہے کہ مسلمان محبت کی بدولت ضرور پکاریں گے دوسرے فریق کو کہا گیا اور سمجھایا گیا یہ شرک ہے اسلئے اس کو روکنا ضروری ہے۔ یہ کام انہوں نے نہیں کیا بلکہ ان کے زرخرید لوگوں سے کروایا گیا۔ اب کوئی عالم یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ یہ لفظ کہنے یا نہ کہنے کا کہیں حکم ہے یا مناہی ہے۔ اس کے باوجود اس ایک مسئلے پر امت کو دو گروہوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ اسی طرح ایک طبقہ کہتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بہت اختیارات سے نوازا ہے دوسرا طبقہ ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے جس سے گستاخی کا پہلو نکلتا ہے اسی لئے پہلا طبقہ ضرور مشتعل ہوگا جس سے فساد برپا ہوگا مسلم امہ کمزور ہوگی اور حضور اقدس ﷺ سے محبت کا خاتمہ ہوگا۔ اور یہ مسائل کیسے پیدا کیے جاتے ہیں۔ اور ہر چیز کو شرک کے سانچے میں کس طرح ڈھالا جاتا ہے اور ایسا کون کرتا ہے۔ میں یہ بیان کرنے سے پہلے شرک اور توحید کی حقیقت بیان کرتا ہوں کہ وہ کیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے شرک کو جڑ سے اکھاڑنے کیلئے سورۃ اخلاص اتار کر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے شرک اور توحید کو علیحدہ علیحدہ فرما دیا۔ جب تک کوئی آدمی سورۃ اخلاص کا انکار نہیں کرتا مشرک ہونا ناممکن ہے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔ (ا) تو کہہ دے اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے نہ کسی کو جنا نہ کسی سے جنا گیا۔ اور اس کی برابری کرنے والا کوئی نہیں۔ وہ ساری خدائی سے بے نیاز ہے لیکن کل مخلوق اس کی نیاز مند ہے اسی کے در کی منگتی اور محتاج ہے۔ اور اس کی ذات واحد بھی ہے احد بھی ہے صمد بھی ہے اسلئے اس کی ہمسری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جب تک اس سورۃ کا انکار نہ کیا جائے شرک قریب سے بھی نہیں گزرتا۔ پھر اس کے باوجود کیا وجہ ہے کہ قرآنی آیات سے ہی ثابت کیا کیا جاتا ہے۔ اس کیلئے میں

Marfat.com

مثال پیش کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بار بار للہ مافی السمٰوات والارض فرمایا ہے۔

آسمانوں زمینوں کی ہر چیز کا مالک اللہ ہی ہے۔ اسی قرآن پاک میں بتایا گیا ہے کہ میں نے انسان کو خلیفہ بنایا ہے اور اس کو ملکوں کی حکمرانی عطا فرمائی ہے بلکہ قیامت تک ایمان والوں سے وعدہ فرمادیا کہ جب تم ایمان اور اعمال صالح کرو گے میں تجھ کو حکومت اور خلافت دوں گا۔ انسان کو صرف جائیداد کا وارث ہی نہیں بنایا بلکہ قانون وراثت میں بھی مکمل طور پر اسی قرآن پاک میں موجود ہے۔ پھر اگر کوئی آدمی اسی آیت پر بضد رہے کہ اللہ ہی ہر چیز کا مالک ہے تو ظاہر ہے اللہ تعالیٰ نے جو دوسری آیات اتاری ہیں ان سے انکار ہو گا۔ اس طرح حضور اقدس ﷺ سے جب بھی کافروں نے سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی تو اس کا جواب اس طرح دیا گیا کہ غیب کے خزانوں کا مالک اللہ ہی ہے اور اس کے ساتھ ہی اس راز کو پوشیدہ رکھنے میں لکھو کھہا حکمتیں پوشیدہ ہیں اگر یہ راز ظاہر کر دیا جائے تو کائنات کا نظام بھی درہم برہم ہو جاتا۔ لیکن اسی قرآن میں وضاحت موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو خلافت دینے کے ساتھ ہی کل اشیا کے علوم بتلا دیئے جو اس نے فرشتوں کے سامنے وضاحت کے ساتھ بیان فرمادیئے اور یہ سب کچھ بھی اسی قرآن میں موجود ہے کہ ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زمینوں اور آسمانوں کی کل اشیا دکھلا دیں حضرت سلیمان اور داؤد علیہ السلام کو خصوصی علم عطا فرمائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایسا علم سکھلایا کہ وہ لوگوں کے گھروں میں جو کچھ موجود ہوتا وہ بھی بتلا دیتے حضرت خضرؑ کو علم لدنی عطا فرمایا۔ پھر فرمایا کہ ہم اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتے ہیں علم غیب عطا فرماتے ہیں۔ پھر حضور اقدس ﷺ نے ازل سے ابد تک جو کچھ ہونے والا ہے اور ہو چکا ہے وضاحت کے ساتھ بیان فرمادیا۔ لیکن ہم اگر وہی آیات پڑھتے رہیں کہ جن میں بتلایا گیا ہے کہ علم غیب کا مالک

Marfat.com

اللہ ہی ہے۔اس میں ذار برابر بھی شک نہیں کہ علم غیب کیا کائنات کے ہر ذرے کا حقیقی مالک تو اللہ ہی ہے لیکن اس نے اپنے بندوں کو جتنا جب چاہا علم اور طاقت عطا فرمائی۔اگر ہم کہیں کہ اس نے کسی کو علم غیب سے آگاہ ہی نہیں کیا تو یہ بھی صریحاً قرآن پاک کی مخالفت ہوگی۔اسی طرح حضور اقدس ﷺ فرما رہے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمادی ہیں دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عطا کرنے والے ہیں میں تقسیم کرنے والا ہوں۔ہم اس بات پر بضد ہیں کہ اللہ نے کسی کو کوئی اختیار ہی نہیں دیا۔یہ ایسی بحث ہے جو کبھی ختم نہ ہوگی کیونکہ قرآن پاک کا انکار کرنے کے بغیر اس بحث کا قائم رکھنا ناممکن ہے۔لیکن اگر آج ہی ہم پورے قرآن پاک کو مان لیں تو تمام ابحاث آج ہی ختم ہو جائیں گی۔جیسا کہ حکم قرآن ہے۔پورے کے پورے دین اسلام میں داخل ہو جاؤ شیطان کی کوئی بات نہ مانو وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔

ازروئے قرآن مشرک کون ہیں

اے لوگو جو ایمان لائے ہو سوائے اس کے نہیں کہ مشرک ناپاک (نجس) ہیں پس نہ نزدیک آویں مسجد حرام کے پیچھے اس سال کے جو یہ ہے اور اگر ڈرو تم فقر سے پس البتہ اللہ دولت مند کرے گا تم کو فضل اپنے سے اگر چاہے تحقیق اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔۲۸ لڑائی کرو ان لوگوں سے جو نہیں ایمان لاتے ساتھ اللہ کے اور قیامت کے دن پر اور نہیں حرام جانتے اس چیز کو جس کو اللہ اور رسول اسکے نے حرام قرار دیا ہے۔اور دین حق یعنی دین اسلام کو قبول نہیں کرتے ان لوگوں سے کہ دیئے گئے ہیں کتاب یہاں تک کہ دیویں جزیہ اور وہ ذلیل ہوں۔۲۹ اور کہا یہود نے عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا عیسیٰ اللہ کا بیٹا ہے یہ بات انہوں نے خود ہی بنالی ہے تاکہ کافروں کی مشابہت کریں۔جو ان سے پہلے ہوئے ہیں ماریو ان لوگوں کو اللہ کہاں پلٹائے جاتے ہیں۔۳۰ ان لوگوں نے

Marfat.com

اللہ کی بجائے اپنے عالموں اور درویشوں کو اور مسیح ابن مریم کو ہی اپنا پروردگار بنالیا ہے۔ حالانکہ ان کو حکم دیا گیا کہ صرف اللہ کی بندگی کریں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کے باوجود لوگ اللہ کے ساتھ شریک لاتے ہیں۔ ۳۱ ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں گے۔ اللہ ارادہ کرتا ہے کہ وہ اپنے دین کی روشنی کو پورا کرے اگر چہ کافروں کو یہ بات بری لگے۔ ۳۲ وہی ہے جس نے اپنے پیغمبر کو دین حق دے کر بھیجا ہے تا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اگر چہ مشرک ناخوش ہوں۔ ۳۳ اہل کتاب کے بہت سے علماء ایسے ہیں جو لوگوں کے مال ناحق کھاتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے اور اس کو خدا کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو اس دن کے عذاب الیم کی خبر سنا دو۔ ۳۴ سورۃ توبہ ۲۹ تا ۳۴

ان آیات میں مشرکین کی صفات بتا دی گئی ہیں

(۱) مشرک نجس ہیں پلید ہیں اس لئے ان کو اس برس کے بعد جب اس حکم کا نزول ہوا خانہ کعبہ کے پاس نہ آنے دیں کیونکہ وہ پاک جگہ ہے اور مشرک پلید ہیں۔ پھر اگر تمہیں مفلسی کا خوف ہے تو اللہ تم کو مالدار کر دے گا۔

اس کے آگے مشرکوں کی پہچان بتائی جا رہی ہے کہ جو اہل کتاب ہونے کے باوجود خدا پر ایمان نہیں لاتے اور یوم آخرت پر یقین نہیں رکھتے جن چیزوں کو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے ان کو حرام نہیں مانتے (جیسا کہ شراب۔ زنا۔ سود) اور دین اسلام جو دین حق ہے اس کو قبول نہیں کرتے۔ ان سے قطعی طور پر جنگ کا حکم ہے۔ جب تک وہ ذلیل ہو کر جزیہ نہ دیں۔ اور ان کے مشرک ہونے کی یہ بھی وجہ ہے کہ یہودیوں نے حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا بنالیا۔ اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا بنالیا۔ اور وہ سابقہ کافروں کی طرح عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور ان ہی کی ریس کرتے ہیں۔ خدا ان کو ہلاک

Marfat.com

کرے کیونکہ وہ گمراہ ہو چکے ہیں انہوں نے علما۔ مشائخ اور مسیح ابن مریم کو اللہ کی بجائے اپنا خدا بنالیا ہے حالانکہ ان کو حکم دیا گیا ہے خدائے واحد کی بجائے کسی کی بندگی جائز نہیں کیونکہ وہی معبود حقیقی ہے اس کے باوجود یہ لوگ خدا کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں یہ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور یعنی اللہ کے دین کو پھونکوں سے بجھادیں گے یعنی دین اسلام کو ختم کر دیں گے۔ لیکن اس کے برعکس اللہ کی مرضی ہے کہ وہ اپنے نور یا دین اسلام کو عروج عطا کرے۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو دین اسلام دین حق دے کر بھیجا ہے تا کہ اس کو سب دینوں پر غالب کرے۔ اگرچہ کافروں کو یہ بات بری معلوم ہو یا وہ ناراض ہوں۔ اہل کتاب کے علماء اور رہنما لوگوں کے مال ناحق کھاتے ہیں اور ان کو خدا کی راہ سے روکتے ہیں۔ سونا چاندی کو جمع کر کے رکھتے ہیں ان کو خدا کے راسے میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی وعید سنادو۔

مندرجہ بالا آیات میں وضاحت کر دی گئی کہ یہود و نصاریٰ مشرک نجس ناپاک ہیں کیونکہ وہ صاحب کتاب ہونے کے باوجود دین اسلام کو قبول نہیں کرتے جو چیزیں دین اسلام نے حرام کر دیں ہیں زنا۔ شراب۔ سور وغیرہ ان کو حرام نہیں مانتے اس برس کے بعد ان کو مسجد حرام کے نزدیک نہ آنے دیں۔ اور ان سے اس وقت تک لڑیں جب تک وہ ذلیل ہو کر جزیہ دینے پر رضامند نہیں ہو جاتے۔ ان کے مشرک ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کے پیغمبروں کو ہی اللہ کا بیٹا بنا دیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ واحد ہے۔ احد ہے۔ صمد ہے۔ اولاد سے پاک ہے بلکہ وہ اللہ کے پیغمبروں اپنے علماء کو ہی اپنا پروردگار بنا بیٹھے ہیں جو صریحاً شرک ہے۔ اور اللہ کے دین کی مخالفت کرتے ہیں یا اس کو ختم کرنے میں کوشاں ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ وہ دین اسلام کو غالب کرے گا۔ ان کے علماء اور رہنما لوگوں کا مال ناحق کھاتے ہیں اور وہ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں

Marfat.com

خرچ نہیں کرتے ان سب کیلئے عذاب جہنم کی وعید ہے۔ مندرجہ بالا آیات کا خلاصہ اس طرح ہوگا۔ یہود و نصاریٰ مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر نجس ناپاک ہیں مشرک ہیں۔

(۱) وہ دین اسلام کی مخالفت کرتے حرام کو حرام نہیں مانتے زنا۔ شراب سود کو حرام نہیں مانتے۔ (۲) اپنے پیغمبروں کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں اور ان میں سے بعض اپنے پیغمبروں اور رہنماؤں کو خدا مانتے ہیں۔ (۳) اور ان کے علماء کی تعریف یہ ہے کہ وہ سونا چاندی یا دنیا کا مال جمع کرتے ہیں اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے جس وجہ سے عذاب جہنم کے مستحق ٹھہرے۔ (۴) کیونکہ وہ لوگوں کو دین حق یا دین اسلام سے روکتے ہیں۔ قرآن پاک کا ہر حکم قیامت تک جاری ہے لاگو ہے جو بھی ان کاموں کو کرے گا مشرکوں کے مشابہ ہوگا۔

اب دوسری طرف موجودہ دور کا حال ملاحظہ فرمائیں حضور اقدس ﷺ اور اصحابہ اکرام اور اولیائے عظام کی صفات اور عمل کیا ہیں۔ دین اسلام کے نزول اور ظہور سے لے کر اب تک پندرہویں صدی گزر رہی ہے۔ آج تک ان مقدس ہستیوں میں سے کسی نے بھی اللہ کی بندگی کے سوا کسی کو شرک کا درس نہیں دیا۔ ان حضرات میں سے کسی نے بھی کبھی اور کسی حال میں اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال قرار نہیں دیا بلکہ تقویٰ کے بلند ترین مقامات کو حاصل کرنے کی بھرپور جدوجہد کی۔ اور ان حضرات نے کبھی اور کسی حال میں نہ تو دنیا کا مال جمع کیا اور نہ ہی اس سے محبت کی بلکہ تمام اولیائے عظام کا یہ دستور العمل رہا کہ شام تک جو کچھ بھی آیا اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا گیا۔ کیونکہ یہ بات سنت رسول اللہ ﷺ ہے اور اسی کی اتباع سے مقام ولائت نصیب ہوتا ہے۔

موازنہ

ایک طرف تو ہمارے مقامات مقدسہ کے حکمران اور ان کی زیر سرپرستی میں کام کرنے والے علماء مشرکین کے ساتھ باقاعدہ معاہدہ کر کے مقامات مقدسہ کی حکمرانی پر فائز

Marfat.com

ہوئے اور قرآن پاک کی صریحاً مخالفت کر کے ان کی اطاعت قبول کر لی۔ اللہ کا حکم ہے کہ ان کو مسجد حرام کے نزدیک نہ آنے دینا لیکن اس کے برعکس ان کو دعوت دے کر مسجد حرام کے نزدیک بلایا گیا اور ان کے اخراجات بھی برداشت کیے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان کے اطاعت گزار دین اسلام سے پھر کر ان کے دین کو قبول کر لیں گے۔ تو جو صفات اللہ نے ان کی بیان فرمائی ہیں کہ وہ دنیا کا مال جمع کریں گے۔ ان کے اطاعت گزاروں نے وہی صفات اپنا لیں۔ دنیا کے مال کو جہاد فی سبیل اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی بجائے یہود و نصاریٰ کے بینکوں اور لمبی چوڑی جائیدادوں اور عیش و عشرت میں صرف کیا۔ اس کے باوجود اولیائے اکرام اور ان کی جماعت جنہوں نے ہر حال میں دین اسلام کے جھنڈے کو سر بلند کیا اپنے عزم صمیم اور جرات رندانہ سے کام لیتے ہوئے ہندوستان جو شرک کا گڑھ تھا جس میں مشرکین کا ہر طرح سے غلبہ تھا۔ بت پرستی عروج پر تھی صرف اللہ کے توکل اور تقویٰ کے ہتھیاروں سے مزین ہو کر مشرکین کی طاقت اور غرور کو خاک میں ملا کر پورے ہندوستان کو توحید اور اسلام کے نور سے منور فرمایا دیا ان لوگوں کے عقیدے کو شرک قرار دینا سورج پر تھوکنے کے برابر ہے۔ اگر ان کا عقیدہ غلط ہوتا تو پھر وہ کافروں کو مسلمان کیسے بناتے یا پھر جو لوگ ان کے عقیدے کو شرک قرار دیتے ہیں تو بتائیں انہوں نے کتنے کافروں کو مسلمان بنایا ہے جبکہ اولیائے عظام کے جانشین آج بھی کافروں کو جام توحید پلا رہے ہیں جبکہ اس کے برعکس ان کی مخالفت کرنے والوں نے مسلمانوں کو مشرک بنانے کے سوا اور کوئی خدمت سرانجام نہیں دی۔ مثلاً حضرت خواجہ اجمیریؒ اور ان کے جانشینوں نے لاکھوں کافروں کو دائرہ اسلام میں داخل فرمایا۔ اور یہ سب لوگ حضور اقدس ﷺ کے محب تھے اور اپنی محبت کی وجہ سے اپنے محبوب کو "یا رسول اللہ ﷺ" کہہ کر پکارا کرتے تھے جیسا کہ میں نے اسی کتاب میں حضرت عمرؓ کا حوالہ دیا ہے۔ پھر جب ایسٹ انڈیا کمپنی آئی اور

Marfat.com

مقامات مقدسہ پر سعودی حکمران آئے تو اس عقیدہ کو شرک قرار دیا گیا۔ بلکہ حضور اقدس ﷺ کو روضہ مبارک کے پاس کھڑا ہو کر اللہ کے حضور دعا کرنے کو بھی شرک قرار دیا گیا جب تک کوئی آدمی روضہ مبارک کی طرف پشت نہ کر لے دعا مانگنے کی اجازت نہ ہوتی جو ہاتھ دعا کیلئے اٹھتے ان پر ڈنڈے برسائے جاتے اور کہا جاتا ہے ھٰذا شرک۔

جب صدام کے حملہ کا خطرہ پیدا ہوا تو یا رسول اللہ کہنے کو شرک قرار دینے والوں نے عملی طور پر یا امریکہ کہنا شروع کر دیا۔ لیکن موحدین کی لاکھوں مثالیں موجود ہیں آج بھی اسی سرزمین کے ہزاروں فرزند ایسے موجود ہیں جنہوں نے یا امریکہ کہنے کی بجائے اپنے مال جان اولاد اور دنیا کی ہر چیز راہ حق میں قربان کر دی لیکن توحید خداوندی پر ذرا برابر آنچ نہ آنے دی اور قرآن پاک نے ان ہی لوگوں کو صاحب ایمان اور جنت کے حقدار قرار دیا ہے لیکن مقام افسوس ہے کہ مسلمانوں کو مشرک بنانے والے علما نے ان کو دہشت گرد قرار دے دیا ہے۔ ایمان والوں کے نزدیک اللہ کی کتاب اور اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کے مقابلہ میں کسی آدمی کی بات کیا اہمیت رکھتی ہے اگرچہ وہ امام کعبہ بھی ہو۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول کی مخالفت میں فتویٰ جاری کرے گا تو اس کا شمار ایمان والوں کی بجائے نافرمانوں میں ہوگا اگر صرف خانہ کعبہ میں کھڑا ہونے یا اس سرزمین کے حکمرانوں کی کوئی اہمیت ہوتی تو ایک طویل عرصہ تک وہاں پر بت پرستوں کی حکمرانی رہی اور خانہ کعبہ میں بھی بت موجود ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو حکم فرمایا کہ میرے کعبہ کو بتوں سے پاک کر دو کیونکہ یہ ناپاک ہیں اور ان کی پرستش کرنے والے مشرکین ہیں۔ اور اگر آج پھر کوئی آدمی اسلام کے لبادے میں ملبوس ہو کر اس مقام یعنی خانہ کعبہ میں کھڑا ہو کر اللہ کی کتاب کی مخالفت کرتے ہوئے مشرکین کی اطاعت اور فرمانبرداری کرے گا تو اس کا کیا مقام ہوگا اسکا فیصلہ صاحب ایمان خود ہی کریں۔ قرآن پاک کے کسی ایک حکم کا انکار کفر

Marfat.com

ہوتا ہے جیسا کہ جہاد فی سبیل اللہ کے بارے میں قرآن پاک نے بار بار تلقین فرمائی ہے۔ حضور اقدس ﷺ اور اصحابہ اکرام نے عملی طور پر اپنی پوری زندگیاں جہاد فی سبیل اللہ میں وقف فرمادیں۔ حج بیت اللہ کا ایک دومرتبہ حکم ہے اس کو ہم فرض مانتے ہیں لیکن جو حکم بار بار دہرایا گیا ہے اس سے انکار یہ کیسا اسلام ہے۔ بلکہ جن آیت میں جہاد کا حکم ہے ان کی وضاحت جہاد کی بجائے شرک سے کی جائے یہ کیسا اسلام ہوگا۔

دین اسلام میں شرک کو کیسے داخل کیا جاتا ہے

میرے پاس یہ کتاب موجود ہے سعودی گورنمنٹ کی طرف سے شیخ الاسلام محمد بن عبداوہاب کے نام سے چھپ کر حاجیوں کو بطور تحفہ دی جاتی ہے۔ اس کا نام ہے اصول ثلاثہ یا دین کے تین اصول۔ اس کتاب میں سورۃ مدثر کی ایک تا سات آیات عربی میں لکھی ہیں۔ پھر ترجمہ اور تشریح کی ہے۔ پہلے میں ان آیات کا ترجمہ لکھتا ہوں جو مولنا فتح محمد جالندھری نے کیا ہے۔ (۱) اے محمد ﷺ جو کپڑا لپیٹے پڑے ہو۔ (۲) اٹھو اور ہدایت کردو۔ (۳) اور اپنے پروردگار کی بڑائی کرو۔ (۴) اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو (۵) اور ناپاکی سے دور رہو۔ (۶) اور اس نیت سے احسان نہ کرو کہ زیادہ کے طالب ہو۔ (۷) اور اپنے پروردگار کیلئے صبر کرو۔

یہی ترجمہ شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر نے بیان کیا ہے۔ آؤ اب سعودی گورنمنٹ کے علماء کا ترجمہ تشریح پڑھتے ہیں۔ قم فانذر = آپ ﷺ ان لوگوں کو شرک سے ڈرائیں اور توحید کی دعوت دیں۔ وربک فکبر = توحید کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کریں۔ اپنے اعمال کو شرک سے پاک رکھیں۔ الرجز کا معنی اصنام (بت) اور فاھجر (ان سے ہجرت کر) کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح آپ اب تک ان سے دور رہے ہیں اسی طرح ان کے بنانے اور پوجنے والوں سے دور رہیں اور ان اصنام اور ان کے پرستار

Marfat.com

مشرکوں سے بیزاری اور برات کا اظہار کریں۔ آپ ﷺ نے اس اہم بنیادی نقطے پر دس سال صرف کئے اور لوگوں کو توحید کی دعوت دیتے رہے۔ دس سال کے بعد آپ ﷺ کو آسمانوں کی سیر (معراج) کرائی گئی اور آپ ﷺ پر نماز پنجگانہ فرض کی گئی آپ ﷺ تین سال تک مکہ میں نماز ادا کرتے رہے۔ اس کے بعد مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم مل گیا اور بلا دشرک سے بلا داسلام کی طرف منتقل ہو جانے کا نام ہجرت ہے۔ اور یہ بلا دشرک سے بلا د اسلام کی ظرف ہجرت اور نقل مکانی کرنا اس امت محمد یہ پر فرض ہے۔ اور یہ فریضہ قیامت تک باقی ہے۔ اس بات کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے۔ جو لوگ اپنے نفس پر ظلم کر رہے تھے ان کی روحیں جب فرشتوں نے قبض کیں تو ان سے پوچھا کہ یہ تم کس حال میں بتلا تھے انہوں نے جواب دیا کہ ہم زمین میں مجبور اور کمزور تھے۔ فرشتوں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بڑا ہی برا ٹھکانہ ہے۔ ہاں جو مرد عورتیں اور بچے واقعی بے بس ہیں اور نکلنے کا کوئی راستہ نہیں پاتے بعید نہیں کہ اللہ انہیں معاف کر دے اللہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ سورۃ النساء ۹۷ تا ۹۹

یہ عبارت مذکورہ کتاب کی ہے۔

نوٹ: اب میں اس سے پہلی دو آیات کا ترجمہ درج کرتا ہوں پھر آپ فیصلہ کریں۔ جو مسلمان (گھروں میں) بیٹھ رہتے ہیں (اور لڑنے سے جی چراتے ہیں) اور کوئی عذر نہیں رکھتے وہ اور جو خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑتے ہیں وہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ مال و جان سے لڑنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے بیٹھ رہنے والوں پر فضیلت دی ہے۔ اور (گو) نیک وعدہ سب سے ہے لیکن اجر عظیم کے لحاظ سے خدا نے جہاد کرنے والوں پر فضیلت دی ہے۔ (۹۵) یعنی خدا کی طرف سے درجات اور بخشش میں اور رحمت میں اور خدا بڑا بخشنے والا ہے اور مہربان ہے۔ (۹۶) جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں جب فرشتے ان کی

جان قبض کرنے لگتے ہیں تو ان سے پوچھتے کہ تم کس حال میں تھے وہ کہتے ہیں کہ ہم ملک میں عاجز و ناتواں تھے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ کیا خدا کا ملک فراخ نہیں تھا کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے ایسے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے۔ (۹۷) ہاں جو عورتیں اور بچے ہیں بے بس ہیں نہ کوئی چارہ کر سکتے ہیں اور نہ رستہ جانتے ہیں۔ (۹۸) قریب ہے کہ خدا ایسے لوگوں کو معاف کر دے اور خدا معاف کرنے والا بخشنے والا ہے (۹۹)

نوٹ: ان مندرجہ بالا آیات میں جہاد کی فضیلت اور ترغیب دی گئی ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ وضاحت موجود ہے کہ جو لوگ جہاد کرنے سے معذور ہوں وہ ہجرت کر جائیں اس سے بعد والی آیات نمبر ۱۰۴ تک جہاد کے متعلق ہدایات موجود ہیں۔ لیکن مذکورہ بالا آیات میں کس خوبصورتی سے اس کا مطلب کیا نکالا گیا ہے۔ احکام الجہاد کو کس طرح شرک کے پردے میں چھپایا گیا ہے حالانکہ جہاد فی سبیل اللہ کا قطعی حکم دیا گیا ہے اور جہاد سے اعراض کرنے والوں کیلئے وعید موجود ہے۔ اور پھر جو لوگ جہاد نہیں کر سکتے ان کیلئے واضح طور پر اس مقام کو چھوڑ کر کسی دوسرے مقام پر ہجرت کرنے کا واضح حکم ہے اس کے برعکس اس کا مفہوم یہ نکالا گیا ہے کہ بلاد شرک سے بلاد اسلام کی طرف ہجرت اس امت محمدیہ پر فرض ہے۔ جہاد کا نام لینا بھی پسند نہیں کیا۔

دین اسلام میں خوفناک تغیر اور ملت اسلامیہ کا عبرتناک انجام

قرآن پاک میں یہود و نصاریٰ کو مشرک قرار دیا اور ان سے جہاد کا حکم دیا۔ اور ان کی دوستی کرنے والے کو ایمان والوں کی بجائے ان ہی میں شمار کیا۔ اور ان کی اطاعت کرنے والوں کو مرتد قرار دیا حضور اقدس ﷺ کے زمانہ سے ہی ان سے جہاد شروع ہوا جنگ موتہ جس میں خالد بن ولید کو سیف اللہ کا خطاب ملا وہ جنگ رومیوں عیسائیوں کے ساتھ ہی تھا۔ پھر اس کے بعد خلفائے راشدین نے بھی اس عمل کو جاری رکھا بلکہ جب

Marfat.com

حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان اختلاف پیدا ہوئے تو عیسائیوں نے ایک فریق کو مدد دینے کیلئے کہا جس کو سختی کے ساتھ ٹھکرا دیا گیا اور پھر یہ عمل نورالدین زنگی اور صلاح الدین ایوبی کے زمانہ تک جاری رہا مسلمان یہود و نصاریٰ سے برسر پیکار رہے نہ تو ان سے دوستی کی اور نہ ہی کی اطاعت کی۔

لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ ہم بے بس ہو چکے ہیں ہم مسلمانوں کے ساتھ لڑائی کر کے کبھی ان پر غلبہ حاصل نہیں کر سکتے تو پھر ملت اسلامیہ میں سے کچھ لوگوں کو خریدا اور ایک نئے عقیدے کی بنیاد رکھی جنہوں نے یہود و نصاریٰ کی اطاعت کو جائز قرار دے کر حضور اقدس ﷺ اور آپ کے محبوں کی محبت کو شرک قرار دے دیا پھر اس بارے میں ہندوستان میں جس آدمی نے سب سے پہلے ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھ ملاقات کے بعد جو کتاب لکھی جس سے ملت اسلامیہ کا سابقہ بارہ سو سال کے عقیدے کی دھجیاں بکھیر دی گئیں اور پھر اس کتاب کو لکھ کر بغیر کسی قیمت کے تقسیم اور آج تک وہ کتاب پچاس لاکھ کی تعداد میں چھپ چکی ہے تاریخ میں میرے خیال میں آج تک ایسی کوئی کتاب موجود نہیں جو اتنی تعداد میں چھپوا کر مفت تقسیم ہوئی ہے کیونکہ اس کتاب میں مسلم امہ کو آپس میں لڑانے اور یہود و نصاریٰ سے چشم پوشی یا اطاعت کا پہلو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اس لئے صاف ظاہر ہے کہ یہ کتاب ان ہی لوگوں کے خرچہ پر چھپ رہی ہو گی دوسری طرف جب ساری امت مسلمہ کسی نہ کسی طرح یہود و نصاریٰ سے برسر پیکار تھی۔ اور یہود و نصاریٰ ملت اسلامیہ اور خلافت اسلامیہ کے ٹکڑے کرنے میں کوشاں تھے تو عین اس وقت ایک ایسی ٹیم معرض وجود میں آئی جنہوں نے یہود و نصاریٰ سے جہاد کرنے کی بجائے ان کی اطاعت قبول کر لی لیکن قبروں کی پرستش کو بہانہ بنا کر مسلمانوں سے جہاد شروع کر دیا۔ ملت اسلامیہ اور خلافت اسلامیہ کو ٹکڑوں میں بانٹنے کیلئے جو کام انہوں نے کیا شاید یہود و نصاریٰ براہ راست یہ کام

Marfat.com

کبھی بھی نہ کر سکتے۔ اور یہ سب کچھ توحید کے لبادے میں ملبوس ہو کر کیا گیا۔ آپ دیکھیں کہ قرآن پاک اور حضور اقدس ﷺ کے حکم کے مطابق خلفا راشدین سے لے کر صلاح الدین ایوبی تک جن لوگوں سے بدستور جہاد ہوتا رہا۔ پھر جن لوگوں نے ان سے جہاد کرنے کی بجائے مسلمانوں سے قبروں کی پرستش کے بہانہ بنا کر جہاد شروع کیا کوئی صاحب علم بتا سکتا ہے کہ انہوں نے یہ عمل قرآن کے کس حکم کے تحت کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین میں سے کسی نے یہ عمل اختیار کیا کہ یہود و نصاریٰ کی اطاعت کی ہو یا ان سے دوستی کی ہو۔ اور قبروں کو مسمار کرنے یا مسلمانوں سے جہاد کا کہیں حکم موجود ہو۔ دیکھیں قرآن پاک میں یہود و نصاریٰ کے متعلق واضح حکم موجود ہونے کے باوجود ان احکامات سے واضح انکار کے باوجود مسلمانوں کو مشرک بنانے کیلئے ایسی متشابہ آیات کا سہارا لیا جاتا ہے جن کے متعلق حدیث پاک میں سختی سے روک دیا گیا۔

ترجمہ: وہی ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری اس میں بعض آیات محکم ہیں۔ وہ کتاب کی جڑ ہیں۔ اور بعض متشابہ ہیں (یعنی چھپے مطلب کی) پھر جن لوگوں کے دلوں میں گمراہی ہے وہ تلاش کرتے ہیں متشابہ آیات سے فساد چاہتے ہیں۔ اور اس کی (کما حقہ) تاویل تلاش کرتے ہیں اور اس کے تاویل نہیں جانتا کوئی بھی ماسوائے اللہ کے اور جو علم میں پختہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے اور صرف عقل مند ہی اس کو یاد کرتے ہیں تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب ان لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیات کی تلاش کرتے ہیں تو ان سے بچو یہ اللہ تعالیٰ نے ان ہی لوگوں کے بارے میں بتایا ہے۔ صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۳۹ دارمی شریف جلد ا صفحہ ۵۱ شمارہ ۴ سنن ابی داؤد جلد ۲ صفحہ ۲۷۵

Marfat.com

یاحی یاقیوم　　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　یاولی یانصیر

ماشاءاللہ لاقوۃ الا باللہ

شرک کی حقیقت

سورۃ توبہ آیت نمبر ۲۸ میں حکم ہو رہا ہے کہ مشرک پلید ہیں ان کو اس برس کے بعد خانہ کعبہ کے نزدیک نہ آنے دینا اگر تم کو مفلسی کا ڈر ہے تو اللہ تعالیٰ تم کو غنی کر دے گا۔ آیت نمبر ۲۹ میں بتایا گیا ہے کہ ان کے مشرک ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ صاحب کتاب ہونے کے باوجود خدا اور آخرت پر یقین نہیں رکھتے جس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام نہیں مانتے جیسا کہ سود۔ سور۔ شراب۔ زنا کو حرام نہیں سمجھتے اور دین اسلام کو جو دین حق ہے قبول نہیں کرتے اسلئے ان سے جنگ کرو۔ آیت نمبر ۳۰ میں بتایا جا رہا ہے کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنا دیا اور یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنالیا۔ یعنی پہلے کفار کا طریقہ اختیار کرلیا ہے۔ اس لئے ان لوگوں سے اس وقت تک لڑو جب تک یہ جزیہ دینے پر رضامند نہ ہو جائیں۔ خدا ان کو ہلاک کرے راہ حق سے بہک گئے ہیں آیت ۱۳۰ انہوں نے اپنے راہبوں۔ علما اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے سوا رب بنالیا ہے۔ حالانکہ ان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ خدائے واحد کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ وہی معبود حقیقی ہے خدا ان کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے۔ آیت نمبر ۳۲ میں بتایا جا رہا ہے کہ ان کے ان افعال بد کا مقصد خدا کے نور یا دین اسلام کو ختم کرنا ہے حالانکہ خدا نے دین اسلام کو سر بلند کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ آیت نمبر ۳۳ میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو دین اسلام دے کر اسی لئے مبعوث فرمایا ہے کہ وہ اس دین کو سب دینوں پر غالب کرے۔ اگرچہ کافروں کو یہ بات ناپسند ہو۔ آیت نمبر ۳۴ میں بتایا جا رہا ہے کہ ان کے عالموں اور راہبوں کی خصلت یہ ہے کہ وہ ناحق لوگوں کا مال کھاتے

Marfat.com

ہیں اور سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور خدا کی راہ سے روکتے ہیں اور اپنے مال کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے ان کیلئے دردناک عذاب کی وعید موجود ہے۔اس سے آگے حکم ہو رہا ہے کہ اس جمع شدہ مال کو دوزخ کی آگ میں گرم کر کے ان کی پیشانیوں پیٹھوں اور پہلوؤں پر داغ دیئے جائیں گے لہٰذا ان لوگوں کے شرک کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔ (۱) کہ وہ صاحب کتاب ہونے کے باوجود دین اسلام کو تسلیم نہیں کرتے۔

(۲) اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام نہیں مانتے جیسا کہ سود۔سور۔شراب۔زنا وغیرہ۔

(۳) انہوں نے اللہ کے پیغمبروں کو اللہ کا بیٹا بنا دیا۔ (۴) انہوں نے علما۔راہبوں اور مسیح ابن مریم کو اللہ کی بجائے رب بنا لیا ہے۔ (۵) وہ دین اسلام کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔

(۶) ان کے اور راہبوں کی یہ نشانی ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور وہ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں یا اللہ کی بجائے ان کے دلوں میں دنیا کی محبت ہے۔

اب دیکھیں اہل ایمان کو ان کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیے

(۱) ان سے اس وقت تک جنگ کریں جب تک وہ جزیہ دینے پر رضامند نہ ہوں۔

(۲) اگر ان سے سے دوستی کریں گے تو ان کا شمار ان ہی میں ہوگا یعنی مشرکوں میں ہو گا۔

(۳) اگر ان کی اطاعت کریں گے تو وہ مسلمانوں کو ان کے دین سے پھیر دیں گے اپنے دین کے تابع کر دیں گے اور مرتد اور کافر کر دیں گے۔

(۴) ان کا سہارا تلاش کرنے والا منافقوں میں شمار ہوگا۔

یہ سب کچھ واضح طور پر احکام القرآن ہیں جن سے انکار کرنا کفر ہے۔اب اسی آئینے میں ہمیں اپنا اپنا چہرہ دیکھ کر خود ہی اپنا انتخاب کر لینا چاہیے کہ ہم کون ہیں۔

Marfat.com

قرآن پاک کی حقیقت کا انکشاف

اللہ تعالیٰ نے فیصلہ دیا ہے اگر تم ان سے دوستی کرو گے تو ان ہی میں شمار ہو گے اور ان کو اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے نام سے پکارا ہے۔ دوسرا حکم ہے کہ اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر کر مرتد اور کافر کر دیں گے۔ حکم قرآن کے مطابق ۱۹۸ان سے دوستی کرنے والے ان ہی میں شمار ہوں گے یعنی ان کی بری خصلتوں کو اپنائیں گے اب دیکھیں کہ ان کی مشرکانہ خصلتوں میں پہلی خصلت بیان کی جاتی ہے کہ وہ لوگ سونا چاندی اور مال و دولت کو جمع کر کے اس کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے جس کی بدولت وہ آخرت کے فکر سے قطعاً بے فکر ہو چکے ہیں۔ دوسری خصلت یہ بیان کی ہے کہ یہ لوگ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام نہیں سمجھتے جیسا کہ شراب۔ جوا۔ بے حیائی۔ زنا۔ سود۔ خنزیر وغیرہ اب آپ غور کریں کہ جب سے ملت اسلامیہ کے کچھ لوگ بل واسطہ یا بلا واسطہ طور پر ان سے متاثر ہوئے ہیں یا ان کی دوستی اور اطاعت قبول کی ہے۔ تو ملت اسلامیہ میں یہ موذی بیماریاں کس طرح سرعت کر چکی ہیں اور گھن کی طرح مسلمانوں کے دین ایمان کو چاٹ کر ختم کر دیا ہے اور اس وقت ملت اسلامیہ ایک بے جان یا مردہ جسم کی طرح موجود ہے جس کے جسم کو دشمنان اسلام زیر زمین دفن کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں شرک کے مقابلہ میں ایمان ہوتا ہے۔ اور ایمان کو تباہ کرنے کیلئے دنیا کی محبت زہر کی مانند ہے جس سے بچنے کیلئے محبوب خدا ﷺ نے علمی اور عملی طور پر اس طرح وضاحت فرمادی کہ پوری زندگی کوئی مال جمع نہیں کیا۔ اور مال جمع کرنے سے سختی کے ساتھ روکا گیا۔

روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے پاس ایک اونٹنی تھی جس کا نام غضبا تھا اور تیز دوڑنے میں اس کا کوئی اونٹ مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ ایک دن ایک اعرابی اپنا اونٹ لے کر آیا اور غضبا کے ساتھ دوڑ میں اس کو پیچھے چھوڑ گیا۔ مسلمان اس بات پر رنجیدہ ہوئے آپ ﷺ

Marfat.com

نے فرمایا اللہ تعالیٰ برحق ہے کہ اس نے اس دنیا میں کوئی ایسی چیز پیدا نہیں کی کہ اسے سرفراز کر کے پھر رسوا اور خوار نہ کیا ہو (یہ تو اونٹ ہے) تم دیکھو گے کہ دنیا تمہاری طرف یوں رجوع کرے گی کہ تمہارے دین کو یوں کھا جائے گی جیسے آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے (کیمیائے سعادت) پھر آپ ﷺ نے مردہ بکری کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اللہ کی قسم یہ دنیا اللہ کے نزدیک اس مردہ بکری سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ اور فرمایا کہ اگر حق تعالیٰ کے نزدیک اس دنیا کی قدر و وقعت ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کوئی وجہ نہ تھی کہ کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نصیب ہوتا۔ اور فرمایا یہ دنیا اور اس کی ہر چیز قابل لعنت ہے سوائے اس چیز کے جو اللہ تعالیٰ کیلئے ہو اور فرمایا کہ دنیا کی محبت گناہوں کا منبع ہے اور فرمایا جو شخص دنیا سے دوستی رکھتا ہے وہ آخرت سے دشمنی رکھتا ہے اور جو شخص آخرت سے محبت رکھتا ہے اسے دنیاوی نقصان برداشت کرنے میں کوئی تامل نہیں ہوتا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا بھوک سے بے تاب دو بھیڑیئے اگر بکریوں کے ریوڑ مین چھوڑ دیئے جائیں تو وہ اتنی تباہی نہیں مچا سکتے جتنی کہ مال و دولت کی محبت ایک مسلمان کے دل میں مچا سکتی ہے۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے بدترین امتی کون ہیں فرمایا اہل مال و دولت اور فرمایا میرے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو لذیذ اور عمدہ کھانوں سے اپنے دستر خوان سجائیں گے۔ اعلیٰ اور قیمتی پوشاکیں زیب تن کریں گے۔ حسین و جمیل دوشیزاؤں کو اپنے دستر خوان کی زینت بنائیں گے۔ بڑے بڑے گراں قدر گھوڑے تھان پر بندھے رہیں گے۔ ان کا پیٹ تھوڑے سے کبھی نہ بھرے گا اور بہت پر قانع رہنا بھی محال ہو گا۔ ان کا سارا زور اور توانائی مال و دولت کو جمع کرنے میں ہو گی اور خدا کو بھی جائیں گے تو محض دنیا کی خاطر کیونکہ دنیا ہی ان کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ پس اے لوگو میں کہ محمدؐ ہو خدا کا رسول ہوں تمہیں تاکید کرتا ہوں (اور یہ تاکید حکمیہ ہے) کہ تمہیں اور تمہاری اولاد کو جس سے کسی کو مذکورہ لوگوں میں سے کوئی شخص

Marfat.com

سامنے آتا دکھائی دے یا کہیں مل جائے تو ان کو سلام کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان کی بیماری میں عیادت اور بیمار پرسی کیلئے جانے کی ضرورت نہیں بلکہ ان کے جنازے کے پیچھے بھی نہ جانا چاہیے ہاں بڑے بوڑھوں کا احترام کرنا چاہیے اور جو شخص اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا۔ وہ خود ان ہی کا یار و مددگار متصور ہو گا۔ اور اسلام کی تباہی میں ان کا برابر کا شریک ہو گا۔ اب قرآن پاک کے اس حکم کو پڑھیں۔ اے ایمان والو مت پکڑو یہود و نصاریٰ کو دوست وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں لیکن تم میں سے جو کوئی ان کو دوست پکڑے گا اس کا شمار ان ہی میں ہو گا۔ سورۃ مائدہ ۵۱ سب سے پہلے ہم اپنے علماء اور مشائخ کا تجزیہ کریں کیونکہ وہ دین اسلام اور ملت اسلامیہ کے بنیادی ستون ہیں کہ کہیں ان کا حال بھی یہود و نصاریٰ کے علماء اور مشائخ کے حسب حال نہیں ہو چکا۔ پھر اپنے حکمرانوں کا تجزیہ کریں کہ وہ ان کی دوستی اور اطاعت میں اتنے بے تاب ہیں ان میں بھی ان کے خصائل پیدا نہیں ہو چکے۔ اس کے بعد ملت اسلامیہ میں کون اور کتنے لوگ ہیں جو دنیاوی عیش و عشرت مال و دولت جمع کرنے پر قادر ہونے کے باوجود رجوع الی اللہ ہیں اور دین اسلام کی عظمت کیلئے سینہ سپر ہیں اللہ کی قسم یہی لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ نے انعام و اکرام کا وعدہ فرمایا ہے اور یہی لوگ شرک سے پاک ہیں مشرکین کی دوسری خصلت یہ ہے کہ وہ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام نہیں مانتے۔ آج پوری ملت اسلامیہ پر نگاہ دوڑائیں بے حیائی کے مناظر راگ رنگ بے پردگی۔ فحش۔ سود۔ شراب۔ دوسروں کی حق تلفی اور مال غصب کرنا ٹیلیویژن پر بے حیائی کے مناظر میرے خیال میں ہمارے ملک میں موجودہ دور میں جس طرح بسنت کا تہوار منایا جاتا ہے۔ جو خالصتاً ہندوؤں کا تہوار ہے اور اس میں شراب و شباب اور بے حیائی بے پردگی کے جو مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں اسلام کے پس منظر میں ہماری تباہی اور بربادی کے علاوہ عذاب الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ پھر اس سے بھی زیادہ غرق ہونے کا

Marfat.com

جو سبب ہے وہ یہ ہے کہ علماء اکرام اور مشائخ کی طرف کسی بھی جاندار آواز کا نہ اٹھنا اس سے بھی زیادہ جرم ہے یہی وہ جرم ہے جس کی بدولت بنی اسرائیل کی بستی کو معہ اس عالم کے غرق کر دیا گیا تھا جس نے ایک لمحہ کیلئے بھی اللہ کی نافرمانی نہ کی تھی یہی وہ جرم ہے جس کی بدولت بنی اسرائیل جو مچھلیاں پکڑنے والوں کو نہیں روکتے تھے ان کے چہرے مسخ کر کے بندر بنا دیئے گئے تھے مقام افسوس ہے کہ اپنے اپنے فرقے کو بڑھانے کیلئے لاکھوں کی تعداد میں مختلف جماعتیں دنیا کے کونے کونے میں موجود ہیں لیکن نہی عن المنکر جو اسلام کی بنیاد اور جہاد کی ابتدا ہے۔ اس سے مکمل طور پر چشم پوشی اس وجہ سے ملت اسلامیہ ایک مردہ جسم کی مانند ہو چکی ہے جس کو دشمنان اسلام دفن کرنے کی تیاری میں مشغول ہیں دین اسلام کی روح دو چیزیں ہیں حضور اقدس ﷺ کی محبت اور جہاد فی سبیل اللہ اور جب ہم تبلیغ کے لبادے اوڑھ کر بھی ان دونوں کی مخالفت کریں گے تو پھر دین اسلام کس چیز کا نام ہے۔ اصل میں ایمان کی بنیاد جیسے ان دونوں چیزوں پر مشتمل ہے اسی طرح دنیا کی محبت ایمان کو تباہ و برباد کرنے کیلئے زہر قاتل ہے۔ شیطان اور کافروں نے نہایت عیاری اور مکاری سے مسلمانوں کے دلوں سے حضور اقدس ﷺ کی محبت اور جذبہ جہاد کو ختم کرنے کیلئے عورت اور دولت کے نشے میں مدہوش کر کے اس کو اس کے ایمان سے بیگانہ کر کے اسے بے جان لاشے کی مانند کر دیا ہے۔ اور اس کے دل سے خوف خدا کا خاتمہ ہو چکا ہے جو ایمان کی بدولت ہوتا ہے اس کے برعکس کافروں کا ڈر اس قدر مسلط ہو چکا ہے۔ ان کے خوف کی بدولت یہ خود اپنے ہاتھوں سے مجاہدین اسلام کو چن چن کر شہید کر رہے ہیں پھر بھی دعوے دار ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ قرآن بار بار جو حکم دے رہا ہے اس کو سننے اور ماننے کو قطعاً تیار نہیں لیکن کافر جو حکم دیں اس پر فوراً عمل کر گذرتے ہیں یہی شرک کی حقیقت ہے۔ اگرچہ تیرا فتویٰ تو کعبہ میں بیٹھ کر بھی دشمنان اسلام کے حق میں جاری ہوگا۔

شرک کی دوسری قسم

ان لوگوں نے انبیاء علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنالیا دین اسلام کے مطابق یہ عمل کھلا ہوا کفر ہے اور شرک بھی ہے چونکہ یہ عمل قرآن پاک سورۃ اخلاص سے انکار ہے میرے خیال میں مسلمانوں میں آج تک کوئی بندہ ایسا پیدا نہیں ہوا جس نے یہ قبیح فعل سرانجام دیا ہو۔ اسی وجہ سے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھے اس بات کا خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن اس چیز کا خوف ہے کہ تم دنیا کی محبت میں محو منہمک ہو کر دین سے دور ہو جاؤ گے لیکن اس کے باوجود کچھ لوگ جب حضور اقدس ﷺ کی شان بیان کی جائے۔ وہ اس کو شرک بیان کرتے ہیں جو سراسر جہالت ہے۔ کیونکہ خدا کا بیٹا بنانا اور بات ہے اور حضور اقدس ﷺ کو محبوب خدا تسلیم کر کے آپ کی شان بیان کرنا بالکل متضاد چیزیں ہیں۔

شرک کی تیسری قسم علماء اور مشائخ کو رب ماننا

اس حقیقت کی تعریف سے پہلے دیکھنا ہوگا جس قوم کے علماء مشائخ کو رب بنایا گیا ان کی حقیقت کیا تھی۔ (۱) وہ دنیا کا مال و دولت جمع کرتے۔ (۲) وہ اللہ کی راہ سے روکتے تھے۔ (۳) وہ حرام کو حرام نہیں مانتے تھے۔

ان خصلتوں کا ماحصل یہ ہے کہ ان کے دل میں دنیا کی محبت تھی اور آخرت کے خوف سے بے خوف تھے یہی وجہ تھی کہ وہ دنیا کے لالچ کی وجہ سے اس قبیح فعل سے لوگوں کو نہ روکتے تھے اگر مسلمانوں میں بھی ایسے علماء اور مشائخ موجود ہوں جن کا مقصد حصول دنیا ہو۔ ان پر بھی یہ آیت فٹ آسکتی ہے لیکن اس کے برعکس جو لوگ اس دنیا سے دست بردار ہو کر رجوع اللہ ہوتے ہیں جن کو صاحب ولائت کہا جاتا ہے۔ وہ کبھی بھی کسی بھی حال میں اپنے مریدوں کو اس مشرکانہ عادت کی اجازت نہ دیں گے۔ کہ وہ اللہ کی بجائے ان کی بندگی

Marfat.com

کریں۔ یہ قطعی ناممکن ہے۔ کیونکہ جن علماء مشائخ کا ماحصل دنیا کی محبت ہو ان سے کچھ بھی ممکن ہے لیکن جن لوگوں نے دنیا کی ہر چیز اللہ کے دین کیلئے داؤ پر لگا دی ہو۔ ان کا اور مقام ہے پھر جن لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ ساری مخلوق میں اعلان فرما دیں کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں اور میں نے ان بندوں کی محبت مخلوق کے دلوں میں ڈال دی ہے۔ اور میں ان کے آنکھ کان ہاتھ پاؤں بن جاتا ہو۔ ایسی مستند اور مقرب ہستیوں سے محبت کرنے والے مقرب بارگاہ تو ہو سکتے ہیں مشرک نہیں ہو سکتے کیونکہ ایسے لوگوں کی تعلیمات ہی اس کے برعکس ہوتی ہیں جن کا ماحصل دنیا سے منہ موڑ کر مکمل طور پر رجوع الی اللہ ہوتا ہے۔

شیطان اور علماء سو

علما سو جن کا ماحصل دنیا ہوتا ہے وہ حقیقت میں اللہ کے دین کی بجائے نفس اور خواہشات کے تابع ہوتے ہیں اور ہر انسان کا نفس شیطان کے تابع ہوتا ہے اور شیطان کا ایک ہی مقصد ہوتا ہے کہ اللہ کی مخلوق کو اللہ کی بندگی سے روکا جائے۔ اور خاص کر خلافت الٰہیہ کی مخالفت شیطان کا اولین شعبہ ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ علمائے حق یا اولیائے عظام حقیقت میں حضور اقدس ﷺ کے جانشین اور خلیفہ ہوتے ہیں وہ ہر قسم کے مصائب و آلام برداشت کر کے دین حق کو سربلند کرنے میں کوشاں ہوتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرماتے ہیں لوگ جوق در جوق ان کے پاس حاضر ہوتے ہیں پھر علماء سو حسد کی آگ میں جل کر ان کے خلاف پراپیگنڈہ میں مصروف ہوتے ہیں۔ کہ ان کے پاس کچھ نہیں لوگ کیا لینے کیلئے جاتے ہیں۔ کبھی ان پر شرک کے فتوے لگائے جاتے ہیں حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نائب ہوتے ہیں ان کے ملنے سے اللہ ملتا ہے۔ ان کی تبلیغ سے کافر و مشرک دائرہ اسلام میں داخل ہوتے ہیں ان کی تربیت کی بدولت بندہ دنیا سے دست بردار ہو کر رجوع علی اللہ ہوتا ہے جن سے وہ محبت کرتے ہیں اللہ بھی ان سے محبت کرتا ہے جن سے وہ ناراض ہوتے ہیں

Marfat.com

اللہ بھی ان سے ناراض ہو جاتا ہے بلکہ ہمیں اللہ ہی کی طرف سے یہ علم ہوا کہ وہ لوگ مقبول بارگاہ ہیں مقبول الدعا بھی ہیں اسی لئے ہم ان کے پاس دعا کرانے کیلئے جاتے ہیں۔ جس کی میں ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی اسماالحسنیٰ یاد کرلے وہ دوزخ میں نہیں جائے گا۔ اوران اسما کو پڑھ کر جو بھی دعا کرے قبول ہوگی اب دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء 99 ہیں یہ یاد تو اسی کو ہوں گے جو ہر روز باقاعدگی سے ان کو پڑھے گا اور اگر کوئی آدمی ان اسماء کو باقاعدگی سے پڑھتا ہے وہ یقیناً مقبول الدعا ہوگا پھر اس کے پاس دعا کیلئے جانا کیسے شرک ہوگا۔ اس بات پر اس باب کا ختم الکلام ہوگا۔

شرک کی وضاحت

اللہ تعالیٰ ہر چیز کے خالق مالک الملک اور علیٰ کل شی قدیر ہیں جو چاہیں جیسے چاہیں جب چاہیں کرنے پر قدرت رکھتے ہیں اسی وجہ سے وہ قادر مطلق کہلاتے ہیں اور اللہ ہی احد ہے صمد بھی ہے وہ اکیلا ہے اس کا کسی بھی معاملہ میں کوئی شریک نہ ہے۔ کل کائنات کا رب ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی نظر میں ہے کل بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ اس کی شہنشاہیت کو سمجھنے کیلئے اس کی عطا کردہ بادشاہت کو دیکھنا اور اس پر غور کرنا ضروری ہے دنیا کے کسی بھی بادشاہ کی بادشاہت اسی کی مرضی کے تابع ہوتی ہے۔ جب چاہے بادشاہ سے فقیر کردے جب چاہے فقیر کو بادشاہ کردے۔ اس کے باوجود خلافت اور بادشاہت دو مختلف سمتیں ہوتی ہیں بادشاہ مطلق العنان ہوتا ہے جو چاہے کردے ظلم کرے یا انصاف اس کا ہاتھ پکڑنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ اس کے برعکس خلیفہ اللہ کے حکم کے تابع ہوتا ہے اس کی اپنی کوئی مرضی نہیں ہوتی۔ وہ اللہ کے قانون کے تابع ہوتا ہے۔ اس وجہ سے خلیفہ کے ہر قول فعل میں اللہ کی اطاعت اور مدد شامل حال ہوتی ہے۔ جب کہ بادشاہ اپنے نفس اور خواہش کے تابع ہوتا ہے اگرچہ اسے اس کے اعمال وافعال پر جزا سزا ہوگی لیکن اس کے باوجود

Marfat.com

اسے جب بادشاہت مل جاتی ہے تو اسے رعایا کے ساتھ ظلم یا انصاف کرنے کیلئے ایک وقت مقررہ تک ڈھیل دی جاتی ہے۔ پھر بادشاہ نے اپنا نظام حکومت چلانے کیلئے ہزاروں مخلوق وزیر سے لے کر خاکروب تک اپنے زیر فرمان رکھی ہوتی ہے جب کسی کو کچھ دینا ہوتا ہے بادشاہ حکم دیتا ہے۔

اس پر عمل کرنا رعایا کا کام ہوتا ہے خزانچی اپنا کام کرتا ہے وزیر اپنا کام کرتا ہے۔ بادشاہ کی شان ہی کے خلاف ہوتا ہے کہ وہ کسی مانگت کو خزانے سے اشرفیاں نکال کر دے۔ یا کسی قاتل کو اپنے ہاتھ سے سزا دے کر اسے پھانسی کے پھندے پر لٹکائے۔ اصل میں بادشاہ کے جتنے بھی اہلکار ہوتے ہیں وہ بادشاہ کی مرضی کے مطابق ہی اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوتے ہیں اور اسی وقت تک ملازمت پر فائز رہتے ہیں جب تک بادشاہ کے حکم کے تابع رہتے ہیں جونہی کسی نے بادشاہ کے حکم کی خلاف ورزی کی تو اس کا مقام جیل کی کوٹھڑی یا پھر موت ہوتا ہے یہ تو دنیا کے عارضی بادشاہ کے مقام کی ایک ادنیٰ سی جھلک ہے اس کے برعکس شہنشاہ ارض والسما کی شان بیان کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہ ہے۔ اور پھر یہ بات اس کی شان کے بالکل خلاف ہے کہ وہ اپنے نظام کے سارے کام خود کرے اس مالک الملک نے اپنی وسیع وعریض سلطنت کیلئے اپنا سارا نظام اپنی مخلوق کے سپرد کیا ہوا ہے مثلاً حضرت عزرائیلؑ کی ڈیوٹی ہے کہ تو نے ساری مخلوق کی حسب الحکم جانیں نکالنی ہیں اور ساری مخلوق کو حضرت عزرائیل ایسے دیکھتے ہیں جیسا کہ کوئی آدمی اپنی ہتھیلی کو دیکھ سکتا ہے۔ حضرت جبرائیلؑ کو یہ ذمہ داری سونپی دی گئی ہے کہ تو نے میرے پیغام میرے انبیاء ورسل تک پہنچانے ہیں۔ پھر انبیاؑ کی ذمہ داری ہے کہ تم نے میری مخلوق کو ہدایت کی طرف بلانا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ خود ہی فرماتے ہیں کہ کسی کو ہدایت دینا یا نہ دینا میرے ہی بس میں ہے۔ جبکہ انبیا علیہم السلام کی ذمہ داری میری اطاعت کی طرف بلانا ہے۔ اسی طرح بعض

Marfat.com

فرشتوں کی ڈیوٹی ہے کہ تم نے بارش برسانی ہے بعض کی ڈیوٹی نار جہنم پر لگادی ہے۔ بعض کی ذمہ داریاں جنت کیلئے مخصوص ہیں۔ بعض کی ذمہ داری ہے کہ تم نے رحم مادر میں روح کو ڈالنا ہے اگر ساری تفصیل لکھی جائے اول تو انسانی احاطہ علم سے باہر ہے۔ پھر بھی بہت طویل ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات پیدا فرما کر اس پر انسان کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا اور ساتھ ہی ایک قانون بذریعہ جبرائیل امین خلیفہ تک پہنچایا دیا کہ تو نے اس قانون کے تحت میری کائنات کا نظام چلانا ہے اس کو علم کہا جاتا ہے جیسا کہ خلیفہ اول حضرت آدم علیہ السلام کے دل پر ہی کل اشیاء کے علم القا فرما کر فرشتوں کے سامنے کھڑا کر دیا کہ ان کو کل اشیا کے علم بتادو اسی طرح خلیفہ اول حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور خلیفہ اعظم محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اور حضور اقدس ﷺ پر اپنی سب سے آخری سب سے جامع کتاب قرآن حکیم نازل فرمائی پھر اس کے علاوہ آپ کے قلب اطہر پر بے شمار علوم القاء فرمائے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے دو قسم کے علم سیکھے ہیں ایک وہ جو میں تم میں بیان کر رہا ہوں ایک وہ ہیں اگر میں بیان کروں تو میری حلقوم (گلا) کاٹ دی جائے پھر قرآن پاک میں وضاحت فرمائی کہ یہ قرآن جو آپ ﷺ لوگوں سنا رہے ہیں یہ سب غیب ہی کے علوم ہیں اس کے علاوہ آپ ﷺ کو عرش عظیم پر بلا کر جو کچھ عطا فرمایا وہ اللہ اور اس کے رسول ہی جانتے ہیں کوئی انسان ان کی کیا وضاحت کرے گا اگر چہ وہ کتنا عالم ہو۔ پھر اس کے باوجود ہم غیب کے مسلہ پر کیوں بحث کر رہے ہیں حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضور اقدس ﷺ نے ازل سے لے کر ابد تک جو کچھ ہونے والا ہے وضاحت کے ساتھ بیان فرما دیا۔ یہ ایک بڑا ہی قابل غور معاملہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بھی کائنات کا ذرہ پوشیدہ نہیں۔ اس کے برعکس جو علم انسان کو عطا کئے جاتے ہیں اس کیلئے غیب کے علم ہوتے ہیں۔ اسی طرح مقام خلافت کیلئے بار بار اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی کہ میں نے ساری

Marfat.com

کائنات کو انسان کیلئے مسخر فرما دیا ہے۔ پھر یہ بھی وضاحت فرما دی کہ یہ خلافت ایمان اور اعمال صالح سے مشروط ہے لیکن قیامت تک قائم رہے گی جب تک خلافت قائم رہے گی وقت کی ضرورت کے ساتھ خلیفہ کیلئے اللہ کی مدد اور اللہ کے انعام بھی جاری رہیں گے۔ اس لئے یہ حقیقت کبھی بھی جھٹلائی نہیں جا سکتی کہ جس طرح بادشاہ کا وزیر شریک نہیں ہو سکتا اسی طرح اللہ کا خلیفہ اللہ کا شریک نہیں ہو سکتا بلکہ خلیفہ کا منکر شیطان ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ کی ذاتی صفت احد ہے۔ صمد ہے وہ کسی مخلوق میں نہیں آ سکتی جو آدمی کہے گا کہ اللہ کا کوئی شریک ہے وہ مشرک ہوگا۔ لیکن اللہ کی صفت بصیر ہے وہ دیکھنے والا ہے لیکن ایسی بصارت کا مالک ہے کہ ساری مخلوق جو کھربوں کی تعداد میں ہے ہر وقت دیکھ رہا ہے لیکن کسی مخلوق کو ایسی بصیرت ملنی ناممکن ہے لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کو بصارت عطا کی ہوئی ہے۔ اور پھر جب چاہتا ہے اپنی مخلوق کو ایسی بصارت عطا کرتا ہے کہ وہ اتنی دور تک دیکھ سکتی ہے جہاں تک عام انسانوں کی رسائی ناممکن ہے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ساریہؓ کو سینکڑوں میل دور سے دیکھا حضور اقدس ﷺ نے جنگ موتہ کو مدینہ طیبہ میں دیکھا اور جنگ کا سارا حال بیان فرمایا۔ حضرت سلیمان نے تین کوس سے ایک چیونٹی کی آواز سنی اور ہنس دیئے اور ایک چیونٹی نے اتنی دور سے آپ کے لشکروں کی آہٹ سنی اور تو اور آج ٹیلیفون کے ذریعہ سے ہزاروں میل کی آواز سنی جا سکتی ہے اور کافروں نے ایسی دوربینیں ایجاد کی ہیں کہ وہ چاند تک دیکھ سکتے ہیں پھر اگر کوئی آدمی اس چیز پر بحث شروع کر دے کہ اللہ بصیر ہے یہ اللہ کی صفت ہے کسی مخلوق کو بصیر ماننا شرک ہے تو یہ فضول بحث ہوگی جس کا ماحصل وقت کا ضیاع ہوگا اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ساری صفات کو دیکھا جا سکتا ہے اس کی ہر صفت لامحدود ہے مخلوق کی محدود ہے اور اسی کی عطا کردہ ہے کسی کی کوئی بھی صفت اللہ کی عطا ہے جب چاہتا ہے جتنی چاہتا ہے کسی کو عطا کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہی ذات احد ہے صمد

Marfat.com

ہے مالک الملک بھی ہے۔ قادر المقتدر بھی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ اس نے اپنی مخلوق کو علیحدہ علیحدہ نعمتیں اور علم عطا فرمائے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں وضاحت موجود ہے کہ ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی ہر صفت لامحدود ہے اور ذاتی ہے مخلوق کی ہر صفت محدود ہے اور عطائی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے۔

اہل سنت کی دونوں جماعتوں کا اتحاد کیسے ممکن ہے

تبلیغ الاسلام میں دو باتوں کا واضع حکم دیا گیا ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور پھر ان دونوں کو چھوڑنے پر بار بار وعید آئی ہے اس کے برعکس قرآن پاک اور حدیث پاک میں سختی کے ساتھ متشابہہ آیات جن سے کئی قسم کے مطلب نکل سکیں ان کی کرید سے روکا گیا ہے اور ساتھ ہی فرمایا گیا ہے کہ جن کے دلوں میں گمراہی ہے وہ متشابہہ آیات سے فساد پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اب دیکھیں مندرجہ بالا تینوں سوال ایسے ہیں جن سے کئی قسم کے مطلب اخذ ہو سکتے ہیں۔ 1 اس بات سے تو کوئی مسلمان انکار نہیں کرسکتا کہ کائنات کا سارا نظام اللہ ہی کی مرضی اور منشاء سے رواں دواں ہے اس کی مرضی کے بغیر ایک حقیر ذرہ بھی جنبش نہیں کرسکتا اس کے ساتھ ہی دوسرا سوال یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی سے کچھ نہ ہونے کا یقین اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو کوئی اختیار نہیں دیئے اگر اس بات کو تسلیم کرلیا جائے تو پھر حساب کتاب۔ جنت دوزخ کے معاملہ میں کیا ہوگا۔ اس میں بھی شک نہیں کہ نیک اعمال کی توفیق خدا ہی کر طرف سے عطا کی جاتی ہے۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے انسان کو خود مختار بنایا ہے۔ اگر انسان کو اختیار نہ دیئے جاتے تو پھر حساب کتاب کیسے لیا جاتا۔ جزا اور سزا کیسے دی جاتی۔ اسی بحث میں پھر تقدیر کا مسئلہ آجاتا ہے جس پر بحث کرنے سے حضور اقدس ﷺ نے سختی سے روک دیا ہے۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے بار بار

Marfat.com

فرمایا کہ میں نے انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ بنایا ہے اور ساری کائنات کو اس کے لئے مسخر کر دیا ہے۔ پھر علیحدہ علیحدہ فرمایا کہ میں نے بعض کو بعض پر فضیلت دی اگر اس بات کو مان لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو کوئی اختیار نہیں دیئے پھر ان سب آیات قرآنی کا انکار ہو گا جن میں خلافت اور اختیار کا تذکرہ ہے کیونکہ خلافت کی تکمیل ہی اختیارات سے ہوتی ہے۔ اگر اختیار نہیں تو پھر خلافت ہی ختم ہو جائیگی۔ اسی طرح خلافت کے لئے علم کا ہونا ضروری ہے اگر علم ہی نہ ہوگا پھر بھی خلافت کا خاتمہ ہوگا۔ پھر اس سے آگے غور کریں تو پتہ چلتا ہے۔ کفر کی ابتدا ہی خلافت کے انکار کی وجہ سے ہوئی۔ شیطان اللہ کی توحید کو بھی مانتا تھا اور اللہ کی بندگی بھی کرتا تھا اس کے باوجود خلافت کے انکار کی وجہ سے کافر بنا اس کے بعد کافر بھی کسی نہ کسی طرح اللہ کو مانتے تھے لیکن انہوں نے اللہ کے رسول اور اللہ کے مقبول بندوں کے معجزات اور کرامات کا انکار کیا جس کی وجہ سے عذاب کے مستحق ٹھہرے کیونکہ انہوں نے ہمیشہ خلیفہ یا رسول ﷺ کے علم اور اختیارات سے انکار کیا حالانکہ اللہ کے بندوں کو جتنے بھی معجزے یا کرامات عطا ہوئے اللہ کی طرف سے عطا ہوئے پھر ان کا انکار حقیقت میں اللہ ہی کا انکار ہوتا ہے۔ اس طرح انبیاء علیہم السلام کے بعد اولیائے عظام کو جتنی کرامات عطا ہوئیں نہ تو کبھی کسی ولی نے یہ دعویٰ کیا ہے اور نہ ہی کبھی کسی ماننے والے نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ ان کی اپنی ذاتی قوت ہے بلکہ ہر کسی نے ہر وقت یہی کہا کہ یہ سب کچھ اللہ ہی کا فضل ہے۔ پھر اسی طرح ان کا انکار کریں گے تو یہ بھی حقیقت میں اللہ ہی کی طاقت کا انکار ہوگا۔ پھر جب ہم یہ لفظ کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی سے کچھ نہ ہونے کا یقین تو اگر اس سے مراد اولیائے اکرام کی ذات ہوگا تو یہ بھی اللہ کی نشانیوں کے انکار کے مترادف ہوگا۔ جو کافروں کا شیوہ ہے کیونکہ اولیائے عظام انبیاء کے جانشین ہوتے ہیں ان کی اپنی کوئی مرضی نہیں ہوتی جب وہ اپنی ذاتی خواہشات کو اللہ کی اطاعت میں فنا کر دیتے ہیں پھر ہی کرامت

Marfat.com

کا ظہور ہوتا ہے۔ جس مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کی رضا میری رضا بن جاتی ہے بقول علامہ صاحب خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے۔ اگر اس بات سے ہم یہ مراد لیں گے کہ جب ولی یا نبی اس دنیا سے وفات پا گئے ہیں تو پھر ان کا تصرف ختم ہو جاتا ہے وہ کسی کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ اگر اس بات کو ہم شرک تسلیم کر لیں گے۔ تو پھر اہل سنت والجماعت کے بنیادی عقیدہ سے دست بردار ہونا پڑے گا یا یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ ہمارے تمام بزرگانِ دین جن میں حضرت امام غزالیؒ، حضرت شاہ ولیؒ اللہ، حضرت مولانا ذکریاؒ اور دوسرے تمام اولیائے اکرام کا عقیدہ درست نہ تھا۔ مولانا ذکریا صاحب فضائل اعمال میں حضرت شاہ ولی اللہ اور دوسرے سلف صالحین کے بہت سے ایسے واقعات درج فرمائے ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے کس طرح مقروض کا قرض ادا کروا دیا۔ حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے بھوک کے وقت آپ نے روٹی عطاء فرمائی پھر دوسری دفعہ بھوک کے وقت کسی نے آپ کو دودھ پلایا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ دودھ میں نے ہی بھیجا تھا۔ پھر آپ ﷺ کے یہ الفاظ بھی درج ہیں کہ جو مجھ پر درود و سلام پڑھتا ہے میں اس کی مدد کو پہنچتا ہوں۔ پھر کسی آدمی کے پاس آپ کے بال مبارک تھے تو اس کی وفات کے بعد آپ ﷺ کئی لوگوں کو خواب میں ملے اور فرمایا اس آدمی کی قبر جا کر اللہ سے دعا مانگو تمہاری حاجت پوری ہوگی۔ پھر میں نے اسی کتاب میں حضرت امام غزالی کا سخی کا واقعہ درج کیا ہے جس نے حاجت مند کی حاجت پوری کی اگر ہم ان سب واقعات کی نفی کر کے کہیں گے کہ ہم نہیں مانتے تو پھر ساتھ ہی یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ ہمارے سارے ہی بزرگانِ دین نعوذ باللہ غلط راہ پر تھے۔

پھر اگر ہم اس کا یہ مطلب نکالیں کہ اس سے مراد اولیائے عظام کی قبریں ہیں جن پر جا کر لوگ مرادیں مانگتے ہیں۔ تو میں اس کیلئے زمانہ قریب کے دیوبند کے بہت بڑے

عالم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی ملفوظات سے اقتباس درج کرتا ہوں اس پر غور کریں۔آپ صفحہ ۲۴/۲۵ پر لکھتے ہیں ہمارے حضرت پیران کلیر شریف تشریف لے گئے موسم گلابی تھا موسم بہار کی ابتدا تھی اگر اندر سوئیں تو مچھر کاٹتا تھا سردی لگتی تھی میں نے باہر صحن میں ہی فرش پر بستر لگا لیا۔رات خوب بارش ہوئی میں نے کہا کون اٹھے صبح کو رزائی خشک کرلیں گے جب نوافل کے لئے اٹھا تو فرش بالکل خشک تھا رزائی خشک تھی یہ انوارات کی بارش تھی روضہ مطہرہ پر جب سلام عرض کرتے ہیں اس وقت ایسے انوارات کی بارش ہوتی ہے کہ ہر شخص محسوس کرتا ہے جب طواف کعبہ کرتے ہیں تو تب بھی انوارات کی بارش ہوتی ہے۔پھر آواز آئی عبدالرحیم میں نے جواب دیا جی ہاں پھر تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی عبدالرحیم میں نے جواب دیا جی حاضر ہوں تیسری بار آواز آئی عبدالرحیم تو عرض کیا حضرت مجھے آپ نظر تو آتے نہیں آپ کون بزرگ ہیں۔فرمایا میں علی احمدؒ ہوں آپ کی قسمت گنگوہ میں ہے پھر آگے تفصیلاً واقع ہے کہ آپ گنگوہ میں جا کر بیعت ہو گئے تھے۔اسی طرح موجودہ دور میں ایک اللہ کے بندے کو حضرت داتا صاحب نے حکم فرمایا کہ تم صوفی محمد برکت علیؒ کے پاس چلے جاؤ۔یہی وہ حضرت علی احمد صابر ہیں جن کی قبر پر میرے شیخ محترم نے چودہ سال حاضری دی اور بے پناہ فیض حاصل کیا۔

ملفوظات حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری صفحہ ۱۲/۱۳ میں واقع درج ہے کہ راجہ کی رانی آپ کے پاس حاضر ہوئی کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہمیں اولاد نرینہ عطا فرمائے آپ نے فرمایا ایک شرط ہے آپ کا جو پہلا لڑکا ہوگا وہ ہم لیں گے اس نے قبول کر لیا۔اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے دو لڑکے دے گا پھر آپ چند یوم قیام فرما کر چلے گئے۔سترہ سال کے بعد تشریف لائے راجہ اور رانی کو فکر لاحق ہوا کہ وعدہ کے موافق ہمیں اس لڑکے کو حضرت کے پاس لے چلنا چاہیے پھر خیال آیا کہ چھوٹے بیٹے کو لے جاتے ہیں حضرت کے

Marfat.com

پاس پہنچے تو حضرت نے معاف فرمایا یہ وہ لڑکا نہیں ہے بہت شرمسار ہوئے۔ادھر اس لڑکے کے پیٹ میں سخت درد اٹھا پیغام پہنچا کہ لڑکا مرتا ہے لاچار ہے وہ گئے اور لڑکا حضرت کے سپرد کر دیا فرمایا اب ٹھیک ہے فرمایا وہ وعدہ یاد ہے راجہ نے کہا خوب یاد ہے فرمایا کہ پورا کرو لڑکے کو فوراً حضرت کے سپرد کر دیا حضرت نے فرمایا کہ پڑھ کلمہ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ اور قینچی سے اس کی بودی کاٹ دی اور اس کے پاس بٹھا لیا پھر راجہ اور رانی بھی مسلمان ہو گئے یہ ان ہی لوگوں کا فیض تھا جس کی بدولت کافر حلقہ اسلام میں داخل ہوتے، بے دین دین دار بن جاتے ہیں ہم ان کے عقیدے کو شرک قرار دیتے ہیں ذرا بتائیں آپ نے کتنے کافروں کو مسلمان کیا ہے۔ صفحہ ۱۲ پر رقم طراز ہیں صوفی عبدالحمید سکنہ ٹھسکہ میراں جی کے والد چوہدری عالم علی ہمارے حضرت صاحب کی خدمت میں آئے تو ہیٹ کوٹ پتلون پہنے ہوئے تھے حضرت نے کچھ اعتراض نہ کیا۔ بہت شفقت سے رکھا گیا کئی دن رہ کر گئے پھر جب دوبارہ آئے تو میں پہچان نہ سکا پاجامہ لپٹے ہوئے ٹخنے ننگے دیسی جوتی لاٹھی کے ساتھ لوٹا لٹکایا ہوا ہے دو پیسے کی ٹوپی سر پر لمبا کرتا ہم دیکھ کر حیران رہ گئے دریافت کیا چوہدری صاحب وہ فیشن دار لباس کہاں گیا فرمایا اس بوڑھے نے کچھ کر دیا ہے پس اس لباس سے نفرت ہو گئی پھر تو کایا پلٹ گئی ریاست بہاولپور میں ڈسٹرکٹ سیشن جج تھے بالکل سادہ رہے تہجد گزار ذاکر شاغل یہ ان لوگوں کی تبلیغ کا اثر تھا جس کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ ان کا عقیدہ غلط ہے نعوذ باللہ۔ حضرت شاہ ولی اللہ کے والد جناب شیخ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں کہ شیخ محمد کی وفات کے بعد انکی روح نے مجھ پر ظاہر ہو کر کہا کہ میں اپنے جسم میں متمثل ہو کر تمہارے پاس آنا چاہتا تھا۔ اور قدرت خدا کی طرف سے مجھے عنایت ہو گئی ہے لیکن مصلحت اس میں ہے کہ مجسم ہو کر تمہارے سامنے نہ آؤں۔ اسی طرح آپ کی وفات کے بعد ایک واقعہ ہے کہ ایک بڑھیا جو شیخ کی دلی عقیدت مند اور با اخلاص خدمت گذار تھی۔ آپ کے انتقال

Marfat.com

کے بعد تپ لرزہ میں مبتلا ہوئی اور اس درجہ ضعیف و ناتوان ہوگئی کہ ایک رات پانی اور لحاف اوڑھنے کیلئے بے قرار تھی نہ ہی کوئی آدمی پاس تھا کہ پانی پلاتا اور لحاف اوڑھاتا نہ اس میں اس قدر طاقت رہی تھی کہ خود اٹھ کر اپنے کام انجام دیتی ایسے نازک اور بے کسی کے وقت بڑھیا زار و قطار روتی جاتی اور شیخ کو یاد کرتی جاتی تھی کہ اتنے میں آپ متمثل ہو کر اس کے پاس تسریف لائے پانی پلایا لحاف اوڑھایا اور اطمینان و تسلی کر کے تشریف لے گئے۔

حیات ولی اللہ صفحہ ۱۸۴/ ۱۸۵

اب اس میں ہم نے فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہمارے بزرگائے دین اور سلف صالحین کا عقیدہ صحیح ہے یا ہمارا صحیح ہے اگر ہمارا عقیدہ صیح ہے تو پھر ہماری تبلیغ کا کیا فیض ہوتا ہے۔ہم نے کتنے کافروں کو کلمہ پڑھایا ہے اگر ہم اپنے بزرگائے دین کا عقیدہ صحیح تسلیم کرلیں پھر آج ہی اتحاد ہوسکتا ہے اور ہمارے تمام اختلافات ختم ہوں گے اور اللہ کی رحمت کا نزول ہوگا ہمارا قبلہ درست ہوگا ہماری تبلیغ کا رخ کافروں کی طرف ہوگا اور ہمارا جہاد بھی مسلمانوں کی بجائے کافروں کے ساتھ ہوگا کیونکہ یہی ہمارے اللہ کا حکم ہے یہی حضور اقدس ﷺ کا طریقہ ہے بعض قارئین حضرات محسوس کریں گے کہ میں نے ایک ہی سلسلہ کے بزرگوں کے مشاہدات درج کئے ہیں اس میں قرآن و حدیث سے تو کوئی ثبوت پیش نہیں کیا گیا۔تو اس کا جواب اس طرح ہے کہ اس وقت دیو بند حضرات کی جماعت ہی سب سے زیادہ اس چیز کی تبلیغ کر رہی ہے اس لئے میں نے ان کی خدمت میں ان ہی کے بزرگوں کے احوال پیش کئے ہیں۔ویسے قران پاک کی دو آیات میں نے اس سے پہلے بھی درج کی ہیں۔پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ”یعنی تم ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں مارے گئے مردہ مت کہو۔وہ مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں لیکن تم ان کا شعور نہیں رکھتے۔“بقرہ ۱۵۴

دوسری ایت میں حکم ہے کہ تم ان کے متعلق مردہ ہونے کا گمان بھی نہیں کر سکتے

یعنی ’’تم ان لوگوں کی نسبت جو اللہ کی راہ میں شہید ہوئے ہیں یہ گمان بھی نہیں کر سکتے کہ وہ مر گئے بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس سے روزی دی جاتی ہے خوش وخرم ہیں اس پر جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دیا ہے‘‘۔

اب اس کیلئے کوئی آدمی یہ دلیل دے سکتا ہے کہ یہ درجہ تو صرف ان لوگوں کیلئے ہے جو تلوار سے شہید ہوئے ہیں۔ اس کی پہلی دلیل تو قرآن پاک کی یہ آیت کہ شہیدوں کے ساتھ کئی اور لوگ بھی ہیں جو ان کے مقام میں ان کے ساتھ ہوں گے۔ بلکہ شہیدوں سے بھی پہلے ان کا مقام ہے۔ ’’جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ پس وہ ان کے ساتھ ہیں جن کو اللہ نے نوازا نبی۔ صدیق۔ شہید اور صالحین اور ان کی رفاقت اچھی ہے۔ ماشاء اللہ سورۃ النساء آیت نمبر ٦٨۔ پہلے درجے پر نبی کا مقام دوسرے درجے پر صدیق کا مقام اور تیسرے درجے پر شہید کا مقام اور چوتھے درجے پر صالحین کا مقام ہے۔ شہادت کی موت جہاد فی سبیل اللہ کے بعد آتی ہے۔ اور جہاد کے دو مقام ہیں جہاد اصغر اور جہاد اکبر۔ جیسا کہ حضور اقدس ﷺ نے غزوہ بدر سے واپسی پر فرمایا تھا۔ **رجعنا من الجهاد الاصغر ___ الی الجهاد الاکبر** یعنی ہم نے جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف رجوع کیا۔ یعنی کافروں کے ساتھ جہاد جہاد اصغر ہے اور اپنے نفس کے ساتھ جو ساری عمر جاری رہتا ہے جو آدمی اپنے نفس پر قابو پا لیتا ہے اسے شہادت کبریٰ نصیب ہوتی ہے۔ اور تمام اولیائے عظام اسی زمرہ میں آتے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی پوری زندگیاں راہ حق میں وقف کی ہوتی ہیں وہ کبھی بھی نفس کو ذرا برابر بھی آزادی نہیں دیتے۔ اسے شریعت اسلامیہ کی زنجیروں میں قید رکھتے ہیں اسے آزاد ہونے کی ذرا سی بھی مہلت نہیں دیتے۔ اصل میں جسم الوجود ایک پنجرے کی مانند ہے جو فانی ہے جو اجزائے اربعہ کی ترکیب ہے انسانی ڈھانچہ ترتیب دیا گیا جو فانی ہے اور روح پرندے کی مانند ہے جس کی اصل قل

روح من امر ربی ہے۔

روح اس ڈھانچے سے پہلے بھی موجود تھی اور موت کے بعد بھی موجود رہے گی۔ اور پھر اسی روح کو متمثل کر کے دربار خداوندی میں پیش کر دیا جائے گا۔ اس دنیاوی زندگی میں جو لوگ اطاعت خداوندی ذکر اور مجاہدات اور ریاضیات کرتے ہیں ان کے روح جسم میں ہونے کے باوجود بہت زیادہ طاقتور ہوتے ہیں جیسا کہ حکم قرآن ہے کہ جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ان کو ضرور ہم اپنے راستے دکھائیں گے ان راستوں سے مراد یہ دنیا کے راستے نہیں بلکہ کوئی اور راستے ہیں جو عام انسانوں کی عقل اور شعور سے بالاتر ہوتے ہیں قرآن پاک میں دوسری جگہ حکم ہو رہا ہے کہ متقی لوگوں کو جب وسوسہ لگتا ہے تو وہ دل کی آنکھیں کھول کر دیکھنے لگتے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ ظاہری آنکھوں سے دیکھنے کے علاوہ اور بھی کوئی آنکھیں ہیں جو تقویٰ اور پرہیزگاری کے بعد کھلتی ہیں۔ لہٰذا جو لوگ تساہل پسندی اختیار کرتے ہیں دنیا کی زندگی اور عیش وعشرت کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھے جیسا کہ کافروں کا شیوہ ہے تو ان کی وہ آنکھیں کھلنا ممکن نہیں وہ خود اندھے ہوتے ہیں لہٰذا وہ اللہ کے مقبول بندوں کی کرامات سے یکسر انکار کر دیتے ہیں۔

حدیث پاک

حضرت سعید بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ حرہ کے دنوں میں مسجد نبوی میں تین دن تک اذان اور تکبیر نہیں کہی گئی اور حضرت سعید بن میتب مسجد ہی میں دبے پڑے رہے نماز کا وقت پہچانتے تھے مگر اس دھیمی دھیمی آواز سے جو حضور اقدس ﷺ کے روضہ اطہر سے سنتے تھے۔ "سن دارمی جلد صفحہ ۴۴ا اسمائے نبی کریم جلد ا صفحہ ۱۷۳

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میری زندگی بھی تمہارے لئے۔ بہتر ہے تم مجھ سے باتیں کرتے ہو میں تم سے باتیں کرتا ہوں۔

Marfat.com

پھر جب فوت ہو جاؤں گا۔ میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہو گی۔ مجھ پر تمہارے اعمال پیش کئے جائیں گے۔ اگر میں اچھے دیکھوں گا اللہ کی حمد بیان کروں گا۔ اگر ان کے علاوہ دیکھوں گا۔ تو تمہارے لئے بخشش کی دعا کروں گا۔

اخرجہ الحارث فی سندہ القول البدیع اسمائے نبی کریم جلد اصفحہ ۱۷۲

مومن کا مقام حضرت علامہ اقبالؒ کی نظر میں

انسان حقیقت میں دو متضاد چیزوں کا مجموعہ ہے۔ (۱) انسانی ڈھانچہ۔ (۲) روح امر ربی۔ ظاہری ڈھانچہ کی نسبت اور بناوٹ میں اجزائے اربعہ کا امتزاج ہے اور ان سب کا تعلق ظاہری جہان کے ساتھ ہے جو فانی عارضی اور ناپائیدار ہے۔ اس ڈھانچہ کی اگر کوئی قدر ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی اس امانت کی بدولت ہے جو روح امر ربی ہے جو نایاب اور کسی قیمت پر بھی کہیں سے دستیاب نہیں بقول علامہ اقبال ؂

اس پیکر خاکی میں اک شے ہے تیری
میرے لئے مشکل ہے اس شے کی نگہبانی

اور جب یہ جسم الوجود روح کا تابع اپنی اصل منزل کی طرف گامزن ہوتا ہے تو پھر اس کی طاقت اور قوت کا اندازہ لگانا انسانی عقل فہم سے بالاتر ہوتا ہے یہ جہان آب وگل تو معمولی بات ہے کیونکہ اس کی رسائی اس مقام تک ممکن ہے جہاں پر انسان کی عقل سوچ فہم جواب دے جاتے ہیں بقول علامہ صاحب ؂

عروج آدمی خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہ کامل نہ بن جائے

لیکن اس مقام کے حصول کیلئے کچھ جدو جہد لازم ہے۔ مجاہدات وریاضات کئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ حضور اقدس ﷺ نے اکثر فقر و فاقہ کو کھانے پر ترجیح دی تین تین دن تو

اکثر فاقہ سے گذر جاتے۔ کئی کئی دن غار حرا میں اللہ کی عبادت میں مشغول رہتے پھر اسی طرح اولیائے عظام نے سخت مجاہدات برداشت کئے۔ جیسا کہ حضرت باوا جی فرید شکر گنج ؒ اور حضرت علی احمد صابر کلیریؒ پھر ان مجاہدات کے بعد ان کو کشف و کمالات نصیب ہوتے ہیں۔ بقول علامہ اقبالؒ ۔

فطرت نے مجھے بخشے ہیں جوہر ملکوتی
خاکی ہوں مگر خاک سے رکھتا نہی پیوند

اس کے برعکس جو لوگ خواہشات نفسانی کے پابند ہو کر دنیا کی آسائش و استراحت میں مگن ہو جاتے ہیں روحانی منازل طے کرنے کی بجائے جسم کی بناوٹ و سجاوٹ میں مشغول ہو جاتے ہیں ان کیلئے روحانی اسرار و رموز کا انکشاف ناممکن ہو جاتا ہے کیونکہ ہر مسافر اپنی منزل تک ہی رسائی کر سکتا ہے ان کی منزل دنیا اور نفس کی خواہشات تک محدود ہو کر رہ جاتی ہے۔ بقول علامہ صاحب ۔

وہ فریب خوردہ شاہین پلا ہو کرگسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسم شہبازی

اسی طرح جو لوگ اللہ کی بجائے حصول دنیا کیلئے کوشاں ہوں روح کی بجائے جسم کی آسائش و استراحت حقیقت میں وہ لوگ عنایت خداوندی سے بے خبر و بے گانہ ہوتے ہیں ایسے لوگوں کو اسباب دنیا جہاں سے بھی میسر ہوں اسی طرح متوجہ ہوتے ہیں اور یہ کسی نہ کسی طرح بت پرستی کی ایک قسم ہے اور یہ شرک حقیقی بھی ہے۔ بقول علامہ اقبالؒ ۔

بتوں سے تجھے امیدیں خدا سے نا امیدی
بتا تو سہی یہ کافری نہیں تو اور کیا ہے

دوسری طرف جب کوئی مرد مومن ماسوا اللہ کے ہر چیز سے بے نیاز راہ حق کا

Marfat.com

مسافر بنتا ہے۔جسم کی آسائشوں استراحتوں محبت اور لالچ سے بے نیاز عشق حقیقی کی منازل پر گامزن ہوتا ہے اور ماسوا اللہ کے ہر چیز کو ٹھکرا کر رضائے خداوندی کے لئے اپنے مال جان ہر چیز حضور حق میں پیش کر دیتا ہے تو پھر اس کا مقام فرشتوں سے کہیں بلند ہوتا ہے بقول علامہ صاحب ۔

نہ کر تقلید اے جبرائیل میرے جذب مستی کی
تن آسان عرشیوں کو ذکر و تسبیح و طواف اولیٰ

یہی وہ مقام ہے جو حقیقت میں لقد خلقنا الانسان کی حقیقی تفسیر ہے ایک طرف نوری مخلوق ہے جن کو ماسوائے ذکر واذکار اور قرب وخداوندی کے علاوہ کوئی سروکار ہی نہیں دوسری طرف روح امر ربی کو خواہشات نفسانی کے مقام پر بند کر دیا ہے اور اس کو بتایا گیا ہے کہ تیرا مرکز یہ دنیا نہیں کہیں وری الوریٰ ہے۔تو جب اس قفس عنصری میں رہتے ہوئے اپنے حقیقی مرکز کے حصول کیلئے مجاہدات اور مصائب و آلام برداشت کرے گا پھر تجھے وصل حقیقی کی وہ لذت نصیب ہوگی جو حقیقی ابدی اور دائمی ہوگی اسی مقام پر حضرت علامہ اقبال رقم طراز ہیں ۔

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفیٰ سے مجھے　　　کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

اس کے برعکس جس انسان کی منزل عشق حقیقی کے برعکس دنیا اور نفس کی خواہشات تک محدود ہوتی ہے وہ اگرچہ دیکھنے میں عالم فاضل ہو لیکن جب کوئی آدمی دین کے روپ میں دنیا کمانے کی کوشش کرتا ہے امامت کے مقام پر کھڑے ہو کر دنیا کا پرستار ہوتا ہے شیخ کے روپ میں حصول دنیا کیلئے کوشاں ہوتا ہے۔پھر ایسے لوگوں سے ایسے فتنات رونما ہوتے ہیں جن سے دین اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے۔بقول علامہ اقبال ۔

یہ شیخ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے　　　کلیم بوذر و دلق اویس و چادر زہرا

پانی پانی کر گئی مجھے قلندر کی یہ بات تو جھکا جب غیر کے آگے نہ من تیرا نہ تن

کیونکہ ایسے لوگوں کا ضمیر ہی مردہ ہو جاتا ہے۔ جو ذکر و اذکار فقر و فاقہ مجاہدات و ریاضات سے تو کوسوں دور بھاگتے ہیں پھر ضمیر مردہ ہو جاتا ہے نفس ہی ان کا رہنما ہوتا ہے جسے روح بھی کہہ لیں اور ان روحانی طاقتوں کو بیدار کرنے کیلئے ہی مشقتیں برداشت کی جاتی ہیں پھر انسان اپنی حقیقی منزل کی طرف رواں دواں ہوتا ہے اور ضمیر ہر مقام پر اس کی رہنمائی کرتا ہے۔

اے مسلمان اپنے دل سے پوچھ 'ملا' سے نہ پوچھ ہو گیا اللہ کے بندوں سے کیوں خالی حرم

جو لوگ خود اندھے ہوتے ہیں جن کی بینائی کا انحصار ظاہری بصارت تک محدود ہوتا ہے پھر وہ اولیائے عظام کی کشف و کرامات سے یکسر انکار کر دیتے ہیں حالانکہ قرآن پاک نے بار بار وضاحت فرمائی ہے۔ کہ یہ آنکھیں تو کافروں کے پاس بھی ہیں جن کی بدولت وہ اندھے ہیں یہ کان تو کافروں کے بھی ہیں جس کی بدولت بہرے ہیں دل کی آنکھیں کھولنے کیلئے تو تقویٰ اور ذکر و اذکار اور مجاہدات ضروری ہیں۔ یہ کام تو ہم کرنے سے رہے پھر یکسر کہہ دیتے ہیں نہ جی نہ اللہ نے کسی کو کوئی علم نہیں دیا۔ اس مقام پر علامہ صاحب فرماتے ہیں۔

مثل کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی اب بھی درخت طور سے آتی ہے بانگ لاتخف

جب ہم تساہل پسندی سے کام لے کر علم و عمل اور مجاہدات سے دور بھاگتے ہیں اور پھر ہمارے عمل کی بدولت ہم پر ذلت و رسوائی مسلط کی جاتی ہے تو ہم کہہ دیتے ہیں کہ تقدیر میں ایسا ہی لکھا تھا بقول علامہ صاحب۔

کافر ہے تو تابع تقدیر ہے مسلمان مومن ہے تو وہ آپ ہے تقدیر الٰہی

جب سے مسلمان نے جہاد فی سبیل اللہ سے دست بردار ہو کر عیش و استراحت

Marfat.com

اورتن آسانی کومنزل مقصود قرار دے لیا۔ دوسری طرف شیطان اوراس کے غلاموں کی غلامی اختیار کر لی نفس اور شیطان نے اسے راگ ورنگ کا گرویدہ بنالیا۔ پھر کہنا شروع کر دیا جی شیطان بہت طاقتور ہے ہم اس کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے کہ ہم نے جہاد فی سبیل اللہ ترک کر کے خود شیطان کی غلامی کا طوق پہن لیا ہے بقول علامہ صاحب ۔

شمشیر سناں اول طاؤس ورباب آخر   میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر امم کیا ہے

حق وباطل کا یہ معرکہ تو روز ازل سے جاری ہے شکلیں بدلتی رہتی ہیں حقیقت اپنی جگہ موجود رہتی ہے حضرت امام حسینؑ کے جانشین بھی تا قیامت اپنا مشن جاری رکھیں گے یزیدی فوجیں بھی اسلام کے لبادے میں ملبوس آوازہ حق کو دبانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتی رہیں گی لیکن ہر دو کا مقام ایک دوسرے سے بہت دور ہے ایک کا مقام فرش دوسرے کا عرش ۔

بدلتے رہتے ہیں اندازکوفی وشامی   حقیقت ابدی ہے مقام شبیری

ایسے لوگوں کی حقیقت بھی ایسی ہی ہے جیسا کہ کوئی عالم دین اسلام کا لبادہ پہن کر حصول دنیا میں کوشاں ہوتا ہے اسی طرح اگر کوئی مسلمان اگر چہ وہ بادشاہ ہو یا جرنیل ہو یا سپاہی ہو جب وہ مسلمان کے لباس میں آوازہ حق کو دبا کر باطل کی سرپرستی کرتا ہے ایسے لوگ بھی ملت اسلامیہ کیلئے زہر ہلاہل سے کسی بھی طرح کم نہیں ہوتے اور ایسے لوگوں کی بدولت ہی ملت کو طوق غلامی میں جکڑ دیا گیا ہے ۔

میری دانش ہے فرنگی میرا ایمان ہے زناری   تو اے مولا یثرب آپ میری چارہ سازی کر

جن مسلمانوں نے روح قرآن کو خیر آباد کہہ کر اپنے ضمیر کو فروخت کر کے فرنگی کے دماغ سے سوچنا شروع کر دیا تو ہندو تو ظاہر میں زنار پہنتا ہے ایسے لوگوں نے اپنے

Marfat.com

قلب کو بت پرستی پر مائل کر دیا۔ الاماں الحفیظ اور مشرکوں کی خصلت ہے اس کے برعکس مومن جب دنیا کی آسائش واستراحت سے کلیشاً دست بردار ہو کر اپنی حقیقی منزل کی طرف گامزن ہوتا ہے تو اس کو ہر حال میں مدد کردگار حاصل ہوتی ہے۔ وصل حقیقی سے بہرہ ور ہو کر موت حیات کی کشمکش سے بے نیاز اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوتا ہے پھر اس کو یہ مقام نصیب ہوتا ہے ۔

جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقین پیدا تو کر لیتا ہے یہ بال و پر روح الامین پیدا

پھر اس کی نگاہ کا اور زور بازو کا اندازہ کرنا انسانی عقل اور وسائل سے کہیں بالاتر ہوتا ہے کیونکہ اس کا تعلق ڈائریکٹ قادر المقدر سے قائم ہو جاتا ہے جب کسی کو پیار کی نظر سے دیکھتا ہے صاحب ولائت بنا دیتا ہے قہر کی نظر سے دیکھتا ہے نیست و نابود کر دیتا ہے کیونکہ یہ اس کی اپنی نظر نہیں ہوتی ۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

یہی حقیقی توحید ہے جب انسان ماسوا اللہ سے کسی سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی کسی سے امید رکھتا ہے۔ اور نہ ہی کسی غیر کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ایسے لوگوں کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ وہ اللہ کے حکم کے مقابلہ میں کسی جابر سے جابر بادشاہ کو کوئی اہمیت نہیں دیتے بلکہ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان کو اللہ کا حکم سناتے ہیں۔ ماسوا اللہ کے کبھی کسی کے سامنے نہیں جھکتے ۔

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے جس کے نفس گرم سے گرمی احرار

اولیائے اللہ کی حقیقت اور شیطان کی مکاری

مقام افسوس ہے کہ شیطان نے جو مکار ہے ان مردان حر کا سامنے کرنے کی

Marfat.com

بجائے یا ان مردان حق کی حقیقت کو تسلیم کرنے کی بجائے ایسے لوگوں کو پیش کیا جو حصول دنیا کیلئے ہر کافر کی غلامی اختیار کرنے کے باوجود ان مایہ ناز ہستیوں جن پر دین اسلام کو ناز تھا کے خلاف عجیب انداز میں مکارانہ انداز اختیار کیا۔ اور اپنے شاطرانہ الفاظ سے ان مردان حق کو اللہ ہی کے مقابلہ میں کھڑا کر دیا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ انبیا علیہم السلام اور اولیائے عظام کو تمام عنایات تو ہوتی ہی اس وجہ سے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں اپنی دنیا کی ہر چیز کو راہ حق میں پیش کرنے سے ذرا بھی نہیں ہچکچاتے۔ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی مرضی ہی ان کی منزل ہوتی ہے وہ اطاعت خداوندی میں اس حال میں مصروف اور مشغول ہوتے ہیں کہ نفس کی ہر خواہش کو اپنے پاؤں تلے پامال کر دیتے ہیں ان کا ہر قول ہر فعل اطاعت خداوندی اور سنت نبوی ﷺ کے تابع ہوتا ہے اس کے بعد ان کو مقام ولائت نصیب ہوتا ہے اور ان کے علم و عمل سے فیض یاب ہو کر مخلوق خدا راہ ہدایت پر گامزن ہوتی ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے دل محبوب خدا کی محبت میں مدہوش دنیا کی ہر چیز سے بے نیاز اپنی منزل کی طرف گامزن ہوتے ہیں۔ جب وہ اپنی محبت کے اقرار کا عملی نمونہ پیش کرتے ہیں تو وہ ان کو دربار خداوندی سے محبت اور ولائت کی سند عطا ہوتی ہے۔ اور اس آدمی کی تقرری کے احکامات عرش عظیم سے قادر المقتدر کی طرف سے جاری ہوتے ہیں کہ میں اس آدمی سے محبت کرتا ہوں پھر یہی اعلان جبرائیل امین اور پھر ساتوں آسمانوں کے فرشتے ان سے محبت کرتے ہیں پھر ان کی یہ محبت زمین پر اللہ تعالیٰ کی حکمت اور حکم سے اتاری جاتی ہے اور ایمان والے ان سے محبت کرتے ہیں جبکہ کافر اور ان کے ہمنوا لوگ ان کی عداوت پر کمربستہ ہوتے ہیں اور ایسا عمل وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کے دل ایمان کے نور سے منور نہیں ہوتے۔ ان کی ایک ہی منزل ہوتی ہے کہ جس طرح بھی ہو مخلوق خدا کو ان لوگوں کی محبت سے برگشتہ کیا جاوے۔ حالانکہ یہ قانون فطرت ہے اور اصول قدرت بھی ہے جتنا جس میں ایمان قوی ہو

Marfat.com

گا اتنی ہی اللہ کے بندوں سے محبت زیادہ ہوگی اور اتنا ہی ان کا ادب موجود ہوگا کیونکہ یہ محبت عطائے خداوندی ہوتی ہے۔اور یہی محبت مومن کے ایمان کی پہچان بھی ہوتی ہے جیسا کہ حکم قرآن ہے اشدا علی الکفار و رحما بینھم ایمان والوں سے محبت اور کافروں سے عداوت۔

ایسے لوگوں کی پہچان قرآن نے یہ بتلائی ہے کہ وہ کفر کے سامنے کسی حال میں بھی نہ جھکتے ہیں نہ بکتے ہیں۔اس کے برعکس منافقین کا مقام ہے وہ غیروں کے بھی دوست اور ایمان والوں کے بھی خیر خواہ بننے میں کوشاں ہوتے ہیں حالانکہ وہ اپنے بھی خیر خواہ نہیں ہوتے۔نار جہنم کا ایندھن بننے میں کوشاں ہوتے ہیں۔اور وہ لوگ حقیقت میں نفس اور شیطان کے غلام ہوتے ہیں وہ اپنے دل میں ایمان والوں کے خلاف بغض وحسد رکھتے ہیں پوری تاریخ اسلام اٹھا کر مطالعہ کریں کہ موحد وہی لوگ ہیں مبلغ بھی وہی ہیں جو ماسوا اللہ کے کسی کے سامنے کبھی نہ جھکے کبھی نہ بکے اور کفار کی غلامی پر موت کو ترجیح دی اللہ کے سوا کبھی کسی سے نہ مانگا کسی غیر کے در پر جانے کی بجائے فقر و فاقہ کو نعمت خداوندی سمجھ کر خندہ پیشانی سے قبول کیا۔لیکن اس کے برعکس تاریخ اسلام میں کچھ لوگ ایسے بھی ملتے ہیں جنہوں نے دین اسلام کے لبادے میں ملبوس ہو کر ایک طرف یہود و نصاریٰ کی غلامی کو قبول کیا اللہ کے بجائے کافروں پر بھروسا کیا ان سے مال و زر وصول کیا لیکن اس کے برعکس مومنوں اور موحدوں کو مشرک بنانے کیلئے یہ کلمہ ایجاد کیا کہ اللہ کے مقابلہ میں کسی نبی اور ولی کا کوئی مقام نہیں حالانکہ یہ لفظ کہنا بھی کسی صاحب ایمان کیلئے بذات خود ہی کفر کے مترادف ہے کوئی صاحب ایمان یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ اللہ کے مقابلہ میں اللہ کے کسی بندے کو کھڑا کیا جائے یہ الفاظ کہنے ہی کفر و شرک کے مترادف ہیں۔اس کے برعکس اللہ کے مقبول بندوں کا ادب اور محبت محض اس وجہ سے کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حق ادا

کیا جس کی بدولت وہ مقبول الدعا بنے اسی لئے مخلوق ان کے پاس دعا کیلئے حاضر ہوتی ہے اور یہ کتنی بڑی زیادتی بھی ہے اور جہالت بھی کہ اولیائے عظام اور انبیا عظام کو بتوں سے مشابہت دے کر اللہ کے مقابلہ میں کھڑا کر دیا جائے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے متعلق فرمایا ہے کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں ان کی آنکھ کان ہاتھ پاؤں بن جاتا کبھی کسی بت کے متعلق بھی کہیں ایسا حکم آیا ہے یہ بڑا ہی دقیق مسئلہ ہے اور بڑا ہی خطرناک وار ہے کہ ملت اسلامیہ میں نفاق پیدا کرنے کیلئے دشمنان اسلام نے بارھویں صدی ہجری میں پیدا کیا ہے۔ اور اس سوال کے موجد دشمنان اسلام ہیں اور جن لوگوں نے یہ سوال ابھارا تاریخ اسلام کے آئینے میں دیکھیں کہ ان لوگوں نے ایک طرف مسلمانوں موحدوں اور مبلغان اسلام کی محبت کو مسلمانوں کے دلوں سے نکالنے کیلئے سوال اٹھایا کہ اللہ کے مقابلہ میں انبیاء اولیائے حق کو پیش کر دیا خود ہمیشہ ایسے لوگوں کی غلامی اور اطاعت کو ترجیح دی۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا اور ایمان والوں کا دشمن قرار دیا ہے۔ جبکہ اس سوال کے ذریعے جن لوگوں کو مشرک قرار دینے کی کوشش کی گئی ہے انہوں نے کبھی کسی کافر اور غیر مسلم کی غلامی قبول نہ کی اور کسی مسلمان کیلئے یہ سوال کرنا خود ہی ظلم عظیم ہے کہ اللہ کے مقابلہ میں اللہ ہی کے مقبول بندوں کا موازنہ کیا جائے۔

ادب اور عبادت

ادب اور عبادت دو مختلف مقامات ہیں ہر دو کا اپنا اپنا مقام ہے۔ یہ مقام قابل غور ہے تصفیہ طلب بھی ہے کہ فرشتوں نے اگرچہ حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا لیکن ان کی عبادت نہیں کی عبادت صرف اللہ ہی کے لائق اور سزاوار ہے۔ فرشتوں کا سجدہ حقیقت میں خلیفہ کے ادب پر معمول تھا نہ کہ عبادت پر پھر بعد میں سجدہ کی مناہی آ گئی لیکن ادب کا عمامہ خلیفہ کے سر پر ہمیشہ سجتا رہا قادر مطلق کبھی بھی اس کو گرنے نہیں دیتے جس نے بھی ایسی کوشش کی اس

Marfat.com

کو شیطان کا ساتھی بنا کر وارث جہنم بنا دیا گیا۔ ذرا صرف اللہ پاک کے دو حکموں پر غور کریں شرح صدر ہو جائے گی۔

(۱) ایمان والوں کو حکم دیا گیا کہ میرے محبوب حضور اقدس ﷺ کے در اقدس پر کھڑے ہو کر انتظار کرنا ہے آواز بھی نہیں دینی دروازہ بھی نہیں کھٹکھٹانا۔ اب اس پر غور فرمائیں کہ چاہے آپ کو پورا دن اور پوری رات در اقدس پر کھڑا ہونا پڑے نہ دروازہ کھٹکھٹا سکتے ہو نہ آواز دے سکتے ہو۔ اس سے زیادہ کیا ادب ہوگا۔

(۲) ایمان والوں کیلئے قطعی حکم ہے کہ تم اپنی آواز کو بھی آپ کی آواز سے اونچی نہیں کر سکتے اگر ایسا کرو گے تو تمہارے نماز، روزے، حج، زکوۃ، خیرات، تبلیغ، جہاد تمام اعمال ہی ضائع کر دیئے جائیں گے اور تمہیں وارث جہنم بنا دیا جائے گا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان سب اعمال کی نسبت ادب کہیں زیادہ ضروری ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ سرکار کی آواز ہی تو ہے جب ہم احادیث مقدسہ کی مخالفت کریں گے تو پھر بھی تباہ برباد ہو جائیں گے لیکن مقام افسوس ہے کہ آپ ﷺ نے واضح فرما دیا کہ مجھے اس چیز کا قطعاً خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن تم دنیا کی محبت میں منہمک ہو کر برباد ہو جاؤ گے جبکہ ہم آج دنیا کی ایک ایک پائی پر مر مٹنے کیلئے تیار ہیں اس کے باوجود سارے مسلمانوں کو مشرک قرار دے کر ان سے جہاد کر رہے ہیں اس سے زیادہ بے ادبی کیا ہوگی اس طرح ادب کا تیسرا حال اس طرح ہے کہ اپنے محبوب ﷺ کے حکم کے بدلہ میں اپنی ہر چیز قربان کر دی جائے۔ اور اب عبادت کا طریقہ ہے۔ ایمان والوں کیلئے سب سے پہلی عبادت نماز ہے نماز کیلئے پہلے وضو کرنا ضروری ہے۔ وضو کے بعد ہر نماز کا طریقہ کار ہے کتنے فرض کتنی سنتیں کتنے نوافل پھر نماز میں رکوع سجود اور پھر رکوع سجود میں تسبیحات کا انتخاب کیا گیا ہے۔ پھر قیام رکوع سجود ہر ایک علیحدہ علیحدہ طریقہ کار واضح کر دیا ہے اگر ذرا سی بھی

Marfat.com

کیا جس کی بدولت وہ مقبول الدعا بنے اسی لئے مخلوق ان کے پاس دعا کیلئے حاضر ہوتی ہے اور یہ کتنی بڑی زیادتی بھی ہے اور جہالت بھی کہ اولیائے عظام اور انبیا عظام کو بتوں سے مشابہت دے کر اللہ کے مقابلہ میں کھڑا کر دیا جائے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے متعلق فرمایا ہے کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں ان کی آنکھ کان ہاتھ پاؤں بن جاتا کبھی کسی بت کے متعلق بھی کہیں ایسا حکم آیا ہے یہ بڑا ہی دقیق مسئلہ ہے اور بڑا ہی خطرناک وار ہے کہ ملت اسلامیہ میں نفاق پیدا کرنے کیلئے دشمنان اسلام نے بارھویں صدی ہجری میں پیدا کیا ہے۔ اور اس سوال کے موجد دشمنان اسلام ہیں اور جن لوگوں نے یہ سوال ابھارا تاریخ اسلام کے آئینے میں دیکھیں کہ ان لوگوں نے ایک طرف مسلمانوں موحدوں اور مبلغان اسلام کی محبت کو مسلمانوں کے دلوں سے نکالنے کیلئے سوال اٹھایا کہ اللہ کے مقابلہ میں انبیاء اولیائے حق کو پیش کر دیا خود ہمیشہ ایسے لوگوں کی غلامی اور اطاعت کو ترجیح دی۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا اور ایمان والوں کا دشمن قرار دیا ہے۔ جبکہ اس سوال کے ذریعے جن لوگوں کو مشرک قرار دینے کی کوشش کی گئی ہے انہوں نے کبھی کسی کافر اور غیر مسلم کی غلامی قبول نہ کی اور کسی مسلمان کیلئے یہ سوال کرنا خود ہی ظلم عظیم ہے کہ اللہ کے مقابلہ میں اللہ ہی کے مقبول بندوں کا موازنہ کیا جائے۔

ادب اور عبادت

ادب اور عبادت دو مختلف مقامات ہیں ہر دو کا اپنا اپنا مقام ہے۔ یہ مقام قابل غور ہے تصفیہ طلب بھی ہے کہ فرشتوں نے اگرچہ حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا لیکن ان کی عبادت نہیں کی عبادت صرف اللہ ہی کے لائق اور سزاوار ہے۔ فرشتوں کا سجدہ حقیقت میں خلیفہ کے ادب پر معمول تھا نہ کہ عبادت پر پھر بعد میں سجدہ کی مناہی آ گئی لیکن ادب کا عمامہ خلیفہ کے سر پر ہمیشہ سجتا رہا قادر مطلق کبھی بھی اس کو گرنے نہیں دیتے جس نے بھی ایسی کوشش کی اس

Marfat.com

کو شیطان کا ساتھی بنا کر وارث جہنم بتا دیا گیا۔ ذرا صرف اللہ پاک کے دو حکموں پر غور کریں شرح صدر ہو جائے گی۔

(۱) ایمان والوں کو حکم دیا گیا کہ میرے محبوب حضور اقدس ﷺ کے در اقدس پر کھڑے ہو کر انتظار کرنا ہے آواز بھی نہیں دینی دروازہ بھی نہیں کھٹکھٹانا۔ اب اس پر غور فرمائیں کہ چاہے آپ کو پورا دن اور پوری رات در اقدس پر کھڑا ہونا پڑے نہ دروازہ کھٹکھٹا سکتے ہو نہ آواز دے سکتے ہو۔ اس سے زیادہ کیا ادب ہوگا۔

(۲) ایمان والوں کیلئے قطعی حکم ہے کہ تم اپنی آواز کو بھی آپ کی آواز سے اونچی نہیں کر سکتے اگر ایسا کرو گے تو تمہارے نماز، روزے، حج، زکوٰۃ، خیرات، تبلیغ، جہاد تمام اعمال ہی ضائع کر دیئے جائیں گے اور تمہیں وارث جہنم بنا دیا جائے گا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان سب اعمال کی نسبت ادب کہیں زیادہ ضروری ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ سرکار کی آواز ہی تو ہے جب ہم احادیث مقدسہ کی مخالفت کریں گے تو پھر بھی تباہ برباد ہو جائیں گے لیکن مقام افسوس ہے کہ آپ ﷺ نے واضح فرما دیا کہ مجھے اس چیز کا قطعاً خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن تم دنیا کی محبت میں منہمک ہو کر برباد ہو جاؤ گے جبکہ ہم آج دنیا کی ایک ایک پائی پر مر مٹنے کیلئے تیار ہیں اس کے باوجود سارے مسلمانوں کو مشرک قرار دے کر ان سے جہاد کر رہے ہیں اس سے زیادہ بے ادبی کیا ہوگی اس طرح ادب کا تیسرا حال اس طرح ہے کہ اپنے محبوب ﷺ کے حکم کے بدلہ میں اپنی ہر چیز قربان کر دی جائے۔ اور اب عبادت کا طریقہ ہے۔ ایمان والوں کیلئے سب سے پہلی عبادت نماز ہے نماز کیلئے پہلے وضو کرنا ضروری ہے۔ وضو کے بعد ہر نماز کا طریقہ کار ہے کتنے فرض کتنی سنتیں کتنے نوافل پھر نماز میں رکوع سجود اور پھر رکوع سجود میں تسبیحات کا انتخاب کیا گیا ہے۔ پھر قیام رکوع سجود ہر ایک علیحدہ علیحدہ طریقہ کار واضح کر دیا ہے اگر ذرا سی بھی

کمی بیشی ہو جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے اسی طرح حج۔عمرہ۔روزہ۔نفلی عبادات ہیں ان سب کے طریقہ کار کی وضاحت فرما دی گئی ہے ذرا سی کمی بیشی سے ساری عبادات ہی ختم ہو جاتی ہے۔اس لئے ادب اور عبادت ہر دو کا مقام علیحدہ علیحدہ ہے اور ضروری بھی ہے اللہ تعالیٰ کی عبادات اور اللہ کے خلیفہ کا ادب ہر دو کا ہونا ضروری ہے اگر چہ عبادات کتنی ہی بہتر ہوں لیکن خلیفہ کی بے ادبی ان سب عبادات کا خاتمہ کر دیتی ہے۔اسی طرح جہاں پر خلیفہ کا ادب ضروری ہے۔وہاں پر اللہ کی بندگی اور عبادت ضروری ہے یہ دونوں چیزیں لازم وملزوم ہیں۔اور یہ دونوں ہی ہر صاحب ایمان پر فرض ہیں۔اسلئے لازم ہے کہ ہم ان ہر دو کا علیحدہ علیحدہ تجزیہ کریں اور اس پر عمل بھی کریں۔جہاں پر اللہ کی عبادت ضروری ہے وہاں پر اللہ کے خلیفہ کا ادب ضروری ہے اس سے محبت ضروری ہے اس کی اطاعت ضروری ہے۔اگر چہ خلافت اطاعت الٰہی ہے جس کو چاہتا ہے اس عظیم نعمت سے نواز دیتا ہے۔جب مسلمان اجتماعی طور پر اعمال صالح کرتے رہے خلیفہ کا انتخاب بھی ضروری تھا۔تا کہ مملکت خداداد میں ایک ہی خلیفہ ہو اور اس کی اطاعت بھی لازم ہے لیکن جب وہ دور ختم ہوا مسلمان اللہ کی بجائے دنیا میں محو منہمک ہو گئے تو پھر وہ آدمی جس نے علمی اور عملی طور پر اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی پھر اللہ تبارک تعالیٰ نے ان مقبول بندوں کو ظاہری اور باطنی علوم سے نوازنے کے علاوہ کشف وکرامات سے نوازا تا کہ مخلوق خدا ان سے فیضیاب ہو پھر انہوں نے اپنی تبلیغ اور عمل سے ہزاروں کافروں کو کفر وشرک کی اتھاہ گہرائیوں سے نکال کر جام توحید پلایا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دی اور اس مقام پر ایسے ہی ایک مقبول بندوں نے دین اسلام کی آبیاری کے لئے اپنی ہر چیز راہ حق میں پیش کر دی کفرستان ہند میں حضرت داتا گنج بخش ہجویریؒ حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ حضرت میاں میرؒ حضرت نظام الدین اولیا۔حضرت علی احمد صابرؒ۔حضرت بختیار الدین کا کی۔

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی۔ شہباز قلندر۔ حضرت صوفی شیر محمدؒ۔ حضرت مہر علی شاہؒ۔ حضرت بہاؤالدین ذکریا۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ اور بہت سے مشاہیر اسلام نے لازوال قربانیاں اور سخت قسم کے مجاہدات کر کے دین اسلام کے علم کو سربلند رکھا جن میں سے ایک بزرگ کا اجمالاً ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ

برصغیر پاک و ہند میں اسلام صوفیائے کرام کی مساعی جمیلہ سے پھیلا اس خطے میں ان مردان خدا کا وجود مسعود اللہ پاک کا بہت بڑا انعام تھا۔ برصغیر میں مسلمان سلاطین نے کم و بیش ایک ہزار برس تک حکومت کی اس دوران میں ہندوؤں نے اسلامی کلچر کو نقصان پہنچانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر صوفیائے کرام کی مسلسل تبلیغی کوششوں کے سامنے وہ کبھی کامیاب نہ ہو سکے پروفیسر ایچ اے آر گب نے درست لکھا ہے کہ......

تاریخ اسلام میں بارہا ایسے مواقع آئے کہ اسلام کے کلچر کا شدت سے مقابلہ کیا گیا لیکن بایں ہمہ وہ مغلوب نہ ہو سکا اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ صوفیا کا انداز فکر فوراً اس کی مدد کو آ جاتا تھا اور اس کو اتنی قوت اور توانائی بخش دیتا تھا کہ کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی۔

صوفیاء کرام کا ہاتھ ہمیشہ ملت کی نبض پر اور دماغ تجدید و احیاء کی تدابیر سوچنے میں مصروف رہا مادیت کے سیلاب کو روکنے اور ذہنی انتشار کو ختم کرنے کا جو عظیم الشان کام اس جماعت نے سرانجام دیا وہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے بلاشبہ ان بزرگوں نے جب کبھی قوم کا اخلاقی مزاج بگڑتا ہوا دیکھا تو اپنی تمام تر ذہنی اور عملی صلاحیتیں صحت مند عناصر کو ابھارنے میں صرف کر دیں۔

حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر کو جب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار

Marfat.com

کاکیؒ نے دہلی میں تبلیغ و ہدایت کے منصب پر مامور فرمایا تو اس وقت حالات نہایت ہی ناساعد تھے سلطان التمش کی وفات ہو چکی تھی بڑے بڑے علما موقع سے فائدہ اٹھا کر میدان سیاست میں کود پڑے تھے لیکن حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر نے سیاسی بکھیڑوں سے بچ کر دین حق کی خاطر جو شاندار خدمات سرانجام دیں وہ آج بھی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھی ہوئی نظر آتی ہیں۔

حضرت بابا صاحبؒ دہلی میں حضرت خواجہ قطب الدینؒ کے سجادے پر بیٹھے تھے لیکن جب انہوں نے محسوس کیا کہ دارالسلطنت کا ماحول دین کی تبلیغ و ترویج پر اثر انداز ہونے لگا ہے تو وہ دہلی چھوڑ کر ہانسی تشریف لے گئے بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ آپ کے پیرومرشد نے یہی مقام آپ کو دیا تھا اس پر آپ نے فرمایا میرے پیر نے جو نعمت مجھے عطا فرمائی ہے وہ کسی خاص مقام سے وابستہ نہیں ہے۔"

حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ پہلے ہانسی اور بعد میں اجودھن تشریف لے گئے اجودھن پاک پتن کا پرانا نام ہے یہاں بابا صاحب نے اپنی تربیت خاص لے سانچے میں ڈھال کر جو لوگ تیار کیے ان میں شیخ جمال الدین ہانسی، شیخ بدرالدین اسحاق، شیخ نظام الدین اولیاء، شیخ علی احمد صابر کلیریؒ اور شیخ عارف جیسے مردان حق شامل ہیں جو بابا صاحب کے مکتب صحبت سے فارغ ہونے کے بعد ملک کے طول وعرض میں پھیل گئے اور ہر طرف خدا کے دین کا بول بالا کر دیا۔

خاندان، ولادت اور تعلیم:

حضرت بابا صاحبؒ کے دادا محترم کا نام نامی اسم گرامی قاضی شعیب تھا جو کابل کے بادشاہ فرخ شاہ کی اولاد میں سے تھے جن کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے خلیفہ دوم امیر المومنین سیدنا عمر فاروقؓ سے جا ملتا ہے۔

Marfat.com

پورا نسب نامہ یہ ہے:

شیخ فرید الدین بن جمال الدین سلیمان بن شیخ شعیب بن شیخ احمد شیخ یوسف بن شیخ محمد بن شیخ شہاب الدین بن شیخ احمد المشہور فرخ شاہ بادشاہ کابل بن نصیر الدین بن محمد المعروف بہ نشیمان شاہ بن سلمان شاہ بن سلیمان بن مسعود بن عبداللہ واعظ الاکبر بن ابوالفتح بن اسحاق بن قطبؒ العالمین سلطان ابراہیم بادشاہ بلخ بن ادہم بن سلیمان بن ناصر بن عبداللہ بن امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ قاضی شعیب چنگیزی حملے کے دوران کابل سے ہجرت کر کے لاہور تشریف لائے اور پھر قصور سے ہوتے ہوئے کھتوال (ضلع ملتان) چلے گئے جہاں انہیں قاضی مقرر کر دیا گیا حضرت بابا صاحبؒ یہیں 571 ھ میں پیدا ہوئے آپ کا نام مسعود رکھا گیا آپ کی ابتدائی تعلیم کھتوال ہی میں ہوئی۔ یہیں آپ نے درسی کتابیں پڑھیں اور قرآن مجید حفظ کیا۔ اس کے بعد آپ اعلیٰ تعلیم کیلئے ملتان چلے گئے جو ان دنوں علم وفضل کا مرکز تھا اور قبۃ الاسلام کہلاتا تھا یہاں آپ نے حلوائی کی سرائے کے قریب مسجد مولانا منہاج الدین ترمذی میں قیام فرمایا اور تعلیم شروع کی۔

پیرومرشد:

اسی مسجد میں ایک روز بابا صاحب فقہ کی مشہور کتاب نافع پڑھ رہے تھا کہ قطب عالم بختیار کاکیؒ تشریف لائے انہوں نے بابا صاحبؒ کو مصروف مطالعہ پا کر پوچھا "میاں کیا پڑھ رہے ہو! آپ نے جواب دیا نافع حضرت نے پھر سوال کیا کیا اس کے مطالعے سے تمہیں کچھ نفع حاصل ہوگا؟ اب جو بابا صاحب کی قطب عالمؒ سے نظریں چار ہوئیں تو عجیب کیفیت ہوئی فوراً قدموں پر سر رکھ دیا اور عرض کیا حضرت نفع تو مجھے آپ کی نگاہ کیمیا اثر سے حاصل ہوگا۔"

Marfat.com

سیر العارفین میں لکھا ہے کہ بابا صاحب نے ان کے ساتھ دہلی جانے کا ارادہ کیا تو قطب عالمؒ نے ارشاد فرمایا "تکمیل علم کے بعد میرے پاس دہلی آنا انشاء اللہ اپنی مراد کو پہنچو گے" بابا صاحب نے اسی طرح کیا ملتان کے بعد انہوں نے پانچ سال تکمیل تعلیم کیلئے خطہ قندھار، بغداد، غزنی، سیوستان اور بدخشان وغیرہ میں گزارے اور پھر دہلی آئے جہاں تھوڑے ہی دنوں میں قطب عالمؒ نے انہیں نعمت روحانی سے مالا مال کر دیا۔ جب بابا صاحبؒ نے دیکھا کہ دہلی میں ہجوم مرداں کی وجہ سے یکسوئی میسر نہیں ہوتی تو مرشد کی اجازت سے ہانسی چلے گئے لیکن وہاں سے دہلی آتے جاتے رہے۔

ایک دفعہ آپ دہلی آئے تو خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ بھی تشریف فرما تھا چنانچہ آپ ان کی توجہ سے فیض یاب ہوئے سیر العارفین میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ صاحب اجمیریؒ بابا صاحب کے ذوق وشوق اور روحانی استعداد سے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے ان کے پیر و مرشد اپنے مرید و خلیفہ حضرت قطب الدینؒ سے فرمایا بابا بختیار! شہباز عظیم بقید آوروہ کہ جز بہ سدرۃ المنتہیٰ آشیاں نیگرو ایں فرید شمعیت کہ خانوادہ درویشان منور سازہ"

گنج شکر:

گنج شکر کی وجہ تسمیہ کے بارے میں تذکرہ نگاروں نے مختلف روایات لکھی ہیں۔ یہاں دو روایتیں درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ تاریخ فرشتہ میں مرقوم ہے کہ بابا صاحب کی والدہ ماجدہ بچپن میں نماز کی پابندی کرانے کیلئے انکی جائے نماز کے نیچے شکر کی پڑیا رکھ دیا کرتی تھیں اور ان سے فرماتی تھیں کہ جو بچے نماز پڑھتے ہیں ان کی جانماز کے نیچے سے روزانہ ان کو شکر مل جاتی ہے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ والدہ شکر کی پڑیا رکھنا بھول گئیں کچھ دیر بعد انہیں یاد آیا تو گھبرا کر پوچھا مسعود! تم

Marfat.com

نے نماز پڑھی، بابا صاحب نے ادب سے جواب دیا ہاں اماں جان! نماز ادا کر لی اور شکر کھا لی یہ جواب سن کر ان کی والدہ بڑی حیران ہوئیں اور سمجھ گئیں کہ اس بچے کی غیب سے مدد ہوئی ہے چنانچہ اس وقت سے انہوں نے اپنے بچے مسعود کو گنج شکر کہنا شروع کر دیا۔

۲۔ اخبار الاخبار خزینۃ الاصفیا تذکرہ العاشقین اور گلزار ابرار میں لکھا ہے کہ ایک سوداگر اونٹوں پر شکر لاد کر ملتان سے دہلی جا رہا تھا جب اجودھن پہنچا تو راستے میں حضرت شیخ بابا فریدؒ کھڑے تھے آپ نے اس سے پوچھا کہ اونٹوں پر کیا لدا ہے؟ سوداگر نے ٹالنے کے انداز میں کہا نمک ہے بابا اس پر آپ نے فرمایا اچھا نمک ہی ہوگا، سوداگر نے اپنی منزل پر پہنچ کر جب بوریوں کو دیکھا تو ان میں شکر کے بجائے نمک تھا بہت پریشان اور پھر واپس اجودھن حضرت کی خدمت اقدس میں آیا اور معافی طلب کی۔ آپ نے فرمایا جھوٹ بولنا بری بات ہے آئندہ کبھی جھوٹ نہ بولنا جاؤ اگر بوروں میں شکر تھی تو انشاء اللہ شکر ہی ہوگی۔"

سوداگر نے جھوٹ سے توبہ کی اور واپس آ کر بوروں کو دیکھا تو ان میں شکر بھری ہوئی تھی۔ بیرم خان خانخاناں نے اس واقعہ کو اس طرح نظم کیا ہے۔

کان نمک، جہان شکر، شیخ بحر و بر　　　آن کز شکر نمک کند و از نمک شکر

مریدوں کی تربیت:

ایک روز مولانا جمال الدین ہانسوی جنگل سے ڈیلے اور مولانا بدرالدین اسحاق لکڑیاں لائے۔ حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے ان کو ابالنے کیلئے چولہے پر چڑھا دیا اتفاق سے اس روز لنگر خانے میں نمک موجود نہ تھا سلطان المشائخ بازار جا کر بقال سے نمک قرض لائے اور ڈیلوں میں ڈالا۔ جس وقت دستر خوان بچھایا گیا اور سب فقرا جمع ہو گئے تو دعا پڑھنے کے بعد حضرت بابا صاحب نے لقمہ اٹھایا مگر فوراً ہی واپس رکھ دیا

Marfat.com

اور فرمایا لقمہ گراں ہے کوئی شبہ والی بات معلوم ہوتی ہے۔ یہ سن کر حضرت نظام الدینؒ کھڑے ہوئے اور عرض کیا حضور لکڑیاں تو حضرت مولانا سید بدر الدین اسحاق لائے ہیں اور ڈیلے مولانا جمال الدین لائے ہیں اور پانی مولانا حسام الدین نے بھرا ہے اور ان کو جوش میں نے دیا ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ لقمہ کس سبب سے گراں ہے؟

حضرت بابا صاحبؒ نے ایک لحہ تامل کے بعد فرمایا نمک کہاں سے آیا؟ اتنا سننا تھا کہ حضرت نظام الدین حیران رہ گئے اور عرض کیا۔ حضور کی ذات گرامی کاشف حالات ہے یہ خطا مجھ سے سرزد ہوئی ہے یہ ڈیلے کڑوے کسیلے ہوتے ہیں اگر ان میں نمک بھی نہ ہو تو پھر یہ کیسے کھائے جائیں گے محض اس خیال سے میں نے اس میں نمک قرض لے کر ڈال دیا ہے۔ حضرت نے یہ سن کر فرمایا۔ نظام الدین! درویشاں اگر بفاقہ بمیرند برائے لذت نفس قرض نہ گیرند"

حضرت شیخ المشائخ نے اسی وقت دل میں عہد کیا کہ آئندہ تمام عمر قرض نہیں لوں گا بابا صاحب نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا انشاء اللہ آئندہ تم کو قرض لینے کی ضرور بھی نہیں پڑے گی"۔

تنگ دستی کا علاج:

حضرت بابا فریدؒ کے پاس جب بھی کوئی شخص دینی یا دنیاوی مشکل لے کر آتا تو وہ اسے کتاب وسنت کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دیتے عام طور پر صبر کی تلقین فرماتے اور نماز پڑھنے کی ہدایت کرتے۔ ایک روز ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی کہ یا حضرت میں بے حد تنگ دست ہوں گھر میں عام طور پر فاقوں کی نوبت آجاتی ہے۔ آپ نے اس شخص کیلئے دعا فرمائی اور پھر اسے ہدایت کی کہ ہر روز رات کو سونے سے پہلے سورۃ جمعہ پڑھ لیا کرو۔

Marfat.com

بلبن کے نام خط:

ایک بار پاک پتن میں کوئی ضرورت مند بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی حضور! بادشاہ کے نام ایک سفارشی خط لکھ دیجئے تا کہ میرا کام بن جائے۔ آپ نے اس سے فرمایا کام کرنے والا تو صرف اللہ تعالیٰ ہے میں تمہارے لیے دعا کرتا ہوں اس نے خط لکھنے کیلئے اصرار کیا تو حضرت بابا فریدؒ نے سلطان بلبن کے نام یہ خط لکھ کر دے دیا۔

ترجمہ...... ''میں نے اس شخص کی ضرورت کو اللہ پاک کے سامنے پیش کیا پھر تیرے پاس بھیجا اگر تو اس کو کچھ دے گا تو دین اللہ پاک کی ہوگی اور یہ شخص تیرا شکر گزار ہوگا اور اگر کچھ نہ دے گا تو روک خدا کی طرف سے ہوگی اور تو معذور سمجھا جائے گا۔''

غوث بہاؤ الحق سے تعلق:

حضرت شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا ملتانی اور حضرت بابا فریدؒ کے درمیان بہت محبت تھی بابا صاحب جب بھی انہیں خط تحریر فرماتے یا مجلس میں ان کا ذکر فرماتے تو شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا فرماتے۔ ایک دفعہ لوگوں نے پوچھا آپ جب بھی حضرت کا نام لیتے ہیں تو شیخ الاسلام ضرور کہتے ہیں آپ نے جواب دیا ''میں نے لوح محفوظ پر ان کے نام نامی کے ساتھ شیخ الاسلام لکھا ہوا دیکھا ہے''

ایک دفعہ حضرت شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریاؒ نے بابا صاحب کو خط بھیجا جس میں تحریر فرمایا کہ میرے تمہارے درمیان عشق بازی ہے بابا صاحب نے جواب میں لکھا کہ میرے اور آپ کے درمیان عشق تو ہے مگر بازی نہیں ہے۔

بزرگوں کی روش:

حضرت شیخ بدر الدین غزنوی آپ کے پیر بھائی تھے دہلی میں ملک نظام الدین

خریطہ دار نے ان کے لئے ایک خانقاہ بنوادی تھی جہاں وہ ان کے آرام و آسائش کا سارا سامان بہم پہنچاتا تھا ایک دفعہ ملک نظام الدین زر کثیر کے غبن میں ماخوذ ہوا جس سے شیخ بدرالدین کے کام اور آرام میں بھی خلل پڑنا شروع ہوا ان حالات میں انہوں نے بابا صاحب کی خدمت میں درد بھرا خط لکھا سارے حالات بیان کئے اور دعا کی درخواست کی۔

بابا صاحب نے یہ خط پڑھا تو جواب میں لکھا "عزیز الوجود کا رقعہ ملا اور جو کچھ اس میں درج تھا اس سے آگاہی ہوئی۔ جو کوئی اپنے بزرگوں کی روش پر نہ چلے گا ضرور ہے کہ اسے اس طرح کا ماجرا پیش آئے اور وہ غم والم سے دوچار ہو آخر ہمارے پیران عظام میں سے کون تھا جس نے اپنے لئے خانقاہ بنوائی اور اس میں جلوس فرمایا۔

ذوق سماع:

ایک روز حضرت بابا فریدؒ کو سماع کا ذوق ہوا اتفاق سے اس وقت کوئی قوال موجود نہ تھا آپ نے حضرت مولانا بدرالدین اسحاق سے فرمایا کہ وہ خط جو قاضی حمیدالدین ناگور نے بھیجا ہے لاؤ اور سناؤ مولانا کھڑے ہوئے اور خط پڑھنا شروع کیا حمد و نعت کے بعد تحریر تھا۔

فقیر، حقیر، نحیف، ضعیف، بندہ درویشاں ازسر و دیدہ خاکپائے ایشاں محمد عطا المعروف بہ حمیدالدین ناگوریؒ...... اتنا سننا تھا کہ بابا صاحب پر کیفیت طاری ہوگئی اور جب مولانا نے خط کی یہ رباعی پڑھی تو بابا صاحب پر وجد طاری ہوگیا۔

آں عقل کجا کہ در کمال تو رسد　　آں روح کجا کہ در جلال تو رسد
گیرم کہ تو پردہ برگرفتی ز جمال　　آں دیدہ کجا کہ در جمال تو رسد

اسی طرح ایک روز آپ کو ذوق سماع ہوا اور آپ کی زبان پر مولانا نظامی کا یہ شعر آیا ۔

نظامی آنچہ اسرار است کز خاطر عیاں کردی   کسے سرش نمید اند زباں در کش زباں در کش

اس شعر کو آپ تمام دن پڑھتے رہے پھر رات کو بھی یہی حال رہا اور دوسرے دن بھی۔ ایک روز سماع کی حرمت وحلت پر گفتگو ہو رہی تھی تو فرمایا سبحان اللہ! کوئی جل کر راکھ ہو جائے اور دوسرے ابھی اختلاف ہی میں ہیں ایک بار فرمایا "سماع انہی لوگوں کیلئے جائز ہے جو اس میں ایسے مستغرق ہوں کہ ایک لاکھ تلواریں ان کے سر پر ماری جائیں یا ایک ہزار فرشتے ان کے کان میں کچھ کہیں تو بھی ان کو خبر نہ ہو"۔

وصال:

ذوالحجہ 663ھ کے آخری دنوں میں بیماری نے شدت اختیار کر لی اور آپ کو بے ہوشی کے دورے ہونے لگے لیکن اس کے باوجود آپ کی کوئی نماز حتی کہ نفلی عبادت تک قضا نہ ہوئی اور وظائف واوراد بھی وقت پر ادا ہوتے رہے محرم 664ھ کی چار تاریخ کو دہلی سے آپ کے مخلص قدیم سید محمد کمانی پرسش احوال کے لئے پاک پتن آئے حضرت بابا صاحب اس وقت حجرہ میں تھے اور دروازہ بند تھا باہر صاحب زادگان اور چند مریدان آپ کی جانشینی کے متعلق سرگوشیاں کر رہے تھے جیسے ہی ان حضرات نے سید محمد کرمانی کو دیکھا تو کہا اس وقت اندر نہ جانا حضرت کی طبیعت ناساز ہے سید صاحب باہر بیٹھے سوچتے رہے کہ میں دہلی سے چل کر آیا ہوں اگر یہ لوگ مجھے حضور کی قدم بوسی کر لینے دیں تو کیا حرج ہے آخر ان سے ضبط نہ ہو سکا اور وہ حجرے میں داخل ہو گئے اور بابا صاحب کے قدموں میں سر رکھ دیا آپ نے آنکھیں کھولیں اور پوچھا سید! کیا حال ہے کب آئے؟ عرض کیا حضور کی دعا سے اچھا ہوں ابھی حاضر ہوا ہوں اس کے بعد سید صاحب نے دہلی کے علماء ومشائخ کے سلام عرض کیے آخر میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کا سلام عرض کیا جیسے ہی بابا صاحب نے حضرت خواجہ نظام الدین کا نام سنا تو خوش ہو کر پوچھا "ان کا کیا

Marfat.com

حال ہے؟'' عرض کیا وہ ہر وقت حضور کی یاد میں رہتے ہیں یہ سن کر بابا صاحب اور خوش ہوئے اور مولانا بدرالدین اسحاق سے فرمایا کہ جو تبرکات مجھے سلسلہ بہ سلسلہ اپنے حضرت سے پہنچے ہیں وہ نظام الدین محمد بدایونی کا حق ہے ان کو پہنچا دینا۔

بعد نماز مغرب آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی عشاء کی نماز آپ نے جماعت سے ادا کی۔ پھر آپ بیہوش ہوگئے ہوش میں آنے کے بعد آپ نے سوال کیا میں نے عشاء کی نماز پڑھ لی ہے؟ عرض کیا گیا جی ہاں آپ نے فرمایا ایک مرتبہ اور پڑھ لوں دوبارہ نماز عشاء ادا کی تو پھر بیہوش ہوگئے ہوش میں آنے کے بعد یہی سوال کیا۔ کہا گیا آپ دو مرتبہ عشاء کی نماز ادا کر چکے ہیں۔ فرمایا ایک دفعہ اور پڑھ لوں ممکن ہے پھر موقع نہ ملے یہ فرما کر آپ نے عشاء کی نماز مع وتر ادا کی اور پھر تازہ وضو کیا اس کے بعد سجدہ کیا اور سجدہ ہی میں ایک مرتبہ زور سے ''یاحي یاقیوم'' کہا اور جان جان آفریں کے سپرد کردی۔

وفات سے چند منٹ پہلے پوچھا مولانا نظام الدین دہلی سے آئے ہیں یا نہیں؟ کہا گیا جی نہیں فرمایا ''میں بھی اپنے شیخ کے انتقال کے وقت ان کے پاس موجود نہ تھا ہانسی میں تھا۔

Marfat.com

خلافت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانیوالا ہوں پھر فرمایا اے داؤد ہمنے تجھ کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے تا کہ انصاف کے ساتھ لوگوں میں فیصلے کرو۔ پھر قرآن پاک میں سورۃ نور میں وضاحت فرمادی کہ یہ خلافت تا قیامت جاری رہے گی لیکن ایمان اور اعمال صالح کے ساتھ مشروط ہے۔

خلافت کی ضرورت

خلیفہ دراصل رسول کا نائب ہوتا ہے کیونکہ رسول کی عمر تمام زمانوں کے واسطے کافی نہیں ہوتی لیکن اور ہر زمانہ جب تک سابقہ شریعت جاری رہے رسول کا محتاج بھی نہیں ہوتا۔ اور جو شریعت کی حفاظت کرے وہی رسول کا خلیفہ ہوتا ہے اب چونکہ حضور اقدس ﷺ آخر الزماں نبی ہیں آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس لئے خلیفہ کی اشد ضرورت ہے تا کہ خلافت شریعت کی بغیر کمی بیشی کے حفاظت کرے۔ اس لئے کہ خلیفہ کو قوانین شریعت کو وضع کرنے یا اختراع کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ وہ محض قوانین شریعت کی حفاظت اور لوگوں کو ان قوانین کی پابندی کرانے میں کوشاں رہتا ہے گویا کہ نبی باغ لگانے والا اور خلیفہ اس باغ کی حفاظت کرنے والا ہے۔ اس خلافت کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور قیامت تک جاری رہے گی اور سب انبیاء کا ایک ایک خلیفہ تھا لیکن حضور اقدس ﷺ کے جانشینوں کی خلافت تا قیامت جاری رہے گی۔ اور یہ بھی یادر ہے جس طرح رسول کی شریعت کو ماننا ضروری ہے اسی طرح رسول کے خلیفہ کی اطاعت اور ادب بھی ضروری ہے کیونکہ شیطان خلافت کے انکار کی بدولت ہی راندہ درگاہ بنا تھا خلافت اصل میں اسی شریعت کی حفاظت کی اصل ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر نازل فرمائی اس

لئے بھی خلیفہ واجب احترام ہوتا ہے۔شریعت اسلامیہ کے مطابق خلافت چند شرائط کے ساتھ مشروط ہے۔کیونکہ خلافت ملک اور دین کی جامع ہے۔اسلئے خلیفہ کی ذمہ داریاں بھی بہت زیادہ ہیں اس لئے خلیفہ کا کامل العقل ہونا ضروری ہے۔

(۲) خلافت کی دوسری شرط علم ہے کیونکہ خلیفہ مخلوق اور خالق کے درمیان ایک واسطہ ہے جو کہ اللہ کی مخلوق کو اللہ کے قوانین سے آگاہی کرتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ خلیفہ شریعت کے علم پر عبور رکھتا ہو اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے علم پر عمل کرنے والا ہو کیونکہ لوگ اپنے خلیفہ کی اقتدا کرتے ہیں لیکن مقام افسوس ہے کہ جب سے مسلمانوں کو جبراً ایسے لوگوں کی اطاعت پر مجبور کیا گیا جو خود ہی شریعت اسلامیہ کی مخالفت کرتے ہیں ملت اسلامیہ کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔اور اب یہ بات اس مقام پر پہنچ چکی ہے کہ خلافت کے انتخاب کے لئے قطعی طور پر شریعت سے دستبردار ہو کر تقویٰ اور پرہیز گاری کی بجائے ایسی شرائط وضع کر دی گئی ہیں جو دین اسلام کی مخالفت پر مبنی ہیں جیسا کہ تقویٰ جو خلافت کی اصل ہے اس کی بجائے فرنگی تعلیم کو معیار بنایا گیا۔خلیفہ کا دوسروں سے زیادہ عالم ہونا اس لئے بھی ضروری ہے کہ وہ فیصلے کرتے وقت رعایا کا محتاج نہ ہو اس کے باوجود اسلام کے جلیل القدر خلیفہ بھی دوسرے اصحابہ سے مشورے کرتے رہے جیسا کہ حضرت عمرؓ۔حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عثمانؓ اکثر حضرت علیؓ سے مشاورت کرتے اور ان کے مشوروں پر عمل کرتے۔اور حضرت علیؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مشورہ کرتے لیکن اس کے باوجود یہ ضروری ہے کہ خلیفہ رعایا کی نسبت علم اور عقل میں کامل ہو۔کیونکہ علم جہالت سے بہتر ہے۔اور جہالت کی ظلمت کو علم کے نور کی روشنی میں ہی ختم کیا جا سکتا ہے۔جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کی کمال علم سے تعریف کی ہے یعنی بے شک دیا ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم۔

Marfat.com

(۳) تیسری شرط شجاعت ہے تا کہ رعایا کے دل اپنے خلیفہ کے سامنے جھکے رہیں۔ شجاعت قلب کی قوت ہے اور قلب کی قوت تقویٰ اور خوف الٰہی ہے جس بندے کے دل میں اللہ کا ڈر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے دلوں میں اس کا خوف اور ہیبت ڈال دیتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت علیؓ کی زرعہ کی پشت پر کچھ نہ تھا صرف سینہ کو محفوظ رکھنے کیلئے اگلا حصہ بنوایا تھا۔ جبکہ پشت خالی رہتی کسی نے آپ سے اس کا سبب دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا خدا نہ کرے اگر میں نے دشمن کی طرف اپنی پشت کر لی تو پھر زرعہ بھی میری حفاظت نہ کر سکے گی۔

(۴) خلافت کی چوتھی شرط جود وسخا ہے انبیا علیہم السلام سخی ہوتے ہیں اور ہمارے آقا حضور اقدس ﷺ نے کبھی بھی دنیا کے مال کو کوئی اہمیت نہ دی جو بھی آتا اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے اس لئے ضروری ہے کہ خلیفہ کے نزدیک دنیا کی اہمیت ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہو کیونکہ خلیفہ کیلئے اپنے نبی اکرم ﷺ کی اقتدا لازم ہے۔ اگر خلیفہ خود ہی دنیا کی محبت میں مبتلا ہوگا تو پھر رعایا تو خواہ مخواہ دنیا کے فتنات میں مبتلا ہو جائے گی۔

خلافت کی پانچویں شرط: تقوی ہے۔ خلیفہ کا دوسرے لوگوں کی نسبت عابد و زاہد اور پرہیز گار رہنا ضروری ہے تا کہ خود بھی نیک کام کرے اور نیک کام کرنے کی تلقین کرے اور اسی طرح خود بھی برائیوں سے بچے اور لوگوں کو ان باتوں کی تلقین کرے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا دو گروہ ہیں جب وہ درست ہوتے ہیں تو لوگ بھی درست ہو جاتے ہیں اور جب وہ خراب ہوتے ہیں تو لوگ بھی خراب ہو جاتے ہیں۔ اور وہ دونوں علماء اور امراء ہیں اور خلیفہ کو ان دونوں کا جامع ہونا چاہیے۔ خلیفہ اصل میں اپنے نبی کا جانشین ہوتا ہے۔ اس لئے اس کیلئے لازم ہے کہ مکمل طور پر اپنے نبی ﷺ کا اتباع کرے۔ جب خلیفہ مندرجہ بالا صفات سے متصف ہوگا تو رعایا خود بخود نیکی کی طرف راغب ہوگی۔

Marfat.com

خلافت اور بیعت

حضور اقدس ﷺ سے لے کر اصحابہ اکرام رضوان اللہ علیھم اجمعین تک متواتر باقاعدگی کے ساتھ یہ معاملہ چلتا رہا تمام لوگ اپنے خلیفہ کی بیعت کرتے۔ لیکن بعد میں جوں جوں مسلمانوں پر دنیا کی محبت اور حکومت کی جاہ و حشمت کا غلبہ ہونا شروع ہوا تو ظاہری حکومت اور شریعت اسلامیہ میں فاصلے بڑھنے شروع ہو گئے ایک طرف تو کچھ لوگوں نے حصول حکومت کیلئے ظلم و جبر کر کے اپنی حکومت کو قائم کرنے تک اپنی قوتوں کو محدود کر دیا لامحالہ ایسے حال میں شریعت اسلامیہ کا سلسلہ علیحدہ ہونا لازمی تھا۔ کیونکہ پہلا طریقہ تو یہ تھا کہ حکومت کے ساتھ مقابلہ کر کے اس کو ظلم و جبر اور بددیانتی سے روکا جاتا جیسا کہ حضرت امام حسینؓ نے کیا تھا لیکن لوگوں کی اکثریت چونکہ دنیا کی طرف زیادہ مائل ہو چکی تھی اور حکومت وقت کے ساتھ لوگوں کے دنیاوی مفادات وابستہ تھے اس لئے لوگوں کی اکثریت نے حکومت کا ساتھ دینے میں ہی اپنی عافیت سمجھی جیسا کہ حضرت امام حسینؓ کے متعلق کسی کو ذرا برابر بھی شک وشبہ کی گنجائش نہ تھا کہ آپ حق پر ہیں لیکن اس کے باوجود لوگوں نے صاحب حکومت لوگوں کا ساتھ دینے میں عافیت سمجھی اس وقت بڑا ہی عجیب اور کٹھن مرحلہ شروع ہوا کہ اگر ایسی حکومت کا ساتھ دیا جائے جو شریعت اسلامیہ کی مخالفت ہو گی جس سے آخرت تباہ ہوتی نظر آتی تھی اگر ایسی حکومت کی مخالفت کی جاتی تو بے شمار فتنات اور قتل و غارت کا سلسلہ شروع ہو جاتا لہٰذا اس وقت دین اسلام یا دین حق کے پرستاروں نے ایمان اور اعمال صالح کے ساتھ امت کی رہنمائی اور دعوت تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور اللہ کے اس حکم کو برحق ثابت کیا کہ خلافت ایمان اور اعمال صالح کے ساتھ تاقیامت جاری رہے گی پھر اہل ایمان نے جوق در جوق ایسے برگزیدہ لوگوں کے ہاتھ پر بیعت کرنا شروع کر دی۔ جیسا کہ حضور اقدس ﷺ کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کی تھی۔ لیکن اس میں فرق یہ پڑا کہ

Marfat.com

پہلے اجتماعی طور پر لوگ ایمان اور اعمال صالح کے ساتھ مزین تھے اس وقت مسلمانوں کو اجتماعی خلافت نصیب ہوئی لیکن جب حکمرانوں کی اکثریت دین کی بجائے دنیا کی طرف متوجہ ہوئی تو یہ خلافت انفرادی طور پر مردان حق کے ذریعے جاری ہوئی اور یہ خلافت سلسلہ بسلسلہ خلفائے راشدین تک پہنچ جاتی ہے اور پھر حضور اقدس ﷺ سے جو فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں۔ اس مقام پر ایک بڑا ہی دقیق معاملہ پر پیدا ہوگا اکثر لوگ یہ سوال کریں گے کہ ان مقدس ہستیوں نے اجتماعی خلافت کے حصول کیلئے کیوں کوششیں نہ کی۔ تو اس کا جواب اس طرح ہے کہ مسلمانوں کا آپس میں قتل کرنا کرانا سخت جرم ہے۔ اس لئے حضرت امام حسین کی شہادت کے بعد جب اللہ کے بندوں نے دیکھا کہ عوام الناس کی اکثریت دین کی بجائے دنیا کی طرف مائل ہو چکی ہے تو انہوں نے دنیا کی حکومت دنیا والوں کے سپرد کر کے اس کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خیر آباد کہہ کر خود دین اسلام کی حفاظت کیلئے اپنی ہر چیز راہ حق میں پیش کر دی تا کہ اللہ کے دین اسلام پر آنچ نہ آئے پھر مخلوق خدا نے لاکھوں کی تعداد میں ان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ان کے ہاتھوں پر بیعت کی کیونکہ صاحب ایمان لوگ ہمیشہ ایسے لوگوں کے متلاشی ہوتے ہیں کہ خدا تک رسائی کیلئے ان کو کہیں سے رہنمائی نصیب ہو جہاں پر ان کے دل اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہ آدمی واقعی دنیا کے کسی لالچ کے برعکس اللہ کے دین اسلام کی سربلندی کیلئے راہ حق کا مسافر ہے۔ پھر لوگ اس مرد حق آگاہ کی طرف جوق در جوق رجوع کرتے ہیں جیسا کہ موجودہ دور میں میرے شیخ محترم حضرت صوفی محمد برکت علیؒ سے لاکھوں انسانوں نے فیض حاصل کیا ہزاروں انسان کفر سے تائب ہو کر مشرف اسلام ہوئے اور یہ سب کچھ اللہ کے اس حکم کے تحت ہوتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ ایمان اور اعمال صالح کرتے ہیں ہم ان کی محبت مخلوقات کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں پھر ایسے مقدس لوگوں کو اللہ تعالیٰ ایسا کردار عطا کرتے ہیں جو

لوگوں کو ان کی طرف مائل ہونے پر مجبور کرتا ہے۔ مثلاً ایسے لوگ متوکل علی اللہ ہوتے ہیں ماسوا اللہ کے کسی دوسری طرف متوجہ نہیں ہوتے اور نہ ہی کسی مخلوق کے محتاج ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں ہم ان کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتے ہیں جہاں سے ان کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ پھر جب کوئی آدمی تقویٰ اختیار کرتا ہے ایمان اور اعمال صالح کرتا ہے دنیا سے منہ موڑ کر رجوع الی اللہ ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ایسے برگزیدہ بندوں کو کشف و کرامات سے نوازتے ہیں تا کہ لوگ ان سے فیض حاصل کرنے کیلئے ان کی طرف رجوع کرتے ہیں جس طرح ولائت نبوت کے تابع ہے اسی طرح انبیا سے معجزات رونما ہوتے ہیں۔ اولیائے عظام سے کرامات کا ظہور ہوتا ہے جیسا کہ آصف بن برخیا نے طویل مسافت سے بلقیس شہزادی کا تخت پیش کر دیا تھا۔ اسی طرح حقیقی کرامت یہ ہوتی ہے کہ لوگ ان کی رہنمائی سے فیضیاب ہو کر ہدایت کی طرف گامزن ہوں جیسا کہ قرآن پاک کی ابتدا ہی میں فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ اس کتاب میں کسی قسم کے شک وشبہ کی قطعاً گنجائش نہیں اس کے باوجود اس سے فیض حاصل کرنے کیلئے تقویٰ بنیاد اول ہے۔ ہدایت کے حصول کیلئے تقویٰ ضروری ہے۔ لیکن مقام افسوس ہے کہ ہم تقوے کے قریب بھی نہیں جاتے پھر جب متقین سے کرامات کا ظہور ہوتا ہے تو اس سے یکسر انکار کر دیتے ہیں جو کفر کے مترادف ہے۔

کرامت

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فیصلہ دیا ہے کہ بے شک ہمنے اولاد آدم کو بزرگی دی ہے۔ پھر فرمایا کہ یقیناً خدا کے نزدیک وہی بڑے مرتبہ والے ہیں جو زیادہ پرہیزگار ہیں۔ معلوم ہوا کہ کرامت نبوت کا ایک جز ہے۔ لیکن نبوت سے کم تر ہے۔ جیسے معجزہ نبوت کی نشانی ہے۔ کرامت ولائت کی نشانی ہے۔ سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ اللہ پر ایمان

Marfat.com

لائے اور اللہ کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کی تصدیق کرے اور پھر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اقرار کی اپنے عمل سے تصدیق کرے دنیا کی نفی کر کے اپنے اللہ کی طرف مکمل طور پر رجوع کرے اور جب کوئی آدمی اللہ کی طرف رجوع کرے گا تو اس کیلئے رسول اللہ ﷺ سے رہنمائی اور اتباع لازم ہوگی۔ اور اس میں سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ وہ آدمی دنیا کی محبت اور شہوات میں مبتلا ہونے کی بجائے مکمل طور پر رجوع علی اللہ ہو۔ اس کے قلب ونظر میں دنیا کی بجائے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت موجزن ہو۔ اور پھر جس سے محبت ہوتی ہے اس کا ذکر بھی محبوب ہوتا ہے۔ لہٰذا کرامت کے مستحق وہی لوگ ہیں جو چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے پہلوؤں پر لیٹتے اللہ کے ذکر میں مشغول ہوتے ہیں بلکہ یہ حقیقت ہے کہ ایسے بندے نیند کی حالت میں بھی ذکر حق تعالیٰ میں مصروف ہوتے ہیں۔ پھر ذکر حق تعالیٰ سے ان کے قلب منور اور نفس پاکیزہ ہوتے ہیں۔ اور جو نفس ولائت کی تہذیب اور ہدایت سے مزین ہو جاتا ہے۔ وہ امراض خبیثہ، جہالت، حرص اور شرک اور نفاق سے قطعاً پاک ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر کسی نے خوب شعر کہا ہے

چاہ چوہڑی چاہ چمیاری چاہ نیچن کی نیچ   تھا تو بندہ برہمنی گر چاہ نہ ہوتی بیچ

یعنی دنیا کی حرص ہی تمام گناہوں کی منبع ہے جو انسان کو اپنی حقیقی منزل سے بے بہرہ کر دیتی ہے حالانکہ بندے کا حقیقی تعلق تو اس پاک ذات کے ساتھ ہے جس کا مقام وری الوریٰ ہے کل روح من امر ربی اور جب کسی خوش نصیب آدمی کا یقین ان رذائل و خبائث سے پاک ہو جاتا ہے۔ پھر اس کی رسائی عالم اجسام کی بجائے عالم ارواح سے قائم ہوتی ہے۔ اس گوہر کے حصول کیلئے مجاہدات و ریاضات سے گزرنا لازم ہے جب نفس فضول لذتوں سے دست بردار ہو کر ریاضت شدیدہ کرتا ہے شریعت کی متابعت کے ساتھ شہوات کو ترک کرتا ہے۔ اور صراط مستقیم پر رواں دواں رہتا ہے اور اپنے اصلی مرکز کے

Marfat.com

قریب تر ہوتا ہے نحن اقرب الیہ من احبل الورید کی حقیقت سے آشنا ہوتا ہے۔ اس کے بعد اسرار کلنونہ کو قبول کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ پھر اللہ کریم ہے وہ نیکو کاروں کی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس نفس کی قوت اور استطاعت کے مطابق اس پر انوار ملکوت کا ظہور ہوتا ہے چنانچہ اس نور کے سبب سے یہ نفس پوشیدہ امور کو دیکھتا ہے بقول امام غزالیؒ یہ نفس پوشیدہ امور کو دیکھتا ہے اور قضاو قدر کی ہونے والی یا گذشتہ باتوں کو معلوم کر لیتا ہے پس نفس اپنی صفائی اور عالم ملکوت تک رسائی کی بدولت آئندہ کے حالات اور گذشتہ حالات سے اس کو خبر دیتا ہے۔ اور وہ دوسرے نفسوں میں جو اس سے کم درجہ ہوتے ہیں تصرف کرتا ہے۔ کیونکہ وہ نفوس اپنے سچے ارادہ اور صاف ہمت کے ساتھ اس برگزیدہ نفس سے استفادہ کے طالب ہوتے ہیں جیسا کہ مشائخ عظامؒ اپنے مریدوں میں تصرف کرتے ہیں وہ مرید جو ہمیشہ ان کی خدمت اور اطاعت کو اپنا فرض سمجھتے ہیں اور دل و جان سے ان کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ حالانکہ صاحب ولائت اپنی کرامت کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ان کو بیان کرنے کی وجہ سے ان سے اعراض کرتے ہیں۔ اس کے باوجود کرامات کا ظہور ہونا قانون فطرت کے عین مطابق ہوتا ہے۔ جسوقت ولی کا نفس کامل ہو جاتا ہے اور روح کے تحت سے نکل کر روح کو اپنے تابع کر لیتا ہے۔ تب وہ روح میں بھی جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے چنانچہ بعض اولیاء نے چالیس چالیس دن کھانا نہیں کھایا۔ نفس کا نفسانی مشقتوں سے بری ہو جانا بہت بڑی کرامت ہے۔ اور یہی وہ بزرگی ہے جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ لقد کرمنا بنی آدم اور یہ کرامت روح نطق اور وجود ہے جس میں سب آدمی مشترک ہیں اور درحقیقت اس کرامت سے اس نسبت حقیقی کی تصیح مراد ہے جس کا نام آدمیت ہے۔ اور جس کے سبب سے آدم آدم تھے اور وہی زمین کے قالب میں خلیفۃ اللہ تھے۔ لیکن یہ اطلاق کل آدمیوں پر نہیں ہوتا بلکہ اس پر ہوتا ہے جس میں وہ آدمیت موجود ہو

Marfat.com

اورآدمی کی حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے جداعلیٰ کی سنت ادا کرتے ہوئے گناہوں سے تائب ہو کرخوف خداوندی سے آہ وزاری میں مشغول رہتا ہےاور ہر معاملہ میں اپنے اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ سچ کو جھوٹ پر مقدم جانتے ہوئے حق کو باطل پر ترجیح دے جس میں یہ باتیں موجود ہوں وہ بنی آدم میں شمار ہوگا۔ جس میں یہ باتیں موجود نہ ہوں وہ شکل میں اگر چہ آدمی ہو حقیقت میں شیطان ہوتا ہے۔

کالانعام بل ھم اضل یعنی یہ لوگ مثل جانوروں کے ہیں جوحق اور باطل میں تمیز نہیں کر سکتے بلکہ ان سے بھی گمراہ ہیں ان ہی کے متعلق فرمان خداوندی ہے۔ یعنی جانوروں سے بھی بدتر خدا کے نزدیک وہ گونگے بہرے لوگ ہیں۔ یعنی اس بات کی تصریح فرمائی کہ ایسےلوگوں کا شمار جانوروں میں ہوتا ہے۔ جوحق اور باطل میں تمیز کرنے سے قاصر ہیں کیونکہ آدم کی تکریم کا باعث ان کے ظاہری آنکھ کان کے ساتھ باطنی آنکھ کان بھی تھے جن سے انہوں نے خدا کا کلام سنا اوراس کے جمال کا مشاہدہ کیا پس ان کی اولاد میں بھی وہی لوگ شامل ہوں گے جن میں ان ہی جیسے آنکھ کان پائے جائیں۔ اور باطنی آنکھ اور کان نفس مطمنہ کے جز ہیں۔ جس انسان میں نفس مطمنہ پایا جائے گا اس کے آنکھ اور کان کھلے ہوں گے وہ خدا کے ہاں مکرم ہوگا۔ خاص تکریم کے ساتھ جواور آدمیوں میں موجود ہو گی۔ اوران ہی آدمیوں سے کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔

قسم ہے نفس کی اوراس کے برابر ہونے کی: خواہشات کی وحشت اور جفا کی کرامت سے پاک ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس قلب کے اور ملکوت کے درمیان سے حجاب اٹھا دیتے ہیں تا کہ وہ قلب غیب کے حقائق کا مشاہدہ کر سکے۔ اور نفس کلی سے ایسے علوم حاصل کر سکے جوعلوم ظاہری اسباب سے حاصل ہونے ناممکن ہوتے ہیں بلکہ بذریعہ مجاہدات اور ریاضات کے منکشف ہوتے ہیں کیونکہ یہ سب چیزیں لوح محفوظ پر لکھی ہوتی ہیں ولی ان کو

Marfat.com

پڑھ کر بغیر غلطی اور خطا کے بیان کرتا ہے اور یہی کرامت کا حقیقی ظہور ہوتا ہے اور یہ حال جس وقت قوی ہو جاتا ہے۔ تب صاحب ولائت اس نور کو اپنے حواس میں دیکھتا ہے۔ یہاں تک کہ دور دراز کی باتیں سنا تا ہے اور ایسی چیزوں کا مشاہدہ کرتا ہے جو عام نظروں سے اوجھل ہوتی ہیں۔ تھوڑے عرصے میں دور کی مسافت طے کرنے پر قادر ہوتا ہے۔ اور اس مقام پر ہی ولی کامل کہلانے کا مستحق ہوتا ہے۔ اور نوافل اور فرائض کے ادا کرنے سے ایسا مقرب بن جاتا ہے کہ خدا اس کے کان۔ آنکھ اور ہاتھ بن جاتا ہے جیسا کہ اس کتاب میں حدیث بیان کی گئی ہے نفس جس وقت تک بدن کے تحت رہتا ہے زیادہ چیزیں اس کو دکھائی نہیں دیتیں۔ مگر جب جسم سے بلند ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں میں اپنے نور جلال کا سرمہ لگا دیتا ہے۔ جسکی تاثیر سے وہ حقائق اشیاء اور خفیہ امور کو دیکھتا ہے اور صاحب کرامت ہی صاحب فراست ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے جسمانی قویٰ سلب کر کے اس کو نورانی قویٰ عنائت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ بندہ کلمۃ اللہ ہو جاتا ہے۔ اور غیر اللہ کا اس میں کچھ حصہ نہیں رہتا۔ اور بغیر اتباع شریعت اور ایمان کامل کے کرامت مقبولہ کا حصول قطعی ناممکن ہے۔ جب تک کوئی انسان ہر قسم کی فضولیات اور لغویات سے اعراض کر کے سرتاپا احکام شریعت پر کاربند نہیں ہوتا۔ اوصاف شیطانی اور خصائل بہیمیہ کو بالکل ترک کر کے ہمیشہ مراقبہ و ذکر و فکر میں مشغول نہیں رہتا اس مقام کا حصول ناممکن ہے۔ کرامت کا وجود اسی آدمی سے تسلیم کرنا ممکن ہے جو صاحب شریعت ہو ورنہ اس کے برعکس شیطانی شعبہ بھی موجود ہے جو جادو گر اور شعبدہ بازی سے کئی کرتب دکھا دیتے ہیں۔ صاحب کرامت وہی ہوگا جو صاحب شریعت ہوگا اور اپنے علم پر عامل ہوگا جیسا کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے اس شخص کو ایسا علم عطا کیا جاتا ہے جو اس کو حاصل نہیں ہوتا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص چالیس روز تک اللہ تعالیٰ کے ساتھ تنہائی اختیار کرے اللہ تعالیٰ اس کے دل

Marfat.com

سے حکمت کے چشمے اس کی زبان پر ظاہر فرما دیتا ہے۔ اور فرمایا کہ ایک گھڑی کا تفکر ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے۔ کیونکہ تفکر سے ہی عالم بالا تک رسائی ممکن ہے۔ اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ صلاحیت اور اور اہلیت عطا کی ہے ان کو ہی یہ مقام نصیب ہوتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ ہی روشنی نہ دے اس کو روشنی کیونکہ حاصل ہو۔ اصل میں اہلیت اور صلاحیت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصیب ہوتی ہے۔ اور مجاہدات و ریاضات کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ ہی کا دین ہے۔ جبھی تو طریقت الاسلام میں ان الفاظ کو بڑی اہمیت ہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم جیسا کہ حضرت امام غزالیؒ دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ ذکر حق تعالیٰ کے چار درجے میں پہلا زبان کا ذکر دوسرا ذکر قلبی تیسرا ذکر روحی اور چوتھا مقام محویت جب کسی خوش نصیب کو مقام محویت نصیب ہوتا ہے تو اس کا آئینہ قلب اتنا شفاف ہو جاتا ہے کہ وہ لوح محفوظ پڑھنے پر قادر ہوتا ہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین یاحي یا قیوم

اہل سنت اور اہل حدیث

حدیث پاک وہ علم ہے جو حضور اقدس ﷺ کے ارشادات عالیہ ہم تک پہنچے۔ یعنی حدیث علم ہے اور سنت عمل ہے ار اس پر عمل کے بعد انسان کو وہ حال نصیب ہوتا ہے جس کی بدولت قرب حق تعالیٰ نصیب ہوتا ہے اور میرے علم اور عقل کے مطابق شریعت اسلامیہ کے آئینہ میں دیکھا جائے تو اولیائے عظام ہی اہل سنت بھی ہیں اہل حدیث بھی ہیں اور ان کا عقیدہ ہی درست ہے اور ان کا اتباع اس لئے ضروری ہے کہ انہوں نے سنت اور حدیث دونوں کو تسلیم کر کے ان پر عمل کیا جبکہ ہم نہ سنت کو ماننے کیلئے تیار ہیں نہ کسی حدیث کو ماننے کیلئے تیار ہیں ہم نے فرضی نام رکھ کر سنت اور حدیث کو بدنام ضرور کیا ہے جس کی بدولت ملت اسلامیہ کو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے احکام کی نافرمانی کی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے حکم کے مطابق صرف اہل سنت

ہی جنت کے حقدار ہیں۔ دوسرے لوگ گمراہ اور دوزخی ہیں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اہل سنت نام رکھنے سے بخشش ممکن ہے۔ یا اہل حدیث نام رکھنے سے بخشش ممکن ہے۔ میرے محترم ان دونوں کے برعکس پہلے حدیث کا علم حاصل کرنا ہوگا پھر اس کے بعد اس پر عمل کرنا ہوگا پھر اس کے بعد اہل سنت میں شمار ہوگا۔ اور جب ہم حضور اقدس ﷺ کی حیات طیبہ کا بغور مشاہدہ کرتے ہیں تو وہ بالکل واضح ہے کہ آپ ﷺ دنیا میں مسافروں کی طرح رہے نہ دنیا کا مال جمع کیا نہ جاہ وحشمت کی طلب فرمائی مسافروں کی طرح انتہائی سادگی میں سب کچھ ہونے کے باجود بادشاہی میں فقر کو ترجیح دی اور پوری زندگی کا پورا اثاثہ آخرت کیلئے محفوظ فرمایا۔ اس کے برعکس ہم دنیا کی پائی پائی پر مرتے ہیں پھر بھی کہتے ہیں کہ ہم اہل حدیث ہیں اہل سنت ہیں اس کیلئے میں چند احادیث مبارکہ درج کرتا ہوں پھر ان کے آئینہ میں اپنا اپنا منہ دیکھیں تمہارے سامنے واضح طور پر ایک منافق کی تصویر موجود ہوگی۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ حضرت بلال کے پاس تشریف لائے۔ اور ان کے پاس کھجوروں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ آپ نے پوچھا اے بلال یہ کیا ہے حضرت بلال نے عرض کیا۔ ایک چیز جس کو میں نے کل کیلئے جمع کیا ہے۔ یعنی آئندہ کیلئے آپ ﷺ نے فرمایا۔ تو اس سے نہیں ڈرتا کہ قیامت کے دن دوزخ میں اس کا بخار دھواں بنے اے بلال اس کو خرچ کردے اور عرش عظیم کے مالک سے فقر افلاس کا خوف نہ کر۔

بیہقی فی شعب الایمان مشکوۃ شریف جلد اول صفحہ ۳۲۷

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے اپنی وفات کے بعد نہ تو کوئی دینار چھوڑا نہ درہم نہ کوئی بکری چھوڑی اور نہ کوئی اور چیز نہ کسی چیز کی وصیت کی۔ مسلم۔
مشکوۃ شریف جلد دوم صفحہ ۴۰۹ شمارہ ۴۶۹۱

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اے اللہ تو محمد کی آل کو (اہل بیت) کو صرف اتنا رزق عطا کر جو اس کی جان بچائے بدن کی قوت قائم رکھے اور ایک روایت میں ہے کہ صرف اتنا رزق عطا کر جو اس کی زندگی کو باقی رکھنے کیلئے کافی ہو۔

بخاری و مسلم مشکوٰۃ شریف جلد دوم صفحہ ۲۴۴ شمارہ ۴۹۲۵

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ لعنت کی گئی ہے درہم و دینار کے بندے پر ترمذی مشکوٰۃ شریف جلد دوم صفحہ ۲۴۴ شمارہ ۴۹۲۵

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے اہل بیت نے کبھی دو روز مسلسل جو کی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات فرمائی۔

بخاری و مسلم مشکوٰۃ شریف جلد دوم صفحہ ۲۵۱ شمارہ ۴۸۹۰۰

اسی نوع کی لاتعداد احادیث مبارکہ ہیں جن کے لکھنے کیلئے ضخیم کتاب درکار ہے۔ ان کے آئینے میں اپنا اپنا تجزیہ کریں کہ ہم اہل حدیث ہیں یا اہل سنت ہیں۔ بات اس طرح ہے کہ قرآن پاک نے واضح طور پر اختلاف کا حل بتا دیا ہے کہ جب تم میں کوئی اختلاف واقع ہو تو قرآن و حدیث کی طرف رجوع کرے۔ جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے رائے اور فرقے کو قرآن و حدیث کے تابع کریں یا اپنی رائے اور عقل کو قرآن و حدیث کی روشنی میں دیکھیں لیکن ہم نے قرآن پاک کو اپنی رائے اور عقل کے تابع کر کے اس میں ایسی آیات اور احادیث کے ٹکڑے کاٹ لئے ہیں تاکہ قرآن و حدیث کو اپنی خواہشات کے تابع کر سکیں۔ حالانکہ یہ بہت بڑا جرم بلکہ کفر ہے کہ ہم کچھ آیات کو مان لیں اور کچھ سے انکار کر دیں جیسا کہ میں نے کتاب کے شروع میں کچھ مفتیان شرع کا حال بیان کیا ہے اسی مقام پر حضرت علامہ اقبالؒ نے کیا خوب وضاحت کی ہے۔

کس قدر کم درجہ ہیں فقیہان حرم　　خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل لیتے ہیں

Marfat.com

قرآن پاک کی ابتدا میں جو فیصلہ کیا گیا ہے کہ قرآن پاک ہر قسم کے شک سے پاک ہے لیکن اس میں سے ہدایت کے حصول کیلئے تقویٰ ضروری ہے۔ اور اس کے بعد فیض حاصل ہوتا ہے یا ہدایت ملتی ہے اور یہ مقام اس وقت نصیب ہوگا جب ہم سارے قرآن کو مان لیں گے پھر ہم کو خود بھی ہدایت ملے گی لوگ بھی ہم سے ہدایت حاصل کریں گے جیسا کہ اولیائے عظام نے اپنے علم پر عمل کیا سنت کی پیروی کی دنیا کی بجائے آخرت کا فکر کیا اور پھر ان سے ہدایت کے چشمے جاری ہوئے لاکھوں کافروں نے ان سے ہدایت پا کر کفرو شرک سے تائب ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ یہی ہدایت اور فیض کا حقیقی مفہوم ہے اور یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے عملی طور پر حضور اقدس ﷺ کی سنت کا اتباع کیا اور پورے دین اسلام کو تسلیم کر کے اس پر عمل کیا۔ جبھی تو ان سے فیض اور ہدایت کے چشمے جاری ہوئے۔ اس کے برعکس ہم آج اہل سنت بھی ہیں اہل حدیث بھی ہیں بریلوی بھی ہیں دیوبندی بھی ہیں کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ہم نے کتنے کافروں اور مشرکوں کو دائرہ اسلام میں داخل کیا جواب صفر ہوگا اس کے برعکس ہم نے پوری مسلم امہ کو کافرو مشرک ضرور بنا دیا ہے۔ اور ہمارے اس فعل کی بدولت ملت اسلامیہ کو ٹکڑوں میں بانٹ کر اتنا کمزور کر دیا گیا کہ وہ پوری طرح کافر اور مشرکوں کی غلام بن چکی ہے۔ اور آپ اگرچہ اس کو معمولی جرم خیال کرتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ بہت بڑا جرم ہے۔ اسلام کی حقیقت سے انحراف ہے دین اسلام کی حقیقت یہ ہے مومن مسلمانوں سے پیار اور کافروں سے جہاد کرتا ہے لیکن جب ہم کافروں کی اطاعت اور مسلمانوں سے جہاد شروع کر دیں گے اس سے بڑھ کر دین اسلام سے انکار کیا ہوگا۔ اور میرے محترم قرآن کے انکار کو ہی کفر کہا جاتا ہے جیسا کہ حکم قرآن ہے اپنے دین اسلام کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور فرقوں میں مت بٹو۔ آپ غور فرمائیں کیا ہم نے دین اسلامی کی رسی کو مضبوطی سے پکڑا ہوا ہے یا اس رسی کو ریشوں میں تقسیم کر کے ریزہ ریزہ

Marfat.com

کر دیا ہے۔اور ملت واحدہ کو لاتعداد فرقوں میں تقسیم کر کے دین اسلام کی اینٹ سے اینٹ بجادی ہے اور کوئی فرقہ بھی نہ حکم قرآن ماننے کیلئے تیار ہے نہ حدیث پاک کو تسلیم کرتا ہے صرف اپنے نفس کی خواہشات کی تکمیل کیلئے قرآن پاک کی آیات کی قطع برید کر کے آخرت کی بربادی کا سامان ضرور پیدا کر رہے ہیں اگر ہم قرآن وحدیث کو مان لیتے پھر ہم خود بھی ہدایت یافتہ ہوتے اور لوگ بھی ہم سے ہدایت حاصل کرتے۔ جیسا کہ اولیائے عظام نے پورے کفرستان کو اسلامستان میں بدل کر دین اسلام کی لازوال خدمت کی لیکن مقام افسوس ہے کہ آج ہم نے اپنے ہی اجداد کے عقیدے کو شرک قرار دے دیا ہے جس کی بدولت لاتعداد مصنوعی فرقے معرض وجود میں آ گئے ہیں خدارا ہمیں اس پر ضرور غور کرنا ہوگا ورنہ جہاں پر ملت اسلامیہ کا وجود ختم ہو جائے گا ہمارا اپنا وجود بھی باقی نہ رہے گا۔ حالانکہ اب بھی صرف وجود باقی ہے لیکن روح کے بغیر مردہ جسم ہے جس وجود میں غیرت اور ایمان باقی نہ رہے۔ وہ مردوں سے بھی بدتر ہوتا ہے۔ آج گیارہ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ ہے۔ پوری ملت اسلامیہ حضرت امام حسینؓ کی شان میں دست وگریبان ضرور ہے۔ اور ہم کہہ رہے ہیں کہ کوفہ والوں نے آپ کے ساتھ ظلم اور بے وفائی کی تھی لیکن آج ہم کوفہ والوں سے بھی کہیں آگے نکل چکے ہیں مجاہدین اسلام جو حقیقت میں حضرت امام حسینؓ کے حقیقی جانشین ہیں ان کو چن چن کر شہید کر رہے ہیں پھر بھی ہم امید کر رہے ہیں کہ قیامت کے دن ہم یزیدیوں اور کوفہ والوں کی بجائے حضرت امام حسینؓ کے ساتھ ہوں گے۔ یہ صرف دل بہلانے والی بات ہے۔ حضرت امام حسینؓ کی محبت اور ساتھی بننے کیلئے اپنے خون سے غسل کرنا ضروری ہے آنکھوں کے سامنے اپنا سب کچھ لٹا کر دین اسلام اور ایمان کی حفاظت کرنا ضروری ہے۔ اور یہی سنت کی حقیقت ہے۔ اسی لئے قرآن پاک نے ایمان والوں کی پہچان ہی یہ بتلائی ہے کہ وہ اپنے مالوں اور جانوں سے دشمنان اسلام کے ساتھ جہاد کرتے ہیں۔

Marfat.com

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ یا حی یا قیوم

کیا ہم اپنے اجداد کے وارث ہیں

اس میں ذرا برابر بھی شک نہ ہے کہ جب ملت اسلامیہ کے امرا نے دنیا کے مال کی محبت کو سینے سے لگا کر دین اسلام پر دنیا کے مال وزر اور حکومت کو ترجیح دی تو اللہ کے مقبول بندوں نے فوراً اپنی دنیا کی جاہ وحشمت کو چھوڑ کر دین اسلام کی سربلندی کیلئے ہر قسم کی قربانی پیش کر کے دین اسلام کے علم کو سربلند کر دیا۔ اور کئی صدیاں تک دین اسلام کے علم کو سربلند رکھا کبھی گرنے نہ دیا۔ اور کسی مقام پر نہ جھکے اور کبھی نہ بکے خواہ وہ دربار جہانگیری ہو یا فرنگی شہنشاہیت ہو اپنا عمل اور کردار جاری رکھا دیں اسلام کو ہر مقام پر دنیا کی کسی بھی عیش اور لالچ پر مقدم رکھا اور ان کے اس عمل کی بدولت دین اسلام سربلند سرسبز و شاداب رہا۔ لیکن آج ہمیں دیکھنا ہوگا کہ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ملت اسلامیہ ایک مردہ جسم کی مانند ہے جس میں روح مفقود ہے اسلام کی روح ایمان ہوتی ہے اور ایمان کی حقیقت غیرت ہوتی ہے جہاں غیرت نہیں ہوتی ایمان بھی نہیں ہوتا جہاں ایمان نہیں وہاں اسلام بھی نہیں۔ اور آج یہ حقیقت بالکل واضح اور روز روشن کی طرح عیاں ہے جس میں ذرا برابر بھی شک نہ ہے کسی اللہ کے بندے نے خواب دیکھا کہ اس کے آقا حضور اقدس ﷺ کا جسم اقدس بے حس پڑا ہوا ہے اور آواز آرہی ہے کہ کفار اس مقدس جسم کو زیر زمین دفن کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پھر اس کو خواب کی تعبیر یہ بتائی گئی کہ اس وقت ملت اسلامیہ مردہ جسم کی مانند ہے جس کو کفار زیر زمین دفن کرنے کی مکمل تیاریاں کر رہے ہیں۔ اور سرکار دو عالم کی روح اقدس سے آواز آرہی ہے کہ کیا میری امت میں کوئی بھی ایسا مرد مجاہد نہیں جو میری امت جو میرے جسم مقدس کی مانند ہے اس کو زندہ کرنے کیلئے اپنا خون پیش کرے کیونکہ اس سے پہلے جب ملت اسلامیہ پر ایسا پر آشوب دور آیا تھا تو آپ کے نواسے حضرت سیدنا امام حسینؓ نے اپنا

Marfat.com

اوراپنے سارے خاندان کا خون پیش کر کے ملت اسلامیہ کی آبیاری کی تھی۔

خون او تفسیر آں اسرار کرد - ملت خوابیدہ را بیدار کرد = اقبال

آج ہم شیعہ سنی ہر دو فریق حضرت امام حسینؓ کی محبت کے دعویدار ہیں اور ان کی شان میں حسب طاقت مرثیہ خوانی بھی کرتے ہیں آپ کی محبت میں آنسو بھی بہاتے ہیں جو بہت اچھی چیز ہے۔لیکن اگر اس کے برعکس ہم عملی طور پر ہر مقام پر کوفیوں کا کردار ادا کریں گے تو پھر اس کا ماحصل کیا ہوگا۔کوفہ والوں نے مال وزر کے حصول اور موت کے خوف کی وجہ سے ہی حق کی بجائے باطل کا ساتھ دیا تھا ذرا آپ غور کریں کہ کیا آج بھی ہم وہی کام نہیں کر رہے۔اہل حق ہمیں سورج کی روشنی کی طرح بالکل سامنے نظر آرہے ہیں جو حضرت امام حسینؓ کے حقیقی جانشین ہونے کا حق ادا کرنے کیلئے فرعون وقت کے سامنے ڈٹے ہوئے ہیں اور اس کے ظلم و جبر کا تختہ مشق بننے کے باوجود اپنی جانوں اور مالوں کو راہ حق میں پیش کر رہے ہیں اور اس شعر کی عملی تفسیر پیش کر رہیں کہ

حسینؓ نیزے کی نوک پر قرآن کا قاری - حسینؓ کا روندا ہوا لاشہ بھی رضا پر راضی

آج بھی کچھ لوگ بمبار طیاروں کی خوفناک آواز اور ڈیزی کٹر بموں کی بارش میں اپنا فرض ادا کر رہے ہیں اور قرآن پڑھ کر اس کی عملی تفسیر بھی پیش کر رہے ہیں۔لیکن اس کے برعکس حضرت امام حسینؓ کی محبت کے دعوے دار اور ان کے غلاموں کے غلام ہونے کے دعوے دار مکمل طور پر یا تو خاموش تماشائی ہیں یا پھر بل واسطہ یا بلا واسطہ ظالموں کا ساتھ دے رہے ہیں۔اور یہ حقیقت روز روشن کی طرح منور ہے کہ ایک طرف ہم حضرت امام حسینؓ سے بے وفائی کا ثبوت پیش کر رہے ہیں دوسری طرف ہم اپنے آباء اور مشائخ اکرام کی سفید چادر کو داغ دار کر رہے ہیں۔جنہوں نے ہر تحریک آزادی میں ہراول دستے کا کردار ادا کر کے اپنے آباؤ اجداد کے وارث ہونے کا ثبوت پیش کیا تھا۔ابھی آدھی صدی

Marfat.com

پیشتر جب علامہ اقبالؒ اور قائداعظمؒ نے قیام پاکستان اور کافروں سے آزادی کیلئے مسلمانوں کو پکارا تھا تو کیا یہ حقیقت نہیں کہ اس وقت مشائخ عظام نے اپنی خانقاہوں سے نکل کر تحریک آزادی میں ہراول دستے کا کردار ادا کیا تھا لیکن آج پوری قوم آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی ہے۔ کہ کسی طرف سے کوئی نعرہ مستانہ بلند ہو آوازۂ حق نمودار ہوتا کہ ہم اپنی جان و مال کی قربانیاں پیش کر کے اپنے اجداد کے وارث ہونے کا حق ادا کر کے اپنے رب کے حضور سرخرو ہو سکیں۔ لیکن ہر سو خاموشی کا سناٹا طاری ہے۔ جیسے کسی نے ساری مخلوق پر جادو کر دیا ہے اور یا کسی خوفناک ناگ کے زہر نے ان سے زندگی چھین لی ہے اور واقعی ایسا ہی ہوا ہے۔ دولت کے نشے سے بڑھ کر اور کوئی جادو نہیں۔ اور جس دل میں مال و دولت کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر وہ خوفناک ناگ کی طرح اس دل سے ایمان کی روح کو ختم کر دیتی ہے۔ اسی لئے حضور اقدس ﷺ اصحابہ اکرام اور اولیائے عظام نے کبھی اس زہریلے ناگ کو اپنے قریب بھی نہ آنے دیا تھا بلکہ ایک رات بھی اپنے پاس رکھنے سے معذوری کا اظہار کیا۔ حضور اقدس ﷺ کی پوری حیات طیبہ کا مطالعہ کریں اور پھر اولیائے عظام اور مشائخ کی پوری زندگیاں ہمارے سامنے کھلی ہوئی کتاب کی طرح موجود ہیں یہ مال و دولت ان کے پاس بھی آتا تھا لیکن ان حضرات نے نہ جمع کیا نہ طمع کیا۔ شام سے پہلے اسے حقداروں تک پہنچا دیا ہماری طریقت کا ایک قدیم مقولہ ہے امیروں سے لے کر غریبوں کو دینا سلف صالحین کا دستور ہے۔ وہ کسی بادشاہ کے پاس کبھی نہیں گئے۔ بادشاہ ان کے حضور پیش ہوتے تھے اور جب وہ اشرفیوں کی تھیلیاں پیش کرتے وہ شکریہ کہہ کر واپس کر دیتے۔ کیونکہ انہوں نے حضور اقدس ﷺ کی محبت اور اتباع کا عملی ثبوت پیش کیا یہی وجہ ہے کہ وہ حضرات مر کر بھی نہیں مرے آج بھی ان کا نام لینے سے مردہ دلوں میں زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے ان کی محبت سے آج بھی اہل ایمان کی آنکھیں اشک بار ہیں۔ لیکن افسوس صد افسوس

Marfat.com

کہ ہم نے اپنے اجداد کے مقام کو زندہ اور قائم رکھنے کی بجائے دنیا مردار کو سینے سے لگا لیا ہے جس مال و دولت کو انہوں نے ملت اور قوم کی امانت سمجھتے ہوئے اس میں سادہ گذر اوقات کے علاوہ کبھی کچھ نہ بچایا۔ اگر اسی مال و دولت سے ہم ذاتی جاگیریں بنانا شروع کر دیں گے تو کیا یہ امانت میں خیانت نہ ہوگی اور کیا اس سے ہمارے اجداد کی عزت پر حرف نہیں آئے گا۔ خدارا غور فرمائیں کہ ملت و قوم نے آپ کو اپنا رہنما تسلیم کیا ہوا ہے اسی وجہ سے آپ کا انتہائی ادب و احترام کیا جاتا ہے۔ دولت آپ کے قدموں پر نچھاور کی جاتی ہے۔ لیکن کل کو جب ہم درباری خداوندی میں پیش ہوں گے تو پھر شاہ و گدا ہر ایک کو حساب دینا ہوگا۔ پھر جب دربار خداوندی سے یہ سوال ہوگا کہ آپ کو لوگوں نے اپنا رہنما اور قائد تسلیم کیا ہوا تھا لیکن جب ملت اسلامیہ پر مشکل وقت آیا تھا کفار ملت کا نام و نشان مٹانے کیلئے متحد ہو چکے تھے اس وقت آپ لوگوں نے کیا کردار ادا کیا پھر ہم سب لا جواب ہوں گے۔ اور سزا کے مستحق بھی ٹھہریں گے اور یہ حقیقت ہے کہ علماء اور مشائخ ہی ملت اسلامیہ کے حقیقی رہنما ہیں۔ اگر انہوں نے ہی دین پر دنیا کو ترجیح دینا شروع کر دی تو پھر باقی کیا بچے گا۔

اس میں ذرا برابر شک نہیں کہ اولیائے عظام مشائخ اکرام کے موجودہ جانشینوں کی اکثریت میں ان کے اجداد کے کردار کی کوئی رمق نظر نہیں آتی اسی وجہ سے ملت اسلامیہ زوال پذیر ہوئی۔ ہمارے اجداد کی میراث تقویٰ۔ توکل۔ اور قناعت تھی جب کہ ہم نے آج ان سب سے دستبردار ہو کر عیش و عشرت اور مال و دولت کی محبت کو سینے سے لگا لیا ہے۔ انہوں نے لکھاں کانیاں دی کلیاں وچہ رہائش اختیار کر کے لاتعداد مخلوق کو کفر سے نکال کر دین اسلام کی روشنی سے منور فرما دیا اس کے برعکس جس مال و دولت کو وہ ملت کی امانت سمجھ کر دین اسلام پر خرچ کرتے ہم نے اسی دولت کو ذاتی محلات اور جاگیریں بنانے پر خرچ

Marfat.com

کر کے دین اسلام کو نا قابل تلافی نقصان پہنچایا۔ ان کی منزل اللہ اور رسول اللہ ﷺ تھی ہماری منزل دنیا کی جاہ و حشمت اور حکومت کے حصول تک محدود نظر آتی ہے۔ ان کو جب کوئی ضرورت لاحق ہوتی وہ اپنے اللہ کی طرف متوجہ ہوتے اس کے برعکس ہماری امیدوں کا مرکز ظاہری حکومت اور دنیا کی حرص تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ اور یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ جو لوگ حضور اقدس ﷺ کے جانشین ہوں اور ملت اسلامیہ کی رہنمائی کے دعوے دار ہوں وہی اس دنیا کے پرستار بن جائیں جس کا مقام اسلام نے فتنہ۔ مردار اور ملعون قرار دیا ہے۔ پھر اس حال میں ملت اسلامیہ کیسے آزاد اور خوشحال ہوگی۔ اس کے علاوہ خلافت اسلامیہ ہی ملت اسلامیہ کی وحدت کی ضمانت تھی جب تک مسلمان آپس میں دست و گریبان ہونے کے باوجود کافروں کی غلامی اور دوستی سے بچے رہے تو خلافت کسی نہ کسی شکل میں قائم رہی لیکن جب مسلمانوں نے کافروں (یہود و نصاریٰ) کی غلامی اور اطاعت کو قبول کر کے مسلمانوں سے غزوات اور جہاد شروع کر دیا۔ ملت اسلامیہ کا وجود ہی ریزہ ریزہ ہو گیا اور یہ جرم عظیم دنیا کی محبت اور حکومت کے حصول کیلئے کیا گیا۔ آپ اس بات پر بار بار غور کریں جن لوگوں سے اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے جہاد کا حکم دیا ہے ان کی اطاعت اور جن کیلئے ایثار اور قربانی کا حکم ہے ان سے جہاد اس سے بڑھ کر کیا کفر ہوگا۔ اور یہی ملت اسلامیہ کی بربادی کی اصل وجہ ہے۔

Marfat.com

خلافت اسلامیہ اور اتحادِ امت

حضور اقدس ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں خلافت کو امانت الٰہیہ تسلیم کیا جاتا۔ اور خلیفہ کا حق بیت المال پر عام مسلمانوں جیسا ہوتا۔ یا دوسرے لفظوں میں خلیفہ وقت گذارہ الاؤنس کے علاوہ کسی چیز کا حقدار نہ ہوتا اور امت کے فیصلے اپنی خواہشات کے برعکس اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے احکام کے مطابق فرماتے۔ جب کوئی اصحابی کسی خلیفہ کے فیصلہ کے خلاف حکم قرآن یا حدیث پاک پیش کر دیتا خلیفہ وقت اپنا فیصلہ فوراً منسوخ کر کے قرآن وحدیث کا حکم تسلیم کرتے۔ لیکن خلفائے راشدین کے بعد آہستہ آہستہ دنیا کی محبت دین پر غالب آنی شروع ہوگئی۔ خلافت بادشاہت میں بدل گئی اس کے باوجود کہ مسلمان اکثر آپس میں لڑتے رہے لیکن دشمن کے مقابلہ میں متحد ہو جاتے۔ اور کسی حال میں کسی بادشاہ نے مسلمانوں کے مقابلہ میں کافروں کی نہ تو اعانت کی نہ ان کی مدد کی نہ ان سے دوستی رکھی یہی وجہ تھی کہ مسلمان اگرچہ آپس میں لڑتے رہے لیکن اس کے باوجود خلافت اور حکومت قائم رہی حتیٰ کہ بعض اوقات ملت اسلامیہ پر بڑے ہی کٹھن مراحل آئے لیکن جب بھی مشکل وقت آتا مسلمان اکٹھے ہو کر کافروں کا مقابلہ کرتے اور ان کو کامیابی نصیب ہوتی۔ جیسا کہ پانچویں صدی ہجری میں جب عباسیہ خلافت زوال کی حالت میں آخری سانس لے رہی تھی تو قرآن پاک نے جن لوگوں کو دشمنان اسلام قرار دیا ہے اور اسلام کا ازلی دشمن قرار دیا ہے انہوں نے مسلمانوں سے اپنی شکستوں اور ہزیمتوں کا بدلہ چکانے کیلئے متحد ہو کر بیت المقدس پر حملہ کر دیا اور ۴۹۰ھ میں انہوں نے بیت المقدس پر غلبہ حاصل کر لیا۔ اور مسلمانوں کو اس بے دردی سے تہہ تیغ کیا جس کی مثال ملنا ناممکن ہے۔ اس وقت عیسائیوں نے وحشت اور سفاکی کا ایک نیا اور لرزہ خیز باب رقم کیا۔ چھٹی صدی ہجری میں یہ طوفان اپنے عروج پر پہنچ گیا۔ جب عیسائی حکمرانوں نے صلیب کے نام پر متحد ہو کر

Marfat.com

عوام کو جنگ کیلئے اشتعال دلا کر لاتعداد لشکر جمع کرنا شروع کر دیئے سارے یورپ میں جنگ کا تہلکہ مچ گیا اس وقت مصر میں عبیدی خاندان کی حکمرانی تھی جو قوت اور شوکت کھو کر آخری سانس لے رہی تھی اور سن ۵۶۷ ھ میں ختم ہوگئی۔ اس کے آخری خلیفہ العاضد نے جب محسوس کیا کہ پورے یورپ کا مقابلہ اس کی بساط سے باہر ہے۔ اور بغداد کی عباسی حکومت بھی اس امڈتے ہوئے طوفان کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہے۔ تو اس نے سلطان نورالدین المحمود زنگیؒ کو لکھا کہ وہ صلیبیوں کے مقابلہ میں صف آرا ہوں۔ سلطان کو اللہ تعالیٰ نے تثلیث پرستوں کے ساتھ ٹکر لینے کی توفیق عطا فرمائی چنانچہ صلیبی فوج کی تعداد نو لاکھ تھی جس کو نورالدین زنگیؒ نے دشمنان اسلام کی کثیر تعداد اور اسلحہ کی برتری کے باوجود اس کی طاقت کو پاش پاش کر دیا۔ اور صلیبیوں پر دوبارہ یہ راز فاش ہو گیا کہ خلفائے راشدین کے وارث ابھی زندہ ہیں اور ان کے بازوؤں میں اپنے اجداد کا دم خم موجود ہے۔ سلطان پیش قدمی جاری رکھتے ہوئے بیت المقدس کو آزاد کرانا چاہتا تھا۔ مگر موت نے مہلت نہ دی اور سلطان معظم کی اس خواہش کی تکمیل چند سال بعد ۵۸۳ ھ میں فاتح اعظم سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے کی اور بیت المقدس پر اسلامی پرچم لہرایا۔ مگر اس شان سے کہ عام معافی کا اعلان کر دیا گیا۔ اور ایک سو سال پہلے عیسائیوں نے اسی جگہ جس درندگی اور بربریت کا مظاہرہ کیا تھا اس کا کوئی انتقام نہ لیا گیا۔ یہ انسانی رواداری بلندی اخلاق اور شرافت کی ایسی مثال ہے جس کے سامنے یورپ کا سر شرم و ندامت سے جھکا رہے گا۔ یہ واقعہ چھٹی ہجری کا ہے جب اسلام دشمنی کی مشترک قدر کو سامنے رکھ کر نصاریٰ متحد ہوئے تھے لیکن جب ان کو مسلمانوں کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست ہوئی تو انہوں نے باقاعدہ اس پر غور کیا۔ اور اس سے نتیجہ اخذ کیا کہ مسلمانوں کے دلوں سے ان کے محبوب رسول کی محبت کو نکالنے کیلئے کوئی طریقہ کار اپنایا جائے کیونکہ اسی محبت کی وجہ سے وہ ایک مرکز پر متحد ہو جاتے ہیں۔ اور اسی

Marfat.com

محبت کی بدولت مسلمان موت سے بے خوف شہادت کی آرزو کرتے ہوئے ہر چیز پر غالب آجاتے ہیں پھر انہوں نے فیصلہ کیا کہ ان کے محبوب رسول اللہ ﷺ کا جسد اطہر کو روضہ مقدس سے لے جایا جائے اس مقصد کیلئے انہوں نے زر کثیر دے کر دو تجربہ کار اور بہادر جرنیلوں کو مدینہ طیبہ روانہ کر دیا جنہوں نے حاجیوں کے بھیس میں اپنے منصوبے کے تحت بے شمار زرو دولت مسلمانوں میں تقسیم کر کے لوگوں کو اپنا ہمنوا بنانے کی کوشش کی دوسری طرف روضہ مبارک کی طرف زمین دوز خندق کھودنا شروع کر دی اسی اثنا میں حضور اقدس ﷺ تین مرتبہ نورالدین زنگیؒ کو خواب میں ملے اور ان فرنگیوں کی شناخت کروائی کہ یہ کتے مجھے تنگ کر رہے ہیں۔ نورالدین ہوا کے دوش پر اڑتا ہوا تیزی سے مدینہ شریف پہنچتا ہے اور تحقیق کے بعد ان فرنگیوں کو قتل کر کے اللہ کا شکر بجالاتا ہے اور روضہ مبارک کے اردگرد خندق کھود کر اس میں سیسہ پگھلا کر ڈال دیتا ہے۔ تاکہ آئندہ کوئی دشمن یہ ناپاک کوشش نہ کرے۔

ملت اسلامیہ پر دوسرا طوفان: ۶۵۶ھ میں تاتاری یورش کے سیلاب بے امان کی تند و تیز لہروں نے بغداد کی تاریخی عظمت کو بے نشان کر دیا اور مسلمانوں کے خون سے ہر مقام سرخ ہو گیا حتیٰ کہ دریا کا پانی بھی مسلمانوں کے خون سے سرخ ہو گیا اور اس تباہی میں دشمنان اسلام کی طاقت کے برعکس اس عذاب کا اصل سبب مسلمانوں کی آپس میں چپقلش خاص طور پر شیعہ سنی لڑائی تھی لیکن دشمن نے ہر دو طبقوں کو تہہ تیغ کر کے یہ ثابت کر دیا کہ اگرچہ تم ایک دوسرے کو مسلمان تسلیم کرنے پر تیار نہیں لیکن ہم تم دونوں کو اسی وجہ سے تہہ تیغ کر رہے ہیں کہ تم مسلمان ہو۔

صلاح الدین ایوبیؒ اور نورالدین زنگیؒ کی کامیابی کی بنیادی وجہ

ان دونوں مجاہدین اسلام کی کامیابی کی اصل وجہ یہ تھی کہ ان کی زندگی کا اگر بغور

Marfat.com

مشاہدہ کیا جائے تو یہ حقیقت بالکل عیاں نظر آتی ہے کہ انہوں نے خلفائے راشدین کی عملی زندگیوں کا عملی نمونہ پیش کرنے کی بھرپور کوشش کی ان جیسا تقویٰ، خوف خدا، رعایا کو عدل و انصاف فراہم کرنے کیلئے ایک معمولی آدمی کی درخواست پر قاضی کی عدالت میں بحیثیت ملزم پیش ہو کر عدل و مساوات کی بے مثال روایت پیش کرنا اور پھر ان کے زمانہ میں کسی بڑے سے بڑے طاقتور کو یہ حق نہ دیا گیا کہ وہ کسی کمزور آدمی کا حق چھین سکے ان مقدس ہستیوں نے بیت المال سے اسی لحاظ سے وظیفہ وصول کیا جو کچھ ان کی مجلس شوریٰ نے مناسب سمجھا۔ اور سوکھی اور باسی روٹیوں سے پانی کے گھونٹ کے ساتھ ان کو روزہ افطار کرتے ہوئے دیکھا گیا۔ اور دنیا کی حکومت کو اپنی ملکیت سمجھنے کی بجائے اس کو مسلمانوں کی امانت سمجھتے ہوئے خود بطور امین ان کی نگرانی کرتے رہے یہی وجہ تھی کہ انگریز مورخ بھی یہ لکھنے پر مجبور ہوئے کہ سلطان نے بیت المقدس پر فتح حرب وضرب اور آلات وافواج کے ساتھ حاصل نہیں کی بلکہ سلطان کی فتح کی اصل وجہ دعا و عبادت خلوص و نیک نیتی کے ساتھ سلطان کا عدل و انصاف تھا۔ اصل میں جب خلافت کے خصائل پیدا کئے جاتے ہیں خلافت اللہ کے حکم سے خود بخود مل جاتی ہے، جبکہ ہم اس کے برعکس احکام خداوندی کو یکسر نظر انداز کر کے حصول خلافت میں کوشاں ہیں۔ جو کبھی پوری نہ ہوگی کیونکہ خلافت ایمان اور اعمال صالح کے ساتھ مشروط ہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین یا حی یا قیوم

مصر میں خلافت کا احیاء

سن ۶۵۶ ھ میں جب تاتاری یورش نے مسلمانوں کو تہہ تیغ کرتے ہوئے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی کوشش کی ان کو روکنے والی ظاہری طور پر کوئی طاقت سامنے نہ تھی ہر چیز کو خس و خاشاک کی طرح بہائے لے جائے جا رہے تھے۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس فرعون وقت سے ٹکر لینے کیلئے موسیٰ کی شکل میں ایک مسلمان کو پیدا کر دیا۔

جس نے تاتاریوں کے پنجہ ستم کو مروڑ کر بتا دیا کہ اس کی آنکھوں میں جھانک کر دیکھنے والے بھی موجود ہیں۔ یہ ایک مملوک فرمانروا محمود بیبرسؒ تھا جسے قدرت نے اتنا عزم و یقین اور جذبہ اور حوصلہ بخشا کہ ٹڈی دل تاتاریوں سے نبرد آزما ہونے کیلئے تیار ہو گیا۔ جس جفا پیشہ۔ جنگ جو اور تند خو قوم کو شکست دینے کا تصور ہی ذہنوں سے نکل چکا تھا۔ اسے رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں غزوۂ بدر کی یاد تازہ کرتے ہوئے ۶۵۶ھ ہجری میں روزے کی حالت میں عین جالوت کے مقام پر تاتاریوں کو وہ تاریخی اور فیصلہ کن شکست دی کہ نہ صرف ان کی کمر توڑ دیء بلکہ ناقابل تسخیر ہونے کا غرور بھی خاک میں ملا دیا۔ اس شاندار قابل فخر کامیابی نے محمود بیبرس کو عظمت و اقتدار کی بلندیوں تک پہنچا دیا۔ اور وہ انعام ربانی کی بدولت ۶۵۹ھ ہجری میں مصر کا مقبول ترین اور جلیل القدر حکمران بنا دیا۔ مسلمان خلافت کے بغیر اپنے آپ کو بے سہارا اور بے دست و پا محسوس کر رہے تھے بغداد کی تباہی کا داغ ان کے سینے پر سجا ہوا تھا۔ محمود بیبرس نے عظیم تر حکمران ہونے کے باوجود مسلمانوں کو متحد اور منظم کرنے کیلئے خلافت کے احیاء کی بھرپور کوشش بے مثال ایثار کیا تاکہ تمام دنیا کے مسلمان متحد ہو سکیں۔ اس وقت کے طریقہ کار کے مطابق کیونکہ خلیفہ کا قریشی ہونا ضروری تھا۔ اس لئے محمود نے خلافت کیلئے کسی موزوں شخص کی تلاش شروع کر دی۔ آخر ایک عباسی شہزادے کا پتہ چل گیا۔ جو تاتاریوں کا شکار ہونے سے بچ گیا تھا ۶۵۹ھ ہجری میں محمود بیبرس نے عباسی شہزادے کو مصر لا کر مکمل اعزازات کے ساتھ تخت خلافت پر بٹھا دیا اور خود اس کا نائب ہونا منظور کر لیا۔ اس طرح اس عالی ظرف، فرشتہ سیرت اور مخلص مسلمان کی بدولت اسلامی خلافت کا از سر نو احیا ہوا اور مسلمانوں کو پھر سے خلافت کے فیوض و برکات سے فیضیاب ہونے کا موقعہ مل گیا۔ مصر میں یہ خلافت ۶۵۹ ہجری سے لے کر ۹۲۳ھ ہجری تک قائم رہی یعنی دوسو چونسٹھ سال تک یہ خلافت قائم رہی اس کے بعد ترکوں میں منتقل ہو

گئی۔ جنہوں نے ۱۰۰ھ ہجری سے قوت حاصل کرنا شروع کر دی تھی۔

خلفائے آل عثمان

آخری سلجوقی تاجدار علاؤالدین ثانی کی وفات کے بعد ایک ترکستانی امیر طغرل نے ۶۹۹ھ ہجری میں حکومت حاصل کر لی جس کے بعد اس کا پہلا بیٹا عثمان خان اول برسر اقتدار آیا۔ اسی کی آل نے ۱۳۴۲ھ ہجری تک بڑی شان وشوکت اور وقار دبدبے کے ساتھ حکومت کی۔ اور اپنے زریں کارناموں سے نہ صرف اسلام اور اہل اسلام کو فائدہ پہنچایا۔ بلکہ ابتدائی صدیوں کے زہد وتقویٰ۔ عدل وانصاف۔ شجاعت وجذبہ۔ جانفروشی اور اسلامی غیرت وحمیت کی یاد تازہ کر دی ترکوں کے دور حکومت کو اسی نسبت سے۔ خلافت آل عثمان کہا جاتا ہے۔ تقریباً ساڑھے پانچ سو سالہ عہد حکومت میں اس خاندان سے کل سینتیس ۳۷ فرمانروا ہوئے ہیں جن میں سے بعض اپنی اہلیت۔ خلوص۔ فضل وکمال۔ تقویٰ درویشی کی وجہ سے اپنی مثال آپ تھے۔ تاریخ میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔ (سلطان مراد اول ۷۶۱ ہجری تا ۷۹۱ھ) کے بعد یزید یلدرم تخت حکومت پر متمکن ہوا یہ اتنے جلیل القدر اور باحشمت تھے کہ مصری خلافت نے ان کی عظمت کے اعتراف کے طور پر انہیں سلطان روم کا لقب دے دیا۔ جو آخری فرمانروا تک جاری رہا۔ مشہورترین سلاطین میں سلطان مراد ثانی (۸۲۵ھ ۸۵۵ھ) اور سلطان محمد فاتحؒ (۸۵۵ھ ۸۸۶ھ) نے بھی جلال وجمال اور فکر وعمل کے لازوال گہرے اور درخشندہ نقوش چھوڑے ان کے بعد بایزید ثانی فرمانروا مقرر ہوئے جب سلیم اول (۹۲۳ھ تا ۹۶۳) نے عنان اقتدار سنبھالی تو اس خاندان کے عروج وارتقا نے ایک نئی کروٹ لی۔ مصری خلافت جو محمود بیبرس کی برکت سے قائم ہوئی تھی اسے سلیم نے مصر سے قوتیہ منتقل کرنے کا فیصلہ کیا چنانچہ ۹۲۳ ہجری میں وہ خلیفہ مصر کو اپنے دارالخلافہ لے آیا جہاں خلیفہ محترم نے باضابطہ انتقال خلافت کی رسومات ادا کیں حضور اقدس ﷺ کی

Marfat.com

تلوار اور چادر مبارک اور علم پیش کیا۔ اور وہ تمام تبرکات عطا کیے۔ جو اس وقت علامات خلافت متصور ہوتے تھے اسی طرح سلیم اول عالم اسلام کا خلیفہ بن گیا۔ اور سارے مسلمانوں نے اسے سیاسی و روحانی مرکز ملت کی حیثیت سے تسلیم کر لیا۔ اس کے بعد جتنے بھی حکمران ہوئے وہ خلیفہ ہی متصور ہوتے رہے۔

گنبد خضراء محمد معراج الاسلام بی۔اے

اس خلافت کی برکت سے ہی ملت اسلامیہ کا اتحاد قائم رہا قوت اور شوکت قائم رہی رعب اور دبدبہ قائم رہا کسی دشمن کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ لیکن دشمنان اسلام یہود و نصاریٰ اپنے منصوبوں کی تکمیل کیلئے محو کار رہے جن کے تین اہم مقاصد تھے۔ (۱) ملت اسلامیہ کی خلافت کو ختم کر کے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا جائے۔ (۲) مسلمانوں کے دلوں سے حضور اقدس ﷺ اور اکابرین امت کا ادب اور محبت ختم کر دیا جائے۔ (۳) مسلمانوں سے جذبہ جہاد ختم کر کے مسلمانوں کو آپس میں لڑا دیا جائے تاکہ وہ بغیر لڑائی کے ہماری غلامی قبول کر لیں کیونکہ ان کے بار بار تجربات نے ان پر یہ بات ثابت ہو چکی تھی کہ جب تک مسلمانوں کا اتحاد اور جہاد ختم نہیں کیا جاتا کوئی قوم کبھی بھی ان پر غلبہ حاصل نہیں کر سکتی اس لحاظ سے انہوں نے کچھ لوگوں کو جس طرح بھی ہو سکا اپنا ہمنوا بنایا۔ اور اپنا کام شروع کر دیا۔ جس کے عوض یہود و نصاریٰ نے ایک طرف ان کی مالی معاونت جاری رکھی اور جب ان کا منصوبہ مکمل ہو گیا تو پھر انہوں نے بغیر لڑائی کے ملت اسلامیہ کو تسخیر کر لیا جو اب تک مکمل طور پر غلام بنی ہوئی ہے کسی نور الدین زنگیؒ۔ صلاح الدین ایوبیؒ کی منتظر ہے اللہ تبارک تعالیٰ مسلمانوں کے حال پر رحم فرما کر ضرور کوئی مرد مجاہد عطا فرمائیں گے۔

Marfat.com

خلافت اسلامیہ کے خلاف جہاد

یہ سرخی پڑھ کر آپ حیران ضرور ہوں گے لیکن یہ حقیقت ہے کہ خلافت اسلامیہ کو توڑنے کیلئے اس کے خلاف مسلمانوں نے لڑائی کی اور اس کو جہاد کا نام دیا اور جہاد کیلئے بیعت کی گئی۔ محمد بن عبدالوہاب کی سیرت صفحہ ۳ پر یہ الفاظ اس طرح درج ہیں شیخ اسی طرح دعوت و جہاد میں کوشاں رہے۔ درعیہ کے امیر اور سعودی خاندان کے جد امجد امیر محمد بن سعود نے آپ کی مدد کی جہاد کا پرچم بلند ہوا اور ۱۱۵۸ ہجری میں زبان وقلم اور دلیل و برہان کے ساتھ جہاد بالسیف کا آغاز ہوا اور جہاد بالسیف سے دعوت کا کام بدستور جاری رہا۔ اسی کتاب کے صفحہ ۵۸ پر مرقوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے ۱۲۴۰ ہجری سے لے کر اس دعوت کا سلسلہ جاری ہے۔ آل سعود کے یکے بعد دیگرے باہم سچے جانشین ہوتے رہے آل شیخ اور دیگر علماء نجد بھی ایک دوسرے کے جانشین ہوتے رہے امامت و دعوت اور جہاد فی سبیل اللہ میں آل سعود کے جانشین بنتے آرہے ہیں علماء میں بھی دعوت دین اور حق کی تبلیغ و اشاعت میں نیابت چلی آرہی ہے۔

صفحہ ۵۲ پر رقم طراز ہیں عرصہ دراز تک یعنی ۱۲۳۳ ہجری تک نجد اور حجاز میں مصری اور ترکی فوج اور ان کے حامیوں اور آل سعود کے درمیان معرکہ آرائی رہی اس طرح پورے سات سال تک حق و باطل کے درمیان جنگ و جدال کا بازار گرم رہا۔ راقم کے نزدیک جو لوگ خلافت اسلامیہ کو توڑنے میں کوشاں تھے وہ اللہ کی راہ میں جہاد کررہے تھے۔ یعنی محمد بن عبدالوہاب کی سیرت نگار کے مطابق خلافت اسلامیہ کے لشکر باطل پر تھے اس لئے ان سے جہاد کیا گیا۔ اس جہاد کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ کافروں کی بجائے خلافت اسلامیہ کے خلاف لڑا گیا۔

خلافت اسلامیہ کے جن حکمرانوں کے ساتھ جہاد کیا گیا

ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) عثمان خان ثالث (۱۱۶۸ھ ۱۱۷۱ھ) (۲) مصطفیٰ خان ثالث (۱۱۷۱ھ ۱۱۷۱)

(۳) سلطان عبدالحمید خان (۱۱۷۷ تا ۱۱۸۷ ہجری)

(۴) سلیم خاں ثالث (۱۲۰۳ تا ۱۲۲۲ ہجری) (۵) مصطفیٰ رابع (۱۲۲۲ تا ۱۲۲۳ ہجری)

(۶) محمود خاں ثانی (۱۲۲۳ تا ۱۲۵۵ ہجری) (۷) عبدالمجید خاں (۱۲۵۵ تا ۱۲۷۷ ہجری)

(۸) عبدالعزیز خاں (۱۲۷۷ تا ۱۲۹۲ ہجری) (۹) عبدالحمید خاں (۱۲۹۳ تا ۱۳۲۶ ہجری)

(۱۰) سلطان محمد خامس ۱۳۲۷ تا ۱۳۴۷ ہجری)

ملت اسلامیہ کے مندرجہ بالا خلفا سے جس پر پوری امت کا اجماع تھا اور سارے مسلمان ان کو خلیفہ مانتے تھے ان کے خلاف اتنی طویل جنگ ابن سعود کے خاندان نے جہاد فی سبیل اللہ کے طور پر لڑی۔ لیکن جونہی خلافت اسلامیہ توڑ کر انگریزوں سے مل کر ارض حجاز پر بادشاہ بن گے پھر وہ جہاد ختم کر دیا گیا اور اس جہاد کا دائرہ جزیرۃ العرب تک محدود رہا۔

حجاز کے حکمران

آل عثمان کے عہد خلافت میں حجاز مقدس کا علاقہ خلافت عثمانی کے ماتحت تھا اور مکہ مکرمہ کا حکمران ان ہی کا نائب متصور ہوتا تھا جسے لوگ شریف مکہ کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ لہٰذا مکہ کے جن شریفوں کا اس تحریک سے جنگ وجدل ہوا ان کے اسما یہ ہیں۔

(۱) سعود بن سعید (۱۱۴۶ تا ۱۱۶۵ ہجری) (۲) ساعد بن سعید ۱۱۶۵ تا ۱۱۸۴ ہجری)

Marfat.com

(۳) احمد بن سعید ۱۱۸۴ تا ۱۱۸۶ ہجری) (۴) سرور بن مساعد (۱۱۸۶ تا ۱۲۰۲ ہجری)
(۵) غالب بن مساعد (۱۲۰۲ تا ۱۲۱۸ ہجری)

آل ابن سعود کے جہاد کی خصوصیت

اس جہاد کی منفرد حقیقت یہ ہے کہ اس طبقہ کے لوگوں نے کبھی بھول کر بھی کافروں یا یہود و نصاریٰ کے خلاف جنگ نہیں لڑی ان کی تمام جدو جہد اور جنگ و جدال کا مرکز صرف مسلمان رہے۔ ان کے ساتھ یہ جہاد اس بنا پر لڑی گئی کہ مسلمان قبروں پر قبے بناتے ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے قبہ بنانے سے منع فرمایا ہے لہٰذا یہ لوگ قبروں سے مرادیں مانگتے ہیں اس لئے مشرک ہیں ان سے جہاد فرض ہے۔ دوسری طرف قرآن پاک نے بار بار یہود و نصاریٰ سے لڑنے کا حکم فرمایا ہے۔ ان کی دوستی سے منع فرمایا ہے ان کے اطاعت گذاروں کو مرتد قرار دیا ہے۔ اور حضور اقدس ﷺ نے اپنی آخری وصیت میں تلقین فرمائی کہ یہود و نصاریٰ کو کبھی جزیرۃ العرب میں آباد نہیں ہونے دینا اور قرآن پاک نے حکم فرمایا کہ ان کو کبھی مسجد حرام کے نزدیک نہ آنے دینا اس کے باوجود ان کو دعوت دے کر بلایا گیا۔ ان سے باقاعدہ معاہدہ کر کے حجاز کی حکمرانی حاصل کی بلکہ کچھ اس سے بھی آگے بہت آگے نکل گئے یہود و نصاریٰ کے وظیفہ خوار بھی رہے۔ سوانح ابن سعود صفحہ ۲۴ پر حسنی رقمطراز ہے۔

عبدالعزیز ابن سعود کو بھی پانچ ہزار پونڈ ماہوار وظیفہ انگریزوں کی طرف سے ملتا تھا ابن سعود کا ماہانہ وظیفہ ۱۹۱۷ء سے شروع ہو کر مارچ ۱۹۲۱ء تک جاری رہا ہے۔

گنبد خضرا محمد معراج الاسلام بی۔ اے۔ صفحہ ۳۳۱

شیخ محمد بن عبدالوہاب کی سیرت صفحہ ۲۰/۲۱ جس پر یہ عبارت درج ہے کہ شیخ کی سیرت پر خامہ فرسائی کرنے والوں میں امام شیخ عثمان بن بشیر بھی ہیں۔ انہوں نے اپنی

Marfat.com

کتاب عنوان المجد میں شیخ کی دعوت و سیرت سوانح حیات نے ان کے غزوات اور جہاد سے متعلق بہت اچھا لکھا ہے۔

نوٹ: یہ کتاب سعودیہ گورنمنٹ کی طرف سے چھپوا کر مفت تقسیم ہو رہی ہے۔ آج تک ہمیں جو دین اسلام کا درس ملا وہ تو یہی تھا کہ جہاد کا مقصد یہی ہے کہ کافروں اور یہود و نصاریٰ سے جو جنگ لڑی جاتی ہے اسے جہاد کہا جاتا ہے اور جس جنگ میں حضور اقدس ﷺ خود بہ نفس نفیس شامل ہوتے اس کو غزوہ کا نام دیا جاتا۔ لیکن مقام افسوس ہے کہ ایک طرف مسلمانوں کو مشرک بنا کر ان کے خلاف جنگ کو جہاد کا نام دیا گیا دوسری طرف شیخ محمد بن عبدالوہاب نے جو لڑائیاں مسلمانوں کے خلاف لڑیں ان کو غزوات کا مقام دے کر نعوذ باللہ من ذالک اس شخص کو نبی کا مقام دے دیا گیا۔ پھر مسلمانوں کو قتل کرنے کیلئے جن قرآنی آیات کا سہارا لیا گیا۔ ذرا ان پر غور فرمائیں کہ اسی کتاب کے صفحہ ۲۸/۲۹ پر لکھ رہے ہیں کہ وہ لوگ شرک میں مبتلا تھے اور جب ان کو روکا جاتا تو وہ کہتے کہ ہمارے آباؤ اجداد اسی طرح کرتے رہے ہیں اس کے آگے قرآن کی یہ آیت لکھی ہے۔ ''ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور ہم انہی کے نقش قدم کی پیروی کر رہے ہیں'' (سورۃ الزحزف) یہ آیات قرآن پاک میں واضع طور پر کفار کیلئے نازل ہوتی ہے جب بھی کفار کو اللہ کی توحید کی طرف بلایا گیا تو انہوں نے یہی بات کہی لیکن دیکھنا ہے کہ کیا یہ آیت مبارک مسلمانوں کے خلاف استعمال ہونا ممکن ہے۔ اس کیلئے اس حدیث پاک پر غور کریں پھر فیصلہ کریں خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم الذین یلونھم الحدیث۔

مکشوفات منازل احسان صفحہ ۱۴۶۷

سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے اور اس کے بعد بہترین خلفائے راشدین کا زمانہ ہے اور اس کے بعد تابعین کا زمانہ۔

یہ حدیث پاک متفق علیہ ہے۔ جب اس حدیث پاک پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ سب سے بہترین زمانہ حضور اقدس ﷺ کا زمانہ ہے اور اس کے بعد اصحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا زمانہ ہے۔ اور اس کے بعد تابعین کا زمانہ ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جوں جوں حضور اقدس ﷺ کے زمانہ سے دوری ہوتی جائے گی دین سے دوری ہوتی جائے گی۔ یعنی میرے زمانہ سے میرے والدین کا زمانہ یقیناً بہتر ہوگا پھر ان کے والدین کا اسی طرح جوں جوں اوپر کی طرف جائیں گے دین میں بہتری آتی جائے گی اس لئے جب ہم نے دین اسلام کے معیار کا جائزہ لینا ہوگا پھر لازمی اوپر کی سطح کی طرف دیکھنا ہوگا۔ اور پھر تسلیم کرنا ہوگا دین کی سند کے حصول کیلئے ہمیں حضور اقدس ﷺ اصحابہ اکرام تابعین تبع تابعین پھر اس کے بعد جن لوگوں نے تبع تابعین کو دیکھا اور ان سے فیض حاصل کیا۔ تو اس لحاظ سے قرآن پاک کی مندرجہ بالا آیات کو مسلمانوں پر فٹ کرنا دین اسلام کی مخالفت ہوگی جیسا کہ اگر قبروں کو گرانا ضروری ہوتا تو سب سے پہلے قرآن پاک ضرور اس کی نشاندہی کرتا پھر اس کی تشریح میں حضور اقدس ﷺ ضرور کچھ ارشاد فرماتے کہ قبروں کے ساتھ جہاد ضروری ہے پھر اصحابہ اکرام ضرور اس کی تشریح فرماتے پھر تبع تابعین ضرور تشریح فرماتے۔ یہ قبروں پر قبے تو بہت پہلے بن چکے تھے بارہ سو سال بعد سابقہ تمام نظریات اور تشریحات اور عمل کو یکسر غلط اور شرک قرار دے کر ان کے خلاف جہاد شروع کرنا بعید از قیاس ہے۔ اس کتاب میں صفحہ ۲۵ پر جس حدیث کو بنیاد بنا کر مسلمانوں سے جہاد شروع کیا گیا ہے وہ اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں پر عمارت تعمیر کرنے اور مسجد بنانے سے منع فرمایا ہے۔ اب دیکھیں قبروں پر عمارت بنانے سے منع فرمایا ہے اور اس بنا پر مسلمانوں کے خلاف جہاد شروع کر دیا گیا دوسری طرف حضور اقدس ﷺ نے وصیت فرمائی کہ یہود و نصاریٰ کبھی جزیرۃ العرب میں آباد نہ ہوں۔ اس حدیث سے چشم پوشی کی کیا وجہ ہوگی اس لئے جس طرح

آپ ﷺ نے قبر پر مسجد اور عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ تو دوسری طرف اس حدیث کو کیوں تسلیم نہیں کیا گیا حدیث پاک حضرت عمرو بن حزمؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے مجھے ایک قبر کے سہارے بیٹھے دیکھا تو فرمایا اس قبر والے کو اذیت نہ دے عمرو بن حزمؓ احمد/ مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۲۸۹ شمارہ ۱۶۱۰

ترتیب شریف صفحہ ۳۔ ۱۱۳۲/ ۱۵۹۴

اس حدیث پاک پر غور فرمائیں کہ قبر سے سہارا تو جبھی لگایا جائے گا جب قبر کا وجود موجود ہو گا یعنی وہ قبر کافی اونچی ہو گی۔ پھر اگر قبر سے سہارا لگانے سے قبر والے کو ایذا پہنچتی ہے تو جب جنت البقیع اور اصحابہ اکرام کی قبور کو بیلچوں اور گینتیوں سے گرایا گیا ہو گا پھر کیا ان کو کوئی اذیت نہ پہنچی ہو گی یعنی دین میں یہ کہیں قانون موجود ہے کہ ایک نہی عن المنکر پر عمل اس طرح کرو کہ تم خود بھی نہی عن المنکر کے زمرہ میں آ جاؤ ایک گناہ کو روکتے ہوئے تم خود بھی گناہ کر گزرو پھر اس سے آگے حدیث پاک میں الفاظ آتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے قبروں پر مسجد بنانے سے اور قبر پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا۔ اب ذرا غور فرمائیں کہ حضور اقدس ﷺ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر بن خطابؓ کی مقدس قبریں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ مبارک میں ہی موجود نہیں کیا وہ مقدس و مبارک حجرہ مبارک ایک عمارت نہیں ہے۔ اور اس عمارت کی ایک دیوار حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں گر گئی تھی قبور مبارکہ باہر سے نظر آ رہی تھیں تو پھر عمر بن عبدالعزیزؓ نے اسی راج کو بلوایا جس نے وہ حجرہ مبارک تعمیر کیا تھا۔ اور وہ دیوار دوبارہ تعمیر کرائی گئی۔ اب دیکھیں کہ حضور اقدس ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ حضرت عمرؓ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ جیسا کوئی بعد میں پیدا ہونا ممکن ہے جو دین کو سمجھ سکے۔ اگر قبر پر عمارت بنانا ممنوع تھی تو ان تین مقدس ہستیوں کو عمارت میں دفن کرنے کو آپ کیا کہیں گے

Marfat.com

بلکہ حضور اقدس ﷺ نے چوتھے ساتھی یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بھی پیش گوئی فرمادی کہ آپ کی قبر بھی اس حجرہ مبارک میں ہوگی پھر اس کے باوجود اس حدیث پاک کو بنیاد بنا کر قبروں کو مسمار کرنا اور مسلمانوں سے جہاد کرنا دین اسلام سے انحراف ہے اس طرح قبر پر مسجد بنانے کا مطلب بھی غلط لیا گیا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ نصاریٰ قبر پر مسجد بنا کر قبر کی طرف سجدہ کیا کرتے تھے جس کی وجہ سے اس مذموم فعل سے روکا گیا ہے۔ اس کے برعکس مسجد نبوی قبر مبارک کے ساتھ ہی موجود نہیں کہ قبر پر مسجد بنانے اور قبر کے ساتھ مسجد بنانے میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ کیونکہ قبر کے نزدیک مسجد بنانا یا مسجد کے قریب قبر بنانا سنت نبوی ﷺ ہے اسی سنت نبوی ﷺ کو مدنظر رکھتے ہوئے جتنے بھی اولیائے عظام ہندوستان میں تشریف لائے انہوں نے اپنی زندگی میں جو سب سے پہلا کام کیا وہ مسجد بنائی ساتھ مدرسہ بنایا اور پھر ان کی وفات کے بعد ان کی مسجد کے ساتھ ہی قبر بنادی گئی اور اس کو خانقاہ کہا جاتا ہے اور یہ عمل نہ بدعت ہے نہ شرک ہے سنت نبوی کے زمرہ میں آتا ہے۔ اسی طرح قبر پر عمارت تعمیر کرنا بھی سنت نبوی ﷺ ہے یہ شرک کے زمرہ میں نہیں آسکتا اگر اس عقیدے اور نظریئے کو تسلیم کرلیا جائے جو بارہ سو سال بعد دین اسلام میں پیدا کیا گیا ہے تو پھر ہندوستان کے تمام اولیائے عظام اور ان کے پیروکاروں کو کیا کہا جائے گا اس عقیدے کے بانیوں کے نزدیک تو دوسرے سارے مسلمانوں کو مشرک قرار دیا گیا ہے۔ لیکن جب کھیتی بوئی جاتی ہے تو جب اس کا پھل لگتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ اس میں کسان نے کتنی محنت کی ہے۔ اس لئے دین کے کام کا بھی کچھ ماحصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت نورالدین زنگیؒ اور حضرت صلاح الدین ایوبیؒ نے یہود ونصاریٰ سے جہاد کرکے مسلمانوں کو کفار کی غلامی سے محفوظ کیا اسی طرح اولیائے عظام نے تبلیغ کرکے لاکھوں کافروں اور مشرکوں کو دائرہ اسلام میں داخل فرمایا اس کے برعکس مندرجہ بالا عقیدے کی تبلیغ کا ماحصل اس کے سوا کیا ہو

Marfat.com

سکتا ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو مشرک بنایا۔ ملت اسلامیہ کی خلافت اور اتحاد کو توڑنے کیلئے کافروں کی معاونت کر کے ملت واحدہ کو لاتعداد ملکوں اور فرقوں میں تقسیم کر دیا یہ منصوبہ تو یہود و نصاریٰ کا تھا لیکن جن لوگوں نے ان کی معاونت کی وہ قیامت کے دن مسلمانوں کی بجائے ان ہی میں شریک ہوں گے جیسا کہ واضع طور پر سورۃ مائدہ آیت ۵۱ میں حکم موجود ہے کہ یہود و نصاریٰ سے دوستی کرنے والے ان ہی کے ساتھی ہوں گے۔ اس کے برعکس شرک کو حدیث پاک کی روشنی میں دیکھیں۔

شرک کے متعلق حدیث پاک میں وضاحت

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ بلاشبہ نبی کریم ﷺ ایک دن گھر سے نکلے اور شہدائے احد پر آپ نے دعا مانگی جیسی دعا آپ میت کے لئے کرتے ہیں۔ پھر آپ منبر کی طرف آئے فرمایا بلاشبہ میں تمہارے لئے فرط ہوں یعنی عالم آخرت میں تمہارے لئے آسانیاں اور آرام پیدا کرنے کے لئے آگے جانے والا ہوں اور میں تم سب کی قیامت کے دن گواہی دینے والا ہوں مجھے تمام خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں اور بلاشبہ میں تم سے اس بات کا اندیشہ نہیں کرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن یہ اندیشہ ہے کہ تم دنیا میں منہمک ہو جاؤ گے۔ بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۷۹۔ مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۵۰

اب ذرا ایمانداری سے غور کریں کہ یہ حدیث پاک سب سے زیادہ مستند کتابوں میں موجود ہے۔ پھر قرآن پاک میں واضع حکم موجود ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور یہ بھی قرآن پاک میں حکم موجود ہے کہ حضور اقدس ﷺ اپنی مرضی سے کوئی کلام ہی نہیں فرماتے پھر یہ بھی حکم قرآن ہے کہ آپ ﷺ کی آواز سے آواز بلند کرو گے تو تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ پھر غور کریں کہ حضور اقدس ﷺ قطعی طور پر حکم فرما رہے ہیں کہ مجھے اس بات کا خوف نہیں کہ میری امت میرے بعد شرک کرے گی لیکن

اس کے برعکس جولوگ پوری امت کومشرک بنا کران سے جہاد کررہے ہیں ان کا کیا مقام ہو گا حالانکہ آج تک کسی غیر مسلم کو بھی یہ جرات نہیں ہوئی کہ وہ آپ ﷺ کی کسی پیشن گوئی کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کرے۔لیکن مقام افسوس ہے کہ کچھ مسلمان اسلام کا لبادہ اوڑھ کر پورے دین اسلام کی مخالفت کررہے ہیں اور یہ اسی طرح ممکن ہے کہ قرآن پاک میں حضور اقدس ﷺ کے شان اور ادب میں جتنی آیات ہیں ان سے چشم پوشی کر کے صرف ایک آیت جس میں بشر کا لفظ موجود ہونے کے باوجود حقیقت میں رسول یا نبی اس کا مفہوم بنتا ہے ہم اسی آیت کو لے کر دوسری آیات سے چشم پوشی کریں اسی طرح جن آیات میں وضاحت موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں جس کو چاہتے ہیں علم غیب عطا کرتے ہیں ان سب سے انحراف کر کے دین اسلام میں تفرقات پیدا کرنا میرے پاس یہ کتابچہ موجود ہے۔جس میں محمد عبدالوہاب کی سیرت لکھی گئی ہے جو سعودی گورنمنٹ کی طرف سے مفت تقسیم ہورہی ہے اور حاجیوں کو دی جارہی ہے۔حاجی صاحبان اس کو عقیدت سے وصول کرتے ہیں کہ یہ ہمیں مقدس مقامات سے عطا ہوئی ہے۔اب ذرا دیکھیں مسلمانوں سے جہاد کرنے کیلئے اس میں جس آیت کا سہارا لیا گیا ہے ذرا اس پر غور کریں۔

''ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیاں اور ہدایت کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ میزان اور کتاب کو نازل کیا تا کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔اور لوہا اتارا جس میں بڑا زور ہے اور اور لوگوں کیلئے منافع ہیں۔یہ اس لئے کیا گیا ہے تا کہ خدا جان لے کون اس کو دیکھے بغیر اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بڑی قوت والا اور زبردست ہے۔ سورۃ حدید ۲۵

تو اس سے آگے اس کی لمبی چوڑی تشریح ہے جس کا لب لباب یہ ہے کہ جولوگ راہ حق سے منحرف ہو گئے ہیں ان کی گردنیں تن سے جدا کرنے کیلئے لوہا اتارا گیا ہے۔اب

Marfat.com

دیکھتے ہیں کہ کیا مسلمان کا قتل کس حال میں جائز ہے۔ (کیونکہ اس سے مراد مسلمان ہیں جو مشائخ کی تعظیم کرتے ہیں)

حدیث پاک

حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں کہ وہ اس بات کی گواہی دینے لگیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دیں پس جب یہ باتیں کرنے لگیں تو مجھ سے ان کے جان و مال محفوظ ہو جائیں گے۔ علاوہ اس سزا کے جو اسلام نے کسی جرم میں ان پر مقرر کر دی ہے۔ اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔

صحیح بخاری شریف صفحہ ۹ جلد اول

صحیح مسلم شریف جلد اول صفحہ ۳۷ ترتیب شریف صفحہ ۹۔

حضور اقدس ﷺ نے وضاحت فرمادی کہ مجھے اللہ کی طرف سے یہ حکم ملا ہے کہ جب کوئی بندہ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی یا اقرار کر لیتا ہے۔ اس کے بعد نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرتا ہے تو مجھ سے ان کے جان و مال محفوظ ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ اسلام کے جرم کی وضاحت یہ ہے کہ شادی شدہ زانی کو سنگسار کر دیا جائے۔ قتل کے بدلے قتل کیا جائے مرتد کو قتل کیا جائے۔

اب ذرا اندازہ لگائیں جس کی جان و مال کو اللہ اور رسول اللہ ﷺ محفوظ قرار دیں اور ان سے لڑائی سے مسلمانوں کو روک دیں اس کے باوجود جزیرۃ العرب میں مسلمانوں کو مشرک بنا کر ہزاروں انسانوں کو قتل کیا گیا ہے۔ کیا وہ مندرجہ بالا تین کام نہیں کرتے تھے اس کے باوجود ان کو قتل کیوں کیا گیا آپ پھر کہیں گے کہ وہ قبر پرستی کرتے تھے جو بت پرستی کے زمرہ میں آتا ہے۔ میں اس کے جواب میں پھر ایک حدیث پاک پیش کروں گا۔

Marfat.com

جزیرۃ العرب میں بت پرستی کا خاتمہ

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ شیطان اس امر سے مایوس ہے کہ نمازی (مومن) جزیرۃ عرب میں اس کی عبادت کریں گے (بت پرستی میں مبتلا ہوں گے) مگر وہ ان کے درمیان فتنہ اور جھگڑا پیدا کرے گا۔

صحیح مسلم جلد ثانی صفحہ ۳۷۶

اب غور کریں کہ حضور اقدس ﷺ نے وضاحت فرمادی کہ اب شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ جزیرۃ العرب میں بت پرستی ہو گی لیکن اب وہ مسلمانوں کے درمیان جھگڑا پیدا کرنے کی کوشش کرے گا۔ آپ خود ہی غور کریں اگر ہم یہ تسلیم کریں گے کہ جزیرۃ العرب میں شرک یا بت پرستی ہوئی ہے تو واضع طور پر یہ حدیث پاک کا انکار ہوگا۔ پھر اس کے باوجود جس نے شرک یا بت پرستی یا قبر پرستی کے نام پر جھگڑا پیدا کر کے ملت اسلامیہ کی کمر توڑ دی ہے اس کا کیا مقام ہے اور وہ کس کا ساتھی ہے۔ اب ذرا مسلمانوں کی آپس میں لڑائی کے بارے میں احادیث مبارکہ سنیں۔

(۱) جب دو مسلمان تلواروں سے باہم لڑیں اور ایک دوسرے کو قتل کر دے تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں جائیں گے صحابہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ یہ تو قاتل تھا مگر مقتول کا کیا جرم ہے۔ فرمایا وہ بھی اپنے مقابل کو قتل کر ڈالنے کا خواہاں تھا۔

روایت شیخین از ابوبکر

(۲) کوئی مسلمان جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس کا رسول برحق ہوں۔ اس کا خون بہانا جائز نہیں مگر تین شخصوں کا شادی شدہ مرد کا جو زنا کرے۔ ناحق قتل کرنے والا جس سے قصاص لیا جائے۔ اپنے دین کو ترک کر کے اپنی اسلامی جماعت سے علیحدہ ہونے والا۔ متفق علیہ از ابن سعود۔ نوٹ یہاں پر یہ بھی بتانا

Marfat.com

ممکن تھا کہ جو قبروں کی پرستش کرے اس کا قتل بھی جائز ہے۔

(۳) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ کے آزار سے لوگ محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو خدا کی منع کی ہوئی باتوں کو چھوڑ دے۔ بخاری از عبداللہ ابن عمرؓ

(۴) جس نے ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں۔ متفق از عبداللہ ابن عمرؓ

اتحاد بین المسلمین

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا اور سب لوگ مل کر دین کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو اور فرقوں میں مت بٹو۔ آل عمران ۱۰۳

پھر قرآن پاک میں بار بار تنبیہہ فرمائی گئی کہ جو لوگ متفرق ہوئے ان کیلئے دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں ذلت و رسوائی کا عذاب ہوگا لہٰذا تم کبھی متفرق نہ ہونا فرقے نہ بنانا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا۔ ایک مومن دوسرے مومن کیلئے عمارت کی طرح ہے۔ جس کی اینٹیں باہم ایک دوسرے کو جوڑتی ہیں۔ بخاری از ابو موسیٰؓ

پھر اس اتحاد کو قائم رکھنے کیلئے قرآن پاک نے اصول وضع فرما دیا اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اسکے کی اور اس کی جو تم میں صاحب امر ہو۔ پھر اگر کسی بات پر جھگڑا اٹھے تو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کریں۔ اگر تم اللہ اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان رکھتے ہو اور اس کا انجام اچھا ہے۔ سورۃ النساء۔ ۵۹

نوٹ: اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے بعد امیر کی اطاعت کا حکم ہے لیکن جب امیر اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے احکام کی مخالفت کرے پھر ایسے امیر کی مخالفت فرض ہے۔ اب دیکھیں از روئے قرآن مومن کون ہیں منافق کون ہیں مرتد کون ہیں۔

مومن تو وہ ہیں جو خدا اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک میں نہ پڑے اور خدا کی راہ میں جان اور مال سے لڑے یہی لوگ ایمان کے سچے ہیں۔ سورۃ الحجرات ۱۵

Marfat.com

جولوگ خدا اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو خدا اور اس کے دشمنوں سے دوستی کرتے نہ دیکھو گے خواہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا خاندان کے لوگ ہوں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں خدا نے ایمان (پتھر پر لکیر کی طرح) تحریر کر دیا ہے۔ اور فیض غیبی سے ان کی مدد کی ہے۔ اور وہ ان کو بہشتوں میں جنکے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ خدا ان سے خوش اور وہ خدا سے خوش یہی گروہ خدا کا لشکر ہے۔ سن لو خدا کا لشکر ہی بامراد ہوگا۔ سورۃ مجادلہ ۲۲

تمہارے دوست تو خدا اور اس کے پیغمبر اور مومن لوگ ہیں جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور خدا کے آگے جھکتے ہیں اور جو شخص خدا اور اس کے پیغمبر اور مومنوں سے دوستی کرے گا تو وہ خدا کی جماعت میں داخل ہوگا اور خدا کی جماعت ہی غلبہ پانے والی ہے۔

سورۃ مائدہ ۵۵تا۵۶

محمدؐ خدا کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کیلئے سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں۔ سورۃ فتح ۲۹

جولوگ پرے جما کر لڑتے ہیں کہ گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں وہ بے شک محبوب کردگار ہیں۔ سورۃ صف ۴

مومن کی صفات

(۱) وہ اپنی مال اور جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔

(۲) وہ خدا کے دشمنوں سے کبھی دوستی نہیں کرتے اگر چہ وہ ان کے خاندان کے لوگ یا اولاد، بہن بھائی ہوں۔

(۳) مومن کی حقیقی پہچان یہ ہے کہ اس کی دوستی صرف ایمان والوں کے ساتھ ہوتی ہے۔

Marfat.com

(۴) مومن کی پہچان یہ ہے کہ وہ کافروں سے جہاد کرتا ہے مومنوں سے پیار کرتا ہے۔

(۵) اللہ کے دوست وہ ہیں جو صفیں باندھ کر دشمنان اسلام سے لڑتے ہیں۔

منافق کی پہچان

(۱) وہ ایمان والوں سے بھی تعلقات رکھتے ہیں اور بے ایمانوں سے بھی اور ہر دو کو اپنی دوستی کا اعتماد دلانے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۲) منافق کبھی مجاہد نہیں ہوسکتا وہ جہاد سے پہلو تہی کرتا ہے۔

(۳) منافق مشکل وقت میں اللہ کی بجائے یہود ونصاریٰ کے سہارے کا متلاشی ہوتا ہے۔

(۴) منافق کے دل میں دین کی بجائے دنیا کی محبت غالب ہوتی ہے۔

(۵) منافق خائن۔ جھوٹا اور وعدہ خلاف ہوتا ہے۔

مرتد

جو لوگ یہود ونصاریٰ کی اطاعت کریں گے وہ ان کو مرتد کر دیں گے۔ قرآن کے آئینہ میں پہچان کریں۔

(۱) اجتماعی طور پر گیارہ صدیاں تک مسلمان کافروں اور یہود ونصاریٰ سے لڑتے رہے اور کبھی نہ تو ان سے دوستی کی اور نہ ہی کبھی ان کا سہارا تلاش کیا۔ اس لحاظ سے ثابت ہوا کہ وہ سچے مسلمان تھے۔

(۲) بارہویں صدی میں جب مسلمانوں کو مشرک بنا کر ان کو قتل کرنا شروع کیا گیا اس نظریہ کے لوگ کبھی بھی کافروں اور یہود ونصاریٰ سے نہ لڑے اور نہ ان سے دشمنی رکھی بلکہ کسی نہ کسی طرح ان سے تعلقات بھی قائم رکھے ان سے اعانت بھی طلب کی اس کے

Marfat.com

برعکس مسلمانوں کا خون بہانا جائز قرار دیا۔

(۳) ۱۹۴۷ء میں جب پاکستان معرض وجود میں آیا اس نظریئے کے لوگوں نے مسلمانوں کا ساتھ دینے کی بجائے کافروں کا ساتھ دیا جس سے مسلمانوں کو نا قابل تلافی نقصان پہنچا۔

(۴) خلافت اسلامیہ کو توڑنے اور مسلمانوں کے اتحاد کو ختم کر کے امت مسلمہ کو پارہ پارہ کرنے میں کن لوگوں نے یہود و نصاریٰ کی معاونت کی۔

(۵) جہاد مومن کے ایمان کی پہچان ہے پھر وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے باقاعدہ کافروں سے معاہدہ کیا کہ ہم فوجیں نہیں رکھیں گے جہاد نہیں کریں گے اور اب تک اس معاہدہ پر عمل کر رہے ہیں۔

(۶) وہ کون لوگ ہیں جو قرآن کی مخالفت کرتے ہوئے کافروں کیلئے نرم اور مومنوں سے جہاد کرتے ہیں۔

یا حیی یا قوم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا ولی

یا نصیر

ماشا اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ رب العالمین

خلافت اور بادشاہی

خلافت اور بادشاہی ایک ہی عمل کے دو مختلف نام ہیں۔ وہ مشترکہ عمل جسکے لئے یہ دونوں نام تجویز کیئے گئے ہیں اس کو دوسرے لفظوں میں حکومت یا حکمرانی کہا جاتا ہے۔ کسی ملک یا قوم کی حکومت کو جب قوانین خداوندی کے تحت چلایا جاتا ہے تو اسے خلافت کہا جاتا ہے اور جب یہی حکومت جبر و تشدد اور اپنی نفسانی خواہشات کے تابع چلائی جاتی ہے انسان

Marfat.com

اپنی مرضی کے قوانین بناتے ہیں اور چلاتے ہیں اسے بادشاہی کہا جاتا ہے۔ اس کے برعکس خلیفہ کی اپنی کوئی مرضی اور رائے نہیں ہوتی وہ اپنی خواہشات کو قوانین خداوندی کے تحت چلاتا ہے۔ موجودہ جمہوریت اگرچہ مسلمانوں کی مجلس شوریٰ کی نقل اتارنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن اس میں چونکہ انسانوں کی رائے کو قوانین خداوندی پر ترجیح دی جاتی ہے اس لئے یہ بھی کفر کے دستور میں شامل ہے ہاں اگر اسی جمہوریت میں قوانین خداوندی کو فضیلت اور برتری ہو تو پھر یہ عمل عین اسلام کے مطابق ہوگا جیسا کہ سابقہ ادوار میں سنا گیا تھا کہ آئین پاکستان میں ایک شق شامل ہے کہ پاکستان کا کوئی قانون قرآن وحدیث کے برخلاف نہ ہوگا اگر اس پر عمل درآمد ہو جائے تو یہ عین اسلام کے مطابق ہوگا۔ لیکن اس کے برعکس امریکہ برطانیہ وغیرہ کی جمہوریتوں میں اکثر سنا گیا ہے کہ ایسے قوانین اسمبلی میں پاس کر دیئے جاتے ہیں جن کا کسی مذہب انسانیت اور اخلاقیات سے دور کا بھی واسطہ نہیں جیسا کہ لواطت کا قانون یا دو مردوں کی آپس میں شادی کرنا اسلام ایسے کسی قانون کی قطعاً اجازت نہیں دیتا اگر پوری اسمبلی مل کر بھی ایسا قانون پاس کرے تو وہ دین اسلام سے قطعاً بغاوت کے مترادف ہوگا۔ اسلام اور جمہوریت کا اسی مقام پر باہمی ٹکراؤ پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح بادشاہت میں بادشاہ اپنی مرضی سے فیصلہ کرتا ہے چاہے کسی بے گناہ کو قتل کر دے گنہگار کو چھوڑ دے اسی طرح جس کو چاہے انعام واکرام سے نواز دے جس سے چاہے سب کچھ چھین لے لیکن دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس میں ہر چیز کی وضاحت فرمائی ہے خصوصاً سب سے بڑھ کر خارجہ پالیسی کا تعین بڑی وضاحت اور تفصیل کے ساتھ کیا ہے اور بار بار اس کے نفع نقصان سے بھی آگاہ فرمایا ہے۔ مثلاً

(۱) تم نے کبھی کافروں کو دوست نہیں بنانا۔

(۲) کبھی کافروں کو اپنا راز دار نہیں بنانا۔

Marfat.com

(۳) یہود ونصاریٰ کو کبھی جزیرۃ العرب میں آباد نہیں ہونے دینا۔ (حدیث نبوی)

(۴) اگر تم یہود ونصاریٰ کی اطاعت کروگے تو وہ تمہیں دین سے پھیر کر مرتد اور کافر کر دیں گے۔

(۵) جب کسی مسلمان ملک یا قوم پر کوئی قوم حملہ آور ہو تو تمام مسلمانوں پر جہاد فرض ہے تاکہ مظلوم ظالم کے ظلم سے نجات پاسکیں۔

(٦) جہاد پہلے قریب والوں پر فرض ہوتا ہے پھر دور والوں پر فرض ہوتا ہے۔

(۷) جہاں تک بھی ممکن ہو اور تمہارے وسائل جتنے بھی ہوں ان میں اولین مقام جہاد اسلحہ اور فوجوں کی تیاری کیلئے اپنے اسباب کو خرچ کرنا تاکہ تمہارے دشمنوں پر تمہاری دھاک بیٹھی رہے۔

(۸) اسی طرح تم رعایا کے درمیان اپنی مرضی سے فیصلے مسلط نہیں کر سکتے بلکہ اللہ کی منشا کے مطابق حق وانصاف کے مطابق فیصلے کرنا لازم ہوگا۔

(۹) اسی طرح تمہارے پاس جو مال واسباب ملک وحکومت اللہ نے عطا کی ہے۔ان کو تم اپنے نفس کی خواہشات کے برعکس اللہ کے احکام کے مطابق خرچ کرنے کے پابند ہو۔ اس کیلئے قرآن پاک کے اس حکم پر غور فرمائیں۔اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے تاکہ انصاف کے فیصلے کرو اور خواہشات کو پیروی نہ کرنا۔وہ تمہیں خدا کے راستے سے بھٹکا دے گی اور جو لوگ خدا کے راستے سے بھٹکتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے کہ انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا ہے۔ سورۃ ص ۲٦

یہ آیت مبارکہ بڑی قابل غور ہے جس میں دو امور وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ (۱) حق انصاف کے مطابق فیصلے کرنے۔ (۲) نفس کی خواہشات کی پیروی کرنے کی بجائے احکام خداوندی کو ترجیح دینا۔اگر تم احکام خداوندی کے مقابلہ میں اپنے

Marfat.com

نفس کی خواہشات کو ترجیح دو گے تو تم اللہ کے راستے سے بھٹک جاؤ گے اور ایسے لوگوں کیلئے دردناک عذاب کی وعید موجود ہے۔ اس کے بعد اس کے مزید تشریح کیلئے حضور اقدس ﷺ اور اصحابہ اکرام کی مقدس زندگیاں تمہارے لئے مشعل راہ ہیں جو حقیقت میں قرآن پاک کی تشریح ہے۔ جس میں عدل و مساوات حق وانصاف کے وہ درخشندہ نقوش موجود ہیں جو ایمان والوں کی قیامت تک رہنمائی کرتے رہیں گے۔ دین اسلام کے پرستاروں کے لئے قیامت تک مشعل راہ رہیں گے اور جب بھی اہل ایمان اس معیار پر پورے اتریں گے اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو خلافت دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں وضاحت موجود ہے۔

جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے خدا کا وعدہ ہے کہ ان کو ملک کا حاکم بنا دے گا۔ جیسا تم سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا اور ان کے دین کو جسے ان کیلئے پسند کیا ہے۔ مستحکم اور پائیدار کردے گا۔ اور خوف کے بعد ان کو امن بخشے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔ اور جو اس کے بعد کفر کرتے تو ایسے لوگ بد کردار ہیں۔ سورة نور ۵۵

اس آیت مبارکہ میں مندرجہ ذیل امور کی نشاندہی کی گئی ہے۔

(۱) ایمان اور اعمال صالح کے بعد خلافت و حکومت کا وعدہ یعنی ایمان اور اعمال صالح کرنے کا ہمیں حکم ہے اور خلافت و حکومت دینے کا اللہ نے وعدہ فرمایا ہے۔ پھر اس کے بدلہ میں یہ بھی وعدہ ہے اس سے تمہارے دین اور حکومت کو مستحکم کردے گا۔

(۲) تم میری عبادت کرو اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔

(۳) اللہ تعالیٰ تمہارے خوف کو امن میں بدل دے گا۔

Marfat.com

(۴) اس کے بعد جو لوگ قوانین خداوندی سے انحراف کریں گے وہ بدکردار ہیں۔

اسلام کے نقاب میں دین اسلام پر حملہ

سعودی گورنمنٹ نے بزور شمشیر مقامات مقدسہ پر قبضہ کیا اس کے باوجود کہ وہاں کے مسلمان حکمران مقامات مقدسہ کی حرمت کی بدولت یا ویسے ہی چھوڑ کر ان مقامات مقدسہ سے نکل گئے اس کے باوجود وہاں پر مسلمانوں کا بے دردی سے قتل کیا گیا۔ اس کے بعد وہاں پر چونکہ مسلمانوں کے مقدس مقامات ہیں اسی نسبت سے مسلمانوں کے نزدیک وہاں کی ہر چیز ہی قابل تقدس ہے۔ اس کے ساتھ ہی سعودی گورنمنٹ نے وہاں پر چند دین اسلام کی شقوں کا نفاذ بھی کیا حقیقت میں جس کا مقصد لوگوں پر دہشت بٹھا کر اپنی سلطنت کو مضبوط کرنا تھا ورنہ دین اسلام میں کہیں ایسی کوئی شق موجود نہیں کہ کچھ احکام کو مان کر کچھ سے انکار کرلو کیونکہ قرآن پاک کے کسی ایک حکم کی مخالفت بھی کفر کے زمرے میں آتی ہے۔ اب ذرا قرآن کے آئینہ میں سعودی گورنمنٹ کا تجزیہ کریں۔

(۱) قرآن پاک نے وضاحت کے ساتھ حکم فرمایا ہے کہ اگر تم یہود و نصاریٰ کی دوستی کرو گے تو تمہارا شمار ان ہی میں ہوگا۔ اگر ان کا سہارا تلاش کرو گے تو پھر تم منافق ہو اگر ان کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہیں دین اسلام سے پھیر کر مرتد کافر کر دیں گے اس کے باوجود سعودی گورنمنٹ باقاعدہ ان سے معاہدہ کر کے حجاز مقدس کی حکمران بنی بلکہ اس سے آگے ان سے بطور وظیفہ زر نقد بھی وصول کرتی رہی۔

(۲) قرآن پاک نے حکم دیا ہے کہ ان کو مسجد حرام کے نزدیک نہ آنے دیا جائے اس کے باوجود ان کو دعوت دے کر بلایا گیا اور طویل عرصہ تک ان کے طعام و قیام کا بھی انتظام کیا ہر قسم کی عیاشی اور فحاشی میں ان کی معاونت کی۔

(۳) قرآن پاک نے حکم دیا کہ جہاد فی سبیل کیلئے اسلحہ اور فوج تیار رکھو اس کے برعکس

Marfat.com

انہوں نے اس مال و دولت کو عیاشی اور محلات کی تعمیر میں خرچ کیا۔

(۴) قرآن پاک نے قطعی حکم دیا ہے کہ نظام حکومت خواہشات نفسانی کے برعکس اللہ کے حکموں کے مطابق چلاؤ جس کی مثال حضور اقدس ﷺ اور اصحابہ اکرامؓ کی مقدس زندگیاں ہیں انہوں نے خلافت کو امانت الٰہیہ مانتے ہوئے بیت المال سے سوائے گذارا الاؤنس کے کچھ وصول نہ کیا۔ دوسری طرح حکم قرآن ہے کھاؤ پیو مگر اسراف نہ کرو کیونکہ فضول خرچ شیطان کا بھائی ہے اور اللہ اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اسی نظر سے ذرا مقامات مقدسہ کے حکمرانوں کی نفسانی آسائش پر ایک نگاہ ڈالیں جس کیلئے میں تقریباً آدھی صدی پیشتر کے کچھ اخبارات کے تراشے پیش کرتا ہوں ہفت روزہ لیل ونہار ۷ جولائی 1957ء یہ دوسری بات ہے کہ یہ دولت قومی تعمیر پر صرف ہونے کی بجائے حرم سرا کے اخراجات کیڈلک موٹر کاروں کی خریداری دوسرے ایسے ہی کاموں پر لٹائی جاتی ہے۔

کوہستان ۱۲ اکتوبر ۱۹۵۶ شاہ ہر سال ایک محل تعمیر کراتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے محلات کی تعداد بیالیس تک پہنچ چکی ہے۔ اٹلی کے ایک ماہر تعمیر کو بلا کر ایک قلعہ نما محل بنانے کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ ۴ لاکھ مربع گز کے رقبہ میں اٹھارہ ماہ کے اندر یہ محل تعمیر ہوا جس میں چار منکوحہ بیویوں اور اسی لونڈیوں کے لئے حرم بھی تھا۔

نوٹ: اسلامی قانون کے مطابق لونڈی اس عورت کو کہا جاتا ہے جو دوران جنگ کفار کی عورتیں مال غنیمت کے ساتھ مسلمانوں کے ہاتھ لگیں سعودی عرب کے حکمرانوں نے نہ تو کبھی جہاد کیا اسکے باوجود اتنی لونڈیاں رکھنا پتہ نہیں کون سے قانون کے تحت ہے کوئی صاحب علم اس کی تشریح کرے۔

کوہستان ۱۹ اکتوبر ۵۶ کے مطابق۔ ایک ایک شہزادے کے پاس کئی کئی مکلّف محلات اور کاریں ہیں۔

Marfat.com

کوہستان یکم فروری ۵٦ء کی خبر کے مطابق۔ قاہرہ کے ہر شبینہ کلب میں کوئی نہ کوئی سعودی شہزادہ رقص کرنے والی عورتوں کے جھرمٹ میں نظر آتا ہے۔ قاہرہ کے ایک کلب میں ایک سعودی شہزادہ شراب میں مدہوش داخل ہوا اور چلا چلا کر کہنے لگا او سور کے بچو۔ تم شاہی خاندان کے ایک فرد کے سامنے کھڑے ہو کر تعظم کیوں نہیں بجالاتے۔

روزنامہ مساوات ۱۲ اپریل ۷۵ء کے مطابق شاہ سعود کے تعمیر کردہ محل میں بیس ہزار ستونوں پر ایک لاکھ بلب چوبیس گھنٹے جلتے ہیں۔ اس کے علاوہ شاہی خاندان شیوخ اور سعودی حکمران ایسی کاروں میں سفر کرتے ہیں جو کسی بڑے سے بڑے حکمران کو میسر نہیں۔ اور ایسے محلات میں رہتے ہیں جن میں رہنے کا کوئی دوسرا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ قاہرہ۔ سکندریہ کے مضافات لبنان کے خوبصورت علاقوں میں سعودی عرب کے شہزادوں کے محلات نہ صرف اپنے حسن و جمال بلکہ عیش وعشرت کے لوازمات کے اعتبار سے بھی بے نظیر ہیں۔

کوہستان ۷ فروری ۵۷ء

شاہ کے ائیر کنڈیشنڈ بلند قصر ایسی سرزمین میں تعمیر ہو رہے ہیں جہاں ایک تہائی آبادی اب بھی سیاہ خیموں میں خانہ بدوش کی زندگی گزارتی ہے۔

کوہستان یکم فروری ۵٦ء

اس سرزمین کی تین چوتھائی آبادی زندگی کی ہر مسرت سے محروم ہے۔

کوہستان ۷ فروری ۵۷ء

بطور نمونہ چند حوالہ جات پیش ہیں طوالت کے خوف سے اسی پر اکتفا کریں اب دیکھیں قرآن پاک نے جو حکم دیا ہے کہ خلافت اور حکومت کو اللہ کے احکام کے تحت چلائیں اور نفس کی خواہشات کے تحت نظام حکومت چلانے والے گمراہ اور بدکردار ہوں گے اور اللہ

Marfat.com

تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں۔ یہ سب کچھ اسی زمرے میں نہیں آتا اور یہ سب کچھ قرآن پاک کی مخالفت نہیں ہے۔ اور کیا اگر یہ سرمایہ مسلم امہ کی امانت نہ تھی جس کو شیطانی کاموں پر خرچ کیا گیا۔ کیا یہی سرمایہ اگر جہاد پر خرچ کیا جاتا تو آج دشمنان اسلام کو مسلم خون سے ہولی کھیلنا ممکن ہوتا۔ کیا اگر اس مال و دولت کو اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کیا جاتا آج دنیائے اسلام میں مسلمان بچیوں کی عزت و عصمت کو تار تار کرنا ممکن ہوتا۔ اور پھر اس پر ہی اکتفا نہیں کیا شاہان عرب نے اس سرمایہ کو جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بطور انعام عطا فرمایا تھا اس کو اپنے باپ کی جاگیر سمجھتے ہوئے انہوں نے دشمنان اسلام کے بینکوں میں جمع کروا کر ایک طرف ان کی معیشت کو مضبوط کیا دوسری طرف وہی سرمایہ انہوں نے سود پر دے کر پوری ملت اسلامیہ کو غلام بنایا ہے۔ اس سے زیادہ دشمنان اسلام کی معاونت اور ملت اسلامیہ کی مخالفت کیا ہو سکتی ہے اور قرآن پاک کی اس سے زیادہ مخالفت کیا ہو گی کہ ملت اسلامیہ کا سرمایہ جو بیت المال ہو اس کو ذاتی جاگیر سمجھ کر جہاد فی سبیل اللہ پر خرچ کرنے کی بجائے عیش و عشرت اور دشمنان اسلام کی طاقت کو مضبوط کرنے کیلئے خرچ کیا جائے اور مسلمانوں کو مشرک قرار دے کر ان کو تہ تیغ کیا جائے۔

رعایا کے ساتھ عدل وانصاف

کائنات میں سب سے مقدس مقامات مکہ مکرمہ۔ مدینہ طیبہ اور اس کے گرد و نواح کا علاقہ ہے جن مقامات سے دین اسلام کی نورانی شعائیں نکل کر پوری کائنات کو بقعہ نور کر دیا اور ان ہی مقامات پر ان مقدس ہستیوں کی خاک پا موجود ہے۔ جس کی عظمت ناقابل بیان ہے۔ اور پھر ان ہی مقامات پر ان مقدس ہستیوں کی نسلیں موجود ہیں جن کو رب جلیل کی طرف سے راضی ہونے کا سرٹیفکیٹ جاری کیا گیا۔ میری نگاہ کوتاہ بین کے مطابق آج

Marfat.com

بھی وہ لوگ سب سے مقدس اور سب سے بہادر اور سب سے بہتر دیندار ہیں۔ لیکن کیا یہ معاملہ قابل غور نہیں کہ تقریباً ایک صدی سے ان کی زبانوں کو تالے لگے ہوئے ہیں۔ ان سے بات کرنے کی آزادی بھی چھین لی گئی ہے جو آدمی حکومت وقت کے سامنے زبان کھولنے کی جرات کرے اسے فوراً اٹھالیا جاتا ہے اور دوبارہ اس کی کسی کو خبر بھی نہیں ملتی۔ اس کے باوجود دشمنان اسلام ساری دنیا میں جمہوریت کا راگ الاپتے نہیں تھکتے لیکن ان لوگوں کا یہ حق کس نے چھین رکھا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے اپنے امیر یا حکمران کا انتخاب کر سکیں لوگوں کا حق چھیننا تو دوسری بات ہے کیا یہ حقیقت نہیں کہ جس مسجد نبوی اور خانہ خدا میں حضور اقدس ﷺ جہاد فی سبیل اللہ کا اعلان فرمایا کرتے تھے آج اس مسجد نبوی میں کوئی امام یا مبلغ یا مسلمان آزادی کے ساتھ خطبہ بھی نہیں دے سکتا آیات قرآنی کی تلاوت بھی حکمرانوں کی مرضی کے مطابق ہوتی ہے۔ جو بلا واسطہ کافروں کے ماتحت کام کر رہے ہیں اگر امام اپنی مرضی سے خطبہ پڑھ لے تو اسے فوراً اٹھالیا جاتا ہے۔ کیا یہ وہی مقامات نہیں جن پر ایک بدو کو یہ جرات ہوتی تھی کہ اسلام کے جلیل القدر خلیفہ حضرت عمرؓ سے بات پرس کر سکے۔ اور پھر سب سے معنی خیز یہ بات ہے کہ یہود و نصاریٰ ان بادشاہوں سے کبھی جمہوریت اور آزادی کا مطالبہ کیوں نہیں کرتے اور یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ شاہان عرب اسلام کا نقاب اوڑھ کر دشمنان اسلام کے منصوبوں کی تکمیل میں مصروف ہیں۔ اور آہستہ آہستہ پوری دنیا کے مسلمان ان کی پیروی کرتے ہوئے دشمنان اسلام کے ارادوں کی تکمیل کر رہے ہیں۔ جس عیش وعشرت کی داغ بیل ہمارے عظیم دینی مراکز سے ڈالی گئی اس نے پوری مسلم امہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ آج تمام دنیا کے حکمرانوں کا مقصد حیات یہ بن چکا ہے کہ یہود و نصاریٰ کے ارادوں کی تکمیل کرتے ہوئے اپنی حکومتوں کو دوام دینے میں کوشاں ہیں اور اپنی عیش وعشرت محلات کاروں اور بینک بیلنس ہی ان کا

Marfat.com

مقصد حیات بن چکا ہے۔اور یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جب تک مقامات مقدسہ کے مقدس عوام کو حق نہیں دیا جاتا کہ وہ اپنی مرضی سے اپنے امیر یا حکمران کا چناؤ کر سکیں اور اپنی مرضی سے آزادانہ قرآن پڑھ سکیں لوگوں کو سنا سکیں اور اس پر عمل کر سکیں اس وقت تک ملت اسلامیہ کی آزادی قطعی ناممکن ہے۔ مقامات مقدسہ مسلم امہ کے قلب اور دماغ کی حیثیت رکھتے ہیں جب کسی انسان کا دل و دماغ ہی معطل اور مفلوج ہو جائے وہ ایک مردہ جسم کی مانند ہوتا ہے۔وہ کیسے ترقی کی منازل طے کر سکتا ہے۔اور سب سے زیادہ خطرناک پہلو یہ ہے کہ یہ سب کچھ اسلام کے نقاب میں ہو رہا ہے ہم کہتے ہیں وہاں پر اسلامی قوانین ہیں دو تین قوانین اسلامی کے نفاذ کے برعکس پورے قرآن کی مخالفت کرنا یہ کون سا اسلام ہے۔اس مقام پر قرآن پاک نے وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ کچھ لوگ قرآن پاک کی بعض آیات کو مانتے ہیں اور بعض سے کفر کرتے ہیں حالانکہ قرآن پاک کے کسی ایک قانون کی مخالفت کفر کے مترادف ہے۔اسی مقام پر قرآن پاک میں حکم ہو رہا ہے کہ خلافت کا مفہوم ہی یہ ہے کہ اپنی خواہشات نفسانی کو قرآن پاک کے تابع کریں۔ جو لوگ قرآن کی مخالفت کر کے اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کرتے ہیں حکومت کی خواہش عیش عشرت کی خواہش۔ زرزن کی خواہش ایسے لوگ بدکردار اور گمراہ ہیں۔ حدیث پاک میں ایسے ہی لوگوں کے متعلق واضح حکم ہے کہ اگر وہ تم کو مل جائیں تو ان سے سلام نہ کہنا اگر بیمار ہوں تو ان کی بیمار پرسی نہ کرنا اگر مر جائیں تو ان کا جنازہ نہ پڑھنا۔اور یہی لوگ ہیں جو اسلام کا نقاب اوڑھ کر اسلام کی جڑیں کاٹ رہے ہیں۔احکام القرآن کی تکمیل کی بجائے۔ دشمنان اسلام کے ارادوں کی تکمیل میں مصروف ہیں۔ مذہب کے لبادے میں مذہب کی مخالفت کر رہے ہیں۔جیسا کہ بارھویں صدی ہجری میں شرک کے نقاب میں اصحابہ اکرام اور اولیائے عظام کی قبریں مسمار کرنے کے علاوہ ان کی شان میں

Marfat.com

کسی نہ کسی طرح گستاخی کرتے۔ مسلمانوں کے ساتھ بھی تعلقات قائم رکھنا اور در پردہ دشمنان اسلام سے بھی راہ و رسم بحال رکھنا اور اللہ کا سہارا چھوڑ کر یہود و نصاریٰ اور کافروں کے سہارے کا متلاشی رہنا اور ان کی چھتری میں اپنی حکومتوں کو دوام بخشنا اور قرآن کی مخالفت کرتے ہوئے جہاد کی مخالفت کرنا اور مسلمانوں کو آپس میں لڑانے یا مسلمانوں سے جہاد کرنے میں کوشاں رہنا۔ قرآن پاک نے بار بار یہ علامات بیان فرمائی ہیں کہ یہ سب منافقین کی علامات ہیں۔ اور یہی لوگ ملت اسلامیہ کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہیں۔ مندرجہ بالا علامات کے تحت ان کی پہچان کرنا اور ان سے بچنا۔ اس کے برعکس مومنوں کی علامات ہیں جو لوگ مالوں اور جانوں کے ساتھ کافروں سے جہاد کرتے ہیں۔ مسلمانوں سے پیار کرتے ہیں۔ دنیا کی بجائے آخرت کی تیاری کرتے ہیں جیسا کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں ایک جماعت قیامت تک جہاد میں مشغول رہے گی اور اگر غور کریں تو وہ جماعت بھی اسی سرزمین جزیرۃ العرب میں موجود ہے جن کا نام بدل کر ان کو دہشت گرد کہا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال: کیا مشرکوں کی اعانت اور اطاعت سے توحید کی سربلندی ممکن ہے۔

جواب: سعودی گورنمنٹ کی تشکیل میں دو پہلو بہت نمایاں نظر آتے ہیں ان کو دیکھ کر انسان ششدر رہ جاتا ہے کہ ان دونوں چیزوں کا یکجا ہونا کیسے ممکن ہے۔

(۱) **شیخ امام محمد بن عبدالوہاب کا نظریہ توحید اور رد شرک کے تحت مسلمانوں کو مشرک قرار دے کر ان سے جہاد کر کے اپنے نظریئے کا قائل کرنا۔ اور اس نظریئے کی حمایت کیلئے سعودی خاندان کا معاونت اور مسلمانوں سے جہاد کرنا۔**

(۲) **یہود و نصاریٰ سے امداد و اعانت حاصل کرنا اور ان کے ساتھ معاہدہ کر کے**

Marfat.com

مقامات مقدسہ کی حکمرانی حاصل کرنا۔

اب دیکھیں قرآن پاک وضاحت کے ساتھ ان کو مشرک قرار دے رہا ہے۔ ایک طرف ان سے مدد لی جاتی ہے اوران کی مدد کی جاتی ہے۔اس کے ثبوت کیلئے وقت کے زمیندار اخبار کے ایڈیٹر مولانا ظفرعلی خان صاحب رقم طراز ہیں۔ ''وسط عرب میں ہائل ایک زبردست امارت ہے جس کے فرمانروا امیر ابن رشید کے قتل کی افسوس ناک خبر پچھلے دنوں بعض انگریزی اخباروں میں چھپی تھی۔لندن ٹائمز اپنی دس مئی کی اشاعت میں امیر مغفور کے واقعہ قتل کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ دوران جنگ ترکوں کا حلیف تھا۔(جو مسلمانوں کی اجتماعی خلافت تھی) اور ابن سعود جو وہابیہ کے امیر ہیں دول متحدہ کی حمایت میں اس سے برسرپیکار تھے ابن رشید کا خاندان کئی نسلوں سے قاتل کے خنجر کا شکار ہوتا چلا آیا ہے اوراب شاید بجز ایک طفل شیرخوار کے ابن رشید کی نسل بالکل ہی مٹ گئی ہے۔

زمیندار اخبار ۱۲ جون ۱۹۲۰ء

یہ مضمون ذرا طویل ہے عدم گنجائش کے باعث پورا نقل نہیں ہوسکتا۔ایڈیٹر صاحب نے اسی مضمون میں لکھا تھا کہ وہابی صلیب کی لڑائی لڑتے ہیں اور یہ کہ وہابیت۔ کذب۔ بغاوت اور تمرد اور سرکشی کے مترادف ہے۔نجدی تحریک پر ایک نظر صفحہ ۱۱ گنبد خضریٰ صفحہ ۳۵۲

اسی طرح میں مولانا اسماعیل صاحب دہلوی کی سیرت پڑھ رہا تھا صفحہ ۵ پر تحریر تھا کہ انہوں نے تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو دعوت دے دی کہ میں اپنے خرچ پر حج کرا کر لاؤں گا پھر سات سو مسلمانوں کیلئے جو حج کیلئے تیار ہوئے دس جہاز کرائے پر لئے۔معاً خیال پیدا ہوا کہ یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے بڑے جاگیردار ہوں گے لیکن پھر یہ بھی دیکھا کہ آپ کے پاس کوئی دنیا کا مال و دولت نہ تھا۔پھر سوچ میں پڑ گیا کہ یہ کیسے ممکن ہوا لیکن پھر اسی

Marfat.com

کتاب کے صفحہ ۸ پر لکھا ہے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے وکیل منشی امین الدین ان سے ملنے کیلئے آئے تھے۔ صاف ظاہر ہے کہ وہ کسی مقصد کیلئے آئے تھے پھر اسی کتاب میں درج ہے کہ یہ کتاب آج سے پہلے پچاس لاکھ کی تعداد میں چھپ کر مفت تقسیم ہو چکی ہے کس نے چھپوائی کیسے چھپی غور کرنے سے حقیقت عیاں ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سعودی خاندان کا یہود و نصاریٰ سے تعلق بھی بالکل ظاہر ہے۔ اب یہ بہت ہی قابل غور معاملہ ہے کہ ایک طرف تو حضور اقدس ﷺ بار بار وضاحت فرما رہے ہیں کہ مجھے اس چیز کا قطعاً خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے اور یہ کہ اب جزیرۃ العرب میں کبھی بت پرستی نہ ہوگی۔ اس کے برعکس سارے مسلمانوں کو مشرک قرار دیا جا رہا۔ اس بارے میں علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

ہمارے زمانے میں نجد سے خروج کرنے والے عبدالوہاب نجدی کے مقلدین اسی قسم کے ہیں۔ جو حرمین پر قابض ہو گئے وہ خود کو حنبلی کہتے تھے اور اپنے سوا کسی کو مسلمان نہیں سمجھتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ ان کے سوا سب مشرک ہیں۔ اس لئے اہل سنت والجماعت کا خون بہانا اور ان کو قتل کرنا سباح سمجھتے تھے۔ یہاں تک کہ خدا نے ان کی قوت کو توڑا ان کے شہر تباہ برباد کیے ۱۲۳۳ھ ہجری میں اسلامی لشکر کو ان پر فتحیاب کیا۔ گنبد خضریٰ صفحہ ۳۰۵

- مولانا محمد حسینؒ مدنی دیوبندی لکھتے ہیں "صاحبو ابن عبدالوہاب نجدی ابتدا تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اسلئے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل و قتال کیا۔ ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا۔ ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں۔

Marfat.com

''سلف صالحین اور بزرگوں کی شان میں نہایت بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ استعمال کیے ۔بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے ۔الحاصل وہ ایک ظالم و باغی اور خونخوار شخص تھا۔

شہاب ثاقب باب اول صفحہ ۴۲ گنبد خضرا صفحہ ۳۴۶

نوٹ: اس مقام پر ایک نیا سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس مقام تک اہل سنت جماعت کی دونوں جماعتوں کے درمیان کوئی اختلاف نہ تھا دونوں کا ایک ہی عقیدہ تھا اس کے بعد دیوبند جماعت کی اکثریت نے اپنے اکابرین کا عقیدہ چھوڑ کر دوسرا عقیدہ قبول کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کی کیا وجہ ہے کیا اکابرین نعوذ باللہ غلط راہ پر تھے اگر وہ صحیح راہ پر تھے اور ہم نے ان کے نظریات کی مخالفت کی ہے تو یقیناً ہم غلطی پر ہیں جس کی اصلاح ضروری ہے تا کہ اہل سنت کی دونوں جماعتوں کا اتحاد ممکن ہو سکے۔اس کے علاوہ یہ معاملہ بھی بڑا ہی قابل غور ہے کہ قرآن پاک نے فیصلہ دیا ہے اور حکم بھی دیا ہے کہ مسلمان اور کافر کی دوستی نہ ممکن ہے۔اگر دوستی لگ گئی تو دونوں میں ایک ضرور بدل جائے گا۔اس چیز پر تحقیق ضروری ہے کہ یہ اتحاد ثلاثہ کیسے ممکن ہوا اور اس کے مقاصد کیا تھے۔

(۱) ابن سعود خاندان۔محمد بن عبدالوہاب۔یہود و نصاریٰ یا ایسٹ انڈیا کمپنی

اصل میں قرآن پاک کے ہر حکم میں ہزار ہا حکمتیں پوشیدہ ہیں پھر اس کے باوجود حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دینا اس سے بڑھ کر ظلم کیا ہوگا۔اور پھر اس کفر کو اسلام کے رنگ میں پیش کرنا بعید از قیاس ہے۔اللہ سبحانہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کو نجس ناپاک قرار دیا ہے جبکہ مومنوں کو پاک قرار دیا ہے۔اس کی حقیقی مثال سمجھنے کیلئے یوں سمجھ لیں کہ دودھ پاک ہے اور انسان کی فطرتی اور دلپسند غذا بھی ہے۔کیونکہ پاک آدمی پاک غذا

Marfat.com

ہی پسند کرتا ہے۔اس کے برعکس پیشاب نجس اور ناپاک ہے۔کوئی صاحب ایمان مرنا تو پسند کرے گا لیکن اس کے برعکس ایسا دودھ جس میں اس کے سامنے پیشاب ملا دیا ہو کبھی پینا پسند نہ کرے گا ماسوائے مشرکین کے کیونکہ ہندو بت پرست بھی مشرک ناپاک ہیں اس لئے وہ گائے کا پیشاب پی لیتے ہیں۔اس کے برعکس اگر کوئی آدمی پیشاب کو پاک قرار دے اور دودھ کو ناپاک قرار دے تو کوئی صاحب ایمان اس بات کو تسلیم کرنے کیلئے قطعاً تیار نہ ہوگا کیونکہ یہ معاملہ ہمارے مذہب اور فطرت کے خلاف ہے۔ایسے آدمی سے ہر صاحب ایمان لڑائی پر آمادہ ہوگا اس کو اس کے مذموم فعل سے روکنے کی بھرپور کوشش کرے گا۔لیکن یہ کتنا افسوس کا مقام ہے کہ قرآن پاک جن لوگوں کو نجس اور ناپاک قرار دے کوئی صاحب ایمان اس سے دوستی قبول کرلے لیکن جن لوگوں کو قرآن اور صاحب قرآن پاک قرار دیں اور ان کا خون اور مال مسلمانوں پر حرام قرار دیں۔ان کا خون اور مال مباح قرار دے کر ان کو قتل کرنا جائز اور ان کے اموال کو مال غنیمت قرار دے کر لوٹنا جائز قرار دیں۔اور ان سے لڑائی کو جہاد کا نام دیا جائے تو پھر اس سے بڑھ کر کفر کیا ہوگا۔اور یہ سب کچھ دین اسلام کے لبادے میں کیا جا رہا ہے اور یہی ملت اسلامیہ اور خلافت اسلامیہ کو پارہ پارہ کرنے کی بنیادی وجہ ہے۔جب کوئی فریق کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر کے رنگ میں پیش کرے اور مسلم امہ اس پر کیسے خاموش رہے گی۔پھر اتحاد کیسے ممکن ہوگا قرآن پاک نے ہر اختلاف کا حل اس طرح بتایا ہے کہ اپنے ہر اختلافی معاملہ کو قرآن وحدیث کی روشنی میں حل کیا جائے۔لیکن جب قرآن پاک کی جو آیات واضح طور پر بلاشک وشبہ کافروں یا غیر مسلموں کے بارے میں اتری ہیں ان کو مسلمانوں پر فٹ کر دیا جائے تو پھر اتحاد کیسے ممکن ہوگا اور ملت اسلامیہ کے عالم۔فاضل اور حکمران سب کچھ جاننے کے باوجود اس چیز کا نوٹس نہ لیں اور پھر اس سے بھی بڑھ کر جرم عظیم ہے کہ یہ کام ان مقامات پر ہو رہا ہے جو مسلمانوں کے سب سے زیادہ مقدس

Marfat.com

مقامات ہیں جن مقامات سے دین اسلام کی ابتدا ہوئی اور اور پورے کرہ ارض کو منور کر دیا ' صد افسوس صد ہا افسوس کے دشمنان اسلام نے کسی نہ کسی طرح بلا واسطہ یا بل واسطہ ان مقامات پر اپنا کنٹرول حاصل کر کے اسلام کے لبادے میں ملبوس کچھ ایسے لوگوں کو وہاں کی حکمرانی دے دی جو ملت اسلامیہ کی بجائے دشمنان اسلام کے مفادات کی تکمیل میں محو مستغرق ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ملت اسلامیہ اور خلافت عثمانیہ کو پاش پاش کرنے کیلئے یہود ونصاریٰ کی معاونت کی اور مسلمانوں سے جہاد کیا۔ اور یہ سب کچھ دین اسلام کا نقاب اوڑھ کر کیا۔ اور آج بھی اپنے اس مذموم فعل پر بدستور قائم ہیں جب تک عالم اسلام کے مسلمان ان نام نہاد مسلمانوں سے ملت اسلامیہ کے مشترکہ مقامات مقدسہ کو آزاد کرا کے وہاں پر حقیقی مسلمانوں کی حکومت تشکیل نہیں دیتے ملت اسلامیہ کا آزاد ہونا قطعی ناممکن ہے۔ اور نہ ہی ملت اسلامیہ کا اتحاد ممکن ہے اور نہ ہی ملت اسلامیہ اجتماعی طور پر جہاد کر سکتی ہے کیونکہ ان لوگوں نے کئی ذیلی تنظیمیں پیدا کر دی ہیں جو دین اسلام کے لبادے میں ملبوس ہو کر مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے اور جہاد فی سبیل اللہ سے برگشتہ کرنے پر مامور ہیں اور یہ سب کچھ دین اسلام کا نقاب اوڑھ کر کیا جا رہا ہے۔ قرآن پاک کی واضح آیات اور احکام کو بزور شمشیر بزور تبلیغ مسلمانوں پر فٹ کر رہے ہیں۔ لیکن مسلمان خاموش تماشائی بن کر سب کچھ قبول کر رہے ہین تسلیم کر رہے ہیں مثال کے طور پر میرے پاس ایک کتابچہ موجود ہے جس کی طباعت اور اشاعت وزارت اسلامی امور اوقاف ودعوت ارشاد مملکت سعودی عرب میں ہو رہی ہے یہ کتاب اور اسے قسم کے کتابچے چھپوا کر حاجیوں میں مفت تقسیم کئے جا رہے ہیں۔ حاجی صاحبان ان کو بڑے تقدس کے ساتھ پڑھ رہے ہیں اور لوگوں کو بھی پڑھا رہے ہیں یہ مقامات مقدسہ کا تحفہ ہے۔ اب ذرا تجزیہ کریں کہ ان کتابوں میں قرآن پاک کی آیات کا سہارا لے کر قرآن پاک سے کس طرح انحراف کیا جاتا ہے۔

اس کتاب کا نام حقیقت توحید ہے اس کے صفحہ ۷۴ پر رقم طراز ہیں۔ مشرک پلید ہے اس کا داخلہ مسجد حرام میں جائز نہیں اسے آگے سورۃ توبہ کی آیت ۲۸ اور اس کا ترجمہ درج ہے۔ اے ایمان والو! بے شک مشرک پلید ہیں لہٰذا اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب نہ آئیں (اس کے بعد لکھتے ہیں) مشرک کا خون اور مال مباح ہے۔ اس کے بعد کی آیات میں تفصیل موجود ہے کہ مشرک یہود و نصاریٰ ہیں مشرک اور ناپاک یہود و نصاریٰ ہیں اس لئے ان آیات کو نہیں لکھتے اور نہ ان کا ترجمہ لکھتے ہیں پھر اس کے بعد سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۵ لکھ دیئے ہیں۔ جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔ جب حرمت والے مہینے گذر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو ان کو پکڑو اور ان کی تاک میں ہر گھات میں بیٹھو پس اگر وہ توبہ کر لیں۔ نماز قائم کریں۔ اور زکوٰۃ ادا کریں۔ تو ان کی راہ چھوڑ دو۔ سورۃ توبہ ۵۔

آپ اندازہ کریں کہ سب سے پہلے کس انداز میں ایک واضع حکم کو پوشیدہ کرنے کی کوشش کی گئی کہ یہود و نصاریٰ نجس اور پلید ہیں ان آیات کا ذکر ہی نہیں کیا اور ساتھ ہی بتا دیا کہ مشرک کا قتل جائز ہے۔ ان کو پکڑنا اور ان پر گھات لگا کر قتل کرنا جائز ہے۔ اب دیکھیں اللہ تعالیٰ نے تو ان آیات سورۃ توبہ کی ۲۹-۳۰-۳۱ آیات جس میں یہود و نصاریٰ کو مشرک اور نجس قرار دیا ہے۔ لیکن کتاب توحید کے راقم یا سعودی گورنمنٹ کے نزدیک کون مشرک ہیں اس کتاب کے صفحہ ۷۲ پر لکھتے ہیں۔ غالی صوفیوں اور ان کے مقلدین کا خیال ہے کہ شرک دنیا کی طرف رجحان اور اس کی طلب میں مشغول ہونے کا نام ہے۔ اس شبہہ کا جواب یہ ہے کہ یہ ان کی طرف سے شرک اکبر پر پردہ کی کوشش ہے۔ جس کا وہ ارتکاب قبروں کی پوجا اور مشائخ کی تعظیم کی صورت میں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو جائز طریقے سے طلب کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اگر دنیا طلب کرنے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں اعانت کرنا ہو تو عین عبادت اور توحید ہے۔ آگے لکھتے ہیں شرک ظلم کی تمام

Marfat.com

اقسام میں سنگین قسم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بے شک شرک ظلم عظیم ہے لقمان ۱۳ اب دیکھیں کہ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ شرک ظلم عظیم ہے۔ لیکن کیا اس وضاحت کے باوجود کہ یہود و نصاریٰ مشرک ہیں مسلمانوں کو مشرک بنانا اس سے بھی زیادہ ظلم عظیم نہیں وضاحت کیلئے آیت نمبر ۲۹ اور ۳۰ کا ترجمہ پڑھیں۔ جو لوگ اہل کتاب میں سے ایمان نہیں لاتے اور نہ روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں۔ جن کو خدا اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے۔ اور نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔ اور یہود کہتے ہیں عزیر خدا کے بیٹے ہیں۔ اور عیسائی کہتے ہیں مسیح اللہ کے بیٹے ہیں اور یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں۔ پہلے کافر بھی اسی طرح کی باتیں کیا کرتے تھے یہ بھی ان ہی کی ریس کرنے لگے ہیں۔ خدا ان کو ہلاک کرے کہاں بھٹکے پھرتے ہیں۔ سورۃ توبہ ۲۹ تا ۳۰

اب دیکھیں مشرک کے ناپاک ہونے کی کتنی وجوہات وضاحت کے ساتھ بیان فرمائیں۔ (۱) وہ لوگ اہل کتاب جو اللہ اور اس کے رسول اور آخرت پر ایمان نہیں لاتے۔ (۲) جن چیزوں کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے ان کو حرام نہیں مانتے جیسا کہ شراب۔ سور اور سود وغیرہ۔ (۳) دین حق یعنی دین اسلام کو قبول نہیں کرتے۔ (۴) ان سے اس وقت تک جنگ کرو جب تک وہ جزیہ دینے پر رضامند نہ ہو جائیں۔ (۵) اور ان سے جنگ کرنے کی مندرجہ بالا وجوہات کے ساتھ یہ بھی وجہ ہے کہ انہوں نے اللہ کے پیغمبر کو خدا کا بیٹا بنالیا۔ اور یہ لوگ سابقہ کافروں کا انداز اپنا کر انہی کے طرز عمل کو اپناتے ہیں۔ ان تمام تشریحات کے باوجود کے یہود و نصاریٰ مشرک ہیں ان سے جہاد کرنا فرض عین ہے۔ دوسری طرف جن مسلمانوں کو مشرک قرار دے کر ان سے جہاد کیا جا رہا ہے۔ ان کے متعلق قرآن پاک اور حدیث پاک میں وضاحت موجود ہے کہ جو لوگ اللہ اور

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کے بعد نماز اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں ان کا مال و جان دوسرے مسلمان کے لئے قطعی حرام ہے۔ پھر وہ کون سی شق موجود ہے۔ جس کے تحت مشرکوں سے درگذر بلکہ دوستی اور اطاعت کرنے کے باوجود مسلمانوں کو مشرک بنا کر ان سے جہاد کیا جا رہا ہے بلکہ اسی بنا پر ملت اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کر کے اس کو یہود و نصاریٰ کا غلام بنا دیا ہے۔ ایک خلافت جو اتحاد کی علامت اور بنیاد تھی اس کو ریزہ ریزہ کر کے بلکہ اس نظریے کی بنیاد پر آئندہ کیلئے بھی ایسی بنیادیں فراہم کر دی ہیں۔ کہ مسلمان کبھی متحد نہ ہوں۔ اب دیکھیں قبروں کی پوجا اور مشائخ کی تعظیم کو شرک اکبر قرار دے کر ان کا خون بہانا اور ان کا مال لوٹنا مال غنیمت اور ان سے جہاد کو غزوات قرار دیا ہے اب قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کا تجزیہ کرتے ہیں۔

قبروں کی پرستش اور مشائخ کی تعظیم

قبروں پر حاضری اور پرستش دو مختلف کام ہیں۔ قبروں پر حاضری کے متعلق احادیث مبارکہ موجود ہیں۔ کہ حضور اقدس ﷺ ہر روز جنت البقیع میں تشریف لا جاتے تھے اسی طرح شہدائے احد کی قبروں پر تشریف لے جانے کے متعلق بھی کئی احادیث مبارکہ موجود ہیں۔ اسی طرح والدین کی قبروں پر حاضری دینے کا حکم موجود ہے۔ اسی طرح قبر کا سہارا لینے سے بھی روکا گیا ہے۔ اب دیکھیں یہ حکم اور سنت نبوی ہے کہ قبروں پر حاضری دی جائے اگر کوئی جاہل قبر کو سجدہ کرتا ہے تو اس کو روکنا ضروری ہے لیکن اس کا قتل کرنا حرام ہے۔ اسی طرح قبروں کو گرانا بھی نہی عن المنکر کے زمرہ میں آتا ہے اس کے برعکس قبروں کو پرستش کے خوف سے گرانا قرآن و حدیث اصحابہ اکرام۔ تابعین کے کسی عمل سے ثابت نہیں۔ پھر قبروں پر بالکل ہی نہ جانا بھی تو حدیث اور سنت دونوں کی قطعی طور پر مخالفت ہے۔ جو مندرجہ بالا نظریئے کے لوگ کر رہے ہیں۔ ہاں قرآن پاک کی کسی آیت یا کسی

حدیث پاک میں ایسی کوئی بات کسی صاحب علم کے علم میں ہو تو مجھے بھی آگاہ کرے میں اس کا مشکور رہوں گا اسی طرح قبر پر عمارت بنانا یا عمارت میں قبر بنانا حضور اقدس ﷺ حضرت ابوبکر صدیق ؓ حضرت عمرؓ کی قبور مبارکہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرہ میں موجود ہیں اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا اس کے باوجود اگر کوئی شخص اس عمل کو شرک قرار دے کر مسلمانوں سے جہاد کرتا ہے تو یہ اس کی اپنی رائے ہے دین اسلام کا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔

مشائخ کی تعظیم

مشائخ کون ہیں ان کی کیا تعریف ہے۔ انہوں نے کیا عمل کیا جن کی بدولت ان کو مشائخ کہا جاتا ہے۔ اور کیا ان کی تعظیم واقعی شرک کے زمرہ میں آتی ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی کیا وضاحت ہے۔

میں نے اس سے پہلے وضاحت لکھی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے باقاعدہ صحابہ اکرام سے بیعت لی اور اس کے بعد خلفائے راشدین نے اپنے اپنے دور میں باقاعدہ لوگوں سے بیعت لی اس وقت تک خلافت اور حکومت دونوں ہی ایک ہی خلیفہ کے ماتحت رہے۔ لیکن جب اہل حکومت آہستہ آہستہ دنیا کی محبت میں محو ہو کر دین کی بجائے حکومت کی حدود تک محدود ہو کر رہ گئے تو پھر اللہ کے نیک بندوں نے دین اسلام کی عظمت اور تبلیغ کو سربلند کرنے کیلئے لوگوں سے دین اسلام کے احکامات پر عملدر آمد کرنے کیلئے بیعت کا سلسلہ اور طریقہ جو حضور اقدس ﷺ اور خلفائے راشدین کا طریقہ ہے۔ پھر شیخ وہ ہوتا ہے جو لوگوں میں سب سے زیادہ حضور اقدس ﷺ کا اتباع کرنے والا ہو اور حکم قرآن کے مطابق ایمان اور اعمال صالح پر کاربند ہونے کے بعد ہی یہ مقام خلافت نصیب ہوتا ہے۔ اور شیخ کامل وہی ہوتا ہے جس میں مندرجہ ذیل صفات موجود ہوں شیخ کامل کو ہی ولی کامل کہا

جاتا ہے۔ایسے اشخاص کے متعلق قرآن پاک نے سورۃ مریم میں وضاحت فرمائی ہے کہ ایسے مقبول بندے کی محبت مخلوق کے دلوں میں ڈال دی جاتی ہے پھر یہ بھی قرآن ہی کا فیصلہ ہے کہ ایسے مقبول بندوں کو بغیر مشقت کے رزق دیا جاتا ہے۔اور ایسے لوگوں کو ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم الٰہی عطا فرمایا جاتا ہے۔اور پھر ایسے لوگوں کی محبت کا اعلان عرش عظیم پر اللہ تعالیٰ جبرائیل امین سے اور جبرائیل امین فرشتوں میں فرماتے ہیں۔اور پھر ان مقبول بندوں کی محبت زمین پر اتاری جاتی ہے اور ایمان والے ان سے محبت کرتے ہیں بے ایمان ان کی مخالفت کرتے ہیں اور جو لوگ ان سے عداوت رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے اعلان جنگ فرماتے ہیں اسی کتاب کے صفحہ 163 پر تفصیل موجود ہے۔اب فیصلہ کریں کہ ایسے لوگوں کی تعظیم کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوں گے یا یہ تعظیم شرک کے زمرے میں آئے گی۔

کیا محبت ادب اور تعظیم مخلوق وہ خود کرتی ہے یا اللہ تعالیٰ خود مخلوق کے دلوں میں ان کی محبت ڈال کر مخلوق کو ان کا ادب اور تعظیم کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔اگر یہ حقیقت ہے تو پھر جو لوگ مشائخ کی تعظیم کو شرک قرار دے کر مسلمانوں کا قتل جائز اور ان کا مال لوٹنا جائز قرار دیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے متعلق کیا فتویٰ دیں گے جو مخلوق کے دلوں میں ان کی محبت ڈال کر ان کو مشائخ کے پاس جانے پر مجبور کرتے ہیں۔پھر چونکہ حضور اقدس ﷺ کا ادب کرنے کی قرآن پاک میں وضاحت کے ساتھ تفصیلات موجود ہیں اور اصحابہ اکرام نے عملی طور پر وہ سب کچھ کر کے دکھلا دیا۔اور پھر جو آدمی حضور اقدس ﷺ کی سنت کو اپنا مرکز حیات بنا کر اس پر عمل پیرا ہوتا ہے اور اس کے فیض سے ہزاروں انسان فیض یاب ہو کر کفر کی تاریکیوں سے نکل کر حلقہ بگوش اسلام ہوتے ہیں جیسا کہ ہندوستان میں ہزاروں خانقاہیں موجود ہیں پھر ان کا ادب اور تعظیم کیسے شرک ہوگا جبکہ اس سے پہلے اسی کتاب میں میں نے وضاحت کی ہے کہ ادب اور عبادت دو مختلف مقامات ہیں اور دونوں کا ہونا ضروری ہے اللہ کی عبادت اور

Marfat.com

اللہ کے خلیفہ کا ادب فرض ہے اگر ان دونوں میں سے ایک کی نفی کر دی جائے دوسرا مقام خود بخود ساقط ہو جاتا ہے جیسا کہ شیطان نے اللہ کی توحید اور عبادت کو تسلیم کرنے کے باوجود خلافت کا انکار کیا تو کافروں میں داخل ہو گیا۔ اسی طرح ادب اور عبادت کا اپنا اپنا علیحدہ قائم رکھنا ضروری ہے ادب کو عبادت کے مقام پر لے جانا ہی صریحاً کفر ہے جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا بنا دیا۔ لیکن مشائخ کی تعظیم یا حضور اقدس ﷺ کا ادب اللہ کا حکم ہے یہ شرک کے زمرے میں کیسے آ سکتا ہے۔ صوفیائے عظام اور مشائخ کو تنقید کا نشانہ بنانے کا اصل مقصد اس کے سوا کیا ہے کہ جب مسلمان حکمران دنیا کی محبت میں محو ہو کر دین اسلام سے دور ہو گئے تو پھر پوری دنیا میں یہی وہ مقدس لوگ تھے جنہوں نے حضور اقدس ﷺ کی عملی زندگی اور سنت کا اتباع کرتے ہوئے دین اسلام کے علم کو سر بلند کیا کفرستان کو اسلامستان میں بدل دیا۔ اسلام کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ خلفائے راشدین کے بعد دین اسلام کی آبیاری کیلئے جو خدمات ان لوگوں نے سرانجام دیں وہ ناقابل فراموش ہیں۔ اور ان کی خدمات کی بدولت ہی دین اسلام پھلتا پھولتا رہا اور لاکھوں مشرکوں، کافروں کو حلقہ بگوش اسلام کر کے تاریخ اسلام میں انمٹ نقوش رقم فرمائے اسی بنا پر دشمنان اسلام نے ان ہی لوگوں کو اپنا ٹارگٹ بنا لیا اور ان کی محبت اور تعظیم کو شرک قرار دے کر مسلمانوں کو ان سے متنفر کرنے کی بھرپور کوشش کی اس کے باوجود سینکڑوں سال گزرنے اور ان کے خلاف بھرپور پراپیگنڈہ ہونے کے باوجود ان کے مزاروں پر آج بھی بے پناہ مخلوق کا ہجوم برقرار رہتا ہے۔ چوبیس گھنٹے تلاوت قرآن، ذکر حق تعالیٰ اور درود و سلام کی محافل جمی رہتی ہیں از روئے حدیث ایسے محافل پر فرشتوں کی حاضری بھی ضروری ہوتی ہے پھر ایسے مقامات سے ایسے انوارات کی تجلیاں پیدا ہوتی ہیں جن کو آسمان والے ایسے ہی دیکھتے ہیں جیسا کہ زمین والے ستاروں کی روشنی کو دیکھتے ہیں

Marfat.com

پھر جن مقامات پر ہر وقت ذکر و افکار تلاوت قرآن اور درود و سلام کی مجالس لگی رہیں وہ مقامات ذکر حق تعالیٰ کی وجہ سے فیوض و برکات کے منبع ہوتے ہیں۔ ایسے مقامات پر بے قرار لوگوں کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا جاتا ہے۔ مضطر لوگوں کو سکون میسر آتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فیصلہ دیا ہے کہ سکون قلب اللہ کے ذکر کی بدولت ہی نصیب ہوتا ہے۔ پھر ایسے مقامات پر آج بھی ہر روز ہزاروں بھوکوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے جس کی بدولت اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ بیماروں کو شفا نصیب ہوتی ہے کیونکہ قرآن پاک نے ہی فیصلہ دیا ہے کہ قرآن شفا ہے۔ پھر جس جگہ ہر وقت تلاوت قرآن جاری رہے وہ مقام شفا کیوں نہ ہوگا آج تک دشمنان اسلام نے لاکھوں روپے کا لٹریچر لکھ کر اور لاکھوں لوگوں کو اس کام پر لگایا ہے کہ صوفیائے مشائخ کی قبروں پر جانے سے لوگوں کو روکا جائے لیکن کیا وہ لوگ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوئے۔ لیکن اس کے برعکس یہ حقیقت بالکل عیاں ہے۔ وہ شمع کب بجھے جسے روشن خدا کرے۔

شیخ کی ضرورت اور ادب (امام غزالیؒ)

کیمیائے سعادت صفحہ ۲۷۵ تا ۲۷۴

اور حجاب جاہ و حشمت کا اٹھانا اس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ (لوگوں میں گھل مل جانے کی بجائے ان سے) گریز کرے اور کسی ایسے مقام پر جا رہے جہاں اسے کوئی پہچانتا نہ ہو کیونکہ اس کا نام مشہور عام رہے گا۔ اس وقت تک لذت مقبولیت اور لطف شہرت کے باعث لوگوں میں ملا رہے گا۔ (اور جاہ حشمت کا جذبہ برقرار رہے گا) کہ جسے لوگوں کی صحبت راس آ جائے اسے صحبت حق تعالیٰ میں لذت نہ آئے گی۔

اور تقلید کو اس لیے حجاب کہا گیا ہے کہ کوئی جاہل شخص جب کسی مسلک (مذہب) پر بر سبیل جدل محض سنی سنائی باتوں کے باعث معتقد ہو جاتا ہے تو پھر کسی دوسری بات کی

Marfat.com

گنجائش ہی اس کے دل میں باقی نہیں رہتی (چاہے وہ سچی اور اس کا اپنا عقیدہ غلط ہی کیوں نہ ہو) پس چاہیے کہ باقی سب باتیں چھوڑ کر لا الٰہ الا اللہ کی حقیقت پر ایمان لے آئے۔ اور اس کی تحقیق اپنے آپ سے طلب کرے۔ جو یہ ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے اب اسے کسی معبود کی حاجت نہیں رہی جس کی عبادت اس پر لازم یا مناسب ہو (کیونکہ معبود وہ ہے جو غالب ہو) چنانچہ جس شخص پر حرص و ہوا نے غلبہ پا رکھا ہو تو وہ حرص و ہوا ہی اس کیلئے بدرجہ معبود ہوتی ہے۔ جب یہ مضمون اپنے معنی سمیت اپنی حقیقت اس پر ظاہر کر دے تو پھر مجاہدہ و ریاضت کی بدولت کشف و مکاشفہ کیلئے سعی کرنے سے نہ کہ جدل و مباحثہ کے ذریعے!

اور معصیت (گنہگاری) تو بہت ہی بڑا حجاب ہے۔ جو شخص گناہ پر کمر بستہ رہے اور اسے اس پر اصرار ہو (کہ مشغلہ ہے تو یہی اور وقت ہے تو اس کا!) تو حق کا انکشاف اس کے دل تاریک پر کیوں ہونے لگا؟ خصوصاً حرام کی روزی تو انتہائی تباہ کن چیز ہے۔ اور جو نور حلال کی روزی میں ہے وہ اور کسی چیز سے کہاں حاصل ہو سکتا ہے؟ اور اصل معاملہ یہی ہے کہ آدمی رزق حرام سے یکسر کنارہ کش رہے۔ اور لقمہ حلال کے سوا کوئی چیز (پیٹ میں تو کجا) منہ میں بھی نہ ڈالے۔ اور جو شخص اس بات کا آرزو مند ہے کہ شریعت ظاہری کے اصول و احکام پر عمل کیے بغیر ہی دین و شرح کے اسرار و رموز اس کے سامنے بے نقاب ہو جائیں۔ اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو عربی زبان سے نابلد ہونے کے باوجود تفسیر قرآن کا مطالعہ کرنے کا خواہشمند ہو۔

اور جب یہ تمام پردے اٹھ جائیں تو راہرو گویا اس شخص کی مانند ہو گیا جو طہارت کر کے نماز ادا کرنے کے قابل ہو گیا تب اسے امام کی حاجت لاحق ہو گی۔ اس کی پیروی اختیار کرتے ہوئے وہ منازل دین کو طے کر سکے اور یہ شخصیت پیر یا مرشد کی ہوتی ہے کہ پیرو مرشد کے بغیر یہ راستہ چلنا ممکن نہیں اس لیے کہ وہ راستہ صرف ایک ہے اور وہ پوشیدہ جبکہ

Marfat.com

شیطان کی راہیں ہزاروں ہیں اور ان سب کواس نے راہ حق کے ساتھ گڈ مڈ کر رکھا ہے پھر اس صورت میں (راستہ وہی بتا سکتا ہے جواس سے واقف ہو) لہٰذا مرشد یعنی رہنما کے بغیر راستہ نہیں چل سکتا۔ اور جب کسی پیر کامل کا دامن ہاتھ آ جائے تو اپنا ہر کام اس کے حوالے کر دینا چاہیے اور ذاتی تصرف اور عمل دخل کا تصور بھی نہ لائیں۔ اور اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیا جائے کہ اپنی رائے کی نسبت خواہ وہ بظاہر فائدہ مند ہی کیوں نہ دکھائی دے) اور اگر مرشد کا کوئی اقدام ایسا پیچیدہ) دکھائی دے جس کی تہ تک پہنچنا اس کیلئے دشوار ہو تو (اس کا یہ مطلب نہیں کہ مرشد سے بدظن ہو جائے بلکہ چاہیے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا قصہ یاد کرے۔ اس حکایت کا تعلق پیری مریدی ہی سے تو ہے۔ کیونکہ مشائخ طریقت ایسے ایسے اسرار ورموز سے واقف ہوتے ہیں کہ عام عقل ان کی حقیقت کو پہچاننے سے قاصر ہوتی ہے۔

حکایت: جالینوس کے وقت میں ایک شخص کو دائیں ہاتھ کی انگلی میں درد کی شکایت رہنے لگی۔ اناڑی اور غلط قسم کے ناقص طبیبوں سے علاج کرایا۔ ہر کوئی اس کی انگلی پر ہی دوائیں باندھ دیتا تھا۔ اور فائدہ کسی سے بھی نہ ہوا۔ (آخر جالینوس کے پاس پہنچے) تو جالینوس نے اس شخص کے بائیں کندھے پر پٹی باندھ دی۔ دوسرے طبیب کہنے لگے (کہنے کیا بلکہ مذاق اڑانے لگے) کہ یہ کیا حماقت ہے؟ درد کہاں ہو رہا ہے اور پٹی کہاں باندھی جا رہی ہے؟ اس سے کیا حاصل ہوگا؟ (لیکن احمق وہ خود تھے کیونکہ) انگلی ٹھیک ہوگئی (اور درد جاتا رہا) اس کی وجہ یہ تھی کہ جالینوس نے علت کی حقیقت کو جان لیا تھا۔ اور سمجھ گیا تھا کہ اصل خرابی پٹھے میں ہے (نہ کہ خود انگلی میں) یعنی اسے معلوم تھا کہ تمام اعصاب دماغ و پشت سے آتے ہیں وہ یوں کہ جو اعصاب بائیں طرف سے نکلتے ہیں ان کا رخ دائیں سمت ہوتا ہے اور جو دائیں طرف سے برآمد ہوتے ہیں وہ بائیں جانب کو جاتے ہیں۔ اس مثال کا

Marfat.com

یہاں پیش کرنا اس مقصد سے تھا کہ یہ بات واضح ہو جائے کہ مرید کو اپنے باطن میں تصرف (اور شک وشبہ) سے کام نہ لینا چاہیے۔

روایت: میں نے یعنی امام غزالیؒ نے ابوعلی فارمدیؒ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ''میں نے شیخ ابوالقاسم غرقانیؒ سے اپنا ایک خواب بیان کیا انہیں اس قدر غصہ آیا کہ ایک ماہ تک مجھ سے بات تک نہ کی۔ میری سمجھ میں نہ آسکا کہ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ آخر ایک دن خود ہی فرمانے لگے کہ تو نے خواب بیان کرتے ہوئے یہ بات کہی تھی کہ تم شیخ ہو اور تم ہی نے خواب میں مجھ سے ایک بات کہی اور اس کے جواب میں میں نے یہ کہا کہ کیوں؟ یعنی کیوں کا لفظ تمہاری زبان سے نکلا حالانکہ تم مجھے شیخ بھی کہتے ہو پس میں کہتا ہوں کہ اگر تمہارے باطن میں لفظ کیوں کی گنجائش نہ ہوتی (اور جو ہرگز نہیں ہونی چاہیے) تو لفظ کیوں خواب میں بھی تمہاری زبان پر نہ آسکتا تھا۔'' (مطلب کہ مرید کو بیداری میں درکنار خواب میں مرشد کے سامنے'' کیوں اور کیسے'' نہیں کہنا چاہیے کہ اس کا کام صرف تعمیل حکم ہے۔

غرض جب اپنا کام پوری طرح مرشد (شیخ) کے سپرد کر دیا جائے تو مرشد (کی بھی ذمہ داریاں ہیں اور وہ) مرید کو سب سے پہلے تو گویا اپنے حصار میں لے لیتا ہے تاکہ تمام آفات سے اسے پناہ مل جائے (اور ظاہر ہے کہ جب اپنے حصار یعنی قلعے میں پناہ دے دی تو پھر خود ہی اس کی حفاظت بھی کرے گا مرید کو کیوں اور کیسے کے چکر میں پڑنے کی پھر کیا ضرورت رہ جاتی ہے؟!) اور اس حصار کی چار دیواریں ہوتی ہیں۔

(۱) خلوت۔ (۲) خاموشی۔ (۳) بھوک۔ (۴) بے خوابی۔

ان میں سے بھوک (وہ دیوار ہے کہ) شیطان کا راستہ بند کر دیتی ہے۔

بے خوابی (وہ دیوار ہے کہ) جس سے دل نورانی ہو جاتا ہے۔

خاموشی (وہ دیوار ہے جو) پریشان خیالی سے محفوظ کر دیتی ہے۔

Marfat.com

گویا کہ آنکھوں اور کانوں کی تمام راہیں مسدود ہو جاتی ہیں کیونکہ ان ہی راستوں سے تمام برائیاں قلب و دماغ کے اندر داخل ہوتی ہیں۔ سہل تستریؒ فرماتے ہیں جتنے ابدالوں نے بھی مرتبہ ابدال تک رسائی حاصل کی محض خلوت۔ بھوک۔ خاموشی اور شب زندہ داری کی بدولت حاصل کی اور تمام اشکال کو راہ سے ہٹا کر حاصل کی (کیمیائے سعادت) اس مقام پر حضرت میاں محمد بخش صاحبؒ فرماتے ہیں۔

جے لکھ حیلے باہجھ وسیلے کریئے نال دلیلے پور بیڑی دا پار نہیں لگدا باہجھ ملاح رنگیلے

اور میرے شیخ محترم فرماتے ہیں رب کو تلاش کرنے کی بجائے کسی رب کے بندے کو تلاش کر جب اللہ کا بندہ مل جاتا ہے اللہ بھی مل جاتا ہے۔ اور تمام مشائخ طریقت کا یہی عقیدہ ہے جنہوں نے لاکھوں کافروں کو دائرہ اسلام میں داخل کر کے جام توحید پلایا۔ لیکن مقام افسوس ہے کہ بارھویں صدی میں یہ عقیدہ منصۂ شہود پر ظاہر ہوا کہ مشائخ کی تعظیم شرک اکبر ہے اور ایسے لوگوں کا خون بہانا جائز ہے مال لوٹنا جائز ہے استغفر اللہ۔ اس طرح تو لاکھوں نہیں کروڑوں مسلمان نعوذ باللہ من ذالک واجب القتل قرار پائیں گے۔ اب دیکھیں کہ حضرت امام غزالیؒ کے نزدیک اللہ تک رسائی کیلئے پیرو مرشد پکڑنا اور اس کی اطاعت لازم ہے اور اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو پھر بھی پیرو مرشد سے بدگمانی نہ کرے۔

(۲) پیرو مرشد کا اس حد تک ادب کرے کہ اس کے سامنے تو کجا خواب میں بھی کیوں کا لفظ نہ کہے۔ اگر ایسا کرے گا فیض ختم ہوگا۔

(۳) حضرت امام غزالیؒ کے نزدیک حضرت موسیٰؑ کی حضرت خضرؑ سے ملاقات پیری مریدی کی حقیقت ہے کیونکہ حضرت موسیٰؑ جلیل القدر پیغمبر ہونے کے باوجود حضرت خضرؑ جن کو علم لدنی عطا فرمایا گیا تھا ان کی باتوں کو نہ سمجھ سکے اور اعتراض کیا پھر جب حقیقت بیان کی تو تسلیم کرلیا۔ پھر عام آدمی اللہ کے مقبول بندوں کے اسرار و رموز کو کیسے سمجھ سکتا ہے

Marfat.com

اس مقام پر اختلافات پیدا ہوتے ہیں جو لوگ خود اندھے ہیں وہ اللہ کے مقبول بندوں کے متعلق کہہ دیتے ہیں نہ جی نہ یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ غیب کی باتیں بیان کر سکے اور اس کا جواب بھی یہی ہے جیسا کہ حضرت خضرؑ نے بیان فرمادی تھیں۔

(۴) جب مرید اپنے آپ کو پیر کے سپرد کر دے گا تو پیر اس کو اپنے حصار میں لے لے گا اور جب پیر نے مرید کو اپنے حصار قلعہ میں پناہ دے دی تو پھر خود ہی اس کی حفاظت بھی کرے گا مرید کو کیوں اور کیسے کے چکر میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔اب اس مقام پر پھر آپ اختلاف کریں گے کہ یہ تو شرک ہے کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے سے پناہ حاصل کرنا کیسے جائز ہے لیکن میرے محترم شیخ کی پناہ حقیقت میں اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے کیونکہ شیخ جبھی بنتا ہے جب وہ اپنی دنیا کی ہر چیز اللہ کی محبت میں فنا کر دیتا ہے پھر ذرا آپ غور کریں کہ یہ بات لکھنے والا کون ہے جن کو سارے لوگ حجتہ الاسلام مانتے ہیں۔

حکم قرآن ہے ھل جزآء الاحسان الا الاحسان. احسان کا بدلہ احسان کے ساتھ ادا کرو۔ ذرا غور کریں کہ ہندو پاک کے تمام مسلمانوں کو کفر کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکال کر دین اسلام کے نور سے منور کرنے والا یہ خانقاہی نظام ہی نہ تھا جن کو چلانے والوں کو مشائخ کہا جاتا ہے۔کیا یہی وہ مقدس ہستیاں نہیں جنہوں نے دنیا کی ہر قسم کی آسائش واستراحت کو خیرآباد کہہ کر فنافی اللہ اور بقاباللہ کی منازل طے کر کے مخلوق خدا کو اللہ کی الوہیت اور ربوبیت اور توحید سے روشناس کرایا۔کیا آج ہم ان کے احسان کا یہی بدلہ چکا رہے ہیں کہ ہم ان کے اعمال و کردار ان کی تعظیم کو شرک اکبر قرار دے رہے ہیں۔ جب ہم شرک کو اسلام اور اسلام کو شرک تسلیم کرلیں گے تو پھر اس سے بڑھ کر شرک اور کفر کیا ہوگا۔میں آپ کو یہ بھی بتادوں کہ جس مرد مجاہد نے خانقاہی نظام مشائخ عظام کی سب سے زیادہ تعظیم کی وہ سلطان صلاح الدین ایوبیؒ ہیں۔

Marfat.com

افسوس کہ تجھ سے تیرے آبا کی تاریخ ہی چھین لی گئی ہے۔ ابن جبیر دمشق کے حالات میں لکھتا ہے۔ کہ یہاں جو نیا مدرسہ خانقاہ یا مسجد بنتی ہے اس کیلئے سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کی طرف سے وقف کیا جاتا تھا۔ اس کا شوق یہاں اتنا عام تھا کہ عورتیں تک مسجد میں خانقاہیں بنواتی ہیں اور ان کے مصارف کیلئے بڑے اوقاف کرتی ہیں۔ امرا کا بھی یہی حال ہے اور اس میں لوگ ایک دوسرے پر مسابقت کی کوشش کرتے ہیں۔ (سفر نامہ ابن جبیر ص ۲۷۵) تمام بڑے بڑے شہروں میں صوفیا اور مشائخ کیلئے خانقاہیں بنوائیں اور ان کیلئے اوقاف کیے۔ قاہرہ کی خانقاہ بڑی عظیم الشان اور فاطمی دور کے ایک محل میں تھی سلطان نے اس کے متعلق ایک حمام بنوایا اور اس کیلئے وقف کر دیا۔ اس خانقاہ کے مقیم صوفیہ و مشائخ کے جملہ اخراجات وقف سے پورے کیے جاتے تھے خانقاہ کا منتظم شیخ الشیوخ کہلاتا تھا۔ (مقریزی ج ۲ ص ۲۷۲) بیت المقدس میں ایک خانقاہ بنوائی تھی (کتاب روضتین ج ۲ ص ۱۱۴) صوفیہ سے سلطان کو خاص عیقدت تھی ان کیلئے مجلس سماع منعقد کرتا تھا۔ اور جب وہ کیفیت (حال) میں کھڑے ہو جاتے تھے تو سلطان بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو جاتا تھا اور جب تک وہ نہ بیٹھتے سلطان بھی نہ بیٹھتا۔ سلطان نے اپنے زمانے میں امور خیر کیلئے اتنے اوقاف کیے کہ تاریخ اسلام میں اس کی دوسری مثال نہیں ملتی۔ ابن خلکان کا بیان ہے کہ سلطان دین و دنیا دونوں میں سعید تھا۔ دنیا میں اس نے کیسے کیسے کارنامے انجام دیے۔ کیسی کیسی فتوحات کیں اور کتنے بڑے بڑے اوقاف کیے۔ (ابن خلکان ج ۲ ص ۴۰۲) ابن جبیر کہتا ہے کہ قاہرہ میں کوئی مسجد کوئی مزار کوئی اقامت گاہ نہ کوئی مدرسہ ایسا نہیں ہے جس کے متولین کے مصارف سلطان کے جانب سے مقرر نہ ہوں۔ (سفر نامہ ابن جبیر ص ۵۲)

صلحا اور اخیار کے مزارات کے علیحدہ اوقاف تھے جو لوگ ان مشاہد مزارات میں

Marfat.com

مقیم ہوتے ان کے جملہ اخراجات وقف سے پورے کئے جاتے تھے۔ سلطان علماء و مشائخ کی بڑی تعظیم کرتا۔ درباریوں کو حکم تھا کہ جو علماء و مشائخ سلطانی فرودگاہ کے قریب سے گزریں ان کو سلطان کی جانب سے دعوت دی جائے اور ان کی خلافت کی جائے ۵۸۴ھ میں ایک بڑے عالم اور شیخ وقت بیت المقدس کی زیارت کیلئے آئے اور سلطان سے مل کر اس کی اسلامی خدمات پر اس کا شکریہ ادا کیا۔ اور کچھ نصیحتیں کیں۔ اور شب کو قیام کر کے صبح کو رخصت ہونا چاہا۔ ہم نے ہر چند روکا کہ سلطان کی ملاقات کے بغیر جانا مناسب نہیں ہے لیکن شیخ نہ مانا۔ اور کہا میرا مقصد محض سلطان کی زیارت تھی۔ اور سلطان سے بغیر رخصت لئے چلے گئے۔ دو چار دن بعد شیخ کے متعلق سلطان نے پوچھا میں نے واقعہ بیان کیا تو سخت برہم ہوئے کہ تم لوگوں نے مجھ کو شیخ کے جانے کی اطلاع کیوں نہ دی۔ ایسے لوگ ملتے ہیں ہیں۔ میں ان کی کوئی خدمت نہیں کر سکا۔ سلطان کی ناراضگی دیکھ کر میں نے دمشق کے قاضی محی الدین کے ذریعے شیخ مذکور کو سلطان کی برہمی کی اطلاع دے کر دوبارہ بیت المقدس آنے کی استدعا کی چنانچہ شیخ تشریف لائے سلطان نے بڑی عزت و توقیر۔ کے ساتھ چند دنوں تک مہمان رکھا اور خلعت سواری اور ہدایا و تحائف دے کر رخصت کیا۔ تاریخ اسلام حصہ چہارم صفحہ ۵۱۸۔

مساجد کے اوقاف کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ تنہا جامع عمرو بن العاصؓ کے مصارف تیس اشرفی روزانہ تھے۔ (سفر نامہ ابن جبیر ص ۵) سب سے بڑا وقف حرمین کیلئے تھا جس کیلئے ۲۳ ہزار من غلہ سالانہ بھیجا جاتا۔ تاریخ اسلام حصہ چہارم صفحہ ۵۲۲/۵۲۰
اگر تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ صلاح الدین ایوبیؒ نے صرف پوری عیسائی دنیا سے جہاد فی سبیل اللہ کر کے ان کو دندان شکن جواب ہی نہیں دیا بلکہ اس مرد مجاہد نے ہر مقام پر خلفائے راشدین کا عملی طور پر وارث ہونے کا حق ادا کر دیا۔ قرآن پاک کی خدمت

افسوس کہ تجھ سے تیرے آبا کی تاریخ ہی چھین لی گئی ہے۔ ابن جبیر دمشق کے حالات میں لکھتا ہے۔ کہ یہاں جو نیا مدرسہ خانقاہ یا مسجد بنتی ہے اس کیلئے سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کی طرف سے وقف کیا جاتا تھا۔ اس کا شوق یہاں اتنا عام تھا کہ عورتیں تک مسجد میں خانقاہیں بنواتی ہیں اور ان کے مصارف کیلئے بڑے اوقاف کرتی ہیں۔ امرا کا بھی یہی حال ہے اور اس میں لوگ ایک دوسرے پر مسابقت کی کوشش کرتے ہیں۔ (سفرنامہ ابن جبیر ص ۲۷۵) تمام بڑے بڑے شہروں میں صوفیا اور مشائخ کیلئے خانقاہیں بنوائیں اور ان کیلئے اوقاف کئے۔ قاہرہ کی خانقاہ بڑی عظیم الشان اور فاطمی دور کے ایک محل میں تھی سلطان نے اس کے متعلق ایک حمام بنوایا اور اس کیلئے وقف کر دیا۔ اس خانقاہ کے مقیم صوفیہ ومشائخ کے جملہ اخراجات وقف سے پورے کئے جاتے تھے خانقاہ کا منتظم شیخ الشیوخ کہلاتا تھا۔ (مقریزی ج ۲ ص ۳۷۲) بیت المقدس میں ایک خانقاہ بنوائی تھی (کتاب روضتین ج ۲ ص ۱۱۴) صوفیہ سے سلطان کو خاص عیقدت تھی ان کیلئے مجلس سماع منعقد کرتا تھا۔ اور جب وہ کیفیت (حال) میں کھڑے ہو جاتے تھے تو سلطان بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو جاتا تھا اور جب تک وہ نہ بیٹھتے سلطان بھی نہ بیٹھتا۔ سلطان نے اپنے زمانے میں امور خیر کیلئے اتنے اوقاف کئے کہ تاریخ اسلام میں اس کی دوسری مثال نہیں ملتی۔ ابن خلکان کا بیان ہے کہ سلطان دین و دنیا دونوں میں سعید تھا۔ دنیا میں اس نے کیسے کیسے کارنامے انجام دیئے۔ کیسی کیسی فتوحات کیں اور کتنے بڑے بڑے اوقاف کئے۔ (ابن خلکان ج ۲ ص ۴۰۳) ابن جبیر کہتا ہے کہ قاہرہ میں کوئی مسجد کوئی مزار کوئی اقامت گاہ نہ کوئی مدرسہ ایسا نہیں ہے جس کے متوسلین کے مصارف سلطان کے جانب سے مقرر نہ ہوں۔ (سفرنامہ ابن جبیر ص ۵۲)

صلحا اور اخیار کے مزارات کے علیحدہ اوقاف تھے جو لوگ ان مشاہد مزارات میں

Marfat.com

مقیم ہوتے ان کے جملہ اخراجات وقف سے پورے کیئے جاتے تھے۔ سلطان علماء ومشائخ کی بڑی تعظیم کرتا۔ درباریوں کو حکم تھا کہ جو علماء و مشائخ سلطانی فرودگاہ کے قریب سے گزریں ان کو سلطان کی جانب سے دعوت دی جائے اور ان کی خلافت کی جائے ۵۸۴ھ میں ایک بڑے عالم اور شیخ وقت بیت المقدس کی زیارت کیلئے آئے اور سلطان سے مل کر اس کی اسلامی خدمات پر اس کا شکریہ ادا کیا۔ اور کچھ نصیحتیں کیں۔ اور شب کو قیام کر کے صبح کو رخصت ہونا چاہا۔ ہم نے ہر چند روکا کہ سلطان کی ملاقات کے بغیر جانا مناسب نہیں ہے لیکن شیخ نہ مانا۔ اور کہا میرا مقصد محض سلطان کی زیارت تھی۔ اور سلطان سے بغیر رخصت لئے چلے گئے۔ دو چار دن بعد شیخ کے متعلق سلطان نے پوچھا میں نے واقعہ بیان کیا تو سخت برہم ہوئے کہ تم لوگوں نے مجھ کو شیخ کے جانے کی اطلاع کیوں نہ دی۔ ایسے لوگ ملتے ہیں ہیں۔ میں ان کی کوئی خدمت نہیں کر سکا۔ سلطان کی ناراضگی دیکھ کر میں نے دمشق کے قاضی محی الدین کے ذریعے شیخ مذکور کو سلطان کی برہمی کی اطلاع دے کر دوبارہ بیت المقدس آنے کی استدعا کی چنانچہ شیخ تشریف لائے سلطان نے بڑی عزت وتوقیر کے ساتھ چند دنوں تک مہمان رکھا اور خلعت سواری اور ہدایا و تحائف دے کر رخصت کیا۔ تاریخ اسلام حصہ چہارم صفحہ ۵۱۸۔

مساجد کے اوقاف کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ تنہا جامع عمرو بن العاصؓ کے مصارف تیس اشرفی روزانہ تھے۔ (سفر نامہ ابن جبیر ص ۵) سب سے بڑا وقف حرمین کیلئے تھا جس کیلئے ۲۳ ہزار من غلہ سالانہ بھیجا جاتا۔ تاریخ اسلام حصہ چہارم صفحہ ۵۲۲/۵۲۰

اگر تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ صلاح الدین ایوبیؒ نے صرف پوری عیسائی دنیا سے جہاد فی سبیل اللہ کر کے ان کو دندان شکن جواب ہی نہیں دیا بلکہ اس مرد مجاہد نے ہر مقام پر خلفائے راشدین کا عملی طور پر وارث ہونے کا حق ادا کر دیا۔ قرآن پاک کی خدمت

Marfat.com

علما اکرام کی مجالس میں شریعت اسلامیہ پر غور وفکر کر کے ان پر عمل پیرا ہونا۔ اور پوری عمر خوف خدا۔ تقویٰ۔ عدل کے وہ انمٹ نقوش چھوڑے ہیں کہ دنیائے اسلام میں دوبارہ کوئی اس مرد مجاہد کا وارث نہ بن سکا اس کے علاوہ اتنے مدارس اور مساجد تعمیر فرمائے کہ تاریخ میں اس کی مثال ملنا ناممکن ہے۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود آج مسلمانوں کے مقامات مقدسہ سے جو لٹریچر چھپ کر دنیائے اسلام میں تقسیم ہو رہا ہے تو نعوذ باللہ من ذالک ان کے نزدیک اس مرد مجاہد کا عقیدہ شرک اکبر تھا۔ حقیقت توحید صفحہ ۲۷ پر پڑھ کر تصدیق کر لیں جس میں مشائخ کی تعظیم کو شرک اکبر کہا گیا ہے۔ اب غور کریں جن لوگوں کے نزدیک پورے ہندوستان کے مشائخ عظام اور صلاح الدین ایوبی حضرت امام غزالیؒ کا عقیدہ نعوذ باللہ شرک اکبر ہے تو پھر مسلمان کہاں سے تلاش کرو گے۔ اور اس سے بھی دکھ کی بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ ان مقامات پر ہو رہا ہے کہ جو مقامات مسلمانوں کے نزدیک سب سے زیادہ مقدس ہیں۔ اس کے بعد دیکھیں کہ جہاد فی سبیل اللہ کے بعد سب سے افضل عمل تبلیغ الاسلام ہے۔ اور تبلیغ الاسلام کا ماحصل یہ ہے کہ مقام خیر یعنی نیکی تبلیغ کی جائے اور برائی کو روکا جائے یعنی نہی عن المنکر پر عمل کر کے برائی کے خلاف جہاد کیا جائے۔ اور اسی عمل کو ایمان اور اعمال صالح کہا جاتا ہے۔

اور اس کے بدلے میں رب جلیل نے مسلمانوں کو خلافت اور حکومت دینے کا وعدہ فرمایا ہے لیکن آج ہم لاکھوں کی تعداد میں مبلغان اسلام ہونے کے باوجود پوری طرح دشمنان اسلام کے غلام کیوں ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ جب ہم دین کے معیار پر پورے اتریں تو اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا نہ کرے اللہ کی قسم یہ ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ حق ہے اور اس کا ہر وعدہ بھی برحق ہے۔ پھر دیکھنا ہوگا اس کی کیا وجہ ہے کبھی ۳۱۳ مومن ساری دنیا پر غالب تھے لیکن آج ہم اربوں کی تعداد میں ہونے کے باوجود کافروں و مشرکوں کے کیوں غلام ہیں۔ اس کا

Marfat.com

جب تجزیہ کریں تو نہایت محیر العقول انکشافات ہوتے ہیں۔اس میں سب سے پہلا جرم تو یہ ہی نا قابل معافی ہے کہ مسلمانوں کے مقدس مقامات سے ایسی تبلیغ اور نشر واشاعت ہو جس میں مشرکوں کی اطاعت اور مسلمانوں کو مشرک بنایا جاتا۔ پھر اسی مرکز نے ہماری تبلیغ کو بھی اپنے مقاصد کی تکمیل کیلئے استعمال کرلیا ہے۔ہم عملی طور پر وہ کام کررہے ہیں جو کام حضور اقدس ﷺ اور اصحابہ اکرام نے کیا۔لیکن کبھی ہم نے اس پر بھی غور کیا ہے کہ ہمارے اس عمل سے مفادات کون لوگ حاصل کررہے ہیں۔اس کیلئے آپ مندرجہ ذیل سوالات کا جواب دیں۔

(۱) اللہ کے سوا کسی سے کچھ نہ ہونے کا یقین اور اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین۔

اب ذرا اس بات پہ غور کریں کہ کیا جب تک ہم لا الہ الا اللہ پڑھتے رہیں گے لیکن محمد رسول اللہ نہ پڑھیں گے کیا ہمارے ایمان اور اسلام کی تکمیل ممکن ہے۔کیا توحید کو تسلیم کرنے کے باوجود اگر خلافت کا انکار کردیں گے تو پھر ہمارا مسلمان رہنا ممکن ہے۔کیا شیطان نے اسی بات پر ضد نہیں کی تھی کہ میں اللہ کی توحید کو مانتا ہوں خلافت کو تسلیم نہیں کرتا۔اگر ہم بھی وہی کام کریں گے تو ہمارا مقام کس کے ساتھ ہوگا۔پھر اس کتاب میں میں نے بہت سی آیات قرآنی تفصیلاً لکھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں تو انسان کو زمین پر خلیفہ بنایا ہے اور اس کے لئے کائنات کو مسخر کردیا ہے کیا خلافت کے انکار کی وجہ سے ان سب آیات قرآنی کا انکار نہ ہوگا۔اگر یہ سب کچھ صحیح ہے تو پھر دین اسلام کی اس تبلیغ کا کیا فائدہ ہوگا۔پھر اس کے بعد دوسرا سوال اللہ کے سوا کسی کو حاجت روا کہنا شرک ہے۔تیسرا سوال اللہ کے سوا کسی کو مشکل کشا کہنا شرک ہے۔جب ان سب سوالوں پر غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ اس کتاب حقیقت توحید جس میں مشائخ کی تعظیم کو شرک اکبر کہا گیا ہے۔یہ دونوں سوال اسی کی مزید تشریح ہیں جس کا حقیقی ٹارگٹ اولیائے عظام، مشائخ اور ان کا خانقاہی نظام ہے۔اور جس

Marfat.com

کا ماحصل یہ ہے کہ کسی ولی نبی کے پاس کچھ نہیں ہے ان کے پاس لوگ کیا لینے جاتے ہیں۔ آخری سوال پہلے ایمان مکمل کرو پھر جہاد کرنا۔ اور یہ سوال پورے قرآن پاک کی صریحاً مخالفت ہے خصوصاً جہاد فی سبیل اللہ کے متعلق جتنی آیات ہیں ان کی مکمل مخالفت ہے۔ اور یہ وہی کام ہے جو مقامات مقدسہ کے حکمران علمی اور عملی طور پر مسلم امہ کو کافروں کی غلامی اور جہاد فی سبیل اللہ سے روکنے کیلئے کر رہے ہیں۔ کیا کوئی مبلغ اسلام یہ بتا سکتا ہے کہ ان چاروں سوالوں کا کسی قران کی آیت سے تعلق ہے یا کہیں حضور اقدس ﷺ نے ان باتوں کی تبلیغ کا حکم دیا ہے۔ انشاء اللہ العزیز کوئی مبلغ اسلام یہ ثابت کرنے سے قاصر ہوگا۔ پھر اس سے دین اسلام کو کیا فائدہ پہنچنا ممکن ہے۔ ہاں شیطان اور کافر ضرور راضی ہونگے کیونکہ ہم نے ان سے جہاد کرنے کی بجائے دست بستہ ان کی رائے کو تسلیم کر لیا۔ انہوں نے جس خلافت سے انکار کیا تھا ہم نے ان کے نظریات کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیا۔ اور یہ رونے کا مقام ہے کہ ان سب نظریات کی تشکیل ہمارے مقامات مقدسہ سے ہو رہی ہے۔ اور ان مقدس مقامات کے حکمرانوں کو دشمنان اسلام اپنی مرضی کے مطابق چلا رہے ہیں۔ اپنے مفادات کی تکمیل کیلئے کچھ لوگوں کو مسلمانوں کے بھیس میں استعمال کر رہے ہیں جیسا کہ دشمنان اسلام نے سب سے پہلے حضور اقدس ﷺ کے جسد اطہر کو روضہ مبارک سے نکالنے کیلئے اپنے دو آدمیوں کو حاجیوں کے لباس میں ملبوس کر کے بھیجا تھا اس ناکامی کے بعد پھر انہوں نے اسلامی خلافت کے ٹکڑے کرنے کیلئے جس شخص کو جزیرۃ العرب میں بھیجا تھا اس کا نام لارنس ہے جس نے مسلمانوں بلکہ عربوں کی بولی عربوں کا لباس پہن کر دین اسلام کی پہلی بنیاد کو اکھیڑ دیا تھا یعنی عربوں کو اس چیز پر آمادہ کر لیا کہ تم عرب ہو اور ترکوں کے غلام ہو ان سے آزادی حاصل کرو یہی وہ چیز تھی جس کو دین اسلام نے جڑ سے اکھاڑ دیا تھا کہ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اسلام میں بڑائی کا معیار تقویٰ قرار دیا گیا ہے۔ پھر تمام کرہ

Marfat.com

ارض کے مسلمانوں کو جسد واحد کی طرح تسلیم کرنا دین اسلام کی اولین شرط ہے لیکن جب عربوں نے دشمنان اسلام جن کو قرآن نے نجس قرار دیا ہے اپنا حمائتی تسلیم کرلیا اور اس کی وہ اشرفیاں قبول کرلیں جن کو قرآن نے فتنہ قرار دیا ہے اور حضور اقدس ﷺ نے وضاحت فرما دی کہ جب تم دنیا کی محبت میں منہمک ہو جاؤ گے تو تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔ (لیکن کتاب توحید میں اس دنیا کی محبت کو جائز قرار دیا گیا ہے) جب عربوں نے اس نجس انسان کو اپنا دوست تصور کر کے اس کی بات کو تسلیم کرلیا اور خلافت اسلامیہ کے خلاف بغاوت کر دی تو یہ اسی چھوٹی سی غلطی کا ثمر ہے کہ پوری ملت اسلامیہ سینکڑوں سال سے غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے۔ اور اس غلطی کا ازالہ اس وقت تک ناممکن ہے جب تک ہم اپنے عظیم گناہ سے توبہ نہیں کرتے۔ ہم ذات پات قومیت اور فرقہ پرستی سے بالاتر ہو کر دنیا میں رہتے ہوئے دنیا کی محبت کی بجائے اپنے دلوں کو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت سے نہیں سجاتے۔ کبھی کامیاب نہیں ہوتے اور اس عمل کیلئے قرآن پاک نے اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے کا حکم دیا ہے۔ لیکن افسوس جن مشائخ نے مخلوق کو اللہ کے ذکر سے روشناس کرایا جن مراکز سے اللہ کے ذکر کی صدائیں بلند ہوتی تھیں۔ جن خانقاہوں سے ذاکروں کی جماعتیں پیدا ہوتی تھیں ان سب کو دشمنان اسلام نے شرک اکبر کے زمرے میں داخل کر دیا ہے۔ اور ہم نے ان کا پراپیگنڈہ تسلیم کرلیا ہے۔ پھر ہمارے دل ذکر کے نور سے کیسے منور ہوں گے۔ اور ہمارا دنیا کی محبت سے آزاد ہونا کیسے ممکن ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جس نے دنیا کی محبت قبول کرلی اس نے شیطان کی غلامی قبول کرلی۔

حضرت علی نے ایک مرتبہ چاندی کا سکہ ہتھیلی پر رکھ کر کہا کہ تو وہ چیز ہے جب تک میرے ہاتھ سے باہر نہ جائے۔ مجھے فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ حسن بصریؒ کا قول ہے کہ جس نے سونے چاندی سے پیار کیا اللہ نے اسے خوار کیا۔ اور آثار میں ہے کہ جب پہلے پہل درہم و

Marfat.com

دینار یعنی سکے بنائے گئے تو سب سے پہلے ابلیس نے انہیں ہاتھ میں لیا۔ آنکھوں سے ملا اور منہ سے بوسہ دیا۔ اور زبان سے کہا کہ جو کوئی تجھے دوست رکھے وہ میرا غلام ہے۔ لیکن مقام افسوس ہے حقیقت توحید میں اس دنیا کی محبت کو جائز اور مشائخ کی تعظیم کو شرک اکبر قرار دیا۔ اصل میں لا الہ اللہ کی حقیقت ہی یہ ہے کہ دنیا فانی ہے اور اللہ باقی ہے اور میں نے دنیا کی محبت سے دست بردار ہو کر اللہ کو اپنا معبود بنالیا ہے۔ جب تک اس حقیقت کو تسلیم نہ کیا جائے انسان توحید کی حقیقت سے آشنا نہیں ہو سکتا۔ اور اسی گوہر کی تلاش کیلئے صوفیائے عظام حکم قرآن کے مطابق کثرت کے ساتھ ذکر کرنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ اسی مقام پر حضرت علامہ صاحب فرماتے ہیں۔

کافر کی یہ پہچان ہے کہ آفاق میں گم ہے　　　مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہے آفاق

جب خلافت اسلامیہ کے ٹکڑے کرنے کا کام زوروں پر تھا اس وقت اسی روپے پیسے سے مسلمانوں کا ایمان خریدا جا رہا تھا جس کیلئے میں تاریخ کا ایک حوالہ رقم کرتا ہوں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ انڈیا آفس ابن سعود کو روپیہ اور اسلحہ فراہم کر رہا تھا۔ اور فارن آفس عبداللہ کو وہابیوں نے رات کے وقت عبداللہ کی فوج پر یلغار کر دی اور اسے گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔ عبداللہ بڑی مشکل سے جان بچا کر بھاگا ابن سعود اب مکہ کی طرف مارچ کرنے کی تیاری کر رہا تھا کہ فارن آفس کا الٹی میٹم ملا وہ پیچھے ہٹ جاؤ ورنہ اسے روکنے کیلئے ہوائی جہاز بھیجے جائیں گے۔ انڈیا آفس نے بھی اسے پیچھے ہٹ جانے کا مشورہ دیا۔ اور ابن سعود کی یلغار تھم گئی (۱۹۲۴-۵) میں ابن سعود نے حجاز اور مقدس شہروں پر قبضہ کر لیا۔ عبداللہ کی شکست سے لارنس کو بڑی ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ اس نے وار کیبنٹ کو بتایا تھا کہ حجاز پر حملے کی صورت میں حسین ابن سعود سے آسانی سے نبٹ لے گا۔ تاریخ نجد و حجاز صفحہ ۳۸۶

Marfat.com

نصاریٰ کی ابدی غلامی

شریف حسین اور امیر علی کے قبضہ حجاز کو اس لیے گوارا نہیں کیا جاتا کہ وہ انگریزوں کے پٹھو اور زیر اقتدار ہیں، مگر ابن سعود اور اس کی حکومت انگریزوں کے اس قدر بے بس غلام ہیں کہ شریفی خاندان کی غلامی کو نسبتہً آزادی سے تعبیر کرنا چاہیے، چنانچہ وہ معاہدہ اس کا ناقابل تردید ثبوت ہے، جو 1915ء میں انگریزوں اور نجدیوں کے مابین ہوا اور جس کی تصدیق 1930ء میں ہوئی تھی، وہ معاہدہ یہ ہے۔

ابن سعود اور انگریزوں کا معاہدہ

دفعہ اول: حکومت برطانیہ اعتراف کرتی ہے اور اس کو اس امر کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے کہ علاقہ جات نجد، احساء، قطیف، جبیل اور خلیج فارس کے ملحقہ مقامات جن کی حد بندی بعد کو ہوگی۔ یہ سلطان ابن سعود کے علاقہ جات ہیں اور حکومت برطانیہ اس امر کو تسلیم کرتی ہے کہ ان مقامات کا مستقل حاکم سلطان مذکور اور اس کے اجداد ہیں۔ ان کو ان ممالک اور قبائل پر خود مختار حکومت حاصل ہے اور اس کے بعد ان کے لڑکے ان کے صحیح وارث ہوں گے۔ لیکن ان ورثاء میں سے کسی ایک کی سلطنت کے انتخاب وتقرر کیلئے یہ شرط ہوگی کہ وہ شخص سلطنت برطانیہ کا مخالف نہ ہو اور شرائط مندرجہ معاہدہ ہذا کے بھی خلاف نہ ہو۔

دفعہ دوم: اگر کوئی اجنبی طاقت سلطان ابن سعود اور اس کے ورثاء کے ممالک پر حکومت برطانیہ سے مشورہ کیے بغیر یا اس کو ابن سعود سے مشورہ کرنے کی فرصت دیئے بغیر حملہ آور ہوئی، تو حکومت برطانیہ ابن سعود سے مشورہ کر کے حملہ آور حکومت کے خلاف ابن سعود کو امداد دے گی اور اپنے حالات کو ملحوظ رکھ کر ایسی تدابیر اختیار کرے گی جن سے ابن سعود کے

Marfat.com

اغراض و مقاصد اور اس کے ممالک کی بہبود محفوظ رہ سکے۔

دفعہ سوم: ابن سعود اس معاہدہ پر راضی ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ:۔

(۱) وہ کسی غیر قوم یا کسی سلطنت کے ساتھ کسی قسم کی گفتگو یا سمجھوتا اور معاہدہ کرنے سے پرہیز کرے گا۔

(۲) ممالک مذکورہ بالا کے متعلق اگر کوئی سلطنت دخل دے گی تو ابن سعود فوراً حکومت برطانیہ کو اس امر کی اطلاع دے گا۔

دفعہ چہارم: ابن سعود عہد کرتا ہے کہ وہ اس عہد سے پھرے گا نہیں اور وہ ممالک مذکورہ یا اس کے کسی دوسرے حصہ کی حکومت برطانیہ سے مشورہ کیے بغیر بیچنے، رہن رکھنے، متاجری یا کسی قسم کے تصرف کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔ اس کو اس امر کا اختیار نہ ہوگا کہ کسی حکومت یا کسی حکومت کی رعایا کو برطانیہ کی مرضی کے خلاف ممالک مذکورہ بالا میں کوئی رعایت لائسنس دے۔ ابن سعود وعدہ کرتا ہے کہ وہ حکومت برطانیہ کے ارشاد کی تعمیل کرے گا اور اس میں اس امر کی قید نہیں ہے کہ وہ ارشاد اس کے مفاد کے خلاف ہو یا موافق۔

دفعہ پنجم: ابن سعود عہد کرتا ہے کہ مقامات مقدسہ کیلئے جو راستے اس کی سلطنت سے ہو کر گزرتے ہیں، وہ باقی رہیں گے اور ابن سعود حجاج کی آمد و رفت کے زمانے میں ان کی حفاظت کرے گا۔

دفعہ ششم: ابن سعود اپنے پیشتر سلاطین نجد کی طرح عہد کرتا ہے کہ وہ علاقہ جات، کویت، بحرین، علاقہ جات رؤساء و شیوخ عرب، عمان کے ان ساحلی علاقہ جات اور دیگر ملحقہ مقامات کے متعلق جو برطانوی حمایت میں ہیں کسی قسم کی مداخلت نہیں کرے گا۔ ان ریاستوں کی حد بندی بعد کو ہوگی جو برطانیہ سے معاہدہ کر چکی ہیں۔

Marfat.com

دفعہ ہفتم: اس کے علاوہ حکومت برطانیہ اور ابن سعود اس امر پر راضی ہیں کہ طرفین کے بقیہ باہمی معاملات کیلئے ایک اور مفصل عہد نامہ مرتب و منظور کیا جائے گا۔

مورخہ ۱۸ صفر ۱۳۳۴ ہجری

۲۶ نومبر ۱۹۱۵ عیسوی

مہر و دستخط عبدالعزیز السعود

دستخط پی ریڈ کاکس وکیل معاہدہ ہذا و نمائندہ برطانیہ، خلیج فارس۔

دستخط چیمسفورڈ نائب ملک معظم وائسرائے ہند۔

یہ معاہدہ وائسرائے ہند کی طرف سے گورنمنٹ آف انڈیا بمقام شملہ ۱۸ مئی ۱۹۱۶ کو تصدیق ہو چکا ہے۔ دستخط اے۔ ایچ گرانٹ سیکرٹری حکومت ہند شعبہ خارجیہ و سیاسات۔" تاریخ نجد و حجاز ۴۲۴ تا ۴۲۶

دشمنان اسلام کے مقاصد کیا ہیں اور ان کی تکمیل کون کر رہا ہے

(۱) دشمنان اسلام کا پہلا اور بنیادی مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو جہاد سے روکا جائے اسی مقصد کیلئے وہ جبراً جہاد کی آیات کو ہمارے قرآن اور اسلامی نصاب سے حذف کرنے میں کوشاں ہیں۔

(۲) مسلم امہ کبھی متحد نہ ہو اسی مقصد کیلئے بارہویں صدی ہجری میں خلافت اسلامیہ کو ختم کر کے ملت واحدہ کو مختلف ملکوں قوموں میں ٹکڑوں کی شکل میں بانٹ دیا ہے۔

(۳) مسلمانوں کے دلوں سے حضور اقدس ﷺ اور آپ کے محبوں کی محبت کو نکال دیا جائے اور پیغمبروں کے معجزات اور اولیائے عظام کی کرامات کا انکار کیا جائے جو کافروں کا بنیادی عقیدہ ہے یا خلافت کا انکار جس کا شیطان نے انکار کیا اور کفر کی ابتدا ہوئی۔

تجزیہ: آپ دیکھیں کہ وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے خلافت عثمانیہ یا خلافت اسلامیہ کو

Marfat.com

توڑنے کیلئے سب سے بڑا کردار کیا ہو۔ اس کا جواب اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ اس میں مرکزی کردار ابن سعود کے خاندان اور عقیدے کے لوگوں نے خلافت اسلامیہ کے خلاف سب سے زیادہ لڑائیاں لڑیں اور مسلمانوں کو مشرک بنا کر اور مشرکوں کی حمایت سے مسلم امہ کو تہ تیغ کیا گیا اور انہوں نے اپنے عقیدے کی پوری تاریخ میں آج تک کبھی کافروں اور مشرکوں سے کوئی جنگ نہیں لڑی کبھی جہاد نہیں کیا۔ اس تنظیم کی ابتدا ۱۱۵۸ھ سے ہوئی اب ماشاء اللہ ۱۴۲۵ھ ہے۔ اس دو سو ساٹھ سال کے طویل عرصہ میں کوئی آدمی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ انہوں نے کبھی یہود و نصاریٰ یا کافروں سے کوئی جنگ لڑی ہو اس کے برعکس مسلمانوں کو مشرک بنا کر لاتعداد لڑائیاں لڑیں اور مسلم امہ کی خلافت اور اتحاد کو پارہ پارہ کرنے میں وہ کردار ادا کیا جو کافر خود بھی نہ کر سکتے کیونکہ ان کا ایک ہی مقصد ہے کہ ہم مسلمانوں کی املاک جائیدادوں اور جانوں کا اتلاف کر کے ظلم و جبر کا بازار گرم رکھیں جیسا کہ فلسطین۔ کشمیر۔ چیچنیا۔ عراق اور افغانستان میں ہو رہا ہے اور ہمارے خلاف کوئی آواز بلند نہ ہو۔ جیسا کہ فلسطین میں ایک طویل مدت سے ظلم و جبر قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے لیکن شاہان عرب نے جہاد کرنا تو ایک طرف کبھی ان کے ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کی بھی جرات نہیں کی حالانکہ از روئے قرآن جہاد پہلے قریب والوں پر فرض ہے۔ اس کے برعکس مسلمانوں کو مشرک بنانے کے لئے آج بھی زور و شور سے لٹریچر چھپ کر پوری دنیا میں تقسیم ہو رہا ہے لیکن جن کو قرآن مشرک کہتا ہے ان کے ساتھ روز اول سے ہی ہر قسم کا تعاون بھی جاری ہے۔ اور ان کو اس مقدس سرزمین پر بلایا بھی جاتا ہے۔ ان کو دعوتیں بھی کھلائی جاتی ہیں۔ بلکہ مشرکین کی قبروں پر امریکہ اور ہندوستان جا کر پھول بھی چڑھائے جاتے ہیں ثبوت کیلئے دیکھیں۔

(۱) امیر فیصل نے راج گھاٹ پر مہاتما گاندھی کی سمادھی پر پھول چڑھائے۔

Marfat.com

نوائے وقت ۱۱ مئی ۵۵ء

(۲) سعود پوٹومک دریا کو عبور کر کے ارلنگٹن قبرستان گئے اور گمنام سپاہی کی قبر پر پھول چڑھائے۔ نوائے وقت لاہور ۲ فروری ۱۹۵۷ء

(۳) بھارت کے وزیر اعظم پنڈت نہرو نے نجد کا دورہ کیا تو اس کے قدموں میں حریر پرنیاں بچھانے کیلئے خصوصی طور پر بذریعہ ہوائی جہاز طائف سے پھول لائے جاتے تاکہ نہرو کے قدموں میں بچھائے جائیں۔اور جن الفاظ سے نہرو کا استقبال کیا گیا وہ اس طرح ہیں۔ مرحبا رسول السلام نہرو۔ العیاذ باللہ

گنبد خضرا صفحہ ۳۳۳

اس پر پوری مسلم امہ میں درد و کرب کی فضا پیدا ہوئی اور ملت اسلامیہ کے علماء نے بہت کچھ کیا اور لکھا جس میں کراچی ۲۷ ستمبر روزنامہ جنگ میں مولانا احتشام الحق تھانوی کا طویل بیان چھپا۔اس کے باوجود سعودی حکمرانوں نے اپنا عمل جاری رکھا۔اس کے برعکس ابن سعود اور اس کے عقیدہ کے لوگوں نے پوری عمر اصحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اولیائے عظام کے مزار اور قبروں کو گرانے اور مسجدوں اور گنبدوں کو گرانے اور مسلمانوں کو مشرک قرار دے کر ان سے جہاد کیا گیا اگر ان کے اسی نظریئے کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ جن کو قرآن پاک نے مشرک قرار دیا ان سے جہاد کرنے کا حکم دیا ان سے جہاد کیوں نہیں کیا جاتا۔اصل میں اس سے قبل قبروں کو مسمار کرنے کا منصوبہ بھی نصاریٰ ہی نے بنایا تھا جس کو صلاح الدین ایوبی ؒ کی فوج نے ناکام بنا دیا تھا۔ اسی منصوبے کی تکمیل بعد میں ان لوگوں نے کی۔تاریخ اسلام حصہ چہارم صفحہ ۴۸۵۔

ریجی نالڈ کا حملہ اور ناکامی

چونین کے ریجی نالڈ نے جزیرہ نما عرب پر فوج کشی کا قصد کیا تاکہ مدینہ طیبہ میں

Marfat.com

آنحضرت کے مزار مبارک کو منہدم اور مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ کو مسمار کر دے اس کیلئے اس نے ایسے جہاز جن کے ٹکڑے ہو سکتے تھے ان ٹکڑوں کو وہ کرک سے خلیج عقبہ کے ساحل پر لے گیا اور ان کو جوڑ کر جہازوں کا ایک بیڑا تیار کیا۔ اور عیذاب کو لوٹنے چلا جو بحرہ قلزم کے افریقی ساحل پر واقع تھا۔ اس نے دو جہازوں کو بیچ میں ڈال کر ایلہ کا بحری راستہ بند کر دیا۔ صلاح الدین ایوبی کے لشکر کو اس کی اطلاع ہوئی تو ان کا بحری بیڑہ عیسائیوں کے تعاقب میں نکلا اس کا امیر البحر لولو تھا اس نے آتے ہی پہلے ایلہ کا بحری راستہ کھولا۔ اور اپنی کل فوج کو اطورا تک جو بحرہ قلزم کی بندرگاہ تھی تک لے آیا۔ ریجی نالڈ نے اسی بندرگاہ سے مدینہ پر حملہ کا ارادہ کیا تھا۔ فرنگیوں نے جونہی اسلامی فوجیوں کو آتے دیکھا وہ ایسے گھبرائے کہ جہازوں سے اتر کر پہاڑوں کی جانب بھاگے لولو نے بدوؤں سے گھوڑے لے لے کر سپاہیوں کو ان پر سوار کیا اور فرنگیوں کو غاروں اور باغوں میں جا پکڑا اور ان کے ٹکڑے کر دیئے۔ ریجی نالڈ خود بھاگ گیا۔ مگر اس کے بہت سے ساتھی قتل ہوئے لولو نے کسی کو جان کی امان نہ دی۔

(صلاح الدین ص ۳-۱۵۲)

اب دیکھیں کہ صرف ایک عقیدے کی اشاعت اور عمل کے ذریعے دشمنان اسلام کے تینوں مقاصد آسانی سے پورے کر دیئے جاتے ہیں۔ جب اس بات کی تبلیغ کی جائے کہ ہمارے علاوہ سارے مسلمان مشرک ہیں ان سے جہاد فرض ہے۔ تو جو لوگ اس عقیدے کو تسلیم کر لیں گے وہ مسلمانوں کا قتل جائز سمجھ کر ان کو قتل کریں گے۔ اگرچہ یہ جنگ اور جہاد کافروں اور مشرکوں سے ہوتا۔ تو اس سے ملت اسلامیہ کو فائدہ پہنچتا لیکن جب مسلمانوں نے مسلمانوں کو مشرک بنا کر قتل کرنا شروع کر دیا تو پھر جہاد ختم ہونے کے ساتھ اتحاد خود بخود ہی ختم ہو جائے گا۔ تیسرا حضور اقدس ﷺ اور اولیائے عظام کی محبت کو دلوں سے نکالنے کیلئے پہلے ان کی قبروں کو مسمار کیا گیا۔ اور مشائخ کی تعظیم کو شرک اکبر قرار دے کر

Marfat.com

اس کی بہت زیادہ تشہیر کی گئی ہے۔جیسا کہ یہودو نصاریٰ جھوٹ کی اتنی زیادہ تشہیر کرتے ہیں کہ سننے والے اس جھوٹ کو سچ ماننا شروع کر دیتے ہین جیسا کہ موجودہ زمانہ میں مجاہدین اسلامؔکو دہشت گرد بنا کر بہت زیادہ تشہیر کی جارہی ہے۔اور کئی لوگوں نے ان کی بات کو سچ جاننا شروع کر دیا ہے۔جبکہ صوفیائے اکرام اور مشائخ اور ان کی قبروں کے خلاف طویل عرصہ سے تشہیر کی جارہی ہے۔جس کا مرکز مقامات مقدسہ ہیں جن کے حکمرانوں کو یہودو نصاریٰ اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرر ہے ہیں۔جو بات عقل سلیم تسلیم کرنے سے قاصر ہے۔وہ یہ ہے کہ جن اولیاء اور مشائخ کے عقیدے کو شرک قرار دیا جاتا ہے انہوں نے تو لاکھوں مشرکوں کو صاحب ایمان بنادیا۔اگر ان کا عقیدہ غلط تھا پھر ان سے یہ فیض کیونکر جاری ہوا اس کے برعکس جو لوگ ان کے خلاف پراپیگنڈہ میں مشغول ہیں وہ بتا سکتے ہیں کہ ان کی تبلیغ کا کیا فیض جاری ہوا سوا اس کے کہ انہوں نے مسلمانوں کو مشرک بنا کر ملت اسلامیہ کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا۔اور مشرکوں کی دائمی غلامی قبول کر لی۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا حیّ ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ یا قیوم

حضور اقدس ﷺ کی محبت کو مسلمانوں کے دلوں سے کیسے نکالا گیا

اس حقیقت کو بیان کرنے سے قبل ضروری ہے کہ قرآن پاک کو ماننے کا اصول قرآن پاک سے ہی بیان کیا جائے۔ اور وہ اسطرح ہے۔

(1) اے ایمان والو پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کی کوئی بات نہ مانو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ (سورۃ بقر ۲۰۷)

مسلمانوں کے اختلاف کا حل

اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور رسول ﷺ کی اور اس کی جو تم میں صاحب حکم (امیر) ہو پھر اگر کسی بات میں اختلافات پیدا ہو تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف رجوع کریں۔ اگر تم اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان رکھتے ہو۔ اور اس کا انجام اچھا ہے۔

(سورۃ انساء)

اختلاف کا حل قرآن اور حدیث کے اصولوں کے تحت ہی ممکن ہے۔

از روئے قرآن کافر کون ہیں۔ اور کفر کی حقیقت

جو لوگ خدا اور اس کے پیغمبروں سے کفر کرتے ہیں اور خدا اور اس کے پیغمبروں میں فرق کرنا چاہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے۔ اور ایمان اور کفر کے درمیان ایک راہ نکالنی چاہتے ہیں وہ بلا اشتباہ کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (سورۃ النساء ۱۵۰۔۱۵۱)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کی پہچان کے واضع اصول مقرر کر دیئے ہیں۔

(1) وہ اللہ اور اس کے پیغبروں سے انکار کرتے ہیں۔

Marfat.com

(2) خدا اور اس کے پیغمبروں کے درمیان فرق پیدا کرتے ہیں ۔یعنی خدا کو مان لیا اور پیغمبروں کو نہ مانا یا پیغمبروں کو مان لیا اور خدا کو نہ مانا۔یعنی قرآن پاک کو مان لیا اور حدیث پاک سے انکار کر دیا۔یا حدیث پاک کو مان لیا اور قرآن سے انکار کر دیا۔اسی طرح قرآن پاک کو پورا پورا ماننے کا حکم ہے اگر کوئی بعض آیات کو مانتا ہے اور بعض سے انکار کر دیتا ہے اسی طرح بعض احادیث کو مان لیا اور بعض سے انکار کر دیتا ہے ۔جب تک ہم ان قوانین خداوندی کے تحت قرآن وحدیث کو تسلیم نہیں کرتے پورے کے پورے احکام کو نہیں مانتے دنیا وآخرت میں ذلت ورسوائی ہمارا مقدر ہوگی جب پورے دین کو مان جائیں گے پھر دونوں جہانوں میں کامیابی کی ضمانت موجود ہے۔اس کے برعکس تینوں صورتوں میں منکروں میں شمار ہوں گے۔

قرآن پاک اور مقام رسالت

(1) سورۃ الحجرات ۱ تا ۵ میں حضور اقدس ﷺ کا ادب کرنے کا طریقہ مسلمانوں کو سکھایا گیا ہے۔اور ساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ اگر آپ ﷺ کی شان میں ذرا سی بے ادبی ہوگی اگر آپ ﷺ کی آواز سے تیری آواز بھی اونچی ہوگی۔تو تمہارے سارے اعمال نماز، روزہ، حج، زکوۃ، خیرات، جہاد ضائع ہو جائیں گے۔پھر بتایا گیا کہ آپ ﷺ کے در اقدس پر با ادب کھڑے رہنا نہ تو دروازہ کھٹکھٹانا اور نہ ہی آواز دینی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی وضاحت فرمادی کہ متقی لوگ جن کو ہدائت ملنا ممکن ہے۔وہی ہیں جو آپ ﷺ کے سامنے دھیمی آواز سے بات کرتے ہیں آپ ﷺ کا ادب ہی ہدائت کی میزان ہیں۔

اس کے بعد سورۃ احزاب آیت نمبر ۵۶ میں حکم ہو رہا ہے۔کہ اللہ اور اس کے فرشتے حضور اقدس ﷺ پر درود وسلام بھیجتے ہیں اس لئے اے ایمان والو تم بھی آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجو ماشاءاللہ اس کا مطلب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتے بھی محبوب خدا

Marfat.com

پر رحمت بھیجتے ہیں۔یا حمد بیان کرتے ہیں اور سارے ایمان والوں کو بھی درود وسلام بھیجنے کا قطعی حکم ہے۔اور جب ایمان والے ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض ان پر رحمتوں کا نزول فرمائیں گے۔اور صاف ظاہر ہے۔جہاں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا ظہور ہوگا۔اس مقام سے زحمتیں اور وبائیں بھاگ جائیں گی۔اس کے ساتھ ہی انسان کا سینہ انوار الٰہیہ سے منور ہوگا۔اس کے ساتھ ہی اگلی آیت یعنی آیت نمبر ۵۷ میں تنبیہ ہورہی ہے کہ اگر تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ذرا سا بھی رنج پہنچاؤ گے۔تو ایسے لوگوں پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوگی اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب بھی ہوگا۔رنج سے مراد بے ادبی گستاخی اور نافرمانی کے سوا کیا ہوسکتا ہے۔اس کے بعد سورۃ احزاب میں آپ ﷺ کے متعلق فرمایا گیا۔اے پیغمبر! ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور کوشخبری سنانے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔اور خدا کی طرف بلانے والا روشن چراغ۔

(سورۃ احزاب ۴۷/۴۵)

آپ ﷺ کو شاہد کا مقام عطا فرمایا۔شاہد وہی ہوتا ہے جو مشاہدہ کرتا ہے۔یعنی آپ ﷺ گواہی تو جبھی دیں گے جب آپ ﷺ ہمارے احوال اور مقامات سے باخبر ہوں گے اس کے بعد سراجاً منیراً کا مقام عطا فرمایا جس کا مطلب چمکتا ہوا چراغ ہے۔جس کی روشنی کبھی مدھم نہ ہو۔کبھی کم نہ ہو کبھی ختم نہ ہو۔پھر اس کے بعد قرآن پاک میں ارشاد فرمایا بے شک تمہارے پاس خدا کی طرف سے نور اور روشن کتاب آچکی ہے۔ (سورۃ مائدہ ۵۱)

روشن کتاب سے مراد قرآن پاک ہے اور نور سے مراد آپ ﷺ کی کی ذات ستودہ صفات کے سوا کیا ہوسکتا ہے۔اس کے بعد قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔نہیں بھیجا آپ ﷺ کو مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر۔ (سورۃ انبیاء ۱۰۶)

ماشاءاللہ اس کا مطلب اس کے سوا کیا ہوسکتا ہے کہ عرش، فرش، مشرق ومغرب شمال وجنوب

Marfat.com

عرش عظیم سے لے کر تحت الثریٰ تک ساری کائنات کی ساری مخلوقات اگر چہ وہ دریاؤں سمندروں میں ہو جنگلوں پہاڑوں اور بیابانوں میں ہو زمین کے نیچے یا زمین کے اوپر یا زمینوں آسمانوں کے درمیان ہو سب کو آپ ﷺ کی رحمت نے گھیرا ہوا ہے۔اب اسی قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اتنی عظمت بیان کرنے کے بعد کیونکہ انسانوں ہی کی طرف آپ کو مبعوث فرمایا تھا یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔ آپ فرما دیجئے! میں تو بس تمہارے ہی مثل ایک بشر ہوں البتہ میرے پاس وحی آتی ہے۔کہ تمہارا معبود ایک ہے۔سو جو کوئی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو رکھتا ہے تو اسے چاہئے کہ نیک کام کرے اور اپنے پروردگار کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔ (سورۃ کہف آیت نمبر ۱۱۰)

اب دیکھیں کہ قرآن پاک کو ماننے یا ایمان والون کا تو یہ طریق کار ہی ہوگا۔کہ وہ پورے قرآن پاک کو مانیں۔اور پورے پر ایمان لائیں لیکن مسلمانوں میں ہی ایک گروہ ایسا پیدا ہو چکا ہے کہ وہ اسی آیت مبارکہ کو بیان کرتا ہے۔دوسری سب آیات سے یکسر اًانحراف کر جاتا ہے۔اور اس کے انحراف کرنے کا یہ طریقہ ہے۔جن آیات میں آپ ﷺ کی شان بیان کی ہے ان سے پردہ پوشی کرنا جن کے لئے انہوں نے ایک اصول مقرر کیا ہوا ہے۔لائق نہیں کہ آپ ﷺ کے اوصاف مدح تعظیم کے ساتھ بیان کئے جائیں (سعوی گورنمنٹ)۔اور یہ ایک حقیقی مشاہدہ ہے کہ ایسے لوگ کبھی بھی ان آیات مبارکہ کو بیان نہیں کرتے جن میں آپ ﷺ کی شان وسیرت کا پہلو بیان کیا گیا ہو۔ایسے لوگ زبان سے تو انکار نہیں کرتے لیکن بیان بھی نہیں کرتے جن کا ماحصل اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ وہ مانتے بھی نہیں اگر وہ پورے قرآن کی پوری آیات کو مان جائیں تو آج ہی اتحاد بھی ہو سکتا ہے۔اور اختلاف امۃ کی بنیادی وجہ ہی یہ ہے اسی عیب اور نقص کو دور کرنے کے لئے وضاحت سے بیان فرما دیا گیا کہ جب تک تم پورے کے پورے قرآن اور اسلام میں داخل نہیں ہوتے صاحب ایمان نہیں

بنتے اور یہ بات صاف ظاہر ہے کہ اگر ہم ایک آیت کو مان جائیں اور دس آیات سے انکار کر جائیں تو پھر کفر کیا ہوگا۔ پھر اس کے بعد جن لوگوں کا یہ طریقہ کار رہے وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم توحید بیان کرتے ہیں تو اگر وہ توحید بیان کرتے ہیں رسالت بیان نہیں کرتے تو اس کا بھی واضع مطلب یہی ہوگا کہ وہ اللہ اور رسول ﷺ کے درمیان تفریق پیدا کر کے کفر کرتے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ انساء آیت نمبر ۱۵۰/۱۵۱ میں وضاحت موجود ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان فرق ڈالتے ہیں وہ بلا اشتباہ کفر کرتے ہیں۔ پھر اگر قرآن پاک پر مزید غور کریں تو ثابت ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے جو طریقہ اختیار کیا ہوا ہے۔ یہ طریقہ ہی کافروں کا ہے۔

کافروں کا سلوک انبیاء علیہم اسلام کے ساتھ

ابلیس کا اعتراض! خدا نے فرمایا!۔ ابلیس تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں میں سے نہ ہوا یا تو نے آدمؑ کو سجدہ کرنے سے کیوں انکار کیا۔ (سورۃ حجر ۳۲)

شیطان نے جواب دیا! میں ایسا نہیں ہوں کہ بشر کو سجدہ کروں جس کو تو نے کھنکھناتے ہوئے گارے سے بنایا بنایا ہے۔ (سورۃ حجر ۳۳)

خدا نے فرمایا! یہاں سے نکل جا تو مردود ہے۔ اور تجھ پر قیامت تک لعنت برستی رہے گی۔

(سورۃ حجر ۳۳/۳۴)

ثابت ہوا کہ شیطان اللہ کی الوہیت اور ربوبیت کو ماننے کے باوجود اللہ کے خلیفہ کو سجدہ سے انکار کی بدولت مردود اور لعنتی بنا۔ کیونکہ اس نے حضرت آدمؑ کو ایک بشر کی نگاہ سے دیکھا اور نعمت جلیلہ خلافت کا انکار کر دیا۔

قوم عاد نے حضرت ہود علیہ اسلام سے کہا

تو ان کی قوم کے سردار جو کہ کافر تھے۔ اور آخرت کو جھوٹ سمجھتے تھے۔ اور دنیا کی زندگی میں ہم

Marfat.com

نے ان کو آسودگی دے رکھی تھی۔ کہنے لگے یہ تو تم ہی جیسا بشر ہے جس قسم کا کھانا تم کھاتے ہو اسی طرح کا یہ بھی کھاتا ہے۔ جو پانی تم پیتے ہو اسی قسم کا یہ بھی پیتا ہے۔ اگر تم نے اپنے ہی جیسے آدمی کا کہا مان لیا تو گھاٹے میں چلے جاؤ گے۔ (سورۃ مومنین ۳۴/۳۳)

قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ اسلام سے کہا

اور کہا کہ بھلا ایک آدمی جو ہم ہی میں سے ہے۔ ہم اس کی پیروی کریں یوں تو ہم دیوانگی میں پڑھ گئے کیا ہم سب میں سے اسی پر وحی نازل ہوتی ہے نہیں بلکہ یہ جھوٹا خود پسند ہے

(سورۃ قمر ۲۵/۲۴)

حضرت شعیب علیہ اسلام سے ان کی قوم نے کہا

اور تم اور کچھ نہیں ہو ہم ہی جیسے بشر ہو ہمارا خیال ہے تم جھوٹے ہو۔ (سورۃ الشعر ۱۸۶)

فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ اسلام کو اسی طرح کہا

کہنے لگے کیا ہم اپنے جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں اور ان کی قوم کے لوگ ہمارے خدمت گار ہیں اور ان لوگوں نے ان کی تکذیب کی سو آخر ہلاک کر دیئے گئے۔

(سوۃ مومنین ۴۸/۴۷)

حضرت نوح علیہ اسلام کو بھی کافروں نے یہی کہا

تو ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے یہ تو تم ہی جیسا بشر ہے۔ تم پر اپنی بڑائی چاہتا ہے اور اگر خدا چاہتا تو فرشتے اتار دیتا۔ ہم نے اپنے اگلے باپ دادا میں تو یہ بات کبھی نہ سنی تھی۔

(سورۃ مومنون ۲۴)

حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کو بھی منکروں نے یہی کچھ کہا

وہ بولے تم اور کچھ نہیں مگر ہماری طرح کے آدمی ہو اور خدا نے کوئی چیز نازل نہیں کی تم محض جھوٹ بولتے ہو۔ (یٰسین ۱۵)

Marfat.com

ولید بن مغیرہ نے قرآن پاک کی مخالفت میں اسی طرح کہا

پھر بولا یہ (خدا کا کلام نہیں بلکہ) بشر کا کلام ہے ہم عنقریب اس کو سقر میں داخل کریں گے۔

(سورۃ مدثر ۲۵)

شیطان اور کافروں کا مشترکہ عقیدہ اور طرز عمل

شیطان اللہ تعالیٰ کی ربوبیت الوہیت کو تسلیم کرنے اور بندگی کرنے کے باوجود محض اسی وجہ سے کافر ہوا کہ اس نے اللہ کے خلیفہ حضرت آدم علیہ اسلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور یہ کہا یہ تو مٹی اور گارے کا بنا ہوا آدمی ہے اس لئے میں اس کو کیوں سجدہ کروں حالانکہ وہ سجدہ محض ادب کی بدولت تھا بندگی تو اللہ کے سوا کسی دوسرے کی ناممکن ہے۔اس کے بعد تمام کافروں نے انبیاء علیہم اسلام سے ایک ہی لفظ کہا کہ یہ تو ہمارے جیسا بشر ہے۔ہم اس کو کیوں رسول مانیں اس کا کیوں ادب کریں یعنی انہوں نے ظاہری آنکھوں سے ظاہری انسان کو دیکھا اور اللہ نے جوان کو خلافت یا رسالت کا انعام عطا فرمایا تھا۔اس سے قطعاً انکار کر دیا۔جس کی بدولت قطعی طور پر مردود اور جہنمی قرار پائے بلکہ اگر قرآن پاک کا بغور مطالعہ کیا جائے۔تو صاف ظاہر ہے کہ جب بھی کسی قوم نے اللہ کے رسول یا خلیفہ کی ہتک کی بے ادبی کی گستاخی کی اس قوم کو اسی وقت صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا۔حالانکہ اللہ کی نافرمانی تو وہ لوگ پہلے بھی کرتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ نے عذاب مسلط نہ کیا۔لیکن جب اللہ کے رسول یا خلیفہ کو تنگ کیا اور اس نے دعا کی تو فوری طور پر ان کو غرق کر دیا گیا۔

کفار کے غرق یا جہنمی ہونے کی وجہ

اس بات کی جتنی چاہے تحقیق کر لیں اس کی حقیقی وجہ کیا ہو سکتی ہے کہ انہوں نے اللہ کے رسول کو محض ایک بندے کی نظر سے دیکھا کیونکہ اللہ کے رسول یا خلیفہ کی اپنی کوئی مرضی نہیں ہوتی وہ خود بھی اللہ کی اطاعت کرتا ہے اور مخلوق کو بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا درس دیتا ہے۔یہی وجہ

ہے کہ اللہ اس مخلوق پر خوش ہوتا ہے جو اس کا ادب کرے اور جو اس کو بغض حسد یا نکتہ چینی کی نظر سے دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ اللہ کے رسول پر اعتراض کرتے ہیں اور ایسے لوگ اللہ کی توحید جتنی چاہے بیان کریں از روئے قرآن وہ منکروں میں شمار ہوں گے۔ اسی طرح ہم اگر اسلام کا لبادہ پہن کر بھی کافروں یا شیطان کا دستور عمل اپنائیں گے تو پھر ہمارا انجام بھی ان کے ساتھ ہوگا اس میں کچھ شک نہیں۔

مسلمانوں کا موجودہ حال اور یہود و نصاریٰ

جب سے یہود و نصاریٰ نے دنیا پر اپنی حکومت مستحکم کرنے کے لئے شیطانی مکر و فریب کا جال پھیلایا ہے۔ ان کی کامیابی کی بنیادی وجہ یہ ہے۔ نہایت عیاری اور مکاری کے ساتھ اپنے نظریات کو مسلمانوں میں پھیلا دیا ہے تا کہ مسلمانوں کے دلوں سے حضور اقدس ﷺ اور اللہ کے دوستوں کی محبت نکال کر دنیا کی محبت بھر دی جائے تا کہ ان کے ایمان کا خاتمہ ہو جائے اور وہ جہاد فی سبیل اللہ کی بجائے ان کی غلامی قبول کر لیں۔ اللہ کی اطاعت کی بجائے ان کے غلام بن جائیں۔ اس مقصد کے لئے انھوں نے ایک مکروہ منصوبے کے تحت نور الدّین زنگی کے زمانہ میں حضور اقدس ﷺ کے جسد اطہر کو روزہ مبارک سے نکالنے کی ناپاک کوشش کی تھی۔ اس منصوبے میں ناکامی کے بعد فرنگیوں نے اپنی منصوبہ بندی جاری رکھی۔ بارہویں صدی ہجری میں ایک طرف انہوں نے ہندوستان میں مسلمانوں کا جذبہ جہاد ختم کرنا اور دوسری طرف خلافت عثمانیہ کو توڑنا ان کا بنیادی مقصد تھا۔ لہٰذا اس وقت انہوں نے کچھ لوگوں کو اپنے زیر اثر کر کے اس عقیدے کی بنیاد رکھی کہ وہ مسلمانوں کے بھیس میں کفار کے نظریات کو قبول کر لیں اب ذرا غور کریں جس قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی اتنی زیادہ شان بیان کرے کہ کائنات کی کسی دوسری ہستی کو یہ مقام نصیب نہ ہوا ان ساری آیات سے چشم پوشی کر کے اگر کوئی آدمی صرف کفار کی پیروی کر کے یہ بات کہتا ہے کہ

Marfat.com

آپ ہمارے جیسے بشر ہیں تو اس اک عمل سے اس پر کتنے جرم عائد ہوتے ہیں حکمِ قرآن ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان تفریق کرتے ہیں۔ وہ کافر ہیں اور جو لوگ بعض آیات کو مانتے ہیں اور بعض سے انکار کرتے ہیں وہ بھی کافر ہیں۔ جب ہم صرف اسی آیات مبارکہ کا ذکر کریں حالانکہ اس کے ساتھ ہی حکم ہے کہ آپ ﷺ ایسے انسان ہیں جن پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اور جس پر وحی نازل ہوتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا منتخب بندہ ہوتا ہے ایسے بندے کو ہم عام بندوں میں شمار نہیں کر سکتے اگر ہم اللہ کے پیغمبر کو عام انسانوں میں شمار کریں گے تو پھر بھی گستاخی ہوگی انسان تو وہ بھی ہیں جن کو اسفل سافلین یا جانوروں سے بھی بدتر قرار دیا ہے۔ اسی طرح منافقین کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ تمام جانداروں سے بدتر ہیں۔

حکم قرآن سنیئے!

ان لوگوں جیسے نہ ہو جانا جو کہتے ہیں ہم نے حکم خدا سنا مگر حقیقت میں نہیں سنتے بلاشبہ وہ لوگ تمام جانداروں سے بدتر بہرے گونگے ہیں۔ جو کچھ نہیں سمجھتے (سورۃ انفال آیت نمبر ۲۱/۲۲)

اب آپ دیکھیں اگر ہم اللہ کے خلیفہ کو ان لوگوں جیسا خیال کریں گے تو یہ کتنی بڑی بے ادبی گستاخی ہوگی بعض لوگوں نے یہاں تک کہہ دیا۔ کہ آپ ﷺ کو بڑا بھائی تصور کر لیں حالانکہ کسی کو پتہ ہی نہیں کہ میرا یا میرے بڑے بھائی کا کیا حال ہونے والا ہے۔ میرا مقام جہنمیوں میں ہوگا یا جنتیوں میں اس کے برعکس اللہ سبحانہ اپنے محبوب حضور اقدس ﷺ کی قرآن پاک میں اتنی زیادہ شان بیان فرماتے ہیں کہ کوئی انسان کچھ بھی کرے وہ شان بیان کرنے سے قاصر ہے۔ جیسا کہ میں نے سابقہ صفحات میں آیات قرآنی پیش کی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت آدم علیہ اسلام کا مقام

اِنّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں اللہ! کی کائنات میں اللہ کا خلیفہ یا نائب ہونا یہ صرف انسانیت نہیں بلکہ ساری کائنات کی ساری

Marfat.com

مخلوق کا آخری مقام یعنی سب سے اعلیٰ مقام ہے اس کے بعد اللہ سبحانہ نے حضرت آدم علیہ اسلام کی اولاد میں سے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم اسلام پیدا فرمائے جو حضرت آدم علیہ اسلام کے جانشین اور ساری کائنات میں سب سے بہتر مقامات کے حامل ہیں۔ کسی دوسرے انسان کو ان کے برابر سمجھنا احمقانہ حرکت اور کم عقلی کی دلیل ہے۔ ان سب کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے خصوصی طور پر ایسے علوم عطا فرمائے ہیں جن سے دوسری مخلوق نا اہل اور نا آشنا تھی۔ اور اسی علم کی بدولت ہی ان کی خلافت کی تکمیل ہوئی۔ جہاں پر فرشتوں نے معذوری ظاہر کر دی لیکن آدم علیہ اسلام نے ان کی رہنمائی فرمائی جس کی بنا پر خلیفۃ الارض کو فرشتوں سے بھی افضل مقام نصیب ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب خدا ﷺ کا مقام

آپ ﷺ کا مقام اور سفر معراج!

واقعہ معراج قابل غور ہے جس سفر کی ابتداء اس مقام سے ہوئی جب کائنات کی ءسب سے مقدس ہستیاں انبیاء علیہ اسلام محبوب خدا ﷺ کے انتظار میں مسجد اقصیٰ میں منتظر اور چشم براہ ہوں گے پھر آپ ﷺ امامت فرماتے ہیں اور سارے ہی انبیاء و رسل مقتدی ہیں یہ واقع ثابت کرتا ہے کہ اس کائنات میں کوئی ایسی مقدس ہستی اس سے پہلے تشریف لائی اور نہ قیامت تک دوبارہ آئے گی جس کا مقام اور شان محبوب خدا جیسا ہو پھر اس سے بھی آگے اللہ سبحانہ اس سے بھی عظیم مقام کا انکشاف فرماتے ہیں جہاں پر انسانیت آدمیت دم توڑ جاتی ہے بلکہ جبرائیل امین جیسے جلیل القدر فرشتے بھی اس مقام تک رسائی سے معذوری ظاہر کرتے ہیں۔ دوسری طرف قابل غور معاملہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ اسلام بار بار درخواست کرتے ہیں۔ رَبِّ اَرِنِی! جواب آتا ہے۔ لن ترانی۔ کہ تو میرے نور کی تجلی دیکھنے کی سکت نہیں رکھتا۔ لیکن بار بار اسرار پر درخواست منظور کر لی جاتی ہے۔ ارشاد ہوتا

Marfat.com

ہے اے موسیٰ پہاڑ کی طرف دیکھو۔اور مفسرین کے نزدیک ایک سوئی کے ناکے کے برابر جلال کبریائی کی تجلی کوہ طور پر پڑتی ہے۔ پہاڑ جو سخت پتھروں پر مشتمل تھا جل کر کوئلہ نہیں سرمہ بن جاتا ہے۔ جو انسان کی بینائی کو پر نور کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہ جلال کبریائی سے جلا تھا ۔حضرت موسیٰ علیہ اسلام کے ساتھ جو ستر بندے تھے ان کی روحیں جلال کبریائی کی تاب نہ لا کر قفس عنصری سے پرواز کر جاتی ہیں ۔حضرت موسیٰ کلیم اللہ بے ہوش ہو جاتے ہیں۔آپ انسان ہونے کی وجہ سے ہوش وحواس کھو بیٹھتے ہیں لیکن نور نبوت کی بدولت زندگی قائم رہتی ہے۔دوسری طرف حضور اقدس ﷺ کا مقام اور رسائی کس مقام تک ہوئی۔وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ۔اور آسمان کے سب سے اونچے کنارے پر یا عرش عظیم پر اس مقام تک لے جایا گیا۔ جو لامکان ہے۔ جس کے آگے۔کوئی مقام نہیں ۔حتیٰ کے جبرائیل امین کی بھی اس مقام تک رسائی نہ ہے۔لیکن محبوب خدا اس سے بھی آگے تشریف لے جا رہے ہیں۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی پھر قریب ہوئے اور آگے بڑھے حتیٰ کے ایسے مقام پر پہنچے جہاں سوائے رب ذوالجلال والاکرام کے کسی بھی ذی روح کا گزر ہونا ناممکن ہے۔فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْاَدْنٰی دو کمان کے فاصلے پر یا اس سے بھی کم عرش عظیم سے سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر انوارات کبریائی کی بارش ہو رہی ہے۔ وہی انوار جن کی بدولت طور جل گیا۔ موسیٰ علیہ اسلام بے ہوش ہو گئے ساتھی مر گئے۔اس مقام پر محبوب خدا کا حال ملاحظہ فرمایئے۔مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ۔ خدا کی آنکھ نہ کسی جانب پھری نہ حد سے بڑی یہ ایک حقیقت ہے۔کہ جب مطلوب محبوب اور مقصود سامنے ہو۔ پھر دوسری طرف نظر کرنا محبت کی توہین اور عشق کی تذلیل ہوتی ہے پھر یہ کیسے ممکن تھا۔کہ محبوب پروردگار حضور اقدس اجمل اطیب ﷺ پروردگار عالم ربِ ذوالجلال والاکرام کے نور کے جلوؤں میں گم ہونے کے باوجود کسی دوسری طرف التفات فرماتے لیکن اس مقام پر یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے۔کہ جلال کبریائی کی تجلیوں کو دیکھنا اور دیکھتے ہی رہنا

Marfat.com

اوران انوارات کے نور میں اس قدر محو ہونا کہ ذرا بھی آنکھ نہ پھرے اور نہ لغزش پیدا ہو کیا کسی بندے کے بس کی بات ہے۔ اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ حدیث قدسی کے مطابق یعنی میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ جب میں نے ظاہر ہونے کا ارادہ فرمایا تو خلقت کو پیدا کیا مخلوق سے مراد فرد کامل ہے۔ اور وہ حضور اقدس ﷺ کی ذات پاک ہے حضرت جابرؓ نے حضور اقدس ﷺ سے دریافت فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا فرمایا حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اے جابرؓ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے سے پہلے تیرے نبی ﷺ کا نور پیدا فرمایا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا۔ نہ جنت نہ دوزخ نہ فرشتے نہ آسمان نہ زمین نہ سورج نہ چاند نہ جن تھا نہ انسان۔ (حجتہ اللہ العالمین صفحہ ۳۸)

اس مقام پر حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ! حضور اقدس ﷺ کل موجودات سے اسبق اور کل مخلوقات سے اکمل ہیں اور فرماتے ہیں چنانچہ ارشاد خداوندی ہے لَولاکَ لَمَا خَلَقتُ الجَنتہ والنَار۔ یعنی اگر آپ نہ ہوتے تو میں جنت اور دوزخ کو بھی پیدا نہ کرتا۔ قرآن پاک میں لاتعداد اسرار رموز ہیں جو آپ ﷺ کے بلندیٔ مرتبہ اور عظمت و شان کے نشان ہیں۔ آپ ذرا غور فرمائیں قرآن بھی کریم اللہ بھی کریم اور رسول ﷺ بھی کریم ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی رؤف رحیم ہیں محبوب خدا ﷺ بھی رؤف رحیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جس، مقدس ہستی کی سب سے زیادہ شان بیان فرمائی ہے۔ وہ مصطفیٰ ﷺ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی جس ہستی نے سب سے زیادہ تعریف فرمائی وہ مصطفیٰ ﷺ ہیں طاہر بھی آپؐ، طیب بھی آپؐ، مطہر بھی آپؐ، رحمتہ العالمین بھی آپؐ، طٰسین بھی آپؐ، حٰم بھی آپؐ، یٰسین بھی آپؐ، شاہد بھی آپؐ، شہید بھی آپؐ، سراج منیراً بھی آپؐ، شفیع المذنبین بھی آپؐ، جواد کریم بھی آپؐ۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اللہ عطا فرمانے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں اور قاسم کا معطی کے پاس ہونا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر وقت اپنی بے حد وحساب

Marfat.com

مخلوق کو لاتعداد نعمتیں عطا فرماتے ہیں۔اور محمد مصطفیٰ ﷺ تقسیم فرماتے ہیں۔جبھی تو آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمادی ہیں یہاں پر ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے۔کہ اگر آپ ﷺ کسی کو کچھ دینے پر قادر نہیں تو پھر آپ ﷺ کا قاسم ہونا اور ساری زمین کی کنجیاں عطا ہونے کا کیا مقصد ہوگا۔اور کیا آپ ﷺ سے کچھ مانگنا بھی شرک ہوگا۔یہ سب کچھ ہونے کے باوجود اگر کوئی بندہ اس چیز پر بضد ہے کہ آپ ﷺ ہمارے جیسے بشر تھے تو پھر اس کا مطلب ہوگا۔کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ آپ ﷺ کو عطا فرمایا وہ بندہ ان اختیارات سے انکار کرتا ہے یہی وہ مقام ہے جہاں پر قرآن پاک فرماتا ہے۔جس نے اللہ اور رسول ﷺ کے درمیان فرق ڈالا وہ کافر ہوا اس مقام پر دو اہم سوال پیدا ہوتے ہیں کوئی صاحب علم قرآن وحدیث کی روشنی میں تشریح کرے۔

(1) اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کا معیار اپنے محبوب ﷺ کی اتباع قرار دیا ہے۔اور محبوب خدا ﷺ نے ایمان کی پہچان اور بنیاد اپنی محبت کو قرار دیا ہے۔پھر کیا یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی محبت اور شان بیان کرنے یا پھر آپ ﷺ کو محبت سے پکارنے کی وجہ سے کسی انسان کو مشرک قرار دے کر جہنم میں پھینک دیں گے۔

(2) اس کتاب میں بخاری شریف کی حدیث درج ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کر دی ہیں۔اور یہ بھی مستند احادیث میں ہے ۔کہ اللہ تعالیٰ عطا کرنے والے ہیں اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔پھر کیا آپ ﷺ سے کچھ مانگنا وقعی شرک کے زمرے میں آئے گا قرآن وحدیث کی روشنی میں کوئی صاحب علم تشریح فرمائے تاکہ بندہ کے علم میں اضافہ ہو۔

تصویر کا دوسرا رخ

از روئے قرآن پورے قرآن کو ماننا فرض عین ہے۔بعض آیات کو ماننا بعض سے انکار کفر ہے

اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان فرق ڈالنا بھی کفر ہے۔ اس کے باوجود ایک گروہ صرف اسی آیت مبارکہ کی تشریح پیش کرتا ہے۔ جس میں فرمایا گیا۔ کہ میں تمہارے جیسا بشر ہوں لیکن مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ حالانکہ جب وحی کی وضاحت موجود ہے تو پھر عام انسانوں میں شمار کرنا جرمِ عظیم ہوگا۔ وہ پیغمبر یا رسول یا نبی کہلانے اور کہنے کا مقام ہوگا۔ اصل میں حضور اقدس ﷺ کا ادب محبت عشق ختم کرنے کے لئے ان الفاظ کا سہارا لیا گیا ہے اور دوسری تمام آیات قرآنی جن میں آپ ﷺ کی شان بیان کی گئی سب سے انکار کرنے کے باوجود بھی وہ بندہ مسلمان ہی رہے گا۔! میں نہ چاہنے کے باوجود بطور نمونہ ایک عبارت آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں تا کہ آپ کو اندازہ ہو سکے کہ حضور اقدس ﷺ کی محبت کو مسلمانوں کے دلوں سے نکالنے کے لئے کیا کیا طریقے اپنائے گئے ہیں۔ توحید کے پردے میں کس طرح رسالت سے انکار کیا جاتا ہے۔ اس کتاب کا نام ہے تقویۃ الایمان اس کے صفحہ ۴۲ پر سرخی ہے۔ شرک سب سے بڑا عیب ہے! اس کے نیچے قرآن پاک کی آیت کا ترجمہ ہے جب لقمان علیہ اسلام نے نصیحت کرتے وقت اپنے بیٹے سے کہا بیٹا اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا شرک یقیناً بڑا بھاری ظلم ہے۔ (لقمان ۱۳)

پھر اس کی تشریح تشریح لکھی ہے! یعنی حضرت لقمان کو اللہ تعالیٰ نے بصیرت فرمائی تھی۔ انہوں نے عقل سے معلوم کر لیا کہ کسی کا حق کسی کو دے دینا بڑی بے انصافی ہے۔ پھر جس نے اللہ کا حق مخلوق میں سے کسی کو دے دیا اس نے بڑے سے بڑے کا حق ذلیل سے ذلیل کو دے دیا کیونکہ اللہ سب سے بڑا ہے اللہ کے مقابلہ میں اس کی مخلوق کی غلامانہ حیثیت ہے جیسے کوئی تاج شاہی ایک چمار کے سر پر رکھ دے بھلا اس سے بڑھ کر اور کیا بے انصافی ہوگی۔ یقین جانو ہر شخص خواہ وہ بڑے سے بڑا انسان ہو۔ با مقرب ترین فرشتہ اس کی حیثیت شان الوہیت کے مقابلے پر ایک چمار کی حیثیت سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ معلوم ہوا کہ جس طرح

Marfat.com

شریعت نے شرک کو بڑا بھاری گناہ بتایا اسی طرح عقل بھی گناہ مانتی ہے شرک بڑا عیب ہے کہ وہ اپنے بڑوں کی بے ادبی کرے۔ پھر اللہ سے بڑھ کر بڑا کون ہوسکتا ہے اور شرک اس کی شان میں بے ادبی ہے۔ (صفحہ ۴۲)

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اپنی پناہ میں رکھے

آپ دیکھیں کہ اللہ کے مقابلہ میں اللہ کے رسولوں کو پیش کرنا بذات خود ہی کفریہ کلمات ہیں یہی وہ مقام ہے جہاں پر اللہ تعالیٰ نے سخت تنبیہ فرمائی ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق کرے وہ کافر ہوا کیونکہ ایسے لوگ ایمان اور کفر کے درمیان ایک راستہ نکالتے ہیں اس مقام پر بڑے سے بڑے انسان کو اللہ کی الوہیت کے مقابلہ میں چمار سے بھی ذلیل کہہ کر پورے قرآن کی مخالفت کرڈالی آپ دیکھیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ اسلام کو پیدا فرمایا۔ اور خود ہی فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کو سجدہ کرو کیونکہ یہ میرا خلیفہ ہے فرشتوں نے کہا کہ ہم تیری تسبیح وتحمید کرتے ہیں۔ خدا نے فرمایا میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ اسلام کو کل اشیاء کے نام سکھا دیئے۔ اور فرشتوں کو کہا کہ مجھے بتاؤ کہ میں کیا پیدا کرنے والا ہوں فرشتوں نے معذوری ظاہر کردی اور حضرت آدمؑ نے سب کچھ بتا دیا۔ پھر فرشتوں کو سجدہ کا حکم ملا وہ اللہ کے خلیفہ کے سامنے سجدہ ریز ہوگئے۔ آپ ذرا غور کریں کہ خلافت الٰہیہ کے مقابلہ میں فرشتوں کے بلند مراتب اور ان کا نوری ہونا ان کی تسبیح تحمید بھی بے معنی ہوکر رہ گئی۔ اور انہوں نے خلافت کے سامنے سجدہ کر لیا اور مقبول بارگاہ بن گئے۔ اور شیطان نے صرف یہی کہا تھا۔ کہ یہ ایک انسان ہے میں سجدہ کیوں کروں۔ جس کی وجہ سے ملعون ومردود بنا۔ جو آدمی نعوذ باللہ آدم علیہ اسلام اور تمام انبیاء علیہم اسلام اور حضور اقدس ﷺ کے متعلق مندرجہ بالا لفظ کہہ دے تو اس کا کیا مقام ہوگا مندجہ بالا تحریر پر غور کریں کہ بڑے سے بڑا انسان کن کو کہا گیا ہے یہی وہ عقیدہ اور نظریہ

Marfat.com

ہے۔جس نے ملت اسلامیہ کو پاش پاش کر دیا ہے توحید کا نقاب اوڑھ کر قرآن پاک کی
مخالفت کی مسلمانوں نے اسے دین سمجھ کر۔قبول کرلیا حالانکہ اس نظریئے کا دین اسلام سے
دور کا بھی واسطہ نہ ہے۔شیطان نے آدم کی خلافت سے انکار کی وجہ یہ بتلائی تھی ! ۔کہ یہ ایک
انسان ہے تمام کافروں نے خلافت اور رسالت کو تسلیم کرنے کی بجائے یہ کہا تھا کہ یہ ہمارے
جیسے انسان ہیں ہم ان کو خلیفہ یا رسول کیوں تسلیم کریں۔جس کی وجہ سے وارث جہنم بنے اس
کے برعکس اگر کوئی بندہ حضرت آدم علیہ اسلام اور تمام انبیاء علیہم اسلام کو انسانیت کے مقام
سے بھی گرادے اس کا اسلام سے کیا واسطہ رہ سکتا ہے اب دیکھیں اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے
دو علیحدہ علیحدہ مقام بیان فرمائے ہیں۔

(1) لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ۔ہم نے انسان کو اچھی صورت میں پیدا فرمایا۔

(2) ثُمَّ رَدَدۡنٰہُ اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ۔پھر اس کو ہر پست سے پست کر دیا۔

اللہ کے اطاعت گزار بندوں کا مقام ساری مخلوق سے بھی اعلیٰ وافضل قرار فرمایا۔لیکن نافرمان
انسانوں کا مقام جانوروں اور بندروں کرگسوں سے بھی بدتر قرار پایا۔اور ہم نے بہت سے
انسان اور جن دوزخ کے لئے پیدا کیے ہیں۔ان کے دل ہیں لیکن ان سے سمجھتے نہیں۔اور ان
کی آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھتے نہیں ان کے کان ہیں پر ان سے سنتے نہیں یہ لوگ بالکل
چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بھٹکے ہوئے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو غفلت میں پڑے
ہوئے ہیں۔ (سورۃ اعراف ۱۷۱)

کائنات کی ساری مخلوق میں سب سے بڑا مقام خلافت کا ہے جس کا انکار کفر ہے

وَاِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً۔

اور جب پروردگار نے فرشتوں سے کہا میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں (سورۃ بقرہ ۳۰)
یہ وہ خلافت ہے جس کو سجدہ کرنے کی وجہ سے فرشتے مقربِ بارگاہ بن گئے۔اور شیطان اللہ

کی توحید کو ماننے کے باوجود خلافت کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے مردود لعین بنا اور یہ قانون قیامت تک جاری وساری ہے۔اور رہے گا۔خلافت کا انکار حقیقت میں خلافت دینے والے کا انکار ہے۔اسی طرح رسالت کے انکار سے کفر لاگو ہوتا ہے۔ شیطان سے لے کر کافر اسی قاعدے کے تحت کافروں میں شمار ہوئے۔

خلافت کا تسلسل اور مقصد

ترجمہ! اے داوٗد ہم نے تم کو زمین میں بادشاہ بنایا ہے تا کہ لوگوں میں انصاف کے فیصلے کرو اور اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرنا کہ وہ تمہیں خدا کے راستے سے بھٹکا دے گی جو لوگ خدا کے راستے میں بھٹکتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے۔کہ انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا۔ (سورۃ ص ۲۶)

وہ خلافت جو حضرت آدم علیہ اسلام سے شروع ہوئی ہمیشہ جاری رہے گی اور خلیفہ کا مقصد اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ وہ اپنی خواہشات کے برعکس احکام خداوندی کے مطابق فیصلے کرے یہی وجہ ہے کہ خلافت کا انکار حقیقت میں اللہ ہی کی ربوبیت ہی کا انکار ہے۔اور خلافت کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔خلافت کا نظام خیر کا نظام ہے۔اللہ کا نظام ہے اس کے برعکس شیطان کا نظام ہے۔جیسا کہ کافروں اور یہود و نصاریٰ کا نظام ہے۔جس کا مقصد نظام خلافت کو ختم کرنا اور خلیفہ کی مخالفت اور بے ادبی کرنا ہے۔یا خلافت کا انکار کرنا ہے۔اور جب خلافت کا انکار ہوگا۔توحید کا خود بخود انکار ہو جائے گا۔یہی وجہ ہے کہ خلافت اور کفر کے دو متضاد نظام ہیں۔ایک دوسرے کے دشمن نظام ہیں۔روز ازل سے یہ مخالفت جاری ہے جاری رہے گی۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کی دوستی اور اطاعت اور ان کا سہارا تلاش کرنے سے ایمان والوں کو قطعی طور پر روک دیا ہے۔

Marfat.com

خلافت کا قیامت تک تسلسل

جو لوگ تم میں ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے خدا کا وعدہ ہے کہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو بنایا تھا۔ اور ان کے دین کو جوان کے لئے پسند کیا مستحکم کر دے گا۔ اور خوف کے بعد ان کو امن بخشے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔ اور جو اس کے بعد کفر کرے وہ بدکار ہے۔

(سورۃ نور آیت نمبر ۵۵)

خلافت اور اختیار

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ سب کچھ اپنے حکم سے (تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے)۔ جو لوگ غور کرتے ہیں۔ ان کے لئے نشانیاں موجود ہیں۔ (سورۃ جاثیہ ۱۳)

پھر ان کے بعد تم کو زمین میں خلیفہ بنایا تا کہ دیکھیں تم کیسے عمل کرتے ہو۔ (سورۃ یونس ۱۴)

اور جب تم میرے حکم سے مٹی کا جانور بنا کر اس میں پھونک مار دیتے تھے تو وہ میرے حکم سے دوڑنے لگتا تھا۔ اور مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے ٹھیک کر دیتے تھے اور مردے کو زندہ کر کے قبر سے نکال کر کھڑا کر دیتے تھے۔ اور جب میں نے بنی اسرائیل کو تم سے روک دیا۔ جب تم ان کے پاس کھلے نشان لے کر آئے۔ تو جو ان میں سے کافر تھے کہنے لگے یہ صریح جادو ہے۔ (سورۃ المائدہ ۱۱۰)

اور سلیمان داؤد کے قائم مقام ہوئے کہنے لگے کہ لوگو ہمیں جانوروں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہر چیز عنائت فرمائی گئی ہے۔ بے شک یہ اس کا فضل ہے۔ سلیمان کے لئے جنوں انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کئے گئے۔ اور وہ قسم وار کئے گئے تھے۔ (سورۃ نمل ۱۶، ۱۷)

کیا تم نے دیکھا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے۔ سب کو تمہارے تابع کر دیا اور تم پر اپنی ظاہری باطنی نعمتیں پوری کر دی ہیں۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ خدا کے بارے

Marfat.com

میں جھگڑتے ہیں۔ نہ علم رکھتے ہیں نہ ہدائت اور نہ کتاب روشن۔ (سورۃ لقمان ۲۰)

خلافت اور علم الٰہی

☆ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ اسلام کو کل اشیاء کے نام سکھلائے اور پھر ان کو فرشتوں کے سامنے کیا اور فرمایا۔ اگر تم سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ۔ (بقر ۳۱)

☆ اور اسی طرح ہم نے ابراہیم علیہ اسلام کو آسمانوں زمینوں کے عجائبات دکھائے تا کہ وہ خوب یقین کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔ (سورۃ انعام ۷۵)

☆ انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو دیکھا جس کو ہم نے اپنے پاس سے علم لدنی عطا کیا ہوا تھا۔ (سورۃ کہف ۶۵)

☆ ابا مجھے ایسا علم ملا ہے جو آپ کو نہیں ملا! تو میری بات مان میں تجھے سیدھی راہ پر چلا دوں گا

(سورۃ مریم ۴۲)

☆ اور ہم نے داؤدؑ اور سلیمان علیہ اسلام کو علم بخشا اور انہوں نے کہا کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں اپنے ومومن بندوں پر فضیلت بخشی۔ (سورۃ نمل ۱۵)

☆ ایک شخص کو کتاب الٰہی کا علم تھا کہنے لگا میں آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے پہلے بلقیس کے تخت کو آپ کے پاس حاضر کر دیتا ہوں جب سلیمان نے تخت اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا یہ میرے پروردگار کا فضل ہے۔ (سورۃ نمل ۴۰)

☆ اور مکے والو تمہارے امین محمد ﷺ دیوانے نہیں ہیں بے شک انہوں نے دیکھا ہے بیچ کنارے ظاہر کے (عرش عظیم پر) اور نہیں وہ (اللہ) غیب کے ظاہر کرنے میں بخیل۔

(سورۃ تکویر ۲۲ تا ۲۴)

☆ وہی غیب کی باتوں کو جاننے والا ہے اور کسی پر اپنے غیب کو ظاہر نہیں کرتا ہے مگر جس رسول کو پسند فرمائے اس کو غیب کی باتیں بتا دیتا ہے۔ (سورۃ جن ۲۶ تا ۲۷)

Marfat.com

شیطان اور کافروں کا بنیادی عقیدہ

(1) انہوں نے خلافت اور رسالت سے انکار کیا۔

(2) خلافت کے علم الٰہی اور معجزوں سے انکار کیا۔

اب توحید کے لبادے میں مسلمانوں کا حال ملاحظہ فرمائیں۔

موجودہ دور میں جو سب سے زیادہ تبلیغ ہو رہی ہے۔ اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے سوا کسی سے کچھ نہ ہونے کا یقین اب دیکھیں جن لوگوں کو تبلیغ کی جاتی ہے وہ مسلمان ہیں نہ تو بت پرست ہیں نہ کافر ہیں کوئی مسلمان یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ انبیاء علیہم اسلام اور اولیاء عظام کو جو معجزات اور کرامات عطا ہوئے ہیں۔ یہ ان کی ذاتی قوت یا طاقت ہے بلکہ یہ ہر مسلمان کا مشترکہ عقیدہ ہے۔ کہ یہ مقام ان لوگوں کو نصیب ہوتا ہے جن پر اللہ راضی ہوتا ہے ۔یا جسے اللہ پسند فرمائے اس کو یہ انعامات عطا فرماتا ہے۔ پھر اس کے باوجود یہ الفاظ جو کہے جاتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی سے کچھ نہ ہونے کا یقین اس کا حقیقی ٹارگٹ انبیاءؑ اور اولیاء کے علاوہ کیا ہوسکتا ہے۔ مثال کے طور پر جب یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو علم غیب نہیں اس سے مراد بھی انبیاء علیہم اسلام اور اولیاء عظام کے سوا کیا ہوسکتا ہے۔ اور یہ کہنے سے صریحاً قرآن کا انکار اور احادیث مبارکہ کا انکار ہے۔ یعنی یہ وہ ہی مقام ہے جہاں پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ بعض آیات کو مانتے ہیں اور بعض سے کفر کرتے ہیں اگر سارے قرآن کو مان جائیں تو جہاں پر یہ آیات مبارکہ ہیں کہ اللہ ہی تمام غیب کے خزانوں کا مالک ہے۔ جس میں شک کرنا کفر ہے اسی قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے انسان کو خلافت عطا کرنے سے پہلے علم غیب ہی عطا فرمایا تھا۔ جس کی بدولت حضرت آدم علیہ اسلام خلیفہ بنے تھے اور اس کے بعد بار بار اس چیز کی تشریح موجود ہے۔ کہ ہم نے اپنے بندوں کو جب چاہا جتنا چاہا علم عطا فرمایا۔ اور جو علم اللہ کی طرف سے عطا فرمایا جاتا ہے۔ وہ علم غیب ہی ہوتا

Marfat.com

ہے۔ حالانکہ اللہ کے سامنے کوئی علم یا چیز غیب ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا وہ تو کائنات کے ذرے ذرے کو ہر وقت ہر حال میں دیکھ رہا ہے کیونکہ وہ ذات قادر المقتدر بھی ہے۔ علیم الخبیر بھی ہے سمیع البصیر بھی ہے وہ اپنے خلیفہ یا رسول کو جو علم عطا کرتا ہے۔ وہ علم غیب ہے ۔جیسا کہ حضور اقدس ﷺ نے ازل سے ابد تک جو کچھ ہونے والا ہے سب کچھ وضاحت کے ساتھ بیان فرما دیا۔ جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔ اے محمد ﷺ یہ باتیں (قرآن حکیم) اخبار غیب میں سے ہیں اور جب یہ لوگ اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ مریم کا متکفل کون بنے گا تم اس وقت ان کے پاس تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے۔ (آل عمران ۴۴)

اسی طرح لاتعداد احادیث مبارکہ اس چیز پر دال ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے روز ازل سے روز ابد تک جو کچھ ہونے والا ہے بتا دیا۔ اس کے باوجود یہ مسئلہ بیان کرنا کہ اللہ کے سوا کسی کو غیب کا علم نہیں۔ اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ اللہ کی توحید کو مان کر خلافت سے انکار کرنا اس میں دین اسلام کی اہم بنیادوں سے قطعی انحراف ہوتا ہے۔

(1) بعض آیات کو مان لیا اور بعض سے انکار کرنا جس کو قرآن پاک نے کفر قرار دیا۔

(2) اللہ اور اس کے رسول کے درمیان فرق پیدا کرنا۔ جس کی حقیقت اس طرح ہے کہ جب ہم پورے قرآن کو تسلیم کریں گے تو پھر اس حقیقت سے انحراف کرنا قطعی ناممکن ہوگا کہ تمام علوم غیب کے خزانوں کا کُلی مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ اس نے اپنے رسولوں کو اپنے علوم کے خزانوں میں سے علم عطا فرمایا۔ اور اسی علم ہی کی بدولت انسان کو مقام خلافت نصیب ہوا۔ اور یہ علم کسی نبی یا ولی کا ذاتی نہیں۔ بلکہ اللہ کی طرف سے عطا کیا گیا ہے۔ جب ہم یہ لفظ کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو علم غیب نہیں تو اس بات میں بھی اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق ڈالنے کے سوا کیا مقصد ہے۔ اور قرآن پاک نے وضاحت فرمائی ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے درمیان فرق ڈالتے ہیں وہ کفر کرتے ہیں اصل میں اس حقیقت میں ذرا

Marfat.com

برابر بھی شک نہیں کہ اللہ تبارک تعالیٰ ہی کل کائنات کے مالک خالق رازق ہیں کوئی بھی مخلوق کسی بھی معاملہ میں ایک ذرا برابر بھی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی لیکن جس کو اللہ تعالیٰ کوئی عزت شان علم عطا فرمائے اس سے انکار کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو کچھ نہیں دیا یہ بھی تو جہالت ہے۔اس مثال کو سمجھنے کے لئے آپ ان دو باتوں پر غور کریں۔

اَلحَمد للہ رب العَالمین ۔ وَمَا اَرسَلنٰکَ اِلاّ رَحمَتہ الّلعَا لَمِیَنَ

اَلحَمد للہ رَب العَالَمینَ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔سب سے پہلے یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ ہر قسم کی تعریف کا مالک اللہ تعالیٰ ہے جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے اب تمام جہانوں کے متعلق کوئی انسان یہ بیان کرنے سے قاصر ہے۔اس کائنات میں کتنے جہان آباد ہیں۔اور کون سے جہان میں کون کون سی مخلوق آباد ہے۔اور کوئی انسان یہ جاننے اور بیان کرنے سے قاصر ہے کہ مخلوقات کی کل تعداد کتنی ہے۔وہ کہاں آباد ہے۔اور اس کو کس کس رزق کی ضرورت ہے۔اور اس کو وہ رزق کس طریقے سے پہنچایا جاتا ہے!۔اور پھر کوئی انسان یہ جاننے سے قاصر ہے۔کہ کسی مخلوق کا رزق کس بکلہ کس طرح تیار کیا جاتا ہے۔یہ خالق کائنات کے رازق مطلق ہونے کی شان ہے۔جو انسانی عقل وفہم سے قطعی طور پر بالاتر ہے لیکن صرف یہی بات کافی ہے۔کہ میرا اللہ رب العالمین ہے۔اب وہی رزق اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو عطا کرتا ہے۔تو جو اس رزق کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اس کو سخی اور جنتی ہونے کی نوید سنائی گئی ہے۔اور جو اس رزق کی تقسیم میں بخل کرتا ہے۔اس کے لئے بخیل اور جہنمی ہونے کی وعید سنائی گئی ہے۔جو اس رزق سے زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اس کے لئے سخت قسم کے عذاب کی وعید موجود ہے۔پھر والدین کے ذمے اولاد کی پرورش کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔خاوند کے ذمے بیوی کو نان ونفقہ پہنچانے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔یہ سب کچھ

Marfat.com

رازق رب العالمین کی طرف سے عطا کیا جاتا ہے۔لیکن جس کے پاس وہ رزق اللہ بھیجتا ہے وہ اس کا مالک ہوتا ہے جبھی تو اس پر سخی یا بخیل ہونے کی سند چسپاں ہوتی ہے۔پھر کسی کو باد شاہ کسی کو فقیر بنا دیتا ہے۔لیکن جس کو وہ بادشاہ بنا دیتا ہے۔اس سے انکار بھی تو کسی طرح مناسب نہیں کیونکہ اس کو بادشاہ بھی تو اللہ ہی نے بنایا ہے جو مالک الملک ہے۔جیسا کہ حضرت یوسف علیہ اسلام نے کہا اس ملک کے خزانے میرے سپرد کر دیجئے کیونکہ میں حفاظت کر سکتا ہوں اور اس میں جاننے والا ہوں۔ (سورۃ یوسف آیت نمبر ۵۵)

اب دیکھیں رزق کا مالک اللہ ہی ہے۔لیکن اس کے باوجود ہم اس چیز سے انکار کریں گے کہ حضرت یوسف علیہ اسلام کو خزانوں کا مالک نہیں بنایا گیا۔تو پھر بھی قرآن کا انکار ہوگا اسی طرح علیم الخبیر تو اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔حضرت یوسف علیہ اسلام فرمارہے ہیں میں بھی علیم ہوں اگر کوئی نہ مانے تو کافر ہوگا۔اسی طرح حافظ اور حفیظ تو اللہ ہی کی ذات ہے۔جبکہ یوسف علیہ اسلام فرمارہے ہیں کہ میں حفاظت کرنے والا ہوں۔اگر انکار کریں گے تو کفر ہوگا یہی وہ مقام ہے۔جہاں پر فرمان خداوندی ہورہا ہے۔کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے درمیان فرق ڈالتے ہیں کفر کرتے ہیں۔یعنی اللہ کی توحید کو ماننا رسالت خلافت اور علم الٰہی کا انکار صریحاً کفر ہے۔جس طرح اللہ رب العالمین ہیں۔محبوب خدا ﷺ!

رحمتہ اللعالمین ہیں

آپ ﷺ کو یہ مقام اللہ تعالیٰ ہی نے عطا فرمایا ہے اور یہ وہ مقام ہے جس کا انسانی علم وعقل سے احاطہ کرنا قطعی ناممکن ہے اس کا ظاہری مطلب تو یہی ہے کہ اللہ رب العالمین ہیں اور محبوب خدا رحمتہ اللعالمین ہیں۔جہاں تک اللہ کی ربوبیت موجود ہے۔وہاں تک محبوب خدا کی رحمت موجود ہے اللہ کی ربوبیت کل جہانوں کے لئے ہے۔تو محبوب خدا کی رحمت بھی تمام جہانوں کے لئے ہے۔اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کل کائنات کی کل مخلوقات

Marfat.com

کے لئے ہے اسی طرح محبوب خدا کی رحمت بھی کل کائنات کی کل مخلوقات کے لئے ہے۔لیکن اگر ہم اللہ کی ربوبیت کا تو اقرار کریں تسلیم بھی کریں اور محبوب خدا کی رحمت کا انکار کر دیں۔تو یہ رحمت بھی چونکہ اللہ ہی کی عطا کردہ ہے۔اس لئے یہ اللہ کے قرآن کا انکار ہوگا اور اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان فرق کرنے کے مترادف ہوگا۔یا قرآن پاک کی بعض آیات کو ماننا اور بعض سے کفر کرنا اللہ تعالیٰ نے اس طریقے کو کفر کے زمرے میں شمار فرمایا ہے لہٰذا یہ تمام نظریات حقیقت میں کافروں کے ہیں۔اوران کے حقیقی موجد بھی وہی ہیں جیسا کہ اللہ کی توحید کو تسلیم کرنے کے باوجود خلافت سے انکار پھر اللہ کی توحید کو ماننے کے باوجود اللہ کے رسولوں کا انکار کیا گیا کہ یہ ہمارے جیسا انسان ہے ہم اس کی بات کو کیوں تسلیم کریں۔انبیاء کے معجزات اور اولیاء کی کرامات سے انکار بھی کافروں ہی کا شیوا ہے۔اس لئے موجودہ دور میں یہ نئے نظریات بھی کسی اور کے پیدا کردہ ہیں۔

(1) کہ اللہ کے سوا کسی سے کچھ نہ ہونے کا یقین!

(2) اللہ کے سوا کسی کو علم غیب نہیں۔

اللہ کے مقبول بندوں کا ادب اور ان سے محبت شرک ہے۔حالانکہ دیکھیں یہ محبت تو اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کے دلوں میں پیدا کرتا ہے حکم قرآن جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد اعمال صالح کیے اللہ ان کی محبت مخلوقات کے دلوں میں پیدا کر دے گا۔ (سورۃ مریم ۹۴) اسی طرح حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ سبحانہ عرش عظیم پر اپنے بندوں سے محبت کا اعلان فرماتے ہیں۔پھر ان کی محبت زمین پر اتار دی جاتی ہے۔اور ایمان والے ان سے محبت کرتے ہیں۔اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اللہ کی عطا دائمی ہوتی ہے۔جن کو اللہ تعالیٰ اپنی محبت کی سند عطا فرماتے ہیں اور مخلوق کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دیتے ہیں۔پھر موت کے بعد بھی ان کی محبت ایمان والوں کے دلوں میں قائم رہتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ صدیاں

Marfat.com

گزرنے کے باوجود آج بھی ان مقدس ہستیوں کی محبت ایمان والوں کے دلوں میں ایسے ہی موجود ہے۔ جیسے وہ خود ہم میں موجود ہیں۔

یاحیئ یاقیوم　　　بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم　　　ماشاللہ لاقوۃ الا باللہ　　　یاحیئ یاقیوم

نبوت رسالت اور ولائت

ولی دوست کو کہا جاتا ہے طریقت الاسلام میں صاحب ولایت کا مفہوم اللہ کا دوست ہوتا ہے جیسا کہ۔ سابقہ مضمون میں ہم نے احادیث مبارکہ کی روشنی میں اللہ کے دوستوں کا حال بیان کیا ہے کہ اللہ سبحانہ اپنے دوستوں سے کتنی محبت فرماتے ہیں۔ اور اس محبت کا اعلان عرش عظیم پر فرشتوں میں فرماتے ہیں لیکن قرآن پاک نے اس محبت کی بنیادی پہچان یہ بیان فرمائی ہے کہ جب تک کوئی آدمی محبوب خدا کی اتباع نہیں کرتا اس وقت تک صاحب ولایت بننا ناممکن ہے جیسا کہ حکم قرآن ہے آپ فرمادیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔ اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کردیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف فرمانے والے ہیں۔　　　(العمران　آیت نمبر ۳۱)

صاحب ولایت یا شیخ وہی ہوتا ہے۔ جو آپ ﷺ کی اتباع کرنے والا ہو اور آپ ﷺ کی اتباع میں بنیادی چیز یہ ہے۔ کہ دنیا میں مسافروں کی طرح رہنا اور آخرت کی تیاری میں مشغول رہنا جیسا کہ آپ ﷺ نے جہان فانی میں نہ تو محل بنایا نہ دنیا کا مال جمع کیا۔ نہ کوئی جائیداد اور جاگیر بنائی اور نہ ہی کل کے لئے کوئی سونا چاندی غلہ یا درہم و دینار جمع فرمائے اللہ کی ذات پر مکمل توکل فرمایا۔ کھانا کھایا مگر زندہ رہنے کی حد تک نہ کہ لذت کے لئے لباس پہنا مگر ستر ڈھانپنے کے لئے نہ کہ زیب و زینت کے لئے مکان بنایا مگر سر ڈھانپنے کے لئے نہ کہ شان و شوکت اور نمود و نمائش کے لئے جیسا کہ آپ ﷺ کے وصال مبارک کے وقت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے آپ ﷺ کا لباس لوگوں کو دکھلایا جس پر بے شمار پیوند

Marfat.com

تھےاور فرمایا تمہارے نبی ﷺ کے پاس یہی کپڑے تھےاس کے علاوہ وصال کے وقت کوئی مال ودولت درہم ودینار موجود نہ تھے۔تفصیل کیلئے ہماری کتاب شرح صدر صفحہ ۱۳۶ تا ۱۳۹۔ لہٰذا ولی کامل اور شیخ کامل وہی ہوگا جو علمی اور عملی طور پر آپ ﷺ کی اتباع کرے گا۔پھر دربار خداوندی سے اس آدمی کو محبت کی سند عطا کی جاتی ہے علاوہ ازیں آپ ﷺ کی اتباع کیلئے ضروری ہے۔کہ پہلے علم حدیث حاصل کیا جائے یعنی یہ علم حاصل ہو کہ آپ ﷺ نے کس طرح زندگی بسر فرمائی پھر آپ ﷺ کی عبادات اور ریاضات کا علم حاصل کرنے کیلئے بھی علم حدیث کا جاننا ضروری ہوگا۔کہ آپ ﷺ نماز کس طرح ادا فرماتے تھے۔ذکر اذکار کا کیا طریقہ ہمیں سکھلایا گیا۔نماز کے بعد کیا ذکر واذکار تعلیم فرمائے اس طرح غسل کا طریقہ پیشاب و پاخانہ میں جانے کا طریقہ بیوی بچوں کے ساتھ زندگی گزارنے کا طریقہ رشتہ داروں ہمسائیوں کے حقوق اور ان کے ساتھ سلوک یہ سب کچھ جاننے کے لئے جو علم حاصل کرنا ہوگا اسے علم حدیث کہا جاتا ہے۔اور اس پر عمل کرنے والے کو اہل سنت کہا جاتا ہے یعنی حدیث علم اور سنت عمل کا نام ہے۔جس طرح ہمارے شیخ محترم نے کتاب العمل بالسنتہ لکھ کر اپنے مریدوں کو تقسیم فرمائی۔جو ماشاللہ اتنی مکمل اور جامع ہے۔کہ اس میں آپ ﷺ کی زندگی کا پورا حال تفصیلاً موجود ہے۔پھر شیخ محترم نے عملی طور پر اپنے مریدوں کو عمل کر کے دکھلا دیا۔اور حقیقت میں وہ کتاب طریقت اسلام کا مکمل نصاب ہے۔اور شیخ محترم کی زندگی مریدوں کے لئے عملی نمونہ موجود ہے۔اور فرمایا کہ شیخ اپنی قوم میں ایسے ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ نبی اپنی قوم کی رہنمائی فرماتا ہے۔فرق صرف یہ ہوتا ہے۔کہ شیخ اپنی مرضی سے اس میں کوئی کمی پیشی کرنے کا متحمل نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ قرآن وحدیث پر خود بھی عمل پیرا ہوتا ہے۔ اور مخلوق خدا کو بھی وہی راستہ دکھلاتا ہے۔ہاں جہاں پر اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے۔وہاں پر بھی قرآن وحدیث کی روشنی میں اجتہاد کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اور جس مقام پر شیخ

Marfat.com

اپنے مریدوں کی تربیت کرتا ہے۔اس مقام کو خانقاہ کہا جاتا ہے۔اور ہر شیخ قرآن وحدیث کی روشنی میں۔اپنے مریدوں کو کثرت ذکر کی علمی اور عملی تلقین کر کے! ان کو دنیا کی بجائے آخرت کی طرف متوجہ کرنے میں کوشاں رہتا ہے۔جیسا کہ میں نے اکثر مشاہدہ کیا۔کہ میرے شیخ محترم کے ہاں کبھی بھی کوئی وقت فضول باتوں میں گزارنے کی قطعاً اجازت نہ ہوتی۔کبھی ذکر کی مجالس کبھی درود سلام کبھی تلاوت قرآن کبھی تبلیغ الاسلام کا عمل جاری رہتا۔گویا کہ شیخ کی خانقاہ حقیقت میں طریقت الاسلام کا ٹریننگ سنٹر ہوتا ہے۔جہاں پر علمی اور عملی طور پر قرب خداوندی کے گر سکھائے جاتے ہیں۔تقویٰ اور توکل کی عملی تفسیر سکھائی جاتی ہے۔
لیکن مقام افسوس ہے کہ آج ہم اپنے شیوخ کے نام بیچ کر کھا رہے ہیں ان کا عمل مفقود ہو چکا ہے۔ہم ان کے جانشین ہونے کے دعوے دار ضرور ہیں لیکن ہم ہر معاملہ میں ان کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں۔انہوں نے دنیا کو دین کے لئے قبول کیا۔اور اگر خرچ کیا تو دین اسلام کی آبیاری اور غریب ونادار مخلوق پر خرچ فرمایا۔لیکن جب ہم نے اس دنیا کے مال کو جو دین کی امانت ہوتا ہے۔اپنی ذاتیات نام نمود عیش عشرت جاہ حشمت پر خرچ کرنا شروع کر دیا۔تو دین کہاں سے ملے گا۔وہ نمونہ کہاں سے دست یاب ہوگا۔جس کو دیکھ کر مخلوق خدا فیض یاب ہوا کرتی تھی۔ہمارے اباؤ اجداد نے نفس کو راہ راست پر لانے کے لئے۔سخت قسم کے مجاہدات فرمائے لیکن ہم نے ان مقدس ہستیوں کے نام کو بیچ کر جو کچھ بھی کیا نفس کی آسائش واستراحت کے لئے حتیٰ کہ ہم نے اپنے عمل سے دین اسلام کو وہ نقصان پہنچایا جس کا ازالہ سر دست ناممکن نظر آتا ہے حضور اقدس ﷺ سے لے کر آج تک جتنے بھی اولیاء عظام ہوئے ہیں جن کے نام اور کام آج بھی زندہ اور قائم اور سورج کی روشنی کی طرح ضیاء پاشی کر رہے ہیں کیا کوئی آدمی یہ بتا سکتا ہے۔کہ انہوں نے کبھی محل نما کوٹھیاں بنائیں۔لمبی لمبی کاریں خریدیں جاگیریں اور جائیدادیں بنائیں زرق برق لباس پہنے ہوں یا جسم کی آسائش!

واستراحت کا کوئی سامان بنایا ہو۔ اس کے باوجود کہ ان کے پاس ہر روز بے شمار مال و دولت پیش کیا جاتا لیکن وہ اس مال و دولت کو اسی وقت حق داروں تک پہنچا کر فارغ ہو جاتے اور شام کو بالکل خالی ہاتھ اپنے بستر پر تشریف لے جاتے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے کبھی کسی بادشاہ کے پاس کسی فقیر کا جانا فقر کی شان کے خلاف ہے لیکن افسوس صد افسوس کہ ان کے نام اور کام کی بدولت جو سرمایہ ہم تک پہنچا جو عزت ہمیں ان کی بدولت میسر آئی۔ ہم نے وہ سب کچھ اپنے نفس کی خواہشات کے لئے سب کچھ گنوا دیا۔ حتیٰ کے دین اسلام کو بھی بیچ کھایا یہ کوئی معمولی کمی نہیں۔ جس پر درگزر ممکن ہے آپ ذرا غور کریں کہ ایک سیاست دان دن رات جھوٹ سچ بول کر دولت حاصل کرتا ہے۔ تو اس کا ماحصل اس کے سوا کیا ہوتا ہے کہ وہ اپنے وارثوں کے لئے لمبی چوڑی جاگیریں بنا دے۔ اس طرح کوئی دنیا دار حلال یا حرام طریقے سے دنیا کا مال حاصل کرتا ہے۔ تو اس کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ وہ اپنے وارثوں کے لئے اتنی جائیداد بنا لے کہ اسے دنیا کی عزت شہرت میسر ہو لیکن جو آدمی حضور اقدس اکمل اجمل اطیب ﷺ کا جانشین اور ملت اسلامیہ کا راہ نما ہونے کا دعوے دار ہو اس کا ٹارگٹ بھی دنیا کی آسائش واستراحت تک محدود ہو تو پھر فرق کیا ہوگا۔ اور قرآن پاک نے جو حکم فرمایا ہے، کہ میری محبت کی حقیقت میرے محبوب کی اتباع میں پوشیدہ ہے اس کا کیا جواب ہوگا۔ یہ حقیقت کسی بھی طرح جھٹلائی نہ ممکن ہے۔ یہ مقام ولایت آپ ﷺ کی اتباع کے ساتھ مشروط ہے۔ صاحب ولایت کی پسند ناپسند اپنی ذات اور نفس کے برعکس حضور اقدس ﷺ کی مرضی کا تابع ہونا ضروری ہے۔ جس دنیا کو آپ ﷺ نے ملعون ومردود کا مقام دیا ہے ایک طرف اس کی محبت بھی اسی دل میں موجود ہو حضور اقدس ﷺ کی محبت کا دعویٰ بھی ہو یہ دو متضاد چیزیں ہیں۔ جو کبھی ایک مقام پر اکٹھا ہونا ناممکن ہے اصحابہ اکرامؓ اور اولیاء عظام کے پاس بھی بعض اوقات دنیا کا بے شمار مال و دولت آ جانا۔ لیکن ان

Marfat.com

کے پاس جو کچھ بھی ہوتا ہاتھ کی ہتھیلی پر ہوتا جب بھی ضرورت پڑتی راہ حق میں فوراً خرچ کر دیتے جبکہ دل میں صرف اور صرف محبوب خدا ﷺ کی محبت موجود ہوتی اور بس پوری تاریخ اسلام لاتعداد ایسے واقعات اور امثال سے بھری پڑی ہے۔اس کے برعکس موجودہ دور میں دین اسلام جتنا غریب ہے اتنا کوئی بھی غریب نہیں۔ جتنا یتیم دین اسلام ہے۔اتنا کوئی بھی نہیں کیونکہ ہر کوئی اس کو بیچ کر کھا رہا ہے لیکن اس کے لئے ایثار اور قربانی مفقود ہو چکی ہے آج دین اسلام کی تبلیغ کی بہت ہی ضرورت ہے آج فرقوں کی تبلیغ تو بہت ہو رہی ہے لیکن اگر کوئی آدمی دین اسلام کا متلاشی ہو وہ کہاں سے تلاش کرے۔اس وقت چار بڑے بڑے فرقے پاکستان میں موجود ہیں۔وہ جس کے حلقہ اثر میں چلا جائے گا اسے بتلایا جائے گا کہ ہمارا دین ہی اصل دین ہے دوسرے سارے لوگ ایسے اور ایسے ہیں۔اگر یہ سبھی لوگ سچے ہیں کہ ہمارا اپنا فرقہ ہی ٹھیک ہے تو پھر قرآن پاک نے جو حکم دیا ہے۔کہ دین اسلام کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور فرقوں میں مت بٹو اور کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی آدمی قرآن کا انکار کرنے کے باوجود راہ ہدایت پر گامزن ہو سکے۔میں نے ساری کتاب میں یہ بات ثابت کی ہے کہ صحیح راستہ اولیاء عظام کا راستہ ہے۔صحیح عقیدہ اولیا عظام کا عقیدہ ہے۔لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان کا نام استعمال کرنے سے یا اپنے نام کو ان کے نام کے ساتھ ملا کر لکھنے سے کامیابی ممکن ہے جیسا کہ قادری، چشتی، نقشبندی لکھنے سے ہدایت ملنا ممکن ہے۔ بلکہ ان کے عمل کو اپنانے سے کامیابی ممکن ہوگی مجھے اکثر ان حضرات کی غلامی کے دعوے دار لوگوں کی مجالس میں حاضری کا موقع ملتا ہے۔تو میں یہ دیکھ کر حیران ہو جاتا ہوں کہ جو چیزیں ان حضرات کی بنیاد اول تھیں ان سے یکسر انحراف کر کے صرف نعت خوانی اور نعرے بازی کو ہی دین بنا لیا گیا ہے۔اولیاء عظام کی مجالس و محافل مندرجہ ذیل اعمال سے منور ہوا کرتی تھیں۔

(1) ذکر حق تعالیٰ کثرت کے ساتھ کیا جاتا۔

Marfat.com

(2) درود وسلام کثرت کے ساتھ پڑھا جاتا۔

(3) قرآن پاک کی تلاوت اور پھر اس کی تشریح اور فیوض ُبرکات بیان کرنا۔

(4) سنت نبوی ﷺ کے فیوض و برکات سے روشناس کرانا۔

(5) امر بالمعروف اور نہی عن امنکر کی تعلیم دینا۔

اولیاء عظام اور مشائخ اکرام کی مجالس مندرجہ بالا انوارات سے منور ہوتی ہیں۔ایسی مجالس کو ہی اللہ کے ذکر کی مجلس کہا جاتا ہے۔اور ایسی مجالس پر ہی فرشتوں کا نزول ہوتا ہے اور ایسی مجالس سے ہی دل ونگاہ منور ہوتی ہے۔اور ایسی مجالس ہی حقیقت میں دین اسلام کی مجالس ہوتی ہیں۔ایسی مجالس سے ہی فیوض و برکات جاری ہوتے ہیں۔اس کے برعکس موجودہ مجالس میں قرآن کی قرات اس طرح کی جاتی ہے۔کہ لوگ میری قرات پر داد تحسین دیں اور پھر اس کے پیسے بھی وصول کئے جاتے ہیں۔جس سے حضور اقدس ﷺ نے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔اس کے علاوہ نہ قرآن پاک سمجھا جاتا ہے۔نہ سمجھایا جاتا ہے۔جو دین اسلام کی اصل ہے۔دوسرے نمبر پر نعت خوانی کی جاتی ہے۔یا آپ ﷺ کی شان سیرت بیان کی جاتی ہے۔جو بہت اچھا کام ہے۔لیکن جب اس کی اجرت وصول کر لی جاتی ہے تو کام تمام ہو جاتا ہے. اس کے برعکس!۔اگر ایسی مجالس میں کثرت کے ساتھ درود وسلام پڑھا جائے تو وہ ایسا مستند انعام ہے۔جس کی قرآن وحدیث نے وضاحت کے ساتھ اسناد عطا فرمائی ہے۔نعت خوانی اور درود وسلام دونوں ہی حضور اقدس ﷺ کی شان وسیرت کا تذکرہ ہے لیکن درود وسلام وہ کام ہے جو اللہ اور اللہ کے فرشتے بھی کر رہے ہیں۔اور کثرت کے ساتھ پڑھنے کا حکم بھی ہے لیکن اس کے برعکس اگر چہ نعت خوانی بھی ثواب کا کام ہے لیکن کوئی آدمی بتا سکتا ہے کہ قرآن وحدیث کے حوالے سے درود وسلام کے مقابلہ میں نعت خوانی کا کیا اجر وثواب مقرر فرمایا گیا ہے۔اگر چہ حضور اقدس ﷺ کی شان وسیرت جس طرح بھی

Marfat.com

بیان کی جائے وہ ثواب ہے۔ لیکن کیا یہ بہتر نہیں کہ جو طریقہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے وہ اختیار کیا جائے اور وہ کثرت کے ساتھ درود وسلام پڑھنا ہے۔﴿ ماشاءاللہ ﴾ آپ ذرا غور کریں کہ جو مجالس دین اسلام کے نام سے منعقد کی جاتی ہیں۔ لیکن ان میں اللہ کا ذکر بھی نہ ہو درود وسلام بھی نہ ہو قرآن پاک کی تعلیم بھی نہ ہو وہ کیسی مجلس ہو گی اور اس مجلس سے کیا فیض برکات جاری ہوں گے موجودہ تبلیغ کا اہم اور خطرناک پہلو یہ ہے۔ کہ ہماری توپوں کے رخ صرف مسلمانوں کی طرف ہیں۔ ہماری مجالس میں یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ فلاں فرقہ غلط ہے اور ہم صحیح ہیں۔ جن سے جہاد لازم ہے کافروں اور یہود ونصاریٰ سے ان کا نام تک نہیں لیا جاتا اور نہ ہی جہاد فی سبیل اللہ کے فیوض و برکات بیان کئے جاتے ہیں۔ جو دین کی اصل ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں حضور اقدس ﷺ کے محبوں ساتھیوں کی پہچان ہی یہ بتلائی ہے کہ وہ کافروں کے لئے سخت اور آپس میں نرم ہیں اور جس جماعت میں یہ اوصاف موجود ہوں گے وہی جماعت اللہ کی جماعت اور حضور اقدس ﷺ کے محبوں کی جماعت ہو گی۔ ﴿ باقی خدا حافظ ﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم ماشاءاللہ لاقوۃ الا باللہ

یاحی یاقیوم یاولی یانصیر

سوال۔ اکثر لوگ سوال کرتے ہیں کہ اللہ کے مقابلے میں حضور اقدس ﷺ کا علم غیب کتنا تھا۔ یا اللہ کے مقابلے میں کسی مخلوق خواہ وہ نبی یا ولی ہو۔ اس کی کچھ حیثیت نہیں یا اللہ کے مقابلہ میں نبی اور ولی کی حیثیت ایسی اور ایسی ہے۔ جس کا مطلب نکالا جاتا ہے۔ ذلیل سے ذلیل مخلوق کیا ایسا سوال کرنا بذات خود کفر نہیں ہے۔!

جواب۔ جو لوگ خدا اور اس کے پیغمبروں سے کفر کرتے ہیں۔ یا خدا اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان تفریق کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں

Marfat.com

مانتے۔اور ایمان اور کفر کے بیچ میں ایک راہ نکالنی چاہتے ہیں۔ وہ بلا اشتباہ کافر ہیں۔اور کافروں کے لئے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (سورۃ النساء ۱۵۰ تا ۱۵۱)

تشریح۔اس کے لیئے سب سے پہلے ہمیں نبوت اور ولایت کی حقیقت جاننا ہوگی۔ کہ ان کا اللہ کے قریب کیا مقام ہے اللہ تعالیٰ سے کیا تعلق ہے یہ بہت حساس معاملہ ہے اس لئے میں اس معاملہ میں اپنی طرف سے کوئی رائے دینے کی بجائے حجتہ السلام حضرت امام غزالیؒ کی تشریح پیش کرتا ہوں۔آپ فرماتے ہیں۔نبوت کی حقیقت یہ ہے کہ قلب کا آگاہ ہونا۔علوم غیبیہ کے معنی کی حقیقت سے معائنہ کے ساتھ بغیر کسب اور طلب اور جدوجہد کے جاننا۔یعنی نبوت کا مرتبہ ایسا نہیں۔جو کسب طلب اور کوشش سے حاصل ہو۔کیونکہ اگر کوشش سے ممکن ہوتا تو ہر انسان حاصل کر لیتا۔ بلکہ نبوت کا مرتبہ اس انسان کو حاصل ہوتا ہے۔جس کے مادہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ قابلیت رکھی ہو پس نبوت ایک ایسی حالت کا نام ہے جو بعض نفوس انسانیہ کو نور قدس کی تاثیر سے حاصل ہوتی ہے۔اور نبی وہ ہے۔جس کو تمام کمالات انسانیہ اور ربانیہ بغیر اکتساب اور اجتہاد فی التحصیل کے حاصل ہوں۔کوشش اور اجتہاد سے نبوت کا حاصل ہونا کیسے ممکن ہوسکتا ہے۔حالانکہ نبوت اسرار مکنونہ (چھپے ہوئے بھید) میں سے ایک ودیعت ہے عطا ہے۔اس کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں جس کے قلب میں چاہتا ہے۔رکھ دیتا ہے۔یعنی جس کو پسند فرماتا ہے۔اس کو عطا کی جاتی ہے۔اور یہ ودیعت اس بندے کے جو ہر نفس میں قرار پکڑ لیتی ہے۔پس اس لحاظ سے نبوت نبی کے لئے نہ ذاتی ہوتی ہے نہ کسبی پس نبوت نفس کا کمال ہے۔اور یہ وہ مرتبہ ہے۔جس کے اوپر کوئی مرتبہ نہیں جو اس مرتبہ پر پہنچا رب تک پہنچ گیا۔اور اس کے اور رب کے درمیان میں سوائے حجاب حدوث کے کوئی حجاب نہ رہا۔نفس انسانی کو پہلا کمال جو حاصل ہوتا ہے۔وہ صانع کا علم ہے۔پھر اس کی احادیث کی معرفت ہوتی ہے۔پھر اس پر فکر کا ظہور ہوتا ہے۔پھر اس کے جلال کا شہود (مشاہدہ ہوتا ہے)

پھراس کی وحی کی وساطت سے اس کے علم کے ادراک میں استغراق ہوتا ہے۔اسی حالت کو نبوت کہا جاتا ہے۔ پھر جب نفس نور نبوت کے ساتھ کامل ہو جاتا ہے۔تب اس کی مثال لوح محفوظ کی سی ہوتی ہے۔غیب اور حاضر کا علم اس پر منکشف ہو جاتا ہے۔اور نبوت اس نفس کو حاصل ہوتی ہے جو رزائل سے پاک ہو۔خواہش سے منزہ ہو فساد سے دور ہو۔اور اس کے قوئ پر نفس غالب نہ ہو۔ کیونکہ نفس اس کی زندگانی کے اندر جب تک ان آفات محسوسہ میں مشغول رہتا ہے۔تب اس کا عالم غیب کی طرف رجوع کرنا ناممکن ہے۔اور جب یہ آفات (لذات دنیا) اس سے دور ہو جاتی ہیں۔اور اس کی ذات نقائص ورزائل سے قطعاً پاک ہو جائے۔ پھر حجابات اٹھ جائیں گے۔ پردے دور ہونگے۔نفس اپنے عالم بالا سے قریب ہوگا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جو مشاہدہ قریب کا شخص کرسکتا ہے دور والا اس پر قادر نہیں ہوتا۔ یہ نفس مطہر اپنے صفاء جوہر کے سبب سے جناب غیب کا مشاہدہ کرتا ہے۔اور علوم ملکوت اس کے جوہر میں منتقش ہو جاتے ہیں۔اور یہی علوم غیبیہ منتقش ہونے کا نام نبوت ہے۔ پس اس وقت یہ نفس ان چیزوں کو دیکھ سکتا ہے۔ جو اور نفس دیکھنے سے قاصر ہوتے ہیں۔اور یہ حقائق غیبی اسی سبب سے دیکھتا ہے۔اور اس کا التفات اور اشتغال عالم جس سے بہت کم ہو جاتا ہے۔کیونکہ کمالات الہٰیہ سے نفس کو دور رکھنے والے یہی مقدر حواس اور بے اعتبار مخبر ہیں اگر نفس انسانی کے ساتھ یہ آفتیں لاحق نہ ہوتی تو کسی نفس کا قدم جادۂ حق سے زائل نہ ہوتا اور نہ ہی میدان تحقیق میں کسی کو لغزش ہوتی مگر حق باطل کی ظلمتوں میں ملتبس ہو گیا۔اور حواس چونکہ باطل کے اندر زیادہ مشغول ہیں اور اسی سبب کے باطل کو قوت ملی۔اور وہ حق پر غالب آ گیا۔نفس انسانی جسم و وجود میں ایک مسافر کی مانند ہے۔اور اس کا حقیقی تعلق روح امر ربی سے ہے۔ دنیا کی لذات وخواہشات نے اس کو پراگندہ کر دیا۔اور اپنی ولائت سے دور ہوا اور اس کی بلندی منقطع ہوگئی اور اس کا علم بھی کم ہو گیا۔لیکن جب نفس لذات وخواہشات کی

Marfat.com

کدورت سے پاک ہوتا حجاب دور ہوتے ہیں تو یہ نفس اپنے ملک کی طرف چلا جاتا ہے اپنی روح کی طرف بلند پروازی کرتا ہے پھر اس کو علوم غیب حاصل ہوتے ہیں۔ حقائق ملکوت نظر آتے ہیں اور رویت کبھی اس کو خواب میں حاصل ہوتی ہے کیونکہ بیداری کی حالت میں روح حواس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ اس لئے اس میں یہ قوت نہیں ہوتی۔ یہ اسرار وملکوت کا مشاہدہ کر سکے۔ لیکن روح جب قوی ہو جاتی ہے۔ تو حالت بیداری میں بھی یہ مشاہدہ ممکن ہے کیونکہ حواس سے اس کا التفات باقی نہیں رہتا۔ بیداری کی حالت میں جو معاملات دیکھتا دیکھتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ضعف وہ اس طرح کہ ملائکہ مقربین کو دور سے دیکھے لیکن ان سے بات چیت کرنے یا اختلاط کرنے پر قادر نہ ہو دوسری قسم قوی ہے وہ یہ ہے کہ روح القدس صریح نظر کے ساتھ دیکھے لوح اور فرشتے کی شکل اس کی نظر میں منتقش ہو جائے۔ اس کی باتیں سنے اور اس کے اثر کو قبول کرے۔ یہ درجہ نبوت کے کمال کا ہے اس سے اوپر عالم بالا میں کوئی درجہ نہ ہے۔ پھر یہاں ایک اور حال ہے۔ کہ نور نبوت سے استفادہ پر قادر ہو آفادہ پر قادر نہ ہو اس صورت میں اس شخص کے واسطے ایک ہی طریقہ استفادہ کا ہوگا اور یہ نبوت ہے۔ دوسرا طریقہ افادہ کا نہ ہوگا جو رسالت ہے پس ہر رسول نبی ہے مگر ہر نبی رسول نہیں۔ رسالت اس چیز کی تبلیغ ہے۔ جو نور نبوت سے حاصل ہو۔ اور نور نبوت سے استفادہ کرنے والے بہت ایسے ہیں جو تبلیغ کی طاقت نہیں رکھتے۔ نفوس قدسیہ میں سب سے زیادہ کامل نفس وہی ہوتا ہے جو مستفید بھی ہو اور یہ وہی شخص ہے۔ جس میں نبوت اور رسالت دونوں جمع ہوں۔ پس نبوت اسرار الٰہیہ کی تلطیف اور رسالت علم نبوت کی تکثیف ہے کیونکہ نبوت ایک نور ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نفس کامل کلی پر اور رسالت اس نفس کامل سے ایک نور ہے نفوس جزویہ پر ہے۔ جس نفس نے فقط نبوت ہی کو قبول کیا وہ نفس کامل ہے اور جس نفس نے نبوت کو بھی قبول کیا اور رسالت کی تبلیغ کی وہ نفس مکمل یعنی دوسروں کو بھی مکمل

Marfat.com

کامل بنانے والا نفس مکمل مثل پانی کے ہے۔ جو خود بھی پاک ہے اور دوسروں کو بھی پاک کرتا ہے۔ نفس کامل مثل مٹی کے ہے جو خود تو پاک ہے مگر دوسروں کو پاک نہیں کر سکتی۔ نبوت ایک راستہ ہے نبی اور اللہ کے درمیان اور رسالت بھی ایک راستہ ہے نبی اور امت کے درمیان نفس جب خدا سے واصل ہوتا ہے اس وقت نبی ہوتا ہے جب بندوں کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ اس وقت رسول ہوتا ہے۔ ایک وقت ہوتا ہے کہ نبی مکمل طور پر رجوع علی اللہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے فیوض و برکات تعلیم و احکامات حاصل کرتا ہے۔ پھر جب وہی فیض مخلوق میں پہنچاتا ہے اس وقت رسول ہوتا ہے جس طرح انبیاء رسل اللہ کی عنایات مخلوق تک پہنچاتے رہے۔ حضور اقدس ﷺ پر چونکہ نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا انبیاء علیہ اسلام کے بعد رسالت کا وہ کام حضور اقدس ﷺ کی امت کے ان لوگوں نے سرانجام دینا شروع کر دیا۔ جنہوں نے علمی اور عملی طور پر حضور اقدس ﷺ کی اتباع فرمائی ہے دنیا کی آسائش و استراحت کو خیر باد کہہ کر سخت قسم کے مجاہدات و ریاضات برداشت کئے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق ان کو کشف و کرامات سے نوازا اور ان کے قلوب کو اپنے نور سے روشن فرمایا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم ان کو ضرور اپنے راستے دکھاتے ہیں۔ حدیث قدسی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! بندہ نوافل کے ساتھ میری قربت چاہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تب میں اس کا کان اور آنکھ اور ہاتھ بن کر اس کا مددگار بن جاتا ہوں۔ یہاں تک کہ وہ میرے ساتھ ہی سنتا ہے۔ میرے ساتھ ہی دیکھتا ہے۔ اور میرے ساتھ ہی (ہر ایک چیز کو) پکڑتا ہے۔ اور میرے ساتھ ہی چلتا ہے یہی جوہر خدا کا آئینہ ہے۔ اور یہ جب انسان کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور اس کی روح میں پیوست ہو جاتا ہے۔ تب نفس انسانی کو نفس کلی کا مرتبہ بہم پہنچتا ہے۔ اور یہ شخص اس نور عقلی

Marfat.com

اور نفس کلی کے قبول کرنے کے لائق ہو جاتا ہے۔جس کو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا کیا اور سب سے بعد باقی رکھے گا۔(طریقت میں اسے فنافی اللہ اور بقاباللہ کا مقام کہا جاتا ہے) ور یہ عقل اور نفس دونوں لطیف جوہر ہیں۔اب ذرا مندرجہ بالا تحریر پر غور کریں!تو چند،لطیف حقائق کا انکشاف ہوتا ہے۔

(1) ایک ظاہری انسان ہے۔ظاہری حواس ہیں۔ظاہری عقل ہے۔اس سب کچھ کا تعلق ظاہری جہان کے ساتھ ہے۔ان سب کا منبع مسکن یہ جہان آب گل ہے۔اور اس جہان کی کشش اور اس کی لذات وخواہشات انسان کو اپنی طرف مائل کرنے میں کوشاں ہیں اور انسان فطرتی طور پر چونکہ اس جہان سے منسلک ہے۔اس لئے ان لذات کی طرف بہت جلد مائل ہو جاتا ہے اور ان لذات کے حصول کے لئے کوشاں بھی رہتا ہے اور اس کا ہیڈ کوارٹر نفس امارہ ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ نے اس انسان میں اپنی ایک عظیم امانت رکھی ہوئی ہے۔جس کو روح امر ربی بھی کہا جاتا ہے نفس مطمئنہ بھی کہا جاتا ہے۔اس کا بھی ایک لطیف حصہ اسی انسان میں موجود ہوتا ہے اور وہ انسان کے وجود سے بہت قدیم ہے اس وقت سے موجود ہے جب الست بہ ربکم کی صدا گونجی تھی۔اور یہ قدیم بھی ہے اور موت کے بعد بھی موجود رہے گا۔اس پر فنا نہیں کیونکہ اس کا تعلق اس ذات سے ہے۔جو فنا سے مبرا اور پاک ہے۔

(3) ان دونوں قوتوں کے ملنے کے بعد انسان بنتا ہے۔پھر یہ انسان دو گروہوں میں منقسم ہو جاتا ہے (ا) جب طلب دنیا اور لذات وخواہشات تک محدود ہوتی ہے گویا کہ اس نے اپنے حقیقی منعم سے منہ موڑ لیا اس کے باوجود کہ اس کی حقیقی زندگی اور حصول لذات بھی اسی منعم حقیقی کے مرحون منت ہیں۔اس نے یہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا کہ میں نے دوبارہ اپنی منزل کی طرف لوٹنا ہے۔ایسے لوگوں کو کافر کہا جاتا ہے۔اس کے برعکس کچھ لوگوں نے۔قالو!

بلیٰ ۔کے اقرار کو یادرکھا۔اوراس ظاہری جہان میں ہوتے ہوئے اپنی حقیقی اور دائمی منزل کو نا بھولے اور اپنے مرکز حیات کی طرف متوجہ اور رجوع ہوئے اور اپنی اصلی حقیقت کو تلاش کرنے کی جستجو کی جس کی بدولت اسے مقام خلافت پر فائض کیا گیا تھا۔ایسے لوگوں کو مسلمان کہا جاتا ہے۔اور پھران ہی کی رہنمائی کے لئے قادر مطلق نے کچھ لوگوں کا انتخاب کیا۔جن کو نبی اور رسول اور اولیاء عظام کہا جاتا ہے۔

(4) پھران ہی مقبول بندوں کے قلوب پر اللہ تعالیٰ نے انوار وتجلیات کا ورود ہوتا ہے تا کہ وہ اس روشنی کے ساتھ مخلوق خدا کی رہنمائی کر کے ان کو فانی جہان کی بجائے اپنی اصلی اور ابدی زندگی سے روشناس کرواسکیں لیکن ان انوار وتجلیات کے حصول کے لئے مجاہدات وریاضات برداشت کرنے کے علاوہ کچھ قربانیاں دینا ضروری ہیں ۔یعنی انسان کو یہ بات عملی طور پر ثابت کرنا پڑتی ہے کہ مجھے اس جہان کی ہر چیز سے زیادہ محبت اپنے اللہ سے ہے اور رسول اللہ ﷺ سے ہے۔آپ ﷺ کی محبت اور اتباع کے بغیر اللہ تعالیٰ تک رسائی کے تمام راستے مسدود ہیں اور یہ ایثار کبھی مال کی شکل میں ہوتا ہے کبھی اولاد کی شکل میں ہوتا ہے۔کبھی اپنی جان کی شکل میں ہوتا ہے اس کے بعد دربار عالیہ سے قبولیت کی سند عطا ہوتی ہے اور پھر انسان کی حقیقی آنکھیں کھلتی ہیں جو اپنی اصلی اور ابدی منزل کو دیکھ سکتی ہیں اور پھر انسان پر جب حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے پھر وہ جو کچھ بھی دیکھتا ہے عام انسانوں کی چونکہ وہاں تک رسائی ہی ناممکن ہے ۔وہ اس سے قطعی انکار کر دیتے ہیں ۔یہیں سے اختلافات کی ابتداء ہوتی ہے وہ یکسر معجزہ کرامت بلکہ خلافت کا ہی انکار کر دیتا ہے۔اور انکار کرنے کے باوجود کہتا ہے میں جانتا ہوں یعنی اس کا یہ اقرار زبان تک یا ظاہری حواس تک محدود ہوتا ہے ۔جبکہ اندر سے انکاری ہوتا ہے کیونکہ اس کے جسم الوجود میں روح کی بجائے نفس امارہ کی حکمرانی ہوتی ہے حالانکہ اللہ اور بندے کے درمیان سب سے بڑی رکاوٹ دنیا کے مال اور اولاد کی

Marfat.com

محبت ہے جسم کی آسائش واستراحت رکاوٹ ہے۔ جبکہ جن احوال کا ہم انکار کرتے ہیں ان کے لئے تو مجاہدات اور مشقتیں برداشت کرنا پڑتی ہیں کسی مرد کامل کی غلامی اختیار کرنا پڑتی ہے جو نفس انسانی کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ نفس کی غلامی کے باوجود ہمیں وہ نایاب گوہر میسر ہو جو پاک ہے یہ دونوں متضاد چیزیں ہیں۔ ایک دوسرے کی ضد ہیں جب تک کوئی انسان اس دنیا کی ہر چیز کی نفی نہیں کرتا اللہ تک رسائی کیسے ممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم لایعنی دنیا کی محبت میں اتنے اور ایسے منہمک ہو چکے ہیں۔ کہ ہمارے اور اللہ کے درمیان سخت حجاب بن چکا ہے۔ اسی مقام پر علامہ صاحب فرماتے ہیں!

کافر کی یہ پہچان کے آفاق میں گم ہے　　　مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہے آفاق

انسان اور مشاہدات

انسان فطرتی طور پر مشاہدے کا محتاج ہے کیونکہ مشاہدہ کے بغیر حق الیقین کی منزل تک رسائی ناممکن ہے۔ لیکن جس طرح ظاہری آنکھوں سے مشاہدہ کرنے کے لئے ظاہری آنکھوں کا کھلا ہونا ضروری ہے۔ جس کے لئے مجاہدات وریاضات کے علاوہ ذکر اور تقویٰ اختیار کرنا بھی لازم ہے۔ ویسے اہتمام حجت کے لئے اللہ تعالیٰ انسان کو کسی نہ کسی طرح باطنی مشاہدات بھی اس کے ظرف کے مطابق کرواتے ہیں۔ تاکہ وہ یہ نہ کہہ سکے کہ میں بے خبر تھا مثلاً آپ خواب میں اکثر دیکھتے ہیں۔ کہ ہم بستر پر سوئے ہوئے ہوتے ہیں جسم بستر پر ہوتا ہے۔ اس کے باوجود ایک دوسرا وجود کوہ قاف کی سیر کر آتا ہے کبھی ہوا پر بھی اڑتا ہے۔ کبھی لڑائی کرتا ہے کبھی دشمن کے آگے بھاگتا ہے۔ کبھی آپ نے غور کیا ہے۔ کہ وہ کون ہے۔ جس کو میں جاننے کے باوجود نہیں جانتا۔ اور یہ تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں کہ تیرے اس وجود کے علاوہ بھی کوئی وجود ہے جو تیرا اصل وجود ہے۔ جس نے موت کے بعد بھی موجود رہنا ہے اگر تجھے وہ بستر پر چھوڑ کر کہیں سے کہیں جا سکتا ہے تو جب تو قبر میں ہوگا پھر ضروری ہے کہ وہ

Marfat.com

تیرے ساتھ ہی رہے۔

مقام غور!

اگر تیرا وجود کسی غیر عورت یا دنیا کے مال و دولت تک یا دور دراز کا سفر کرنے پر قادر ہے تو کیا اس کی طلب صادق ہو اور تجھے حضور اقدس ﷺ سے محبت ہو یا کسی اللہ کے مقبول بندے سے محبت ہو تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اس کی رسائی وہاں تک ناممکن ہو۔ اور وہاں سے فیض یاب نہ ہو سکے ذرا اس نفس کو لگام دے کر۔ دنیا کی بجائے اللہ کی طرف متوجہ ہو کر تو دیکھ۔ اللہ کی قسم جب تیرے دل میں محبوب خدا ﷺ کی محبت ہو گی تیری ہر مقام پر رہنمائی فرمائیں گے خواب میں بھی اور بیداری میں بھی ۔لیکن مقام افسوس ہے تو اپنا قبلہ بدل چکا ہے تیری محبت مال اور اولاد سے ہے۔ عورت دولت سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تو ان کا در چھوڑ کر در در کا منگتا بنا ہوا ہے۔ حتیٰ کے تو مشرکوں کا بھی منگتا اور محتاج ہے۔ اس سے بڑھ کر شرک کیا ہو گا اس کے باوجود تو مسلمانوں کو مشرک بنانے سے ذرا نہیں شرماتا۔

اپنا اور اللہ کے مقبول بندوں کا موازنہ

جب تجھے یہ تسلیم کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ میرے اندر بھی میرے جسم کے علاوہ کوئی جسم موجود ہے۔ جو مجھے سوتا ہوا چھوڑ کر کہیں کہیں پھرتا رہتا ہے۔ تو پھر اسی نظر سے ذرا ان مقبول بندوں کے احوال پر غور کر جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میں ان کے دل کی آنکھوں کو کھول دیتا ہوں ان کی آنکھیں بن جاتا ہوں ہاتھ اور پاؤں بن جاتا ہوں ان کی مدد کرتا ہوں ان کے ارادوں کی تکمیل کرتا ہوں ان کا کیا مقام ہو گا۔ اگر ایمانداری سے اپنے اندر جھانکنے کی کوشش کرے گا تو تمام اختلافات خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ اور سوائے تسلیم کے چارہ کار نہیں ہو گا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک حدیث مقدسہ اور اس کی تشریح

حضرت عقبہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن گھر سے نکلے اور شہدائے احد پر آپ ﷺ نے دعا مانگی جیسی دعا آپ میت کے لئے کرتے ہیں پھر آپ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا۔ بلا شبہ تمہارے لئے آسانیاں اور آرام پیدا کرنے کے لئے آگے جانے والا ہوں اور تم سب کی قیامت کے دن گواہی دینے والا ہوں۔ میں بلا شبہ اپنے حوض کی طرف دیکھ رہا ہوں اور بلا شبہ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔ اور بلا شبہ میں تم سے اس بات کا اندیشہ نہیں کرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے۔ لیکن یہ اندیشہ ہے کہ تم دنیا میں منہمک ہو جاؤ گے۔

(بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۷۹ مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۲۵۰)

ماشاءاللہ یہ حدیث پاک اتحاد امہ کی ضامن ہے اور اس میں تمام اختلافات کا حل موجود ہے۔

اگر ہم مان جائیں۔ لیکن اگر نہ مانیں گے تو پھر کافر کی موت مریں گے۔ حکم قرآن سنیں! جو لوگ خدا سے اور اس کے پیغمبروں سے کفر کرتے ہیں اور خدا اور اس کے پیغمبروں میں فرق ڈالنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے۔ وہ ایمان اور کفر کے بیچ ایک راہ نکالنی چاہتے ہیں۔ وہ بلا اشتباہ کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (سورۃ النساء ۱۵۰/۱۵۱)

خدا اور پیغمبروں سے انکار کرنے والے کافر ہیں۔ خدا اور اس کے پیغمبروں میں فرق پیدا کرنے والے کافر ہیں۔ بعض آیات کو ماننا بعض سے انکار کفر ہے۔ قرآن کو ماننا اور حدیث سے انکار کفر ہے۔ اللہ کو ماننا اللہ کے رسولوں سے انکار کفر ہے اور اسی انکار کی بدولت ہی مسلم

Marfat.com

امہ فتنوں اور فرقوں کی شکار ہو کر ذلت و رسوائی میں مبتلا ہو چکی ہے۔ ہم اپنی مرضی کی احادیث اور آیات قرآنی کو مانتے ہیں۔ دوسری سے انکار کر دیتے ہیں حالانکہ حکم قرآن ہے کہ پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ جس کو ہم تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔

حدیث پاک کی تشریح اور حقیقت

(1) سب سے پہلے آپ ﷺ شہدائے احد پر تشریف لے گئے اور دعا مانگی جیسا کہ آپ میت پر دعا مانگتے ہیں اس کے علاوہ آپ ﷺ ہر روز جنت البقیع میں تشریف لے جاتے اور مسلمانوں کو حکم فرمایا کہ اپنے والدین کی قبروں پر جمعہ کے دن حاضری دیا کرو پھر فرمایا کہ پہلے میں تجھے قبروں پر جانے سے روکتا تھا۔ اب میں تجھے اجازت دیتا ہوں کہ قبروں پر حاضری دو تا کہ دنیا سے نفرت پیدا ہو اور موت کو یاد کرو۔ اس کے باوجود جو لوگ بالکل ہی قبروں پر حاضری نہیں دیتے اسی طرح مردوں کی مغفرت مانگنے سے بھی اعراض کرتے ہیں کیا ان کا مقام ماننے والوں میں ہوگا۔ یا انکار کرنے والوں میں ہوگا۔ اور انکار کو ہی کفر کہا جاتا ہے۔ مثلاً اگر ایک آدمی زبان سے کہتا ہے کہ میں نماز نہیں پڑھوں گا وہ بھی انکار ہے لیکن ایک آدمی زبان سے نہیں کہتا لیکن پڑھتا بھی نہیں وہ عملی انکار ہوگا۔

(2) آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں تمہارے لئے آسانیاں آرام پیدا کرنے کے لئے آگے جانے والا ہوں اور میں تم سب کی قیامت کے دن گواہی دینے والا ہوں جو لوگ آپ ﷺ کی قبر کی زندگی کے بھی قائل نہیں وہ اس حدیث پاک کا کیا مفہوم پیش کریں گے۔ جو لوگ آپ ﷺ کے اختیار اور شفاعت کا انکار کرتے ہیں۔ وہ غور کریں! دوسری جگہ آپ ﷺ نے جو فرمایا ہے۔ کہ میری امت کے اعمال میرے حضور پیش کئے جائیں گے۔ اور قرآن پاک نے آپ ﷺ کو جو شاہد کا مقام عطا فرمایا ہے اس کی مزید تشریح ہے اگر آپ کو کچھ اختیار نہیں پھر آپ ﷺ ہمارے لئے آسانیاں اور آرام کیسے پیدا کریں گے۔ اگر آپ

ﷺ ہمارے اعمال کو دیکھ ہی نہیں رہے تو پھر گواہی کیسے دیں گے۔سنی سنائی گواہی تو دنیا کی کسی عدالت میں بھی نا قابل قبول ہے۔عدالت پہلے حلف لیتی ہے کہ میں نے یہ وقوعہ بچشم خود دیکھا ہے پھر گواہی قبول ہوتی ہے پھر سب سے بڑی سب سے عادل عدالت میں سنی سنائی گواہی کیسے قبول ہوگی۔پھر آپ ﷺ نے دوسری حدیث پاک میں فرمایا کہ میں گناہ کبیرہ کرنے والوں کی شفاعت کروں گا۔پھر جو لوگ سرے سے ہی شفاعت کے منکر ہیں پھر انکار کیا ہوتا ہے۔اگر مان جائیں تو اتحاد ہوگا اللہ کی رحمت کا نزول ہوگا اگر نہیں مانتے تو دنیا اور آخرت دونوں جہانون میں عذاب کی وعید ہے۔

(3) آپ ﷺ فرمارہے ہیں کہ بلاشبہ میں اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اسی منبر پر تشریف فرما ہو کر آپ ﷺ نے سینکڑوں میل دور جنگِ موتہ کا مشاہدہ لفظ بہ لفظ بیان فرمایا۔اسی مسجد میں آپ تشریف فرما ہیں۔اور جنت کے پھلوں کو دیکھ رہے ہیں۔بلکہ جنت اور دوزخ کو دیکھ کر تفصیل بھی بیان فرمارہے ہیں۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ازل سے ابد تک جو کچھ ہونے والا تھا سبھی کچھ آپ ﷺ نے تفصیل کے ساتھ ہم کو بتا دیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ فرش پر موجود ہونے کے باوجود عرش پر بھی دیکھ رہے ہیں اس کے باوجود جو لوگ کہتے ہیں۔کہ آپ کو کوئی علم نہیں اس سے بڑھ کر انکار کیا ہوگا۔اگر مان جائیں اتحاد اور رحمت ہوگی۔نہ مانیں گے تو عذاب کی وعید ہے۔

(4) آپ ﷺ فرمارہے ہیں کہ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں دوسری جگہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے میں تقسیم کرنے والا ہوں۔اللہ عطا کرنے والا ہے اگر آپ ﷺ کسی کو کچھ دے ہی نہیں سکتے تو پھر آپ ﷺ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دینے کا کیا مقصد ہے۔پھر اگر آپ ﷺ دے سکتے ہیں تو پھر آپ ﷺ سے مانگنا کس طرح ناجائز ہوگا اور شرک کیوں ہوگا۔پھر جو لوگ یہ تکرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو کوئی اختیار نہیں

دیا۔ پھر یہ بات اس حدیث پاک کا صریحاً انکار نہ ہوگا؟ کوئی صاحب علم اس کی تشریح کرے کہ اس حدیث پاک کا اس کے سوا کیا مفہوم نکلتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو زمین کے خزانوں کا مالک بنایا۔ اوران خزانوں کو تقسیم کرنے کا اختیار بھی دیا ہے۔ جس کو چاہے جتنا چاہے دے سکتے ہیں۔ بصورت دیگر حدیث پاک کا انکار ہوگا۔ جو صریحاً کفر کے زمرے میں آئے گا لیکن اگر مان جائیں تو اتحاد بھی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی ہوگی۔

(5) آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات کا قطعی خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کروگے۔ دوسری حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ شیطان اس امر سے مایوس ہے۔ کہ نمازی (مومن) جزیرہ عرب میں اس کی عبادت کریں گے۔ (بت پرستی کریں گے) مگر وہ ان کے درمیان فتنہ اور جھگڑا کریں گے۔ اس کے برعکس جو مسلمان سارے مسلمانوں کو مشرک بنانے پر تلے ہوئے ہیں اور باقاعدہ مشائخ کی تعظیم اور قبر پرستی کو بنیاد بنا کر مسلمانوں سے جہاد کرتے ہیں۔ اور کافروں سے کبھی بھول کر بھی جہاد نہیں کرتے کیا اس سے بڑھ کر قرآن وحدیث سے انکار کیا ہوگا آج تک کسی غیر مسلم کو بھی یہ جرات نہیں ہوئی کہ آپ ﷺ کی کسی پیش گوئی کو غلط ثابت کرسکے۔ لیکن جو لوگ مسلمانوں کے لبادے میں مسلمانوں کو مشرک بنا رہے ہیں حضور اقدس ﷺ کے ارشاد پر کبھی غور نہیں کرتے۔ کہ بلاشبہ میں تم سے اس بات کا اندیشہ نہیں کرتا کہ تم میرے بعد شرک کروگے۔ لیکن اس بات کا اندیشہ ہے کہ تم دنیا میں منہمک ہو جاؤ گے یعنی آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے اس میں ذرا برابر بھی شبہ نہ ہے کہ تم میرے بعد شرک کروگے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے فرمان کی اس طرح تائید فرماتے ہیں وَمَا ینطِقُ عَنِ الھَوٰی آپ ﷺ اپنی مرضی سے کوئی بات ہی نہیں فرماتے۔ (سورۃ النجم) اب آپ دیکھیں کہ حضور اقدس ﷺ کے ارشاد عالیہ کے مقابلہ میں جن لوگوں نے سارے مسلمانوں کو ہی مشرک بنا دیا ہے کیا وہ خود قرآن حدیث کا انکار نہیں کر رہے۔ کیا یہ حقیقت

نہیں کہ وہ قرآن و حدیث دونوں کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ۔ ان کی اپنی حقیقت یہ ہے۔ کہ ان کے مسلمانوں سے بھی مراسم ہیں ۔ اور کافروں سے بھی مراسم ہیں ۔ اور قرآن پاک نے ایسے لوگوں کو قطعی منافق قرار دیا ہے اور جب ان پر مصیبت آتی ہے۔ تو کافروں کا سہارا تلاش کرتے ہیں یہ بھی منافقین کی پہچان ہے اور ایسے لوگ مسلمانوں سے عداوت اور کافروں سے معاونت کرتے ہیں جو قرآن پاک کا صریحاً انکار ہے اور یہ سب کچھ کیوں کر تے ہیں ۔ دنیا کی محبت اور حکومت اور جاہ حشمت کے لئے ۔

(٦) آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ بلا شبہ مجھے اس بات کا اندیشہ نہیں ۔ کہ تم میرے بعد شرک کرو گے ۔ لیکن یہ اندیشہ ہے ۔ کہ تم دنیا میں منہمک ہو جاؤ گے ۔ دوسری جگہ فرمایا کہ دنیا کی محبت ہی گناہوں کا سرچشمہ ہے ۔ دنیا کی محبت ہی گناہوں کو جنم دیتی ہے ۔ اور فرمایا کہ یہ دنیا ملعون اور مردار ہے ۔ اور قرآن پاک نے دنیا کی محبت کو فتنہ قرار دیا ہے ۔ اب آپ ﷺ کی حدیث پاک کی صداقت اور حقیقت پر غور کریں ۔ تو ہم کو ماننا پڑے گا ۔ کہ آپ ﷺ کا ہر حکم حق سچ اور حقیقت پر مبنی ہے اور اس کا انکار کفر ہے ۔

(1) آپ ذرا غور کریں کہ ملت اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے والی کون سی بلا ہے؟

(2) خلافت اسلامیہ کو تباہ برباد کرنے والی کون سی چیز ہے؟

(3) مسلمان تو کائنات کا امام تھا ۔ آج در در کا منگتا کیوں ہے؟

(4) مسلمان کا خون تو مسلمان کے لئے قطعی حرام ہے ۔ اس کے باوجود آج مسلمان کی تلوار مسلمان کا گلا کیوں کاٹ رہی ہے؟

(5) مومن تو آپ ﷺ کی ایک دید کے بدلے میں جنت کی حوروں سے دست بردار ہو جاتا تھا ۔ آج وہ محبت کہاں گئی اور کس چیز نے چھین لی ہے؟

(6) آپ ﷺ کے اہل بیت اطہار جن کی طہارت اور تقدس کی قرآن پاک بھی گواہی دیتا

ہے کائنات کی ان مقدس ہستیوں کو کرب وبلا کے میدان میں کیوں شہید کیا گیا۔ اوران پاک اورمقدس ہستیوں کو پابہ زنجیر کر کے بازاروں میں کیوں پھرایا گیا؟

(7) مومن کا مقام تو ساری کائنات میں سب سے اعلیٰ وارفع ہونے کی گواہی خود قرآن دیتا ہے۔اس کے باوجود مسلمان جانوروں کے مقام سے بھی نیچے کیوں گر چکا ہے؟

(8) عورت کے مقام کو اسلام نے انتہائی تقدس دیا ہے اس کے باوجود وہ پیشہ ور عورت یا کنجری کے روپ میں کیوں آجاتی ہے؟

(9) عالم دین علم قرآن پڑھنے اور حفظ کرنے کے باوجود اس مقام پر کیوں چلا جاتا ہے کہ اس کو جنت کی خوشبو بھی میسر نہ ہو؟

(10) مسلمانوں کو تو اللہ تعالیٰ نے خلافت اور امامت دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور ساتھ یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ میں نے ساری کائنات تیرے لئے بنائی اور سجائی ہے اس کے باوجود میر جعفر اور میر قاسم کا کردار کیوں ادا کرتا ہے۔ ملک وملت کا غدار کیوں اور کیسے بنتا ہے؟

(11) آج پوری دنیا میں مسلمانوں کا خون اتنا سستا کیوں ہے۔ کہ اس کی کوئی بھی قدر وقیمت نہیں اس کے باوجود مسلم امہ خاموش تماشائی کیوں ہے؟

(12) آج مسلمان بیٹیوں کی ہر مقام پر اتنی تذلیل ہو رہی ہے وہ چیخ چیخ کر اپنے بھائیوں کو پکار رہی ہیں آج کروڑوں مسلمانوں میں ایک بھی محمد بن قاسم یا صلاح الدین ایوبی کیوں نہیں

(13) آج مسلمانوں کو جہاد جو اسلام کی روح ہے۔ وہ کون سی چیز ہے جس نے مسلم کو جہاد سے دور کر کے اس کے جسم سے روح ہی نکال دی ہے؟

(14) آج مسلمان زہد وتقویٰ، فقر غنا سے کیوں دست بردار ہو چکا ہے؟

(15) آج مسلمان عیاشی وفحاشی جو قطعاً حرام ہے میں کیوں مبتلاء ہو چکا ہے؟

(16) آج مسلمانوں نے شیطان اور کافروں کی غلامی کیوں قبول کر لی ہے؟

Marfat.com

(17) آج ملت اسلامیہ میں اتحاد کیوں نہیں ہوتا۔ قطعی اتحاد کا حکم ہونے کے باوجود کون سی! چیز رکاوٹ ہے؟

(18) آج مسلمانوں کے دلوں میں اللہ کے ڈر کی بجائے کافروں کا خوف کیوں پیدا ہو چکا ہے اور مسلمان اللہ کی بجائے کافروں کی اطاعت کرنے پر کیوں راضی ہور ہے ہیں؟

(19) آج مسلمانوں کو اطمینان قلب کیوں نصیب نہیں ہوتا؟

(20) آج شاگرد استاد کا اور اولا د والدین کی کیوں گستاخ ہے؟

(21) آج مسلمان عورت نے اپنا پردہ کیوں چاک کر دیا جو سب سے بڑی نعمت اور انعام اور تقدس کی ضمانت تھی؟

(22) آج مجاہدین اسلام کو دہشت گرد کیوں تسلیم کر لیا گیا؟

(23) آج مسلمان دین اسلام کی رسی میں پروئے جانے کی بجائے ملکوں قوموں اور ذاتوں میں کیوں بٹ چکے ہیں؟

(24) آج مسلمان سے مقام خلافت کیوں چھن چکا ہے؟

(25) آج مسلمانوں کا رعب ہیبت اور جلال کیوں ختم ہو چکا ہے؟

(26) آج مسلمانوں کی مدد کے لئے فرشتے کیوں نہیں اترتے؟

﴿ان ساری باتوں کا ایک ہی جواب ہے کہ دنیا کی محبت نے ہماری ہر چیز چھین لی ہے دنیا کی حرص ہی تمام بیماریوں کی جڑ ہے اور اس کا حل ذکر حق تعالیٰ ہے اہل ذکر کو ہی صوفی اور شیخ کہتے ہیں﴾

جنہوں نے اللہ کے ذکر کی بدولت ملت اسلامیہ کے مردہ دلوں میں زندگی کی لہر پیدا کر دی تھی اسی بنا پر شیطان اور دشمنان اسلام نے ان کو اپنا خصوصی ٹارگٹ بنا کر ان پر ہر طرف سے حملہ! کر دیا ہے ان سب حملہ آوروں میں سب سے خطرناک وہ لوگ ہیں جو دین اسلام کا لبادہ

Marfat.com

پہن کر دین اسلام کے مرکزی کردار صوفیاء اور مشائخ کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں۔

صوفیاء، مشائخ اور کرامات

بعض لوگوں نے نہایت چابکدستی سے یہ پراپیگنڈہ نقطہ عروج تک پہنچا دیا ہے کہ صوفیاء مشائخ کا عقیدہ اور نظریہ (نعوذ باللہ) مشرکانہ ہے۔ لہٰذا ان کی مجالس میں جانا یا ان کی قبور پر جانا بہت بڑا گناہ ہے اب ذرا غور کریں۔ کہ صوفیائے عظام کا عقیدہ اور نظریہ اگر غیر اسلامی ہے تو پھر ان سے کرامات کا ظہور کیسے ممکن ہوتا ہے۔ اور کیا یہ کرامات کسی انسان کے بس میں ہے۔ جس کا وہ ظہور کر سکے اور ان ہی کرامات کو دیکھ کر لوگ ان کی طرف رجوع کرتے ہیں اور کرامات اس چیز کو کہتے ہیں۔ جو ناممکن ہو۔ اور ممکن ہو جائے۔ میں ایک چھوٹی سی مثال عرض کرتا ہوں۔ ہمارا ایک دستور العمل ہے۔ کہ رمضان المبارک کی طاق راتوں میں اجتماعی طور پر شب بیداری کرتے ہیں اور عشاء سے لے کر سحری تک ذکر و اذکار اور نوافل میں مشغول رہتے ہیں۔ اور یہ اس لئے کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ہمیں نشان دہی فرمادی کہ ان ہی راتوں میں لیلتہ القدر کی رات ہے پھر سحری کے وقت ہم ذاکرین کی چائے وغیرہ سے تواضع کرتے ہیں ایک دن دوپہر کے وقت ایک آدمی میرے پاس آیا اور کہنے لگا حکیم صاحب میں وہ دیگچی دیکھنا چاہتا ہوں جس میں سے رات کو ہم چائے پی رہے تھے میں نے وہ دیگچی منگوالی پھر کہنے لگا ایک پیالی بھی منگوائیں۔ میں نے پیالی بھی منگوالی۔ پھر کہنے لگا کہ اس دیگچی میں سے رات کو ہم نے تقریباً پچاس آدمیوں نے چائے پی تھی۔ آپ بیس پیالیاں پانی اس دیگچی یں ڈال کر دکھائیں۔ میں نے اس کے ہاتھ سے پیالی پکڑ لی اور کہا کہ کسی کا پردہ چاک کرنا گناہ ہے۔ ایسا مت کریں! اسی طرح کل ہی ایک مولوی صاحب کہہ رہا تھا کہ حکیم صاحب مجھے وہ دن کبھی نہیں بھولتا کہ دو براتیں اور اس کے علاوہ لاتعداد مخلوق کا اجتماع ہونے کے باوجود ایک من گوشت تھا سب لوگوں نے کھایا پھر بھی بچ گیا۔ اصل میں

Marfat.com

لنگر میں اللہ کی طرف سے ایسی برکت ڈال دی جاتی ہے کہ وہ لنگر کیسا جو ختم ہو جائے۔ کیونکہ لنگر اللہ کی رضا کے لئے اللہ کی مخلوق کو کھلایا جاتا ہے۔ اس میں کسی بندے کا کوئی کمال نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ ہر اس کام میں برکت عطا فرماتے ہیں جو اس کے لئے کیا جاتا ہو۔ اسی طرح کرامت اسی کام کو کہا جاتا ہے جو ناممکن ہو۔ لیکن ممکن ہو جائے اور یہ اس وقت تک نہ ممکن ہے جب تک اللہ کی رضا اس میں شامل نہ ہو۔ میرا لنگر کے بارے میں بارہا کا مشاہدہ ہے کہ لنگر کبھی ختم نہیں ہوتا کیونکہ وہ اللہ کی رضا کے لئے پکایا اور کھلایا جاتا ہے۔ لیکن ایسا کیوں ہوتا ہے کیا یہ بات کسی انسان کے بس کی ہے۔ کہ ایک دیگچی میں بیس پیالیاں پانی ڈالنا نہ ممکن ہو تو اس میں سے پچاس آدمی چائے پی لیں یہ اللہ کی طرف سے اس کھانے میں برکت ہوتی ہے۔ پھر صاحب ایمان لوگ ایسی مجالس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کا ادب کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ لیکن جن کے دلوں میں حسد و بغض بھرا ہوتا ہے۔ وہ مخالفت پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس اصل کرامت یہ ہوتی ہے۔ کہ کسی اللہ کے بندے کے پاس بدکردار اور گمراہ لوگ جاتے ہیں اور وہاں سے صاحب ہدایت ہو کر لوٹتے ہیں۔ بے دین جاتے ہیں۔ اور دیندار ہو کر واپس آتے ہیں۔ بے نماز جاتے ہیں اور تہجد گزار بن جاتے ہیں۔ بے علم جاتے ہیں۔ صاحب عرفان بن کر واپس آتے ہیں۔ اور یہی وہ ہدایت ہے۔ جس کا قرآن کی ابتدا میں ذکر ہے۔ کہ اس کتاب میں کسی قسم کا شک نہیں۔ لیکن ہدایت! متقیوں کے لئے ہے۔ یعنی ہدایت تقویٰ کے ساتھ مشروط ہے۔ اور تقویٰ میں تمام نیک اعمال آ جاتے ہیں۔ اس کے باوجود حکم قرآن ہے۔

اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو (اللہ سے ڈرو) اور سچے لوگوں کے ساتھ مل جاؤ۔

(سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۱۹)

دوسری جگہ حکم قرآن ہے۔

Marfat.com

اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو (تقویٰ اختیار کرو) اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈ و اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ ۔ (سورۃ المائدہ آیت نمبر ۳۵)

ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نیک اعمال کے ساتھ سچے لوگوں کی مجالس اختیار کرنا بھی لازم ہے۔ اس طرح تقویٰ اختیار کرنے کے بعد بھی اللہ کی طرف وسیلہ تلاش کرنا حکم خداوندی ہے۔ اس کے بعد جہاد کا حکم ہے۔ اور جہاد کی دو قسمیں ہیں ۔ کافروں کے ساتھ جہاد کو جہاد اصغر کہا جاتا ہے اور نفس کے ساتھ جہاد کو جہاد اکبر کہا جاتا ہے۔ ان دونوں محاذوں پر امیر کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ جو مجاہد ہو اور جہاد کے اسرار و رموز سے واقف ہو۔ جس طرح ظاہری جہاد میں آزمودہ کار جرنیل کی اطاعت ضروری ہوتی ہے۔ اس طرح جہاد اکبر میں کسی ایسے شخص کی اطاعت ضروری ہوتی ہے۔ جس نے اپنے نفس سے جہاد کر کے اسے اپنا مطیع و فرمانبردار بنالیا ہو۔ ایسے شخص کو شیخ یا پیر کامل کہا جاتا ہے۔ اور ایسے شخص کی راہنمائی میں جب نفس کے ساتھ جہاد کیا جاتا ہے۔ تو اس کے بعد کرامات کا ظہور ہوتا ہے اور سب سے بڑی کرامت ہدایت ملنا ہے۔ جس کے لئے میں اپنے شیخ محترم حضرت صوفی محمد برکت علی رحمتہ اللہ علیہ ! کی ایک چھوٹی سی کرامت پر روشنی ڈالتا ہوں۔ آج سے تیس سال قبل شیخ محترم کے پاس حاضر ہونے سے پہلے میرا حال کچھ اس طرح تھا۔ میری دوکان مسجد کے بالکل قریب تھی۔ لیکن میں مسجد میں جانے کی بجائے۔ مسجد کے سامنے بیٹھ کر سارا دن تاش کھیلا کرتا تھا شام کو گوجرانوالہ میں سینما دیکھنے کے لئے چلا جاتا اور رات کو تقریباً ایک بجے آخری شو ختم ہوتا تو تقریباً دس کلومیٹر سفر پیدل طے کر کے گاؤں پہنچتا تھا۔ اور یہ اکثر معمول تھا اس کے علاوہ گاؤں کے اردگرد ڈیروں پر اشتہاری گروہوں کا ڈیرہ ہوتا جن کا راشن وغیرہ کا انتظام میرے ذمہ ہوتا اور ان کا اسلحہ وغیرہ بھی میرے پاس جمع رہتا جو بہت زیادہ تعداد میں ہوتا کبھی نماز پڑھنا بھی نصیب نہ ہوتی لیکن اس کے باوجود جب اللہ تعالیٰ کی رحمت

Marfat.com

کا نزول ہوا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے بندے حضرت صوفی محمد برکت علی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بھیج دیا۔ جو باصفا صوفی بھی ہیں اور شیخ کامل بھی ہیں۔ پھر ان کی نسبت اور مجلس اور نگاہ کامل کی بدولت اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے گناہوں سے توبہ کی توفیق عطا فرمائی پھر اس دن کے بعد مجھے جو سب سے بڑی نعمت اس مرد کامل کے وسیلہ سے میسر ہوئی وہ اللہ کا ذکر ہے ۔اور اللہ کے ذکر کی بدولت دنیا سے نفرت اور رجوع الی اللہ ہونے کی توفیق عنائت ہوئی اور آج اللہ کے لطف وکرم اور شیخ محترم کے فیض سے اس حال میں ہوں اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک مسجد ایک درسگاہ اور لاتعداد تبلیغی کتب لکھنے کی توفیق عطا فرمائی پھر ان کو لکھ کر فی سبیل اللہ مخلوق خدا میں تقسیم کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ جو اس وقت دنیا کے کئی ملکوں میں تقسیم ہو رہی ہیں جن میں سعودی عرب ،کویت، ابوظہبی ،دوبئ ،جاپان ،جرمنی ،برطانیہ ،امریکہ ،فرانس ،اور کئی دوسرے ملکوں میں پڑھی جا رہی ہیں ۔اس کے علاوہ اللہ کا شکر و احسان ہے ۔کہ میرے گھر میں اس وقت سے آج تک تیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے ۔!باقاعدگی سے مجلس ذکر جاری ہے اور اسی طرح مسجد میں بھی باقاعدگی ۔سے اللہ کا ذکر جاری ہے اس کے علاوہ اڑھائی سو بچے اور بچیاں باقاعدگی سے درس قرآن پڑھتے ہیں ۔اور سارا دن بچیاں قرآن حفظ کر رہی ہیں اور قرآن باترجمہ پڑھ رہی ہیں یہ سب کچھ میرے شیخ محترم کی ایک چھوٹی سی کرامت ہے اور میں نے اپنے شیخ محترم کی ایسی لاتعداد کرامات دیکھی ہیں جن کو بیان کرنے کے لئے ضخیم کتاب درکار ہے ۔اس کے لئے میں نے قرآن پاک کی عملی تفسیر دیکھی ہے ۔جس میں حکم خداوندی ہے ☆ تو جس شخص کو خدا چاہتا ہے ہدائت بخشے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا جاتا ہے ۔اور جسے چاہے گمراہ کرے اس کا سینہ تنگ اور گھٹا ہوا کر دیتا ہے ۔گویا وہ آسمان پر چڑھ رہا ہے ۔اسی طرح خدا ان لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے ۔عذاب بھیجتا ہے۔ (سورۃ انعام ۱۲۵)

Marfat.com

دین کا معیار تقویٰ اور تقویٰ کے بعد ہدائت نصیب ہوتی ہے۔جبکہ موجودہ دور میں دین کا معیار صرف علم اور درس وتدریس تک محدود ہو کررہ گیا ہے۔جس کی وجہ سے عمل مفقود ہے اور عمل کے بغیر علم بانجھ عورت کی مانند ہوتا ہے۔اسی وجہ سے موجودہ دور میں لاتعداد فتنات نے جنم لیا ہے اس سے برعکس صوفیاء اور مشائخ علم پر عمل کرنے کی ٹریننگ دیتے ہیں اور اتباع سنت کے عملی طور پر مشاہدات کراتے ہیں جس کے بعد فیض اور کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔جیسا کہ میرے شیخ محترم نے کتاب العمل بالسنتہ پچیس سال کی طویل جدوجہد کے بعد رقم فرمائی جس میں حضور اقدس ﷺ کی زندگی کا ہر گوشہ وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا جسے علم الحدیث کہا جاتا۔پھر اس پر عملی طور پر عمل کر کے مریدوں کو مشاہدہ کروایا۔اس کے بعد ہر مرید کو ایک ایک کتاب عطا فرمائی۔جو سنت نبوی کا بے بہا خزانہ ہے۔جس میں دنیا اور آخرت دونوں جہانوں کی کامیابی کی ضمانت موجود ہے۔اور شیخ محترم کی علمی اور عملی زندگی کو دیکھ کر ہی میرے جیسے خطا کار بندے کے دل میں دین کی محبت پیدا ہوئی اس کے باوجود کہ ظاہری علم نہ ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن حکیم کو پڑھنے پھر اس پر فکر کرنے اور پھر شوق پیدا ہوا کہ اس کتاب کے مطابق عمل بھی کیا جائے۔اور اپنے اللہ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے علم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔اور یہ توفیق سارے مسلمانوں کو توفیق ہو۔

یا حیی یا قیوم یا ولیٔ یا نصیر

اسی طرح اللہ کے مقبول بندے ہی حقیقی موحد اور متوکل بھی ہوتے ہیں۔مجھے اپنے شیخ محترم کی نسبت۔اور آپ کی عملی زندگی کے مشاہدات کے بعد۔اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر حق الیقین کا مقام نصیب ہوا جس میں رزق کے متعلق وضاحت فرمائی ہے،کہ جب کوئی آدمی اللہ کے دین کے لئے فارغ ہو جائے۔تو پھر وہ مخلوق کا محتاج نہ ہوگا۔اور جو کوئی تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ اس کے لئے مخلصی کی صورت پیدا کرے گا۔اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں

Marfat.com

سے اس کو گمان بھی نہ ہوگا۔ اور جو خدا پر بھروسا کرے گا۔ خدا اس کی کفالت کرے گا۔ خدا جس کام کو چاہتا ہے پورا کر دیتا ہے خدا نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا ہوا ہے۔

(سورۃ طلاق آیت نمبر ۳)

میں نے اس آیت کا عملی ظہور شیخ محترم کی عملی زندگی میں دیکھ کر پھر خود اس پر عمل پیرا ہونے کا جذبہ موجزن ہوا اور مشاہداتی طور پر اللہ تعالیٰ کے اس انعام کا حقیقی رنگ میں بذات خود مشاہدہ کیا۔ جس سے ایمان اور یقین کو استقامت نصیب ہوئی۔ اور بغیر کسی ظاہری اسباب کے اللہ تعالیٰ نے بابرکت اور باکرامت رزق عطا فرمایا۔

معجزہ اور کرامت

یہ دونوں چیزیں عطائے خداوندی ہیں جب چاہتا ہے جتنا چاہتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ جب کسی نبی سے کوئی ایسا واقعہ سرزد ہوتا ہے۔ جس کو معجزہ کہا جاتا ہے اور جب کسی دوسرے آدمی سے ایسا واقعہ یا کرامت کا ظہور ہوتا ہے اس کو صاحب ولائت کہا جاتا ہے ان دونوں چیزوں کی بدولت مومنوں کے ایمان مزید مظبوط ہوتے ہیں جبکہ دشمنان اسلام اور کافر اپنے بغض وحسد کی وجہ سے یکسر انکار کر دیتے ہیں جو حقیقی کفر ہے کیونکہ یہ سب اللہ کی عنایات ہیں۔ جو اللہ اپنے دین کی مدد اور اعانت کے لئے اپنے بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ ان کا انکار حقیقت میں دین اسلام کا انکار ہے۔

یہ سب کچھ ہونے کے بعد صوفیا اور مشائخ کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے اور کون کرتا ہے؟

(1) آج سعودی حکومت کی طرف سے جتنا لٹریچر شائع ہو رہا ہے اس کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ مشائخ کی تعظیم کو شرک اکبر قرار دے کر ان سے جہاد کرنا اور ان کا خون بہانا جائز قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح مزاروں پر حاضری جن کو انہوں نے قبر پرستی کا نام دیا ہے۔ کو بھی شرک قرار

دیا ہے۔اور اس کے برعکس یہود و نصاریٰ جن سے جہاد فرض ہے۔ان سب آیات سے مکمل طور پر انحراف کر کے ان آیات کو صوفیا اور مشائخ کے خلاف استعمال کر دیا گیا ہے جو قرآن اور اسلام کی صریحاً مخالفت ہے۔اور یہ نظریہ اور عقیدہ سب کچھ یہود و نصاریٰ کا پیدا کردہ ہے کیونکہ ان لوگوں نے قرآن سے انحراف کر کے دنیاوی حکومت کے حصول کے لئے یہود و نصاریٰ کی اطاعت کو قبول کر لیا ہے۔ جواز روئے قرآن مسلمان کو مرتد بنا دیتی ہے۔اور آہستہ آہستہ اکثر حکمرانوں نے اپنی اپنی حکومتوں کو بچانے کے لئے ان ہی کی راہ اختیار کر لی ہے جو دین اسلام کی قطعاً مخالفت ہے۔

(2) دین اسلام میں جہاد فی سبیل اللہ کے بعد سب سے اہم پہلو تبلیغ الاسلام کا ہے یہی وہ حکم ہے جو حضور اقدس ﷺ نے حجتہ الوداع کے موقع پر حاضرین کو سنایا بلغوعنی ولو آیتہ اگر تمہیں دین کی ایک بھی بات آتی ہے تو دوسروں تک پہنچا دو اور اس وقت ایک لاکھ سے زیادہ اصحابہ اکرامؓ موجود تھے جن میں سے بہت کم کی قبریں مدینہ شریف میں موجود ہیں جدھر جدھر کا رخ ہوا اپنے محبوب رسول ﷺ کا حکم سنانے کے لئے دنیا کے کونے کونے میں پھیل گئے۔اور ساری دنیا کو دین اسلام سے منور فرما دیا۔اصحابہ اکرامؓ کے بعد اسی حکم کے تحت اولیائے عظام اپنے اپنے ملکوں گھروں جائیدادوں کو چھوڑ کر اصحابہ اکرامؓ کی اتباع کرتے ہوئے دنیا میں پھیل گئے۔آج ہندوستان میں جتنے اولیائے عظام کی قبریں موجود ہیں یہ سبھی لوگ دنیا کے مختلف حصوں سے تبلیغ کی غرض سے ہی ہندوستان میں تشریف لائے اور انہوں نے ہزاروں لاکھوں کافروں مشرکوں کو جام توحید پلا کر نار جہنم سے محفوظ کر لیا اور دین اسلام کے علم کو سر بلند فرمایا۔جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تبلیغ اور جہاد فی سبیل اللہ دین کے دو اہم ستون ہیں۔ان کے دین اسلام نے کچھ اصول وضوابط مقرر کر دیئے ہیں جب تک مبلغ ان اصولوں کی پاسداری کرتا ہے۔اللہ کی مدد نصرت اس کے شامل حال رہتی ہے اور ایسا مبلغ حقیقت میں

Marfat.com

انبیاؑ و رسل کا حقیقی جانشین اور خلیفہ ہوتا ہے۔

وہ اصول وضوابط کیا ہیں؟

(1) خود بھی نیکی کے کام کرو اور دوسروں کو نیکی کے کام کرنے کا حکم دو۔

(2) خود بھی برائی سے بچو اور حتیٰ المقدور دوسروں کو برائی سے بچنے کی تلقین کرو۔

اللہ کی ذات پر ایمان لاؤ۔

(3) مبلغان اسلام کو کافروں اور شیاطین کی مخالفت کا سامنا ہوتا ہے۔ اس لئے کثرت کے ساتھ ہر حال میں اللہ کا ذکر کرنے اور لوگوں کو ذکر کرانے کا حکم موجود ہے کیونکہ اللہ کے ذکر سے دلوں کی صفائی ہوتی ہے۔ اور دل کی صفائی کے بعد ہی بندہ حقیقی منزل تک رسائی کر سکتا ہے اور شیطان کا مقابلہ کرنے کے لئے ذکر حق تعالیٰ ہی مبلغ اور مومن کے لئے شمشیر بے نیام کا کام دیتا ہے لہٰذا مبلغان اسلام نے اس ہتھیار کو کبھی نہیں چھوڑا۔

(4) سابقہ مبلغان اسلام نے میدان عمل میں جانے سے پہلے اپنے استاد کی رہنمائی میں مجاہدات و ریاضات کی بھٹی میں کندن بننے کے بعد میدان عمل میں قدم رکھا۔ پھر جہاں پر قدم رکھا دنیا کی کوئی طاقت اسے ڈگمگا نہ سکی اگر مبلغ کو خود ہی استقامت ایمان نصیب نہ ہوگی۔ وہ دوسروں کی کیا رہنمائی کرے گا۔ بلکہ دین اسلام کی رسوائی کا باعث ضرور بنے گا۔ اور جن استادوں کی رہنمائی میں وہ منازل طے کی جاتی ہیں ان کو صوفیا، مشائخ اور پیر طریقت بھی کہا جاتا ہے جیسا کہ حضور اقدس ﷺ نے اپنے اصحابہ کی تربیت فرمائی پھر وہ جہاں بھی گئے کامیاب ہوئے۔ لہٰذا یہ حقیقت کسی بھی طرح جھٹلانا ناممکن ہے کہ مبلغ وہی ہے۔ جو خود بھی اپنے علم پر عمل کرے جیسا کہ قرآن پاک میں واضح حکم ہے۔ کہ جس بات پر تم خود عمل نہیں کرتے وہ دوسروں کو کیوں بتاتے ہو۔

(5) مبلغ کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود بھی قرآن وحدیث کے تابع رہے۔ اور دوسروں کو بھی

Marfat.com

علمی اور عملی طور پر یہی درس دے۔اگر مبلغ ہی قرآن وحدیث کی مخالفت شروع کر دے گا۔تو! پھر اس تبلیغ کا دین اسلام کو کیا نفع ہو گا۔

(6) تبلیغ الاسلام کے دو حصے ہیں۔

(۱) امر بالعروف اور (۲) نہی عن المنکر ۔قرآن پاک اور حدیث پاک میں وضاحت کے ساتھ تفصیل بیان کی گئی ہے۔کہ اگر تم برائی کی مخالفت نہیں کرتے تو تمہارے سارے نیک اعمال ضائع کر دیئے جائیں گے۔جیسا کہ مچھلیاں پکڑنے والوں کو نہ روکنے کی وجہ سے ان لوگوں کے بندر بنا دئے گئے ۔اور بنی اسرائیل کے اس عالم کو جس نے ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ کی نافرمانی نہ کی تھی گنہگاروں کے ساتھ ہی غرق کر دیا گیا۔

(7) جب ہم قرآن وحدیث کی روشنی میں۔موجودہ تبلیغ کا تجزیہ کرتے ہیں۔تو بڑے عجیب وغریب سوال سامنے آتے ہیں۔جن کے بارے میں نہایت ادب سے چند گزارشات عرض کروں گا۔کیونکہ کسی مبلغ اسلام کے بارے میں کچھ کہنے سے پہلے بہت کچھ سوچنا پڑتا ہے کیونکہ مبلغ اسلام حقیقت میں اللہ کا سپاہی ہوتا۔اور اس کے ساتھ اللہ کی نصرت اور مدد ہر وقت شامل ہوتی ہے۔اس کی ذرا سے گستاخی انسان کے دونوں جہان برباد کر دیتی ہے۔لیکن جب مبلغ ہی قوانین اسلام کی مخالفت کرے تو ہر مسلمان کو حق پہنچتا ہے کہ اس سے سوال کر سکے کیونکہ ایک معمولی بدو کی بھی جرات ہوتی تھی کہ وہ حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر خلیفہ سے سوال کر سکے۔حضور اقدس ﷺ سے اصحابہ اکرام سوال کر لیا کرتے تھے۔اس لئے بندہ چند گزارشات پیش کرتا ہے۔

(1) میں نے آج تک کسی مبلغ یا جماعت کو عملی طور پر برائی کی مخالفت کرتے ہوئے نہیں دیکھا کیا! اب قرآن وحدیث کے وہ احکام منسوخ ہو چکے ہیں۔جیسا کہ حضور اقدس ﷺ نے ! فرمایا کہ یا تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو یا پھر عذاب الٰہی کے لئے تیار ہو جاؤ

Marfat.com

اگر موجود ہیں تو پھر ان سے انحراف کی کیا وجہ ہے کیا کسی مبلغ کو یہ بات زیب دیتی ہے کہ وہ خود دین اسلام سے انحراف کرے۔

(2) تبلیغ الاسلام کے متعلق چند بار احکام ہیں لیکن جہاد فی سبیل اللہ کے متعلق کثرت کے ساتھ آیات مبارکہ اور حدیث مقدسہ ہونے کے باوجود یہ کہنا کہ پہلے ایمان مضبوط کریں پھر جہاد ہوگا۔ یہ بات قرآن وحدیث کی کون سی شق کے تحت کہی جاتی ہے۔اور یہ بات قرآن اور حدیث مقدسہ سے انحراف نہیں ہے؟ جبکہ پوری دنیا کا کفر اس بات پر متفق ہے کہ مسلمان صرف جہاد چھوڑ دیں دوسرے سارے کام کرتے رہیں ہمیں ان سے کوئی اعتراض نہیں اور کیا ہمارا یہ عمل دین کی مخالفت اور کفر کی معاونت کے زمرے میں نہیں آتا۔

(3) قرآن وحدیث میں کثرت ذکر کی بار بار تلقین فرمائی ہے۔اور ہمارے بزرگائے دین ذکر بالجہر بھی کرتے تھے۔زمانہ قریب میں تبلیغی جماعت کے سربراہ مولانا ذکریا صاحب نے فضائل ذکر پر ۲۱۰ صفحات پر کتاب لکھی اس میں ذکر بالجہر کی تعریف اور احادیث مبارکہ سے اس کو ثابت کیا پھر تبلیغی جماعت میں بندہ نے خود بارہا مشاہدہ اور شامل بھی ہوا وہ ذکر بالجہر کرایا کرتے تھے۔لیکن اب ذکر بالجہر کی مخالفت کیوں اور کس قانون کے تحت اور کس کے حکم کے تحت کی جاتی ہے۔ مجھے ایک امیر جماعت نے بتایا کہ سعودیہ سے ہمیں ایسا حکم ملا ہے اگر ایسا ہے تو یہ بہت خطرناک ہے۔کیونکہ سعودیہ کو بل واسطہ یا بلا واسطہ طور پر دشمنان اسلام استعمال کر رہے ہیں پھر قرآن وحدیث اور ہمارے اپنے بزرگائے دین کے مقابلہ میں سعودیہ کا حکم کیا معنی رکھتا ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت کریں۔

(4) قرآن وحدیث میں واضح ہدایات موجود ہیں کہ متشابہ آیات کی کرید نہ کریں کیونکہ جو لوگ گمراہ ہیں وہ ایسی آیات کی کرید کرتے ہیں جیسا کہ حکم قرآن ہے۔وہی تو ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی جس کی بعض آیتیں محکم ہیں۔وہی اصل کتاب ہے۔اور بعض متشابہ ہیں تو

Marfat.com

جن لوگوں کے دلوں میں گمراہی ہے۔ دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کا اتباع کرتے ہیں۔ تا کہ فتنہ برپا کریں۔ اور مراد اصلی کا پتہ لگائیں۔ حالانکہ مراد اصلی خدا کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور جو کامل علم والے ہیں وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم ایمان لائے یہ سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے۔ نصیحت تو عقلمند ہی قبول کرتے ہیں۔ (آل عمران آیت نمبر ۷)

صحیح مسلم شریف میں بھی اسی کے مطابق حدیث پاک موجود ہے اگر متشابہہ آیات کی کرید گناہ ہے تو تبلیغ کے دوران بھی ایسی باتیں کہنا لازماً گناہ اور گمراہی ہوگا۔ اب دیکھیں مندرجہ ذیل سوالات ایسے ہیں جن سے کئی مطلب نکل سکتے۔

(1) اللہ کے سوا کسی سے کچھ نہ ہونے کا یقین اور اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین۔

(2) اللہ کے سوا کسی کو حاجت روا کہنا شرک ہے۔

(3) اللہ کء سوا کسی کو مشکل کشا کہنا شرک ہے۔

یہ ایسے سوالات ہیں جن سے کئی مطلب نکل سکتے ہیں۔

(1) اللہ کے سوا دوسری ساری مخلوق۔ (2) کافروں کے متعلق اگر یہ بات ہے تو پھر ہم امریکہ کے خوف سے جہاد کا نام کیوں نہیں لیتے۔ (3) معاشرے میں عام مخلوق جس میں گورنمنٹ کے محکمے بھی آتے ہیں۔ اگر یہ بات ٹھیک ہے تو واپڈا کے محکمے کے بغیر بجلی لگتی ہے نہ بلب جلتا ہے نہ پنکھا چلتا ہے ہمیں ان کا محتاج ہونا پڑتا ہے۔ رشوت بھی دینی پڑتی ہے اسی طرح اگر چور ڈاکو ہمارا مال لوٹ لیتے ہیں تو ہمیں پولیس کا محتاج ہونا پڑتا ہے۔ ان کو رشوت بھی دینی پڑتی ہے۔ اسی طرح موجودہ دور میں ایم پی اے اور ایم این اے وغیرہ ہیں جب ہم کو مشکل پیش آتی ہے۔ تو پھر ان کے پاس حل کرانے کے لئے جاتے ہیں۔ اس کی تشریح طویل ہے۔ کیا کوئی دنیا میں ایسا شخص موجود ہے کہ جو دوسروں کا محتاج نہ ہو۔ اور دوسرے لوگوں کے پاس اپنی حاجات اور مشکلات لے کر نہ جائے۔ اگر ہے تو میں اس کی زیارت

Marfat.com

کرنے کا مشتاق ہوں۔ دوسرا مطلب یہ ہوگا کہ انبیاء علیہم اسلام اور اولیائے کے متعلق عقیدہ ہو۔ اگر ایسا ہے تو پھر خلافت کا واضع انکار ہوگا۔ کیونکہ شیطان نے اللہ کی توحید کو ماننے کے باوجود خلافت کا انکار کیا تھا۔ جس کی وجہ سے مردود و ملعون بنا تھا۔ پھر قرآن پاک میں جو بار بار ارشاد فرمایا ہے کہ! میں نے ساری کائنات خلیفہ کے لئے مسخر کر دی ہے۔ کیا ان آیات کا انکار ممکن ہے۔ اور پھر شیطان اور کافروں کا یہ مشترکہ عقیدہ نہیں کہ انہوں نے اللہ کے خلیفہ رسول اور مقبول بندوں کا انکار کیا جس کی وجہ سے عذاب خداوندی کے مستحق ٹھہرے۔ اگر اس سے مراد اولیائے عظام اور مشائخ ہیں۔ تو پھر اس سے اہل سنت کے تمام بزرگوں۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ حضرت اما غزالیؒ۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ۔ علامہ اقبالؒ۔ اور دوسرے سبھی بزرگوں کی مخالفت ہوگی پھر یہ عقیدہ کہاں سے پیدا ہوا کب ہوا کس نے کیا۔ پھر کوئی صاحب علم یہ تشریح فرمائے کہ یہ سوالات قراان پاک کی کس آیت یا حدیث پاک کا کوئی حکم ہے اگر نہیں تو پھر ایسی متشابہہ باتیں دین اسلام کی تبلیغ کے دوران کرنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ اور اس سے دین اسلام کو کیا فائدہ پہنچے گا۔ مقام افسوس ہے کہ ہمارے تبلیغ کے مفادات غیر مسلم وصول کر رہے ہیں۔ حقیقت میں یہ وہی عقیدہ ہے۔ جو یہود و نصاریٰ نے سعودی حکمرانوں کے ذریعے مسلمانوں کو مشرک بنانے کے لئے استعمال کیا۔

موجودہ تبلیغ کے تین اہم سوال اور اس کا جواب

جواب! اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی ایسی آیات کی کرید کرنے سے منع فرمایا ہے جن سے کئی قسم کے مطلب نکل سکیں۔ تو پھر کیا تبلیغ میں ایسے سوال کرنا کیسے جائز ہوگا۔ اگر مندرجہ بالا مفہوم یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی ولی کو کوئی اختیار نہیں دیا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ! نے بار بار ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے انسان کو اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ اور ساری زمین اس کے زیر فرمان کر دی ہے۔ کیا ان سب آیات کا انکار نہ ہوگا۔ پھر بخاری شریف کی حدیث میں آپ ﷺ

Marfat.com

نے فرمایا کہ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرما دی ہیں۔ اور جن احادیث مبارکہ میں آپ ﷺ اصحابہ اکرام کو فرماتے ہیں کہ مجھ سے اپنی حاجات بیان کرتے رہا کرو تا کہ میں تمہاری حاجت روائی کر سکوں اور ایک اصحابی کو فرمایا۔ اب جب تو مجھے دوبارہ ملے گا۔ جو مانگے گا میں دوں گا۔ ان ساری احادیث کا انکار نہ ہوگا؟ پھر اگر کسی سے کچھ نہ ہونے سے مراد حضور اقدس ﷺ ہیں تو اس سے اللہ اور رسول کے درمیان فرق پیدا کرنا ہوگا جس کو قرآن پاک نے کفر قرار دیا۔ پھر اگر توحید کا قرار کرنے کے باوجود خلافت کا انکار ممکن ہے تو شیطان کیوں مردود بنا۔ اس کے باوجود کہ اللہ سبحانہ قادر المقتدر علی کلی شی قدیر مالک الملک ہیں۔ جس کو اللہ تعالیٰ مقام خلافت عطا کر دیں اس کا انکار نا ممکن ہے۔ اگر اس سے مراد اولیاء عظام اور مشائخ ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے! کہ میں مخلوق کے دلوں میں ان کی محبت بھر دیتا ہوں۔ ان کی آنکھ، ہاتھ، پاؤں بن جاتا ہوں کیا ان سب احادیث مبارکہ سے انکار نہ ہوگا۔ آپ دیکھیں ایمان کی بنیاد کلمہ طیبہ ہے۔ لا إله الا الله محمد رسول الله جس کا مطلب ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں لیکن اس کے ساتھ یہ کہنا بھی فرض ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ دوسرے نمبر پر سب سے پہلی اور بڑی عبادت نماز ہے۔ لیکن جب تک محمد ﷺ اور آپ ؐ کی آل پر درود نہیں بھیجتے نماز کی قبولیت نہ ممکن ہے۔ تیسری عبادت حج بیت اللہ شریف ہے۔ لیکن جب تک حضرت ہاجرہ کی سنت کی ادائیگی میں صفا مروہ کے چکر نہیں لگاتے۔ اور حضرت ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کی سنتیں ادا کر کے شیطان کو کنکریاں نہیں مارتے اور قربانی نہیں کرتے۔ کیا حج قبول ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی سب سے اعلیٰ افضل اور جامع کتاب قرآن پاک ہے۔ وہ بھی حضور اقدس ﷺ کے وسیلہ سے ہم تک پہنچی۔ اسی طرح جبرائیل امین کے وسیلہ سے آپ ﷺ تک پہنچی۔ اور وہ کتاب بھی نہ کسی استاد کے بغیر پڑھنی ممکن ہے نہ سمجھنی ممکن ہے پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ ہدائت میرے ہی قبضہ قدرت

Marfat.com

میں ہے۔لیکن اس کے باوجود حضور اقدس ﷺ کو اس بات پر مامور فرمایا۔اس چیز سے انکار ممکن ہے۔کہ ماسوائے ازلی بدنصیب لوگوں سے لاکھوں انسانوں نے آپ ﷺ کے وسیلہ سے ہدائت پائی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ اور اولیائے عظام مامور من اللہ ہیں انبیاء کے معجزات اور اولیاء کی کرامات اس چیز کا بیّن ثبوت ہیں۔ان مقدس ہستیوں کو بتوں یا غیر اللہ سے تشبیہہ دینا قطعاً ناجائز ہے۔اور اس بات کا انکار کرنا بھی جرم عظیم ہے۔کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کوئی طاقت نہیں دی۔پھر تبلیغ الاسلام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نام ہے ان سے دست بردار ہو کر ایسے سوال کرنے جن سے ملت اسلامیہ میں انتشار وافتراق ہو دین کی کوئی خدمت نہیں بلکہ مخالفت ہے اسی طرح اللہ کے مقبول بندوں کے خلاف بغض رکھنا۔اور در پردہ ان پر نکتہ چینی کرنے سے اللہ تعالیٰ کبھی راضی نہیں ہونگے بلکہ اعلان جنگ فرمادیں گے۔یہ اللہ تعالیٰ نے وضاحت کے ساتھ بیان فرمادیا ہے۔

سابقہ اور موجودہ تبلیغ میں فرق

اصحابہ اکرامؓ اور اولیائے عظام کا طریقہ کار اکثر یہ تھا کہ وہ اپنے اپنے گھروں سے تبلیغ کے لئے رخت سفر باندھ کر دوسرے شہروں اور ملکوں میں تشریف لے گئے۔اور پھر لوگوں کے سامنے عملی نمونہ پیش فرمایا۔اور پھر ان کے عمل اور کردار کو دیکھ کر! ہزاروں لاکھوں افراد کفر شرک کو چھوڑ کر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ایک ایک مبلغ اسلام نے ایک ایک شہر بلکہ ملک کی تقدیر بدل کر رکھ دی۔اور ان کی تبلیغ سے لاتعداد کافر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔لیکن موجودہ دور میں صرف ملک پاکستان میں تین بڑی جماعتیں جن کی تعداد لاکھوں کی تعداد میں ہے۔اپنے اپنے طریقہ سے محو تبلیغ ہیں پھر اگر سابقہ مبلغان اسلام اور موجودہ تبلیغ کا موازنہ کیا جائے تو حیران کن مشاہدات نظر آتے ہیں۔کسی کافر کو مسلمان بنانا تو دور کی بات ہے جو تبلیغ کی اصل ہے ہم نے مسلمانوں کو ہی مشرک بنادیا ہے۔موجودہ تبلیغ کا نہ تو معاشرہ میں فیض نظر

Marfat.com

آتا ہے۔جس سے برائیوں کا خاتمہ اور معاشرہ کی اصلاح ہو۔نہ ہی ہمارے گھروں میں گاؤں شہر اور محلّہ میں کوئی تبلیغی اثرات نظر آتے ہیں جس سے شر اور شیطانی طاقتوں کا راستہ روکنا ممکن ہو۔اور نہ ہی ملکی سطح پر کہیں دور تک بھی کوئی تبدیلی نظر آتی ہے۔اور یہ بڑی حیران کن بات ہے۔کہ تین جماعتوں کے لاکھوں افراد دن رات تبلیغ میں مشغول ہوں اس کے باوجود کہیں کوئی تبدیلی نظر نہ آئے۔دوسری طرف ایک ایک مبلغ کافروں کے ملک اور شہروں میں نووارد کی حیثیت سے داخل ہو اور پورے شہر اور ملک کی تقدیر کو بدل کر رکھ دے ہمیں اس پر ضرور فکر کرنا چاہیے کہ ایسا کیوں ہے میرے ناقص خیال کے مطابق پہلے مبلغان اسلام کو ان کے مشائخ پہلے مجاہدات وریاضات کی بھٹی میں پکا کر کندن بناتے جب وہ عملی طور پر موحد اور متوکل اور عامل کامل بن جاتے پھر ان کو مخلوق خدا کو ہدائت کی طرف بلانے کے لئے نامزد کیا جاتا وہ جو کچھ لوگوں کو کہتے خود اس کا نمونہ ہوتے۔یہی وجہ تھی کہ ان کی زبان اور عمل کی تاثیر کی بدولت مخلوق ہدایت پاتی۔کیونکہ وہ خود ہدایت یافتہ ہوتے اس کے برعکس ہمارا حال بالکل الٹ ہے۔ان کی کامیابی کی دوسری وجہ یہ تھی۔کہ وہ اللہ کے دین اسلام کی سر سربلندی کے لئے میدان عمل میں اترتے اور اللہ کی مدد ہر وقت شامل حال ہوتی جس کی وجہ سے ان کے قدم کسی بھی مقام پر کبھی نہ ڈگمگائے۔اس کے برعکس موجودہ دور میں ہم سب دین اسلام کی بجائے اپنے اپنے فرقہ کی تبلیغ کرتے ہیں۔حالانکہ فرقے بنانے سے قرآن پاک نے قطعاً روک دیا ہے۔انِ کی کامیابی کی تیسری وجہ یہ تھی۔کہ وہ خود بھی اہل ذکر ہوتے اور اپنے پیرو کاروں کی بھی کثرت ذکر کی تلقین فرماتے۔جو ان کی کامیابی کی ضمانت ہوتا کیونکہ اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کی صفائی ممکن ہے۔ہم تبلیغ بھی کرتے ہیں اور ذکر کی مخالفت بھی کرتے ہیں پھر کامیابی کیسے ممکن ہو۔ان کی کامیابی کی چوتھی وجہ یہ تھی کہ ان کے دل حضور اقدس ﷺ کی محبت سے مخمور ہوتے کثرت کے ساتھ درود وسلام پڑھتے شان وسیرت بیان فرماتے لیکن ہم

Marfat.com

تبلیغ بھی کرتے ہیں اور در پردہ حضور اقدس ﷺ اور اللہ کے مقبول بندوں پر نکتہ چینی بھی یہی وجہ ہے کہ موجودہ تبلیغ اور سابقہ تبلیغ میں زمین آسمان کا فرق موجود ہے۔ جس کے لئے ہمیں اپنی اصلاح کرنا ہوگی۔ تاکہ ہماری تبلیغ کا فیض دنیا کو فیض یاب کرے اور آخرت میں ہم بخشش کے حقدار بن سکیں۔

نظام خیر اور نظام شر مد مقابل ہیں

نظام خیر خلافت کا نظام ہے اور یہ سارا اللہ کے حکم کے تابع فرمان ہے اس سارے نظام میں کسی فرد کی مرضی کو عمل دخل نہیں اس میں سپریم اتھارٹی اللہ کی ذات ہے۔ لیکن اس نظام پر کار بند رہنے یا اس نظام کو چلانے والا یا منتظم اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے۔ جس کا ادب عزت احترام بھی نظام خیر میں داخل ہے۔ اسی طرح خلیفہ کی مدد اعانت کرنا۔ یا خلیفہ سے مدد اعانت طلب کرنا سب کچھ عین اسلام ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں حضرت عیسیٰؑ اپنے حواریوں کو فرماتے ہیں تم میں سے کون ہے۔ جو میری مدد کرے۔ خلیفہ یا رسول یا صاحب ولائت بھی غیر اللہ کے زمرہ میں نہیں آتا۔ اس کے برعکس شر کا نظام ہے۔ جس کا منتظم اعلیٰ شیطان ہے۔ پھر کافر یہود و نصاریٰ سب اسی نظام کے مختلف محکمے ہیں۔ نظام شر کے سارے محکمے روز ازل سے نظام خیر کے دشمن ہیں۔ یہ لوگ اللہ کو تو کوئی نقصان پہنچانے سے قاصر اور بے بس ہیں لیکن اللہ کے رسول اللہ کے خلیفہ اللہ کے ولیوں کو ہر مقام پر نقصان پہنچانے ان کی توہین و تذلیل کرنے کی ہر کوشش کرتے ہیں۔ اور یہ ان کا حق بھی ہے پھر دوسری طرف اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مدد فرماتے ہیں۔ بلکہ جب اللہ کے بندوں کی تضحیک کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی حمائت میں نظام شر کے خلاف اعلان جنگ کر دیتے ہیں پھر شر کا نظام تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ اور ایسا ایک بار نہیں بار بار ہو چکا ہے قرآن پاک پڑھ کر تصدیق کریں لیکن شر کا نظام بڑا ہی پر خطر اور مکار ہے۔ جب اس کی کوئی پیش نہیں جاتی تو وہ اپنے

Marfat.com

کچھ آدمیوں کو خیر یا اسلام کے لبادے میں ملبوس کر کے خیر کے نظام کی صفوں میں شامل کر دیتا ہے۔اور وہ مسلمانوں کو آپس میں لڑانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک دوسرے کے مدمقابل آنا۔حالانکہ کہ وہ دونوں ایسی اور اتنی مقدس ہستیاں ہیں کہ کوئی مسلمان ان کے متعلق غلط سوچ بھی اپنے ذہن میں نہیں لاسکتا اس کے باوجود شر کے نظام کے جو آدمی اسلام کے لبادے میں ملبوس ہو کر اسلام کی صفوں میں شامل ہو گئے تھے انہوں نے اپنا بھرپور کام دکھایا۔اور دین اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچادیا۔کیونکہ ایسے لوگ ظاہری طور پر اسلام کے لبادے میں ملبوس۔ نظام شر کے خیر خواہ ہوتے ہیں۔اس لئے قرآن پاک نے ان کی پہچان کے لئے بہت زور دیا ہے۔اور پھر ان کی نشانیاں بیان فرمائیں۔(1) وہ لوگ نظام خیر اور نظام شر ہر ایک کو اپنی خیر خواہی کا یقین دلاتے ہیں (2) ان کے دلوں میں بیماری ہوتی ہے وہ اللہ اور اس کے بندوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔(3) جب ان کو مصیبت آتی ہے تو اللہ کی بجائے یہود و نصاریٰ سے مدد مانگتے ہیں۔(4) وہ حضور اقدس ﷺ اور آپ کے غلاموں سے بغض وعداوت رکھتے ہیں اور ان پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔(5) وہ موت سے خوفزدہ رہتے ہیں اس لئے جہاد فی سبیل اللہ میں کبھی شامل نہیں ہوتے۔(6) ان کو آخرت کی بجائے دنیا اور اس کے مال و جاہ سے محبت ہوتی ہے۔اس لئے وہ دنیا بنانے میں مشغول اور آخرت سے بے خبر رہتے ہیں۔یہ لوگ ملت اسلامیہ کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والے ہیں۔ملت اسلامیہ کی سب سے خطرناک بیماری یہی لوگ ہیں۔جو ایک طرف کافروں یہود و نصاریٰ کی اطاعت میں مشغول ہیں۔اور کبھی بھول کر بھی کسی کافر سے جنگ نہیں کی دوسری طرف مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کے لئے جتنے مسائل پیدا کئے یہ بھی ان ہی لوگوں کے پیدا کردہ ہیں جو مسلمانوں کے لبادے میں مسلمانوں کا قتل جائز سمجھتے ہیں۔ دوسری طرف یہود و نصاریٰ کی!

Marfat.com

چھتری تلے مشائخ کی تعظیم اور قبروں کی پرستش کا بہانہ بنا کر مسلمانوں میں ایسا انتشار وافتراق پیدا کر دیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی نصرت کے سوا مسلمانوں کا اتحاد ممکن نظر نہیں آتا۔ پھر ایک عرصہ سے باقاعدگی کے ساتھ قرآن پاک اور تبلیغ کی اشاعت کے پردے میں قرآن پاک کے مفہوم کو اس طریقہ سے بدلا جا رہا ہے۔ کہ مشرکوں کے لئے جتنی آیات کا نزول ہوا ہے وہ مسلمانوں پر فٹ کی جا رہی ہیں اور مشرکوں کے خلاف جتنی آیات ہیں۔ ان کو دین کے سلیبس سے خارج کیا جا رہا ہے! حضور اقدس ﷺ اور آپؐ کے محبوب مجاہدین اسلام کے کارناموں کو تاریخ اسلام سے حذف کیا جا رہا ہے پہلے تو طویل عرصہ سے یہ کام پوشیدہ طور پر تھا۔ لیکن اب تو یہود ونصاریٰ کے ذمہ دار افراد نے یہ اعلان ہی کر دیا ہے کہ ہم یہ کام کرا اور کروا رہے ہیں جس کام کی ابتداء سعودی حکومت نے طویل عرصہ قبل کی تھی اس کے احکامات ظاہری طور پر اب پاکستان کو بھی مل چکے ہیں اور حکومت پاکستان بھی اس کام میں شریک ہو چکی ہے اگرچہ لوگوں کے واویلا کرنے پر حکومت پاکستان کے ذمہ داروں نے اعلان کیا ہے۔ کہ ہم اس اسکیم کو واپس لیتے ہیں لیکن آہستہ آہستہ کچھ نہ کچھ ہوتا رہے گا جب تک مسلمان متحد ہو کر شر کے اس نظام کے اس عمل کو جہاد فی سبیل اللہ کے طور پر نہیں روکتے کامیابی ناممکن ہے۔ ایک عرصہ سے سعودی حکومت سے عمل جاری ہے۔ جس کی جڑیں بہت مضبوط ہو چکی ہیں کیونکہ ایسا لٹریچر لکھنے چھپوانے اس کو تقسیم کرنے کے لئے اور اس کا پراپیگنڈہ کرنے کے لئے کافروں نے اپنے خزانوں کے منہ کھولے ہوئے ہیں ایسے لوگوں کو کروڑوں اربوں کے حساب سے امداد دی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ کام شر کے نظام کے لئے سب سے بہتر اور سستا کام ہے۔ اس دولت کے ذریعے وہ اپنے مندرجہ ذیل منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچاتے ہیں۔

(1) مسلمانوں میں انتشار وافتراق پیدا کرنا اور پھر اپنے زرخرید بندوں کی مدد سے اس

Marfat.com

انتشار کو قائم رکھنا۔(2) مسلمانوں کے دلوں سے ان کے محسنوں اور مقبول بارگاہ لوگوں کی محبت کو ختم کرنا۔ بلکہ ان کی توہین وتضحیک کے لئے اپنی ہر سعی کو بروئے کار لانا تا کہ وہ دین سے دور ہو جائیں ۔(3) قرآن پاک اور حدیث مقدسہ اور تاریخ اسلام سے جہاد فی سبیل اللہ کے نصاب کو حذف کرنا۔مجاہدین کے کارناموں کو مسلمانوں کے سلیبس سے غائب کرنا تا کہ مسلمانوں کی قوت ایمانی اور غیرت ختم ہو سکے ۔(4) مسلمانوں کے اموال املاک اور معدنیات اور دولت پر بغیر لڑائی کے قبضہ کرنا کیونکہ ان لوگوں کی منزل دنیا کا مال اور وسائل تک محدود ہے ۔(5) شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار عیاشی وفحاشی ہے۔وہ اپنے اس ہتھیار سے مسلمانوں کو دین سے دور کرتے ہیں۔ پھر ایسے لوگوں کو زر، زن،اور حکومت کا لالچ دے کر اپنا غلام بناتے ہیں پھر ایسے لوگوں کا بھرپور تعاون کر کے اور دولت، طاقت اور پراپیگنڈہ کے زور سے مسلمان ملکوں کا حکمران بناتے ہیں پھر ان کے ذریعے بل واسطہ اور بلا واسطہ حکمرانی کرتے ہیں اور مسلمان نہ چاہنے کے باوجود بھی ان کی اطاعت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں ۔کیونکہ انہوں نے نظام حکومت بنانے اور چلانے کے لئے ایسا جال بنا ہوا ہے جو دین اسلام کے قطعاً خلاف ہے ۔(6) دین اسلام میں انسانیت کا معیار تقویٰ ہے جبکہ شر اور کفر کے نظام میں مال ودولت اور کثرت رائے کو فوقیت حاصل ہے۔اگر چہ وہ کیسے بھی کردار کے مالک ہوں۔

سوال کیا شیطان کے نظام یا شر کا مقابلہ ممکن ہے اگر ہے تو اس کیلئے کیا لائحہ عمل مرتب کرنا ہوگا!

جواب! کسی عقل مند آدمی کی تلاش کریں جو ہماری رہنمائی کرے اور ہم اسکی اطاعت کریں۔

سوال؟ عقلمند آدمی کون ہے کہاں ہے۔اور اس کی تلاش کیسے ممکن ہے۔اس کی پہچان کیا ہے۔

حکم قرآن ! آسمان اور زمین کا بنانا رات اور دن کا بدلتے آنا۔اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لئے وہ جو اللہ ذکر کرتے ہیں۔کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور غور کرتے

Marfat.com

ہیں آسمان اور زمین کی پیدائش میں اے میرے رب تو نے یہ عبث نہیں بنایا۔تو پاک ہے ہر عیب سے تو بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔ (سورۃ آل عمران ۱۹۱ ـ ۱۹۰)

یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے عقلمند قرار دیا ہے۔اور یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ کا قرب مدد اور اعانت حاصل ہوتی ہے۔

تو میرا ذکر کر اور میں تیرا ذکر کروں گا۔اور میرا شکر کرو اور میرا انکار نہ کرو۔(یا میری نعمتوں کی ناشکری نہ کرو)۔ (البقرہ ۱۵۲)

سوال؟ شیطانی لشکر تو بہت پھیلا ہوا ہے۔ساری دنیا میں پتہ نہیں کن کن رنگوں کن کن لباسوں میں مخلوق خدا کو گمراہ کر رہا ہے اس سارے لشکر کا مقابلہ کس طریقہ سے کیا جائے۔اور شر کے غلبہ کی وجہ کیا ہے؟

جواب!اور جو کوئی رحمن کی یاد سے غافل ہوگا۔ہم اس پر شیطان مقرر کر دیں گے پس وہی اس کا ساتھی ہے۔ (ازخرف ۳۶)

اور جو کوئی اپنے رب کے ذکر سے روگردانی کرے گا۔اللہ اس کو سخت عذاب میں داخل کر دے گا۔ (سورۃ جن ۱۷)

سوال؟ آج مسلمان لاتعداد وسائل موجود ہونے کے باوجود پریشان حال کیوں ہے کسی کو بھی کہیں سکون نہیں ملتا اگرچہ وہ بادشاہ وقت ہے جج ، جرنیل ، چپڑاسی ، یا زمیندار ہے۔ہر کوئی پریشان حال کیوں ہے اور اس پریشانی کا علاج کیا ہے۔

جواب!وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو سکون ملتا ہے۔ (سورۃ الرعد ۲۸)

سوال؟ اس وقت ہماری معیشت رو بہ زوال ہے۔ہم پوری طرح شر اور کافروں کے نظام کے تحت جکڑے ہوئے ہیں۔وسائل ہونے کے باوجود ہمارا یہ حال کیوں ہوا ہے اور اس کا

حل کیا ہے؟

جواب! جب تم اللہ کے ذکر سے غافل ہو جاؤ گے تو تمہاری معیشت تنگ کر دی جائے گی۔ اور قیامت کے دن تمہیں اندھا کر کے اٹھایا جائے گا۔ اور وہ کہے گا اے میرے رب میں تو اندھا نہیں تھا میں دیکھنے والا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تیرے پاس ہماری نشانیاں آئیں تو ان کو بھول گیا اسی طرح آج تجھے بھلا دیا جائے گا۔ (طٰہٰ ۱۲۶)

سوال؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا ذکر بڑی اچھی اعلیٰ اور ارفع چیز ہے اس کی تعداد کا بھی تعین کر دیں کہ کتنا ذکر کرنا چاہیے۔

جواب! اور اللہ کو کثرت کے ساتھ یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ (سورۃ جمعہ ۱۰)

اے ایمان والو! اللہ کو کثرت کے ساتھ یاد کیا کرو۔ (الاحزاب ۴۱)

حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ سے پوچھا گیا کون بندے بندوں میں درجے کے اعتبار سے افضل ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کا ذکر کثرت سے کرنیوالے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ان ذاکرین کا مرتبہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں سے بھی افضل ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا۔ اگر اپنی تلوار کافروں اور مشرکین پر چلاتا رہے یہاں تک کہ ٹوٹ جائے۔ تب بھی اللہ کا ذکر کرنے والے اس غازی سے مرتبہ میں بڑے ہیں۔ (ترمذی شریف جلد دوم)

نوٹ! اس فضیلت کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ تلوار کا تعلق ظاہری جسم کے ساتھ ہے جبکہ ذکر دل کی صفائی کرتا ہے۔ اور دل کو جسم پر فوقیت حاصل ہے کیونکہ جسم دل کے تابع ہوتا ہے۔ اس مثال کو سمجھنے کے لئے ہندوستان اور اسپین کا تجزیہ کریں۔ ہندوستان مین صوفیاء اور مشائخ نے کافروں اور مشرکوں کے دلوں کو تسخیر کر کے جام توحید پلایا تھا۔ اور جس کی وجہ سے آج تک وہ لوگ دین اسلام پر قائم ہیں۔ انگریز ہندوستان پر قبضہ کرنے کے باوجود اپنا قبضہ برقرار نہ رکھ

Marfat.com

سکا۔اس کے برعکس اسپین کو مجاہدین اسلام نے تلوار کے زور سے فتح کیا تھا اس کے باوجود وہاں پر مسلمانوں کا قبضہ برقرار نہ رہ سکا۔اور دوبارہ عیسائیوں کی حکومت قائم بھی ہوئی۔اور لوگوں نے اسے قبول بھی کیا کہ اسی وجہ سے شر اور شیطان کے نظام نے دین اسلام کے مرکزی کردار صوفیاء اور مشائخ کو اپنا بنیادی ٹارگٹ قرار دے کر ان کے عقیدے کو شرک قرار دے کر مسلمانوں کو ان سے متنفر کرنے کی ہر کوشش کی حالانکہ وہی لوگ ذکر الٰہی کے بنیادی مراکز ہیں جب مسلمان ان سے دور ہو جائیں گے۔اللہ کے ذکر سے دور ہوں گے تو پھر لامحالہ ان کے دلوں میں دنیا کی محبت اور حرص پیدا ہوگی۔پھر ایسے لوگوں کو دین سے دور کرنا خریدنا ممکن ہو جائیگا۔اور اس کا حل بھی اس کے سوا نا ممکن ہے کہ ہم پھر سے ان کے عقیدے سے ان کی خانقاہوں کو اللہ کے ذکر اور ان کی مجالس میں بہت زیادہ بیٹھنا شروع کر دیں۔

کیونکہ ہماری موجودہ مجالس ہمارے گھروں کا ماحول ٹیلی ویژن ٹیپ وغیرہ پوری طرح شر اور شیطان کے نظام کے تحت ہے۔اور دلوں کے لئے کینسر کی بیماری کی مانند ہے جو ہمارے دلوں سے ایمان اور اسلام کو سلب کر لیتی ہے۔اور ہمیں خبر بھی نہیں ہوتی۔ذرا اس حدیث پاک پر غور کریں! فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے ہر وہ مجلس جو کوئی قوم منعقد کرتی ہے اور اس میں اللہ کا ذکر نہ ہو اور نہ اس میں نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا جائے تو ایسی مجلس اس قوم پر وبال اور نقصان کا باعث بنتی ہے۔اور موجب حسرت وندامت ہوگی۔اب اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کو بخش دے چاہے تو اس کو عذاب دے۔

(ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۲۸۸ ـ ۲۸۷ ـ شمار ۱۴۳۲)

اس کے برعکس اہل ذکر کا مقام دیکھیں!

حضرت وداعۃؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجلس صالح (ذکر الٰہی) کی ایک مجلس مومن کے لئے بیس لاکھ بری مجلس کا کفارہ بن جاتی ہے۔

Marfat.com

(احیاء علوم الدین جلد اول صفحہ ۳۰۳)

اسی وجہ سے اللہ نے ذکر سے روکنے والوں کو ظالم قرار دیا ہے اور اس سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے۔ جو اللہ کی مسجدوں میں اللہ کے ذکر سے منع کرتا ہے۔ تا کہ مسجد میں اللہ کا نام نہ لیا جاوے اور مسجدوں کو بے آباد یا اجاڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ (سورۃ البقر ۱۱۴)

اس سے ثابت ہوا کہ مسجد میں اللہ کے ذکر سے روکنے والے ظالم ہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مسجدیں اللہ کے ذکر کی بدولت ہی آباد ہوتی ہیں۔

سوال؟ اس وقت تقریباً ساری جماعتوں کے علماء متحد ہو چکے ہیں۔ اس کے باوجود بھی ملک وقوم کی سطح پر کوئی تبدیلی نظر نہیں آتی۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ اور اس کے باوجود کون لوگ ہیں جن کو ہم اپنا رہنما تسلیم کریں؟

جواب! فسلوا اھل الذکران کنتم لا تعلمون۔ جو کچھ تم نہیں جانتے اہل ذکر سے پوچھو!

اہل علم پر اہل ذکر کو اس لئے فضیلت حاصل ہے کہ اہل علم ظاہری نظر سے دیکھتے ہیں جبکہ اہل ذکر دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ یا نور بصیرت سے دیکھتے ہیں۔ جیسا کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ مومن کی بصیرت سے بچو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے تحقیق جو لوگ متقی ہیں جب ان کو وسوسہ لگتا ہے شیطان سے تو اللہ کا ذکر کرتے ہیں وہ دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں

(اعراف ۲۰۰)

یہی وہ لوگ ہیں جن کو اولیائے عظام، مشائخ اکرام، اور رہنمائے قوم کہنا اور ان سے رہنمائی حاصل کرنا باعث نجات اور فلاح ہے۔ جب اہل ذکر کی مخالفت شروع کر دیں گے یہ حقیقت میں اللہ کی مخالفت ہوگی۔ اور اللہ ناراض ہو جائے گا۔ پھر فلاح اور کامیابی کیسے ممکن ہوگی۔ یہ لوگ ہی ملت اسلامیہ کی حقیقی شفاء ہیں۔ جب ملت وقوم ایسے لوگوں کی رہنمائی قبول کرے گی ملت کی تقدیر بدل جائے گی۔

Marfat.com

سوال ؟ کیا شیخ یا پیر کامل کی اطاعت اور بیعت ضروری ہے۔قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت کریں۔

جواب !اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اطاعت کرو رسول اس کے کی اور جو تم میں صاحب امر ہو۔ پھر اگر کسی بات میں اختلاف ہو تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف رجوع کرو اگر تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہو اور اس کا انجام اچھا ہے (سورۃ النساء ۵۹)

تشریح !اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے بعد صاحب امر کی اطاعت کا حکم ہے۔اور صاحب امر وہی ہے۔جو صاحب شریعت بھی ہو۔رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہو۔جیسا کہ حضور اقدس ﷺ کے بعد خلفائے راشدین سے لوگوں نے بیعت کی لیکن اگر صاحب حکومت صاحب شریعت نہ ہو جیسا کہ خلفائے راشدین کے بعد حکمران دنیا کی محبت میں محو ہو کر شریعت سے دستبردار ہو گئے۔تو پھر رسول اللہ ﷺ کی خلافت کا معاملہ علیحدہ ہو گیا۔حضرت خواجہ حسن بصری اور دوسرے صلحائے امت نے خلافت کی بیعت کا سلسلہ شروع کر دیا۔جو آج تک جاری ہے۔اور اس طریقہ پر کئی صدیوں سے امت کا اجماع ہے اس کے برعکس اگر اس سے مراد صاحب حکومت لیا جائے تو موجودہ دور میں سبھی حکمران اللہ کی بجائے کافروں کے محکوم ہو چکے ہیں۔ان کی اطاعت بہ امر مجبوری تو جائز ہے۔لیکن احکام شریعت کو سیکھنے کے لئے کسی صاحب شریعت کی بیعت اور اطاعت لازم ہے۔اور یہ وہی خلافت ہے۔جس کا قیامت تک قائم رکھنے کا اللہ نے وعدہ فرمایا ہے۔اور یہ اسی خلافت کا تسلسل ہے جس کی ابتداء حضرت آدم علیہ اسلام سے ہوئی تھی۔اور جس کے انکار کی وجہ سے شیطان مردود اور لعین بنا تھا

ملت اسلامیہ کی بیماریاں

(1) دنیا کی حرص اور محبت۔بخل۔کینہ۔حسد۔بغض ونفاق۔موت کا خوف۔اگر اگر غور کیا جائے تو تو ان سب کی بنیاد ایک ہی ہے۔وہ دنیا کی محبت اور حرص اور دنیا میں رہنے کی طویل

Marfat.com

آرزو۔اس بناپر ایسے لوگ دنیا کے عوض دین کو بیچ دیتے ہیں۔اگرچہ عالم دین بھی ہوں چونکہ جو لوگ اہل علم ہونے کے باوجود اہل ذکر نہیں ہوتے ان کا ظاہر اگرچہ مسلمان ہوتا ہے ان کے باطن میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہوتا ہے۔اسی بناپر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! کہ جو عالم اس لئے دین کا علم حاصل کرے گا۔کہ اس سے دنیا کا حصول ممکن ہوا یسے لوگوں کو جنت کی خوشبو بھی میسر نہ ہوگی۔کیونکہ دنیا کی محبت ہی تمام گناہوں کا سرچشمہ ہوتا ہے۔اسی محبت کی بدولت ہی تمام مندرجہ بالا بیماریاں جنم لیتی ہیں۔اور اگر غور کیا جائے تو کافروں کا یہ بنیادی عقیدہ ہے۔کہ وہ دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں۔دنیا کے مفادات اور عیش وعشرت، مال دولت ہی ان منزل ہوتی ہے۔اور اسی دنیا کی محبت کے ذریعے ہی شیطان اور کافر مسلمانوں کو ان کی منزل سے بھٹکا دیتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے اس دنیا کو کسی بھی حال میں قبول نہیں کیا۔اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اتباع کو ہی اپنی محبت کے ساتھ مشروط فرمایا ہے۔بنیادی سنت سے امت مسلمہ انحراف کرنے کی وجہ سے دشمنان اسلام کی مطیع وفرمان بردار بن چکی ہے۔اور ان تمام بیماریوں کا حل اللہ کا ذکر ہے۔حکم خداوندی ہے کہ قرآن میں شفا ہے۔اور شفا تو تب ہی ہوگی جب قرآن کثرت سے پڑھا جائے گا۔قرآن پاک پر عمل کیا جائے گا۔اس پر غور وفکر کیا جائے گا۔اس طرح حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ذکر میں شفا ہے۔شفا جبھی ملے گی جب ذکر کثرت کے ساتھ کیا جائے گا۔اسی بناپر صوفیا مشائخ اور اولیائے عظام نے تلاوت قرآن اور ذکر حق تعالیٰ عملی طور پر کثرت کے ساتھ کیا اور کرایا۔جس کی بدولت کافروں اور مشرکوں کو شفا عنائت ہوئی۔اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔اور موجودہ دور میں شیطان اور اس کے لاؤ لشکر نے ذکر اور ذاکرین۔جن کو صوفیا مشائخ اور اولیائے عظام کہا جاتا ہے۔اس کے خلاف زبردست پراپیگنڈہ مہم شروع کر کے مخلوق خدا کو ان سے متنفر اور بیزار کر کے دنیا کی محبت کے ذریعے اپنا غلام بنالیا ہے۔یہ

Marfat.com

بات پوری تاریخ اسلام میں ایک عظیم مشاہدے کا درجہ رکھتی ہے۔ کہ اہل ذکر کبھی نہ بکے۔ اور ان کو دنیا کی کوئی طاقت کسی بھی قیمت پر خرید نہ سکی۔ کیونکہ ان کے دل ذکر حق تعالیٰ کی بدولت دنیا سے متنفر اور بیزار ہو کر رجوع الی اللہ ہوتے ہیں اسی طرح اہل ذکر اللہ کے سوا کسی کے سامنے نہ جھکے اور نہ ہی دنیا کی کوئی طاقت ان پر غالب آسکی۔ کیونکہ جس مقام پر ذکر اور ذاکر ہوتے ہیں۔ وہاں پر مذکور بھی ہوتا ہے۔ ملت افراد کے اجتماع کو کہا جاتا ہے۔ اور ہر فرد اپنے دل کے تابع ہوتا ہے۔ اور دل کی صفائی اور شفاء اللہ کا ذکر ہے۔ اس کے برعکس ظاہری علم والے ہر دور میں بکے اور ملت اسلامیہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ کیونکہ ان کی منزل اللہ کی بجائے دنیا ہوتی ہے۔ اور مسلمان ان کا ظاہری لباس دیکھ کر دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ کہ یہ مسلمان ہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ اگر تم نے رہنمائی لینی ہے تو اہل ذکر سے لو جن کو صوفیا اور مشائخ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے برعکس میں اہل علم کی موجودہ مثال پیش کرتا ہوں اس پر غور کریں شرح صدر ہو جائے گی۔ میرے سامنے ایک کتاب پڑی ہوئی ہے۔ جس کا عنوان ہے۔

امن کا دشمن کون اسلام امریکہ یا؟؟؟

اور اس کے مصنف کا نام ہے (ڈاکٹر علامہ ریاض الرحمٰن یزدانی) اس نے اپنے نام کے ساتھ محمد یا احمد کا لفظ نہیں لگایا جس سے اس نے ثابت کیا ہے کہ میں توحید پرست ہوں موحد ہوں۔ اور اس کی توحید کی حقیقت اس طرح ہے کہ 224 صفحات کی کتاب میں اس نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ موجودہ جتنے بھی لوگ جہاد کر رہے ہیں۔ یہ اسلام سے بغاوت ہے۔ اور صدر بش ہی دنیا کا سب سے بڑا مجاہد ہے۔ طالبان گمراہ ہیں۔ اور جتنے لوگ صوفی محمد اور دوسرے علمائے اکرام جہادی تبلیغ کرتے ہیں۔ یا عملی جہاد میں حصہ لیتے ہیں! یہ سب باغی اور گمراہ ہیں۔ جس کے لئے میں اس کتاب کا خلاصہ درج کرتا ہوں صفحہ نمبر ۱۰۱

Marfat.com

پر علامہ صاحب رقم طرز ہیں۔ علماء اکرام اور مفتیان عظام نے خودکش حملوں کی پرزور مذمت کی ہے۔ 21 اپریل 2001ء کو سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ آل شیخ نے کہا کہ اسلام خودکش دہشت گردانہ حملوں کی مذمت کرتا ہے ان کے اس بیان پر فلسطین کے انتقادہ کے حامیوں نے زبردست تنقید کی شیخ عبدالعزیز سنیئر اسلامی سکالر کمیشن کے سربراہ ہیں۔ انہوں نے کہا فدائی حملوں کا جہاد سے کوئی تعلق نہیں۔ اور یہ کہ فدائی حملہ خودکشی کی ایک قسم ہے۔ جہاد کی اس تعریف کے بعد میرا خیال ہے۔ کہ مغربی دنیا کو جہاد سے خوف محسوس نہیں ہونا چاہئے۔ اور مغربی پراپیگنڈہ اب ختم ہونا چاہئے۔ کیونکہ جہاد وہی ہے۔ جسے گیارہ ستمبر کے بعد صدر جارج بش نے ان الفاظ میں اپنے عزم کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا۔ ہم نے دہشت گردوں کو ان کی خفیہ پناہ گاہوں سے نکال کر انصاف کے کٹہرے میں لا کھڑا کرنے کے لئے مسلسل مہم شروع کر دی ہے۔ ہماری جنگ انصاف کی بالا دستی تک جاری رہے گی۔ (امن کا دشمن کون صفحہ ۱۰۲/۱۰۱)

نوٹ! یہ وہی لوگ ہیں۔ جنہوں نے یہود و نصاریٰ سے 1915/1917ء میں باقائدہ معاہدہ کر کے مقامات مقدسہ کی حکمرانی حاصل کی اس سے پہلے خلافت عثمانیہ کو توڑنے کے لئے کافروں کی بھرپور معاونت کی اور مشائخ کی تعظیم اور قبر پرستی کو بہانہ بنا کر مسلمانوں سے جہاد کر کے خلافت اسلامیہ کو پارہ پارہ کر دیا۔ اور کبھی بھول کر بھی کافروں اور مشرکوں سے جہاد نہیں کیا۔ بلکہ ان کی اطاعت کرتے ہوئے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے اور جہاد سے روکنے کے لئے !اپنا ہر حربہ استعمال کیا۔ موجودہ کتاب اور فتویٰ !بھی ان کے سابقہ عمل کا تسلسل ہے۔ جس میں مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دے کر صدر بش کو انصاف کی علامت اور مجاہد اعظم قرار دیا ہے۔ اب بھی اگر ان کا سد باب نہ کیا گیا اور مقامات مقدسہ کو آزاد نہ کرایا گیا۔ تو مسلم امہ کا آزاد ہونا ناممکن نظر آتا ہے ﴿ملت اسلامیہ کی شفاء کا بہترین عمل﴾

Marfat.com

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی سورۃ فاتحہ ستر مرتبہ ،سورۃ اخلاص ستر مرتبہ ،سورۃ فلق ستر مرتبہ ،سورۃ الناس ستر مرتبہ پڑھ کر بارش کے پانی پر دم کر کے سات دن تک مریض کو پلائے اس کے جسم میں کسی قسم کی بیماری نہ رہے گی مکمل شفاء یاب ہوگا۔ یاحیُ یاقیوم برحمتک استغیث ۔اس وقت پوری ملت اسلامیہ بیمار ہو چکی ہے ۔میری تمام مسلمانوں سے اپیل ہے اجتماعی طور پر یہ سورتیں پڑھ کر ملت اسلامیہ کی شفاء کے لئے دعا کی جائے انشاءاللہ شفائے کاملہ نصیب ہوگی یااللہ یارحمٰن یارحیم یاحیُ یاقیوم ۔ملت اسلامیہ کو شفائے کاملہ نصیب فرما۔ملت اسلامیہ کی شکست کو فتح میں بدل دے ۔مایوسی کو جرات اور شجاعت میں بدل دے نفاق کو اتحاد میں بدل دے ۔غفلت کو ذکر میں بدل دے تمام کرۂ ارض کے مسلمانوں کو ایک مرکز پر متحد ہو کر کافروں اور مشرکوں سے جہاد کرنے کی توفیق عنائت فرما۔ یااللہ یارحمٰن یارحیم یاحیُ یاقیوم یاولیُ یانصیر ۔مسلمانوں کو اعلیٰ درجے کا کردار عطا فرما۔علم تو بہت ہے اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔اعلیٰ درجے کی غیرت اعلیٰ درجے کا ایمان عطا فرما دنیا کی محبت کی بجائے اپنی اور اپنے محبوب ﷺ کی محبت عطا فرمایا ارحم رحمین ہمارے حال پر رحم فرمایا اکرام لا کرامین ہم پہ کرم فرما۔یاستار العیوب ہمارے عیبوں کی پردہ پوشی فرمایا غفار ذنوب ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے۔یاقادر المقتدر ہماری بری تقدیر کو اچھی میں بدل دے کیونکہ اے اللہ تو اعلیٰ کل شئی قدیر ہے۔اور قادر المقتدر بھی ہے۔

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر	فہرست مضامین	صفحہ	نمبر	فہرست مضامین	صفحہ
1	پیش لفظ	۱تا۳	16	سنت اور حدیث	۵۸تا۸۸
2	مومن منافق کافر	۴تا۱۱	17	مسلم امہ میں اختلاف کی ایک وجہ	۸۸تا۹۲
	مرتد کی پہچان		18	مومن اور منافق کی پہچان	۹۲تا۹۳
3	ایمان والوں کے ساتھ	۱۲تا۱۴	19	تاریخ کے آئینہ میں تجزیہ	۹۳تا۹۵
	خلافت کا وعدہ		20	کفر اور اسلام کے بنیادی عقائد میں فرق	۹۵تا۱۰۸
4	اللہ ہماری مدد کیوں نہیں کرتا	۱۴تا۲۶	21	حاجت روائی اور امام غزالی	۱۰۸تا۱۰۹
5	خلافت کا منکر شیطان	۲۷تا۳۰	22	کافر اور مومن کا عقیدہ بعد از موت	۱۱۰تا۱۱۴
6	مسلم امہ کی تباہی کی بنیاد اول	۳۱تا۳۲	23	کفر کی ابتداء اور شیطان کا عقیدہ	۱۱۴تا۱۱۵
7	مقامات مقدسہ کے حکمرانوں	۳۳تا۴۷	24	خلافت کی ابتدا اور تسلسل	۱۱۵تا۱۱۸
	کا یہود و نصاریٰ سے وعدہ		25	شیطان اور کافروں کا عقیدہ	۱۱۸تا۱۱۹
8	حضور اقدسؐ کی محبت	۴۸تا۵۴	26	حضرت عمرؓ کا مرثیہ	۱۲۰تا۱۲۱
	ایمان کی حقیقت ہے		27	مسلم امہ کے اختلاف کا حل	۱۲۲تا۱۲۶
9	ایک حدیث پاک کا	۵۵تا۷۲			
	تجزیہ اور تشریح		28	سلف صالحین اور ہمارے عقیدے میں تفاوت	۱۲۶تا۱۳۰
10	حضور اقدسؐ کی محبت	۵۳تا۷۵	29	عالم بے عمل کا مقام اور شناخت	۱۳۱تا۱۳۵
	اصحابہ کے نزدیک		30	عالم اور عامل کا بنیادی فرق	۱۳۵تا۱۴۹
11	منافقین کا حال	۷۶تا۷۷	31	محبت کی حقیقت	۱۴۹تا۱۵۶
12	حضور اقدسؐ کے محبوں کی	۷۷تا۷۹	32	علم عالم اور فیض	۱۵۷تا۱۶۴
	کی پہچان		33	اولیائے عظام	۱۶۴تا۱۶۷
13	مسلمان کا قتل کب جائز ہے	۸۰	34	اللہ کے مقبول بندے	۱۶۷تا۱۷۰
14	کونسا مسلمان افضل ہے	۸۱	35	توحید اور شرک کی حقیقت	۱۷۱تا۱۷۶
15	فتنہ اور نفاق	۸۲تا۸۴	36	شرک سے متعلق حدیث میں وضاحت	۱۷۷تا۱۸۱

Marfat.com

نمبر	فہرست مضامین	صفحہ
37	ازروئے قرآن مشرک کون ہیں	۱۸۱ تا ۱۸۷
38	دین اسلام میں شرک کیسے داخل کیا جاتا ہے	۱۸۷ تا ۱۸۹
39	دین اسلام میں خوفناک تغیر اور ملت اسلامیہ کا انجام	۱۸۹ تا ۱۹۱
40	شرک کی حقیقت	۱۹۲ تا ۱۹۳
41	قرآن پاک کی حقیقت کا انکشاف	۱۹۴ تا ۱۹۹
42	شیطان اور علمائے سوءٗ	۱۹۹ تا ۲۰۰
43	شرک کی وضاحت	۲۰۰ تا ۲۰۳
44	اہل سنت کی دونوں جماعتوں کا اتحاد کیسے ممکن ہے	۲۰۴ تا ۲۱۱
45	مومن کا مقام علامہ اقبالؒ کی نظر میں	۲۱۲ تا ۲۱۷
46	اولیا اللہ کی حقیقت اور شیطان کی مکاری	۲۱۷ تا ۲۲۰
47	ادب اور عبادت میں فرق	۲۲۰ تا ۲۲۲
48	حضرت بابا فریدؒ	۲۲۳ تا ۲۳۲
49	خلافت کی ضرورت	۲۳۳ تا ۲۳۵
50	خلافت اور بیعت	۲۳۶ تا ۲۳۸
51	کرامت	۲۳۸ تا ۲۴۳
52	اہل سنت اور اہل حدیث	۲۴۳ تا ۲۴۷
53	کیا ہم اپنے اجداد کے وارث ہیں	۲۴۸ تا ۲۵۲
54	خلافت اسلامیہ اور اتحاد امت	۲۵۲ تا ۲۵۵
55	صلاح دین ایوبیؒ اور نور الدین زنگیؒ	۲۵۵ تا ۲۵۶
56	مصر میں خلافت کا احیا	۲۵۶ تا ۲۵۸
57	خلفائے آل عثمان	۲۵۸ تا ۲۵۹
58	خلافت اسلامیہ کے خلاف جہاد	۲۶۰ تا ۲۶۱
59	آل ابن سعود کے جہاد کی خصوصیت	۲۶۲ تا ۲۷۲
60	مومن کافر اور مرتد کی پہچان	۲۷۲ تا ۲۷۴
61	خلافت اور بادشاہی	۲۷۴ تا ۲۷۸
62	اسلام کے نقاب میں دین اسلام پر حملہ	۲۷۸ تا ۲۸۱
63	رعایا کے ساتھ عدل وانصاف	۲۸۱ تا ۲۸۴
64	کیا مشرکوں کی اطاعت سے توحید کی سربلندی ممکن ہے	۲۸۴ تا ۲۹۲
65	قبروں کی پرستش اور مشائخ کی تعظیم	۲۹۲ تا ۳۰۱
66	صلاح الدین ایوبیؒ اور مشائخ کی تعظیم	۳۰۱ تا ۳۰۴
67	مقامات مقدسہ کا موجودہ لٹریچر	۳۰۴ تا ۳۰۸
68	ابن سعود اور انگریزوں کی غلامی	۳۰۹ تا ۳۱۱
69	دشمنان اسلام کے مقاصد کی تکمیل	۳۱۱ تا ۳۱۳
70	ریجی نالڈ کا حملہ اور ناکامی	۳۱۳ تا ۳۱۵
71	حضور اقدس کی محبت کو مسلمانوں کے دلوں سے کیسے نکالا جاتا ہے	۳۱۶ تا ۳۲۰
72	کافروں کا انبیا کے ساتھ سلوک	۳۲۰ تا ۳۲۴
73	حضرت آدمؑ کا مقام	۳۲۴ تا ۳۲۵
74	محبوب خداؐ کا مقام	۳۲۵ تا ۳۳۱
75	خلافت کا تسلسل اور مقصد	۳۳۱ تا ۳۳۴

Marfat.com

نمبر	فہرست مضامین	صفحہ
76	علم اور اختیار	۳۳۲ تا ۳۳۴
77	توحید کے لبادے میں مسلمانوں کا حال	۳۳۵ تا ۳۳۷
78	الحمد للہ ربِ العالمین اور رحمتہ العالمین	۳۳۷ تا ۳۴۰
79	نبوت اور رسالت اور ولائت	۳۴۰ تا ۳۵۳
80	ایک حدیث مقدسہ کی تشریح	۳۵۵ تا ۳۶۰
81	صوفیا مشائخ اور کرامات	۳۶۲ تا ۳۶۷
82	صوفیا اور مشائخ کی مخالفت	۳۶۸ تا ۳۷۲
83	موجودہ تبلیغ کے تین سوال اور ان کا جواب	۳۷۳ تا ۳۷۵
84	سابقہ اور موجودہ تبلیغ میں فرق	۳۷۵ تا ۳۷۷
85	نظام خیر اور نظام شر مد مقابل اور شر کا مقابلہ کیسے کیا جائے	۳۷۷ تا ۳۸۵
86	ملت اسلامیہ کی بیماریاں	۳۸۵ تا ۳۸۷
87	امن کا دشمن کون امریکہ یا اسلام؟	۳۸۷ تا ۳۸۸
88	شفائے ملت کی دعا	۳۸۹

مدینۃ العلم جامعہ مجددیہ
نور آباد۔ فتح گڑھ سیالکوٹ

Marfat.com

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات

نماز مومن کی معراج ہے

کرہ ارض پر بسنے والے مسلمان جسم واحد کی مانند ہیں	دنیا میں مسافر کی طرح رہو اپنے آپ کو قبر والوں میں شمار کرو
دنیا مردار سے بھی زیادہ ذلیل ہے	دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے
دنیا کی رغبت میری امت کی ہلاکت کا سبب بنے گی	بندے کا اپنا مال وہی ہے جو موت سے پہلے صدقہ خیرات کر دے
غنا کا تعلق مال و دولت سے نہیں بلکہ دل سے ہے	زیادہ ہنسنا دل کو مردہ بنا دیتا ہے
اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کر جو اپنے لئے کرتا ہے	دنیا ملعون ہے مگر جو چیز اللہ کے ذکر کے لئے مخصوص ہو
لعنت کی گئی ہے درہم و دینار کے بندے پر	رہائشی مکان جسم کے لئے لباس اور خشک روٹی بندے کی ضرورت ہے
میری امت کا فتنہ دنیا کا مال ہے	مال وہی شخص جمع کرتا ہے جس میں عقل نہیں
شراب پینا گناہوں کا مجموعہ ہے	عورتیں شیطان کا جال ہیں
دنیا کی محبت گناہوں کا سر ہے	بوقت موت فرشتے پوچھتے ہیں آگے کیا بھیجا لوگ پوچھتے ہیں دنیا میں کیا چھوڑا
فقرا دولت مندوں سے پانچ سو سال قبل جنت میں جائیں گے	سچی بات کرو اگرچہ تلخ ہو
اللہ اپنے بندوں کو دنیا کی آلائشوں سے پاک رکھتا ہے	بہترین عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے
رزق بندے کو اسی طرح تلاش کرتا ہے جیسے موت	تقوی اختیار کرنے سے باکرامت رزق ملتا ہے
دین کی ایک بھی بات تجھے آتی ہے دوسروں تک پہنچا دو	دین کی نشر و اشاعت بہترین صدقہ ہے
امر بالمعروف نہی المنکر کرتے رہو یا پھر عذاب الٰہی کے لئے تیار ہو	جو وعدہ کرو پورا کرو
جو دین کی مدد کرے گا اللہ اس کی مدد کرے گا	جھوٹ کی بدبو سے حفاظتی فرشتے میل بھر دور چلے جاتے ہیں
غیبت مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے	غیبت کا گناہ نماز روزے کے ثواب کو کھا جاتا ہے
چغل خور جنت میں نہیں جائیگے	حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے
ذکر کی ایک مجلس بیس لاکھ بری مجالس کا کفارہ ہے	دوسرے کی حاجت روائی جنت کا وارث بنا دیتی ہے
کوئی بلا صدقہ کو نہیں پھاند سکتی	مخلوق اللہ کا کنبہ ہے مخلوق پر احسان کرنے والا اللہ کا محبوب ہے

مظلوم کی فریاد رسی پر 73 بخششیں عنایت ہوتی ہیں جس میں سے ایک کا اجر یہ ہے کہ تمام دنیاوی معاملات کی ضامن بن جاتی ہے باقی 72 قیامت کے لئے ہونگی

Marfat.com

مسلم امہ کی بیماریاں

معیشت کی تباہی سود، اور بخیلی

ام الامراض دنیا کی محبت

ام الفتنات بے حیائی، فحاشی

ام الخبائث شراب

شیطان کا جال بے پردہ عورتیں

مومن کے لئے زہر ہلاہل کا پیالہ
کافروں اور مشرکوں سے دوستی اور اطاعت

جرات وشجاعت کے دشمن
موت کا خوف، اور دنیا میں رہنے کی لمبی امید

نفس اور شیطان کے لشکر
لذات وخواہشات اور لمبی امیدیں

شیطان کے مرید
شان وشوکت اور جاہ وحشمت کے پجاری

اخلاقیات کی تباہی
راگ ورنگ (کیبل نیٹ ورک)

ملت اسلامیہ کا زوال
قومیت اور فرقہ پرستی

انسانی صحت کی بربادی
حسین وجمیل دوشیزائیں

شیطان کے ہتھیار
چغلی، حسد، بغض، کینہ، تکبر

کفر کی حقیقت
اللہ اور رسول اور امیر کی اطاعت کی بجائے
خواہشات نفسانی کی پیروی

آخرت کی بربادی کے اسباب
مال وزر جمع کرنا، صدقات وخیرات سے غفلت
لمبی چوڑی جائدادیں اور جاگیریں

یہ کتاب حضور اقدس ﷺ کے ہاں بک چکی ہے اس کی خرید وفروخت ممنوع ہے

حکیم محمد ریاض احمد ٹھکر کے وڑائچ گوجرانوالہ۔ فون نمبر: 0431-784099

Marfat.com